مسائل الشریعہ

ترجمہ

وسائل الشیعہ

تالیف

محدث متبحر محقق علامہ الشیخ محمد بن الحسن الحر العاملی علیہ الرحمہ

ترجمہ و تحشیہ

فقیہ اہل بیت آیت اللہ الشیخ محمد حسین النجفی پاکستان

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ھیں

مو منین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ھیں.

منجانب.



سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان

Knowledge for All
SABIL-E-SAKINA

یا عباسؑ

۷۸۶
۹۲-۱۱۰
یا صاحب الزّماں ادرکنیؑ

DvD Version

لبیک یا حُسینؑ

نذر عباس
خصوصی تعاون:
رضوان رضوی

اسلامی کُتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری ۔

www.ziaraat.com

SABIL-E-SAKINA
Unit#8,
Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.
www.sabeelesakina.page.tl
sabeelesakina@gmail.com

(جلد سوم)

مسائل الشریعہ

ترجمہ

وسائل الشیعہ

تالیف

محدث متبحر، محقق علامہ شیخ محمد بن الحسن الحر العاملی قدس سرہ

ترجمہ و تحشیہ

فقیہ اہل بیت آیت اللہ الشیخ محمد حسین النجفی پاکستان

ناشر

مکتبۃ السبطین۔ سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا

بسم الله الرحمن الرحيم

نام کتاب	:	مسائل الشریعہ ترجمہ وسائل الشیعہ
جلد	:	سوم
تالیف	:	محدث متبحر محقق علامہ شیخ محمد بن الحسن الحر العاملی قدس سرہ
ترجمہ و تحشیہ	:	فقیہ اہل بیت آیت اللہ الشیخ محمد حسین النجفی سرگودھا پاکستان
کمپوزنگ	:	غلام حیدر (میکسیما کمپوزنگ سینٹر، موبائل:0346-5927378)
پرنٹنگ	:	میکسیما پرنٹنگ پریس، راولپنڈی
ناشر	:	مکتبۃ السبطین۔ سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا
طبع اول	:	رجب المرجب ۱۴۲۳ھ۔ ستمبر ۲۰۰۲ء
طبع دوم	:	جمادی الاول ۱۴۳۱ھ۔ مئی ۲۰۱۰ء
قیمت	:	۱۵۰ روپے
تعداد	:	۵۰۰

ملنے کے پتے

جامعہ علمیہ سلطان المدارس الاسلامیہ

عقب جوہر کالونی، سرگودھا

اسلامک بک سینٹر

مکان نمبر C-362، گلی نمبر 12،

سیکٹر G-6/2، اسلام آباد،

فون:051-2602155

معصوم پبلیکیشنز بلتستان

منٹھوکھا، کھرمنگ، سکردو بلتستان

ای میل:maximahaider@yahoo.com

موبائل:0346-5927378

فہرست مسائل الشریعہ ترجمہ وسائل الشیعہ (جلد سوم)

﴿ ابواب المواقیت ﴾

(اس میں کل تریسٹھ (۶۳) ابواب ہیں)

﴿ ابواب قبلہ ﴾

(اس باب میں کل اُنیس (۱۹) ابواب ہیں)

﴿نماز گزار کے لباس کے ابواب﴾

(اس سلسلہ میں کل چونسٹھ (۶۴) ابواب ہیں)

﴿ نماز وغیرہ میں لباس کے احکام کے ابواب ﴾

(اس باب میں کل بہتر (۷۳) ابواب ہیں)

باب نمبر	خلاصہ	صفحہ نمبر
	﴿ ابواب مکان مصلی ﴾	
	(اس سلسلہ میں کل چوالیس (۴۴) باب ہیں)	
۱	ہر مکان میں نماز پڑھنا جائز ہے بشرطیکہ اپنی ملکیت ہو یا مالک کی اجازت ہو۔	۳۲۹
۲	غصبی مکان اور غصبی کپڑے میں نماز پڑھنے کا حکم؟	۳۳۰
۳	اس صورت کا حکم کہ جب مالک اپنے کپڑے میں یا اپنے بستر پر یا اپنی زمین میں کسی کے نماز پڑھنے پر راضی ہو؟	۳۳۰
۴	جب کسی شخص کے سامنے یا اس کے پیچھے یا اس کے دائیں بائیں کوئی عورت موجود ہو مگر وہ نماز نہ پڑھ رہی ہو اگر چہ جنب یا حائض ہی ہو تو وہ نماز پڑھ سکتا ہے اور یہی حکم عورت کے لئے ہے (اگر کوئی شخص اس کے سامنے الخ۔۔۔)	۳۳۱
۵	اگر مرد کے سامنے یا اس کے دائیں بائیں کوئی عورت نماز پڑھ رہی ہو تو وہاں مرد کا نماز پڑھنا مکروہ ہے اور یہی حکم عورت کا ہے مگر مکہ میں یہ کراہت نہیں ہے۔	۳۳۲
۶	جب مرد بقدر عورت کے جسم کے یا بقدر اپنے سینہ کے عورت سے آگے ہو تو دونوں اکٹھی نماز پڑھ سکتے ہیں۔	۳۳۴
۷	جب عورت مرد کے آگے یا اس کے دائیں بائیں نماز پڑھ رہی ہو مگر درمیان میں دس ہاتھ یا اس سے زیادہ یا کم از کم ایک ہاتھ یا ایک بالشت کا فاصلہ ہو تو مرد اس کے پیچھے یا دائیں بائیں نماز پڑھ سکتا ہے۔	۳۳۵
۸	جب مرد اور عورت کے درمیان کوئی حائل موجود ہو تب مرد نماز پڑھ سکتا ہے اگر چہ کوئی عورت اس کے آگے یا اس کے دائیں بائیں نماز پڑھ رہی ہو اگر چہ وہ حائل مشاہدہ سے مانع نہ بھی ہو۔	۳۳۶
۹	جب کوئی مرد نماز پڑھنا شروع کر دے اور بعد ازاں کوئی عورت اس کے دائیں بائیں نماز پڑھنے لگے تو مرد کی نماز باطل نہیں ہے اور مستحب ہے کہ عورت اپنی نماز کا اعادہ کرے۔	۳۳۶
۱۰	اگر مرد اور عورت ہر دو نے نماز پڑھنی ہو اور نہ کوئی حائل اور نہ دس ہاتھ کا فاصلہ تو مستحب یہ ہے کہ پہلے مرد نماز پڑھے۔	۳۳۷
۱۱	نمازی کے آگے سے کوئی کتا، کوئی عورت یا کوئی جانور گزرے تو اس کی نماز باطل نہیں ہوتی البتہ مستحب یہ ہے کہ کہ سوائے مکہ کے جس قدر ممکن ہو اس کو ہٹائے۔	۳۳۷

﴿ مساجد کے احکام ﴾

(اس سلسلہ میں کل ستر (۷۰) ابواب ہیں)

﴿ مساکن کے احکام کے ابواب ﴾

(اس سلسلہ میں کل انتیس باب ہیں)

﴿ جن چیزوں پر سجدہ کیا جاتا ہے ان کے ابواب ﴾

(اس سلسلہ میں کل سترہ ابواب ہیں)

﴿ کتاب الصلوٰۃ ﴾

تبصرہ منجانب مترجم عفی عنہ

اسلام میں نماز کا مقام

یہ حقیقت ہر قسم کے شک وشبہ سے بلند و بالا ہے کہ اسلام میں ان تمام مذکورہ بالا عبادات میں سے زیادہ اور اہم اور عظیم المرتبت نماز ہے اور اسلامی عبادات کا پہلا رکن ہے جو پیرو جواں امیر و فقیر، مرد و عورت اور تندرست و بیمار سب پر یکساں واجب ہے اور کسی حال میں بھی کسی متنفس سے جب تک وہ ہوش وحواس میں ہے ساقط نہیں ہے اگر کوئی شخص کھڑے ہوکر نہیں پڑھ سکتا تو بیٹھ کر پڑھے اور بیٹھ کر نہیں پڑھ سکتا تو لیٹ کر پڑھے۔ رکوع وسجود نہیں کرسکتا تو اشاروں سے پڑھے۔ الغرض اصول عقاید کے بعد نماز سب سے بڑا اسلامی فریضہ ہے۔

(۱) چنانچہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: ما اعلم شیئاً بعد المعرفة افضل من هذه الصلوٰة ۔ کہ میں معرفت (خداوندی) کے بعد اس نماز (فریضہ) سے افضل کوئی چیز نہیں جانتا۔ (فروع کافی)

(۲) قیامت کے دن سب سے پہلے اسی نماز کی باز پرس ہوگی۔ اول ما یسئل عن العبد یوم القیامة الصلوٰة۔

(۳) اسی نماز پر دوسرے تمام اعمال وعبادات کی قبولیت کا دارومدار ہے۔ ان قبلت قبل ما سواها وان ردت رد ما سواها ۔ اگر نماز قبول ہوگئی تو سارے اعمال قبول ہو جائیں گے اور اگر نماز مسترد ہوگئی تو پھر تمام اعمال مسترد کر دیئے جائیں گے۔ (مستدرک الوسائل)

(۴) یہی نماز ہی ایمان وشرک اور اسلام وکفر کے درمیان وجہ امتیاز ہے۔ اقیموا الصلوٰة ولا تکونوا من المشرکین ۔ نماز قائم کرو اور مشرک نہ بنو۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: ما بین الکفر و الایمان الا ترک الصلوٰة۔ ایمان اور کفر کے درمیان بس نماز ہی کا فاصلہ ہے۔ (عقاب الاعمال)

(۵) یہ نماز دین کا ستون ہے۔ قال ان عمود الدین الصلوٰة ۔ دین کا ستون نماز ہے۔ (تہذیب الاحکام) یعنی اگر نماز ہے تو دین ہے اور اگر نماز نہیں ہے پھر دین بھی نہیں ہے۔

(۶) نماز انبیاء اور ان کے اوصیاء کی آخری وصیت ہے چنانچہ امیر المؤمنینؑ نے آخری وصیت یہی فرمائی تھی:۔

''الصلوٰة، الصلوٰة، الصلوٰة'' نماز، نماز، نماز (یعنی اس کا خاص خیال رکھنا)۔ (تحف العقول)

نماز کی ماہیت وحقیقت

نماز کیا ہے؟ مخلوق کا اپنے دل' زبان اور ہاتھ پاؤں سے اپنے خالق و مالک کے سامنے بندگی اور عبودیت کا اظہار' اس خالق مہربان کی یاد' اس کے بے انتہا احسانات وانعامات کا شکریہ' محسن حقیقی کی حمد وثنا اور معبود برحق کی یکتائی و بڑائی کا اقرار' بندہ کی اپنے آقا سے درخواست والتجا اور اپنے حقیقی محبوب سے مجبور روح کا خطاب' یہ نماز خالق ومخلوق کے باہمی تعلق کا شیرازہ' قلب مضطر کی تسکین کا سامان' بے آسرا کا سہارا' انسانی زندگی کا حاصل اور مقصد حیات کی تکمیل!

نماز کی غرض وغایت

نماز کی روحانی غرض وغایت یہ ہے کہ خالق کائنات' رب العالمین' رزاق کل' مالک الملک اور محسن اعظم کے بے شمار انعامات اور بے پایاں احسانات کا دل وزبان سے شکریہ ادا کیا جائے تاکہ دل ودماغ اور روح پر اس کی کبریائی و بڑائی اور اپنی عاجزی و درماندگی کا نقش ثبت ہو جائے۔ کام ودہن اس کے ذکر سے معطر اور دل ودماغ اس کی یاد سے منور ہو جائیں۔

ارکان نماز کی حکمت

انسان اپنے جسم وروح دونوں کے لحاظ سے خدا کی مخلوق اور زندگی کے ان دونوں پہلوؤں کے لحاظ سے خدا کے بے پایاں احسانات سے گراں بار ہے اس لئے عقلاً اس بات کی ضرورت ہے کہ اس منعم اعظم کی بارگاہ میں جسم وروح دونوں جھک کر سجدہ نیاز ادا کریں۔ اس رعایت سے شریعت نے نماز کے ارکان وافعال مقرر کئے ہیں جسمانی طریقے سے ہم کسی محسن ومہربان کی تعظیم اور اس کے سامنے اپنی عاجزی کا اظہار تین طریقوں سے کرتے ہیں بیٹھے ہوں تو کھڑے ہو کر' کھڑے ہوں تو جھک کر اور اگر جھکے ہوں تو مزید جھک کر اور سر نیاز زمین پر رکھ کر۔ دین فطرت نے انسان کے انہی فطری اعمال کے قالب میں ڈھال کر نماز کا پیکر تیار کیا ہے اس لئے نماز کے یہی تین بڑے ارکان ہیں قیام' رکوع اور سجود' تمام انبیاء کرامؑ نے اپنے اپنے وقت میں اپنی امتوں کو جس نماز کے پڑھنے کا حکم دیا وہ انہی تین اجزاء سے مرکب تھی چنانچہ خداوند عالم اپنے خلیلؑ کو تطہیر کعبہ کا حکم دیتے ہوئے فرماتا ہے: وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِينَ وَ الْقَآئِمِينَ وَ الرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ۔ (الحج-۴) میرے گھر کو طواف کرنے والوں' کھڑے ہونے والوں' جھکنے والوں اور سجدہ کرنے والوں کے لئے پاک کرو۔

اسلامی نماز موالید ثلاثہ کی عبادت کا مجموعہ ہے

خالق حکیم نے نماز کو ایسا جامع مرقع بنایا ہے جو بیک وقت نباتات' جمادات اور حیوانات کی عبادات پر مشتمل ہے ظاہر ہے کہ نباتات کی (تکوینی) عبادت، قیام، جمادات کی قعود، حیوانات کی رکوع، پرندوں کی عبادت ذکر وتسبیح اور حشرات الارض کی عبادت سجود ہے اور یہ سب چیزیں نماز کے اندر پائی جاتی ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی جامعیت عدیم المثال ہے اور اس کے واضع و شارع کے کمال کی لازوال دلیل ہے۔

نماز تمام دوسری انسانی عبادات کی جامع ہے

دوسری سب عبادات سے نماز کے افضل واعلیٰ ہونے کی ایک ناقابل رد دلیل یہ بھی ہے کہ جس طرح نماز کے ذریعے سے عبودیت اور بندگی کا اظہار ہوتا ہے اس سے بہتر تو کیا اس جیسی جامع عبادت کسی بھی مذہب میں موجود نہیں ہے اس لئے اس کے مکمل طور پر ادا کرنے سے انسان کو ظاہری و باطنی پاکیزگی حاصل ہوتی ہے۔ نماز علاوہ زبان کے مختلف اذکار جیسے تسبیح وتہلیل، توبہ واستغفار، اقرار توحید ورسالت، درود وسلام اور دعا وپکار پر مشتمل ہونے کے اس میں روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ عبادات کے خصائص بھی پائے جاتے ہیں مثلاً جس طرح روزہ میں جسم کو تمام نفسانی خواہشات سے روکا جاتا ہے اسی طرح حالت نماز میں بھی تمام نفسانی خواہشات کو روکنا پڑتا ہے۔ مزید برآں نماز میں آنکھ کو ادھر ادھر دیکھنے، ہاتھ پاؤں کو بے جا حرکت کرنے، زبان کو غیر خدا کا ذکر کرنے اور قوت خیالیہ کو غیر خدا کا تصور کرنے سے بھی روکا جاتا ہے جو روزہ میں لازم نہیں ہے اسی طرح نماز میں حج کے خواص بھی موجود ہیں نماز کی تکبیرۃ الاحرام بمنزلہ احرام حج، توجہ الی القبلہ بمنزلہ طواف کعبہ کے، اس کا قیام بمنزلہ عرفات کے اور رکوع وسجود کی دوری حرکات بمنزلہ صفا ومروہ کی سعی کے ہیں اسی طرح نماز میں زکوٰۃ وخمس کی خوبیاں بھی ہیں کیونکہ اس میں تن ڈھانکنے کے لئے لباس، وضو یا غسل کے لئے سامان طہارت مہیا کرنا پڑتا ہے علاوہ بریں اس میں قیمتی وقت بھی خرچ کرنا پڑتا ہے اور دوسرے کاروبار کو قربان بھی کرنا پڑتا ہے۔ الغرض اس پر

بہر یک گل زحمت صد خاری باید کشید

کا مقولہ صادق آتا ہے اسی طرح اس میں جہاد کی خصوصیت بھی پائی جاتی ہے نماز پڑھنے کے لئے روز بردست دشمنوں سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے ایک دشمن کا نام ہے نفس امارہ اور دوسرے کا نام ہے شیطان علیہ اللعن۔ اس بیان سے واضح وعیاں ہو گیا کہ چونکہ نماز تمام عبادات بدنیہ ومالیہ کی جامع ہے اس لئے اس کا مرتبہ ومقام تمام عبادات سے بلند وبالا ہے:

تنھی عن المنکر و الفحشاء   اقصر فھذا منتھی الثناء

نماز کی اخلاقی، تمدنی اور قومی ومعاشرتی فوائد وعوائد

گو نماز درحقیقت روح کی غذا، ایمان کا ذائقہ اور دل کی تسکین کا سامان ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ اس میں مسلمانوں کے بہت سے اجتماعی، تمدنی اور معاشرتی فوائد بھی پوشیدہ ہیں جن میں سے بعض کا ذیل میں اجمالاً تذکرہ کیا جاتا ہے۔

پہلا فائدہ: طہارت وپاکیزگی اور صفائی کا سبق

تمدن کا پہلا سبق، شرم وحیا کی نگہداشت کے لئے جسم کے بعض حصوں کا چھپانا نہایت ضروری ہے۔ جس کا اہتمام اسلام نے نماز کے اندر ستر پوشی کو واجب قرار دے کر اس اہم تقاضا کو پورا کیا ہے۔ اس کے بعد تمدن کا دوسرا سبق طہارت وپاکیزگی ہے جو اسلام

کے اولین احکام میں سے ہے اس وقت تک نماز صحیح نہیں ہو سکتی جب تک نماز گزار کا بدن' اس کا لباس اور جائے سجدہ ہر قسم کی نجاست و کثافت سے پاک نہ ہو۔ اسلام نے اس تعلیم سے مسلمانوں کو پاک صاف رہنے کا خوگر بنایا۔ استنجاء بیت الخلاء اور طہارت کے آداب سکھائے جن سے آج کی بڑی بڑی متمدن قومیں بھی نا آشنا ہیں۔ غلیظ و کثیف رہنے سے انسان کئی بیماریوں کی آماجگاہ بن کر رہ جاتا ہے مگر نماز انسانی جسم واعضاء کے پاک و ستھرا رکھنے پر مجبور کرتی ہے شب وروز میں کئی بار منہ ہاتھ دھوئے جاتے ہیں منہ اور ناک میں پانی ڈالا جاتا ہے ناک کے سانس کے ذریعہ جراثیم بدن میں داخل ہوتے ہیں جس سے بیماریاں پیدا ہوتی ہیں ناک میں پانی ڈالنے سے یہ جراثیم دور ہو جاتے ہیں اور اس طرح کئی بیماریوں کا سدباب ہو جاتا ہے اور اسی طرح منہ میں پانی ڈالنے اور مسواک کرنے سے گندہ دہنی اور دانتوں کی بدنمائی سے انسان محفوظ ہو جاتا ہے۔

دوسرا فائدہ: وقت کی پابندی

انسانی زندگی کی کامیابی کا راز اس کے نظام اوقات پر ہے یعنی یہ کہ اس کے تمام کام مقررہ وقت پر انجام پائیں انسان فطرتاً آرام پسند اور سہل انگیز واقع ہوا ہے اس کو پابند اوقات بنانے کے لئے ضروری ہے کہ اس کے بعض کاموں کے جبراً اوقات مقرر کر دیئے جائیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ انسان دوسرے کاموں میں بھی اوقات کا پابند ہو جائے گا۔ جس سے اس کی زندگی مربوط اور باقاعدہ ہو جائے گی۔ چونکہ نماز کے اوقات مقرر ہیں۔ ان الصلوٰۃ کانت علی المؤمنین کتاباً موقوتاً ۔ لہٰذا اس کے ذریعہ یہ بلند مقصد بآسانی حاصل ہو سکتا ہے۔

تیسرا فائدہ: حفظان صحت بوجہ صبح خیزی

طبی اور حفظان صحت کے اصول کے پیش نظر رات کو سویرے سونا اور صبح کو طلوع آفتاب سے پہلے اٹھنا حد درجہ ضروری ہے جو لوگ نماز کے پابند ہوتے ہیں وہ کبھی اس اصول کی خلاف ورزی نہیں کرتے۔ وقت پر سونا اور وقت پر بیدار ہونا ان کے لئے ضروری ہو جاتا ہے اور اس سے ان کی صحت درست رہتی ہے۔

چوتھا فائدہ: خدا کا خوف

نماز سے خوف خدا پیدا ہوتا ہے اور جب یہ جذبہ بیدار ہو جائے تو گناہوں کا دامن ہاتھ سے چھوٹ جاتا ہے جو آدمی نماز کا پابند ہے اگر کسی وقت بشری تقاضے کے ماتحت اس کا قدم جادہ حق سے ڈگمگانے لگے تو رحمت ایزدی اس کا دامن تھام لیتی ہے اور وہ یہ سوچ کر کہ لوگ کہیں گے فلاں نمازی ہو کر اس قسم کی حرکت کرتا ہے اس کے ڈگمگاتے ہوئے پاؤں جم جاتے ہیں اور برائی سے باز آ جاتا ہے اسی مطلب کو خدائے حکیم نے اپنے کلام پاک میں یوں ادا کیا ہے۔ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْکَرِ۔ (العنکبوت' ۴۵)

پانچواں فائدہ: ہوشیاری کا حصول

نماز سے انسان کو ہوشیار رہنے کا سبق ملتا ہے کیونکہ نماز آیاتِ الٰہی میں غور و فکر، خدا کی تسبیح و تقدیس، اس کی حمد و ثنا، کچھ دعا و استدعا اور کچھ اقرار و اعتراف کا نام ہے ظاہر ہے کہ یہ مقصد اسی صورت میں پورا ہو سکتا ہے جب انسان کے ہوش و حواس قائم ہوں۔ اسی لئے خدا فرماتا ہے: لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْتُمْ سُکٰرٰی حَتّٰی تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ۔ (النساء ۴۳) نشہ کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ۔ یہاں تک کہ تمہیں معلوم ہو کہ کیا کہہ رہے ہو؟ لہٰذا جو شخص نماز کا پابند ہے وہ ہر اس چیز سے پرہیز کرے گا جو اس کی عقل و ہوش کو گم کر دے یا کم کر دے۔

چھٹا فائدہ: دائمی تنبیہ و بیداری

تمام مذہب کا مقصد تکمیل اخلاق ہے اور اس کے لئے ضروری ہے کہ نفس بیدار ہو اور اثر قبول کرنے کے لئے تیار۔ ظاہر ہے کہ یہ مقصد صرف نماز ہی سے حاصل ہو سکتا ہے جبکہ دیگر عبادات جیسے روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ اولاً ہر شخص پر فرض نہیں ہے۔ دوسرے زکوٰۃ اور روزہ سال میں ایک بار اور حج زندگی میں ایک بار۔ لہٰذا ان کے ذریعہ نفس کی بیداری حاصل نہیں ہو سکتی۔ ان کے برخلاف نماز ہر روز دن رات میں پانچ بار ادا کرنا پڑتی ہے اس لئے یہ نماز ہی ہے جو نفس انسانی کو ہوشیار اور قلب خفتہ کو بیدار کرتی ہے۔

ساتواں فائدہ: کامیاب زندگی گزارنے کی تربیت

انسان کی عملی زندگی کا راز استقلال اور مواظبت و مداومت پر موقوف ہے یعنی جس کام کو صحیح سمجھ کر شروع کیا جائے اور پھر عمر بھر اس پر قائم رہا جائے اسی کا نام اخلاق کی استواری اور کردار کی مضبوطی ہے یہ تربیت نماز کے ذریعہ بدرجہ اتم و اکمل دی جاتی ہے اس فریضہ کے بار بار مقررہ اوقات پر انجام دینے سے انسان کے اندر استقلال و مواظبت کا ملکہ پیدا ہو جاتا ہے اس سے واضح ہو گیا کہ نماز اسلام کا اولین شعار و وقار ہے اور اس کے قومی و مذہبی اور دینی و دنیوی مقاصد حاصل کرنے کی آئینہ دار۔

(از سیرۃ النبیؐ مع الاضافات المفیدہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین و صلی اللہ علی محمد و آلہ الطاہرین

امابعد۔خدائے غنی کا فقیر محمد بن الحسن الحر العاملی عاملہ اللہ بلطفہ الخفی کہتا ہے کہ یہ کتاب تفصیل وسائل الشیعہ الیٰ تحصیل مسائل الشریعہ کی کتاب الصلوٰۃ کے مختلف ابواب کی اجمالی فہرست ہے۔

اب ذیل میں ابواب تفصیل وار ذکر کیئے جاتے ہیں۔

ابواب نماز ہائے فریضہ اوران کے نوافل کی تعداد

(اس میں کل تینتیس (۳۳) ابواب ہیں)

باب ۱
نماز کے واجب ہونے کا اثبات

(اس باب میں کل نوحدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی چھ کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے خدا کے اس ارشاد "ان الصلوة كانت على المؤمنين كتاباً موقوتاً" (کہ نماز اہل ایمان پر واجب ہے) وارد شدہ لفظ "موقوتا" کے معنی "موجوباً" یعنی واجب ہے کیے ہیں۔ (الفروع)

۲۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں آپؑ نے فرمایا: خداوند عالم نے دس طریقہ پر نماز فرض کی ہے اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اسی طریقہ پر مسنون قرار دی ہے (۱) نماز حضر۔ (۲) نماز سفر۔ (۳، ۴، ۵) تین طرح کی نماز خوف۔ (۶) نماز سورج گہن۔ (۷) نماز چاند گہن۔ (۸) نماز عیدین۔ (۹) نماز طلب باراں۔ (۱۰) نماز جنازہ۔ (الفروع، الفقیہ، الخصال)

۳۔ داؤد بن فرقد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ خدا کے اس کلام "ان الصلوة كانت على المؤمنين كتاباً موقوتاً" میں "کتاباً موقوتاً" کا کیا مفہوم ہے؟ فرمایا: مطلب یہ ہے کہ نماز کا وجوب ایک ثابت شدہ حقیقت ہے۔ (الفروع)

۴۔ شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم نے زکوٰۃ اسی طرح فرض کی ہے جس طرح نماز فرض کی ہے۔ (الفقیہ)

۵۔ محمد بن سنان بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے ان کے مسائل کے جواب میں ان کے نام ارسال کردہ خط میں لکھا کہ نماز کے واجب ہونے کی علت یہ ہے کہ اس میں خدا کی ربوبیت کا اقرار اور اس کے شریکوں کا انکار ہے اور خدائے جبار وقہار کی سرکار میں ذلت ومسکنت اور عاجزی وانکساری کے ساتھ کھڑا ہونے کا اقرار ہے نیز اس میں اپنے سابقہ گناہوں کی معافی کی درخواست بھی ہے اور ہر روز زمین پر چہرہ رکھ کر اس کی کبریائی وبڑائی کا اعتراف بھی ہے تا کہ بندہ ہر وقت یاد خدا میں

مشغول رہے اور اسے بھلا کر متکبر نہ بن جائے بلکہ اس کی بارگاہ میں خشوع وخضوع کرے اور اپنی ذات ومسکنت کا اظہار' اپنی رغبت ورہبت کا اقرار اور دین ودنیا میں مزید اضافہ کا طلب گار رہے۔ علاوہ بریں اس نماز پڑھنے میں شبانہ روز ذکر خدا پر مداومت بھی ہے تاکہ بندہ اپنے سردار مدبر اور اپنے خالق کو بھول کر متکبر وسرکش نہ بن جائے نیز اس کا ایک مقصد یہ ہے کہ اپنے پروردگار کی یاد منانے کے لئے بندہ کا بارگاہ میں کھڑا ہونا اس کے لئے گناہ اور ہر قسم کے فتنہ وفساد سے دامن بچانے کا باعث بن جائے۔ (الفقیہ' العلل)

۶۔ ہشام بن الحکم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آخر نماز پڑھنے کی علت کیا ہے؟ جبکہ اس کی وجہ سے لوگ اپنے بعض ضروری کاموں سے باز رہتے ہیں اور ان کے بدن تھک جاتے ہیں؟ فرمایا: اس کی صرف ایک نہیں بلکہ کئی علتیں ہیں (اور سب سے بڑی علت یہ ہے کہ) اگر لوگوں کو صرف ایک بار مسلمان بنا کر اور قرآن ان کے ہاتھوں میں تھما کر چھوڑ دیا جاتا اور اس کے بعد ان کو نہ کوئی مناسب تنبیہ کی جاتی اور نہ ہی پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یاد رکھنے کا کوئی مناسب اہتمام کیا جاتا تو ان لوگوں کا حشر بھی وہی ہوتا جو ان سے پہلے ان لوگوں کے تھا جنہوں نے کوئی نہ کوئی دین اختیار کیا تھا' کتابیں لکھیں تھی' لوگوں کو اپنے (اس خود ساختہ) دین کی طرف بلایا تھا اور اس پر لوگوں سے قتال و جدال بھی کیا تھا مگر جب وہ دنیا سے کوچ کر گئے تو ان کے ساتھ ان کا دین بھی ختم ہو گیا (کیونکہ انہوں نے اس کی بقاء کا کوئی انتظام نہ کیا تھا) مگر خدا نے چاہا کہ لوگوں کو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یاد نہ بھول جائے اس لئے ان پر نماز واجب کی۔ تاکہ ایک شب وروز میں پانچ مرتبہ نماز کے ذریعہ خدا کے ذکر اور اس کی عبادت کے ساتھ مصطفیٰؐ کو بھی نہ صرف یاد کریں بلکہ ان کے نام کے ساتھ پکار کر ان کو یاد رکھیں اور غفلت کا شکار ہو کر ان کو بھول نہ جائیں اور اس طرح ان کا ذکر خیر محو نہ ہو جائے۔ (العلل)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے مقدمہ عبادات (باب ۱ اور نماز جنازہ باب ۵ وغیرہ) میں اس قسم کی بعض حدیثیں ذکر کی جا چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد بھی (باب المواقیت اور اوائل عبادات میں) ذکر کی جائینگی جو اس (نماز پنجگانہ) نیز نماز جمعہ' عیدین' آیات وطواف اور نماز نذر وغیرہ کے وجوب پر دلالت کرتی ہیں اور نماز جنازہ پہلے گزر چکی ہے۔

باب ۲

نماز پنجگانہ کا وجوب اور یہ کہ شب وروز میں کوئی چھٹی نماز واجب نہیں ہے۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی نو (۹) کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ خدا نے کس قدر نمازیں واجب قرار دی ہیں؟ فرمایا: شبانہ روز میں پانچ نمازیں! عرض کیا آیا خدا نے اپنی

کتاب (قرآن) میں ان کا نام لیا ہے اور نام لے کر ان کا بیان کیا ہے؟ فرمایا: ہاں! چنانچہ خداوند عالم اپنے نبیؐ کو خطاب کر کے حکم دیتا ہے کہ "اقم الصلوٰۃ لدلوک الشمس الی غسق اللیل" (نماز قائم کرو زوال آفتاب سے لے کر رات کی تاریکی چھا جانے تک)۔ فرمایا: "دلوک" سے مراد زوال ہے۔ پس اس زوال سے لے کر غسق اللیل تک جس سے مراد نصف شب ہے خدا نے چار نمازوں (ظہر و عصر اور مغرب و عشاء) کا تذکرہ مع نام اور وقت کے کر دیا ہے پھر خدا فرماتا ہے: "وقرآن الفجر ان القرآن الفجر کان مشھوداً" (اور صبح کی نماز پڑھو کیونکہ اس وقت فرشتے حاضر ہوتے ہیں) یہ پانچویں نماز ہے۔ نیز خدا فرماتا ہے: اقم الصلوٰۃ طرفی النھار (نماز قائم کرو دن کے دونوں اطراف میں)۔۔۔ یہ دن کے دونوں اطراف صبح اور مغرب میں "وزلفاً من اللیل" (اور رات کے کچھ حصے میں) اس سے مراد نماز عشاء ہے۔ پھر فرماتا ہے: حافظوا علی الصلوات والصلوٰۃ الوسطیٰ (نمازوں کی حفاظت کرو بالخصوص نماز وسطیٰ کی) اس "صلوٰۃ الوسطیٰ" سے مراد نماز ظہر ہے اور یہ پہلی نماز ہے جو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پڑھی۔ یہ (قریباً) دن کے وسط میں اور دن کی دو نمازوں یعنی صبح اور نماز عصر کے وسط میں واقع ہے۔ بعض قرائتوں میں یوں وارد ہے: حافظوا علی الصلوات والصلوٰۃ الوسطیٰ و صلوٰۃ العصر و قوموا للہ قانتین (اور اللہ کی بارگاہ میں کھڑے ہو جاؤ قنوت پڑھتے ہوئے) فرمایا: یہ آیت جمعہ کے دن نازل ہوئی جبکہ آنحضرتؐ سفر کی حالت میں تھے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس نماز میں قنوت پڑھا۔ اور پھر ان دو رکعتوں کو سفر و حضر میں برقرار رکھا۔ البتہ مقیم کے لئے مزید دو رکعتوں کا اضافہ کیا اور وہ بھی جمعہ والے دن نماز جمعہ سے جبکہ باجماعت پڑھی جائے تو اس کے دو خطبوں کی وجہ سے ساقط کر دیں۔ پس جو شخص جمعہ والے دن یہ نماز جماعت کے بغیر پڑھے تو وہ اسی طرح چار رکعت پڑھے گا جس طرح دوسرے دنوں میں نماز ظہر پڑھتا ہے۔ (الفروع، الفقیہ، العلل، التہذیب، المعانی)

۲۔ عائذ الاحمسی بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور چاہتا تھا کہ نماز تہجد کے متعلق ان سے سوال کروں مگر بغیر اس کے کہ میں سوال کرتا امامؑ نے از خود فرمایا کہ جب باقاعدہ نماز پنجگانہ پڑھ کر خدا کی بارگاہ میں جاؤ گے تو وہ ان کے علاوہ کسی نماز کے متعلق باز پرس نہیں کرے گا۔ (الفروع)

۳۔ جناب شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر تم میں سے کسی شخص کے گھر کے دروازہ پر نہر جاری ہو اور وہ اس میں ہر روز پانچ مرتبہ غسل کرے تو آیا اس کے جسم پر کچھ میل کچیل باقی رہ جائے گی؟ عرض کیا گیا: نہیں! فرمایا: اس نماز کی مثال بھی جاری نہر جیسی ہے جب کوئی نماز گزار نماز پڑھتا ہے تو ان دونوں نمازوں کے درمیان جو گناہ سرزد ہوتے ہیں یہ نماز ان کا کفارہ بن جاتی ہے۔ (التہذیب)

لہٰذا نماز پنجگانہ کی ادائیگی کے بعد کوئی گناہ باقی نہیں رہ جاتا۔ (الفقیہ)

۴۔ جناب شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج پر تشریف لے گئے اور خدا نے ان کو پچاس نمازیں پڑھنے کا حکم دیا اور آپ تمام نبیوں کے پاس سے گزرے مگر کسی نبی نے آپ سے کچھ نہ پوچھا۔ البتہ جب جناب موسیٰ بن عمران کے پاس سے گزرے تو انہوں نے پوچھا کہ آپؐ کے پروردگار نے آپ کو کیا حکم دیا ہے؟ فرمایا: پچاس نمازوں کا! کہا: خدا سے تخفیف کی درخواست کرو آپ کی امت اس قدر نمازیں نہیں پڑھ سکے گی۔ چنانچہ آپؐ نے خدا سے کمی کی استدعا کی اور خدا نے (دس نمازیں) کم کر دیں۔ پھر تمام نبیوں کے پاس سے گزرے مگر کسی نے آپؐ سے کوئی سوال نہ کیا۔ پھر جب جناب موسیٰؑ بن عمران کے پاس سے گزرے تو انہوں نے سوال کیا کہ آپؐ کے پروردگار نے کیا حکم دیا ہے؟ فرمایا: چالیس نمازوں کا! کہا: خدا سے اور کمی کی استدعا کرو آپؐ کی امت اس کی بھی طاقت نہیں رکھتی! چنانچہ آنحضرتؐ نے پھر استدعا کی۔ خدا نے مزید دس نمازیں کم کر دیں۔ پھر تمام نبیوں کے پاس سے گزرے مگر کسی نے آپؐ سے کوئی سوال و جواب نہ کیا۔ مگر جناب موسیٰؑ کے پاس سے گزرے تو انہوں نے پھر دریافت کیا کہ پروردگار نے کیا حکم دیا ہے؟ فرمایا: تیس نمازوں کا! کہا: خدا سے مزید کمی کی درخواست کرو۔ آپ کی امت یہ بھی نہیں پڑھ سکے گی۔ چنانچہ آنحضرتؐ نے پھر درخواست کی اور خدا نے مزید دس نمازیں کم کر دیں۔ بعد ازاں جب سابقہ تمام نبیوںؑ کے پاس سے گزرے مگر کسی نے کوئی سوال نہ کیا۔ حتیٰ کہ جب حضرت موسیٰؑ کے پاس سے گزرے تو انہوں نے پھر پوچھا کہ پروردگار نے کیا حکم دیا ہے؟ فرمایا: بیس نمازوں کا! کہا: آپ کی امت یہ بھی نہیں پڑھ سکے گی۔ لہٰذا مزید کمی کی التجا کرو۔ چنانچہ آنحضرتؐ نے بارگاہ خداوندی میں مزید کمی کرنے کی التجا کی اور خدا نے مزید دس نمازیں کم کر دیں۔ آنحضرتؐ پھر تمام نبیوں کے پاس سے گزرے مگر کسی نے کوئی سوال و جواب نہ کیا۔ ہاں البتہ جب جناب موسیٰؑ کے پاس سے گزرے تو انہوں نے پوچھا کہ آپؐ کے پروردگار نے کیا حکم دیا ہے؟ فرمایا: دس نمازوں کا! کہا: پھر اپنے پروردگار سے سوال کرو کہ اور کمی کرے آپ کی امت یہ بھی نہیں بجالا سکے گی کیونکہ میں بنی اسرائیل کے پاس جو کچھ منجانب اللہ لایا تھا وہ اس پر عمل نہ کر سکی اور اس پر برقرار نہ رہ سکی۔ چنانچہ آنحضرتؐ نے ایک بار پھر بارگاہ ایزدی میں مزید تخفیف کرنے کی استدعا کی اور خدا نے آپ کی استدعا منظور کرتے ہوئے دس نمازوں میں سے مزید پانچ نمازیں کم کر کے ان کو صرف پانچ کر دیا۔ بعد ازاں آنحضرتؐ پھر ایک ایک نبیؑ کے پاس سے گزرے مگر اب کی مرتبہ بھی کسی نبی نے آپؐ سے کوئی سوال نہ کیا ہاں حسب سابق جب جناب موسیٰؑ کے پاس سے گزرے تو انہوں نے دریافت کیا کہ آپ کے پروردگار نے اب کیا حکم دیا ہے؟ فرمایا: پانچ نمازوں کا! کہا: مزید تخفیف کی درخواست کرو کہ آپ کی امت یہ بھی نہیں ادا کر سکے گی۔ اس پر آنحضرتؐ نے فرمایا: اب مزید کمی کے متعلق خدا سے بات کرتے ہوئے شرم دامن گیر ہوتی ہے چنانچہ آنحضرتؐ پانچ نمازیں لے کر واپس (زمین پر) تشریف لائے۔ (الفقیہ، تفسیر قمی)

۵۔ نیز موصوف باسناد خود معمر بن یحییٰ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب نماز پنجگانہ ادا کرو گے تو تم سے مزید کسی نماز کے متعلق باز پرس نہیں کی جائے گی۔ اور جب ماہ رمضان کے روزے رکھو گے تو تم سے مزید کسی روزہ کے متعلق سوال نہیں کیا جائے گا۔ (ایضاً)

۶۔ نیز باسناد خود حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: چند یہودی حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جوان سب میں سے زیادہ پڑھا لکھا تھا اس نے آنحضرتؐ سے چند مسائل دریافت کئے۔ منجملہ ان مسائل کے جو اس نے آنحضرتؐ سے پوچھے ایک یہ تھا کہ آپ مجھے یہ بتائیں کہ خدا نے شب و روز میں پانچ اوقات میں یہ پانچ نمازیں آپ کی امت پر کیوں فرض قرار دی ہیں؟ آنحضرتؐ نے فرمایا: زوال کے وقت سورج ایک دائرہ میں داخل ہوتا ہے۔ پس جب اس میں داخل ہو جائے تو زوال ہو جاتا ہے اور اس وقت ہر چیز عرش الٰہی کے سامنے میرے پروردگار کی حمد وثنا اور تسبیح کرتی ہے اور یہی وہ ساعت ہے جس میں میرا پروردگار مجھ پر درود و سلام بھیجتا ہے اس لئے خدا نے اس ساعت میں مجھ پر اور میری امت پر (ایک) نماز فرض کی۔ چنانچہ فرماتا ہے: اقم الصلوٰۃ لدلوک الشمس الی غسق اللیل۔ اور یہی وہ ساعت ہے جس میں جہنم کو میدان محشر میں لایا جائے گا۔ پس جس بندۂ مومن کو یہ اتفاق ہو کہ وہ اس ساعت میں رکوع و سجود کرے یا قیام کرے تو اس کے جسم کو جہنم پر حرام قرار دے دیتا ہے۔ (یہ تو ہوئی نماز ظہر) اور جہاں تک نماز عصر کا تعلق ہے تو یہی وہ وقت تھا جب آدمؑ نے شجرہ ممنوعہ کا پھل کھایا تھا اور اس کے نتیجہ میں خدا نے ان کو جنت سے نکال دیا تھا اس لئے خدا نے ان کی اولاد کو قیامت تک اس وقت اس نماز کے پڑھنے کا حکم دیا اور میری امت کے لئے اسے پسند فرمایا یہ سب نمازوں سے خدا کو زیادہ عزیز ہے مجھے اس کی زیادہ حفاظت کرنے کی وصیت کی ہے۔ باقی رہی نماز مغرب! تو یہ وہ وقت ہے کہ جب خدا نے جناب آدمؑ کی توبہ قبول کی تھی۔ (پھر فرمایا) آدمؑ کے پھل کھانے اور ان کی توبہ کے منظور ہونے میں دنیا کے سن و سال کے اعتبار سے تین سو سال کا فاصلہ تھا اور آخرت کے حساب سے ایک دن ہزار سال کا ہوتا ہے جو نماز عصر سے لے کر نماز مغرب تک کا فاصلہ تھا۔ جناب آدمؑ نے تین رکعتیں پڑھیں۔ ایک رکعت اپنی خطا (ترک اولیٰ) کے لئے ایک رکعت جناب حواؑ کی خطا کے لئے اور ایک رکعت توبہ کی قبولیت کے لئے۔ پس خدا نے یہ تین رکعتیں میری امت پر فرض قرار دے دیں اور یہ وہ ساعت ہے جس میں دعا مستجاب ہوتی ہے۔ خدا نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ جو شخص اس ساعت میں دعا کرے گا وہ اسے ضرور قبول کرے گا۔ یہی وہ نماز ہے جس کا خدا نے مجھے اس آیت میں حکم دیا ہے: فسبحان اللہ حین تمسون و حین تصبحون۔ (شام اور صبح کے وقت خدا کی تسبیح و تقدیس کرو)۔ اور جہاں تک نماز عشاء کا تعلق ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ قبر میں بھی تاریکی ہے اور بروز قیامت بھی تاریکی ہوگی تو خدا نے مجھے اور میری امت کو اس نماز کے پڑھنے کا حکم دیا تا کہ اس کی برکت سے قبر منور ہو جائے اور بروز قیامت مجھے اور میری امت کو پل صراط پر نور عطا فرمائے۔ جو بھی قدم اس نماز کی طرف چل

کر جائے گا خدا اس کے جسم کو جہنم پر حرام قرار دے گا۔ یہی وہ نماز ہے جس کا خدائے قدوس نے مجھ سے پہلے انبیاء کو بھی حکم دیا تھا۔ اور جہاں تک (آخری اور پانچویں) نماز صبح کا تعلق ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ جب سورج طلوع ہوتا ہے تو شیطان کے سینگ سے طلوع ہوتا ہے اس لئے میرے پروردگار نے مجھے طلوع آفتاب سے پہلے اس نماز کے پڑھنے کا حکم دیا۔ تاکہ اس سے پہلے کہ کافر (سورج پرست) سورج کو سجدہ کریں میری امت اپنے خدا کو سجدہ کرے۔ اس نماز کا جلدی جلدی ادا کرنا خدا کو پسند ہے یہی وہ نماز ہے کہ جس کی ادائیگی کے وقت رات اور دن والے فرشتے (کراماً کاتبین) حاضر ہوتے ہیں۔ (رات والے جارہے ہوتے ہیں اور دن والے آرہے ہوتے ہیں اور اس طرح دونوں اسے لکھ لیتے ہیں)۔

(الفقیہ، المحاسن، العلل، الامالی)

۷۔ نیز باسناد خود حسین بن العلاء سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب جناب آدمؑ جنت سے نکلے تو ان کے جسم پر سر سے لے کر پاؤں تک سیاہ رنگ کا ایک تل نکل آیا۔ جس کی وجہ سے آپؑ بہت غم زدہ ہوئے اور روئے۔ تب جبرئیلؑ ان کے پاس آئے اور کہا: اے آدمؑ! آپ کے گریہ و بکا کا سبب کیا ہے؟ فرمایا: اس تل کی وجہ سے جو نکل آیا ہے! تو جبرئیلؑ نے کہا: اٹھو اور نماز پڑھو کہ یہ پہلی نماز کا وقت ہے! چنانچہ آدمؑ نے جب نماز پڑھی تو وہ تل گردن تک نیچے آ گیا۔ پھر دوسری نماز کے وقت آئے اور کہا: اے آدمؑ! اٹھو نماز پڑھو کہ یہ دوسری نماز کا وقت ہے! چنانچہ آدمؑ نے دوسری نماز پڑھی تو وہ تل ان کی ناف تک نیچے آ گیا۔ پھر تیسری نماز کے وقت آئے اور آ کر کہا: اے آدمؑ! اٹھو اور نماز پڑھو کہ یہ تیسری نماز کا وقت ہے! چنانچہ آپ نے اٹھ کر نماز پڑھی جس سے وہ تل ان کے گھٹنوں تک نیچے آ گیا۔ پھر چوتھی نماز کے وقت آئے اور آ کر کہا: یا آدمؑ! اٹھو اور نماز پڑھو یہ چوتھی نماز کا وقت ہے! چنانچہ آدمؑ نے وہ نماز پڑھی (جس کی برکت سے) وہ تل قدموں تک نیچے آ گیا۔ پھر پانچویں نماز کے وقت جبرئیلؑ آئے اور آ کر کہا: یا آدمؑ! اٹھو اور نماز پڑھو کہ یہ پانچویں نماز کا وقت ہے چنانچہ جب جناب آدمؑ نے جب وہ پانچویں نماز پڑھی تو وہ تل بالکل ہی غائب ہو گیا۔ جس پر جناب آدمؑ نے خدا کی حمد و ثنا کی۔ اس وقت جبرئیلؑ نے کہا: اے آدمؑ! آپ کی اولاد اور اس نماز کی مثال آپؑ کی اور اس تل جیسی ہے۔ آپ کی اولاد میں سے جو شخص یہ نماز پنجگانہ پڑھے گا وہ اسی طرح گناہوں سے پاک و صاف ہو جائے گا جس طرح آپؑ اس تل سے صاف ہو گئے ہیں۔ (ایضاً)

۸۔ نیز باسناد خود زید بن علیؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے والد امام زین العابدین علیہ السلام سے سوال کیا کہ جب ہمارے جد نامدار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج پر تشریف لے گئے اور خدا نے ان کو پچاس نمازوں کا حکم دیا تو جب تک جناب موسیٰؑ نے نہیں کہا انہوں نے خود بخود کیوں خدا سے نمازوں میں کمی کرنے کی استدعا نہیں کی؟ فرمایا: بیٹا! حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ وطیرہ تھا کہ جب خدا انہیں کوئی حکم دیتا تھا تو وہ اس معاملہ میں خدا سے کسی قسم کا

مراجعہ نہیں کرتے تھے اور نہ ہی تکرار کرتے تھے ہاں البتہ جب جناب موسیٰؑ آپؐ کی امت کی سفارشی بن گئے تو اب آپؐ کے لئے اپنے بھائی موسیٰ کی سفارش کا رد کرنا جائز نہ رہا۔ اس لئے خدا کی بارگاہ میں تخفیف کی استدعا کی اور خدا نے پانچ نمازوں تک تخفیف کر دی۔ میں نے عرض کیا: بابا جان! اس کے بعد پھر کیوں خدا سے رجوع نہ کیا اور ان پانچ نمازوں میں کیوں مزید تخفیف نہ کرائی؟ فرمایا: بیٹا! آنحضرتؐ نے چاہا کہ ان کی امت کو اس تخفیف سے یہ فائدہ پہنچے کہ وہ پانچ نمازیں پڑھ کر ثواب پچاس نمازوں کا حاصل کرے۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے: من جاء بالحسنة فله عشر امثالها۔ (جو شخص ایک نیکی بجالائے گا اس کو دس نیکیوں کا اجر دیا جائے گا)۔ کیا تم نہیں جانتے کہ جب آنحضرتؐ زمین پر تشریف لائے تو آپؐ کے پاس جبرئیل آئے اور عرض کیا: یا رسول اللہؐ! آپ کا پروردگار تحفۂ درود و سلام کے بعد فرماتا ہے کہ یہ پانچ نمازیں پچاس نمازوں کا بدل ہیں۔ میری بارگاہ میں بات تبدیل نہیں ہوتی اور نہ ہی میں اپنے بندوں پر کسی قسم کا کوئی ظلم کرتا ہوں۔ (الفقیہ، التوحید، الامالی، العلل)

۹۔ ابوالحسن ازدی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ جب خداوند عالم نے تخفیف کر کے (پچاس نمازوں کو) پانچ بنا دیا تو ان کو وحی فرمائی کہ یہ پانچ پچاس کے برابر ہیں۔ (الخصال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے مقدمہ عبادات (ج ۱ باب ۱) اور نماز جنازہ (ج ۲ باب ۱۵) اور یہاں (باب ۱ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۶ میں اور مواقیت کے باب ۱ میں) بھی آئیں گی انشاء اللہ۔

باب ۳

بچے جب چھ یا سات برس کے ہو جائیں تو ان کو نماز کا حکم دینا مستحب ہے اور بالغ ہونے کے بعد حکم دینا لازم ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن وهب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ کس عمر میں بچے کو نماز کے بارے میں پکڑا جائے؟ فرمایا: چھ اور سات سال کے درمیان۔ (التہذیب، والاستبصار)

۲۔ محمد بن مسلم نے امامینؑ میں ایک امامؑ سے سوال کیا کہ بچہ کب نماز پڑھے؟ فرمایا: جب نماز کو سمجھے! پھر عرض کیا: وہ کب نماز کو سمجھتا ہے؟ اور اس پر نماز واجب ہوتی ہے؟ فرمایا: جب چھ سال کا ہو جائے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہاں لفظ "وجوب" استحباب کے معنوں میں استعمال ہوا ہے جیسا کہ مقدمہ عبادت (باب ۴) میں یہ بات گزر چکی ہے اور آئندہ بھی آئے گی (کہ نابالغ پر نماز واجب نہیں ہے۔ ہاں البتہ چھ سال کی عمر میں مستحب ہے)۔۔۔

اور ممکن ہے کہ یہاں نماز سے مراد نماز جنازہ ہو کہ وہ چھ سال کے بچے پر واجب ہوتی ہے جیسا کہ یہ بات جنازہ کے احکام میں گزر چکی ہے۔

۳۔ جناب علی بن جعفرؓ اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کرتے ہیں کہ لڑکے پر کب نماز و روزہ واجب ہوتا ہے؟ فرمایا: جب بلوغت کے قریب پہنچ جائے اور نماز و روزہ کو (اور ان کی اہمیت اور وجوب کو) سمجھنے لگے۔ (ایضاً)

۴۔ اسحاق بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: جب بچہ چھ برس کا ہو جائے تو اس پر نماز واجب ہو جاتی ہے اور روزہ اس وقت واجب ہوگا جب روزہ رکھنے کی طاقت رکھے گا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ چھ سال کی عمر میں نماز کے وجوب کا مطلب بھی اوپر حدیث نمبر ۲ کے ذیل میں واضح کیا جا چکا ہے۔

۵۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: ہم اپنے بچوں کو اس وقت نماز پڑھنے کا حکم دیتے ہیں جب وہ پانچ برس کے ہو جائیں مگر تم اپنے بچوں کو یہ حکم اس وقت دو جب سات برس کے ہو جائیں۔ (کتب اربعہ)

۶۔ شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود حسن بن قارن سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے سوال کیا یا ان سے سوال کیا گیا اور میں سن رہا تھا کہ ایک شخص اپنے بیٹے کو نماز پڑھنے پر مجبور کرتا ہے مگر وہ ایک دو دن تک نماز نہیں پڑھتا؟ فرمایا: لڑکے کی عمر کس قدر ہے؟ عرض کیا: آٹھ سال! امامؑ نے (از راہ تعجب) فرمایا: سبحان اللہ (اس عمر میں) نماز ترک کرتا ہے؟ عرض کیا: اسے کچھ تکلیف ہے؟ فرمایا: جس طرح بھی پڑھ سکتا ہے پڑھے۔ (الفقیہ)

۷۔ عبداللہ بن فضا بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام یا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے: بچے کو سات سال مکمل ہونے تک آزاد چھوڑ دیا جائے اور جب سات سال کا ہو جائے تو اسے کہا جائے کہ منہ ہاتھ دھو لیں جب دھو چکے تو اس سے کہا جائے کہ نماز پڑھ۔۔۔ پھر اسے چھوڑ دیا جائے حتیٰ کہ جب نو سال کا ہو جائے تو اسے وضو کرنا سکھایا جائے اور (نہ کرنے پر) اسے پیٹا جائے۔۔۔ اور اسے نماز پڑھنے کا حکم دیا جائے اور (نہ پڑھنے پر) اسے مارا پیٹا جائے۔۔۔ پس جب وہ وضو کرنا اور نماز پڑھنا یاد کر لے گا تو خدا اس کے ماں باپ کو بخش دے گا۔ انشاء اللہ۔ (ایضاً)

۸۔ حضرت امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپؑ نے حدیث اربعماۃ میں فرمایا: اپنے بچوں کو نماز یاد کراؤ۔۔۔ اور جب آٹھ برس کے ہو جائیں تو ان کو پکڑ کر (زبردستی) نماز پڑھاؤ۔ (الخصال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (ج ۱ باب ۱۳ نماز جنازہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد کتاب الصوم اور کتاب النکاح (باب ۴۷ احکام اولاد) میں ذکر کی جائیں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴

بچوں کو جمع بین الصلوٰتین کا حکم دینا اور جماعت میں انہیں الگ الگ کھڑا کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود فضیل بن یسار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت زین العابدین علیہ السلام بچوں کو حکم دیتے تھے کہ وہ مغرب وعشاء کی نماز اکٹھی پڑھیں اور فرماتے تھے کہ یہ اکٹھا پڑھنا اس سے بہتر ہے کہ عشاء کی نماز پڑھے بغیر سو جائیں۔(الفروع، التہذیب)

۲۔ جابر (جعفی) بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ جب چھوٹے بچے نماز فریضہ میں صف بستہ کھڑے ہوں تو؟ فرمایا: ان کو نماز سے مؤخر نہ کرو۔(پیچھے نہ دھکیلو)۔البتہ ان کے درمیان جدائی ڈال دو (کیونکہ جب بچے اکٹھے کھڑے ہوں گے تو کوئی نہ کوئی شرارت ہی کریں گے)۔(ایضاً)

باب ۵

نماز وسطیٰ پر محافظت کرنا واجب ہے اور اس بات کا تعین کہ نماز وسطیٰ کونسی نماز ہے؟

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ خدا فرماتا ہے: وحافظوا علی الصلوٰت والصلوٰۃ الوسطیٰ۔(کہ عام نمازوں کی بالعموم اور نماز وسطیٰ کی بالخصوص حفاظت کرو) فرمایا: نماز وسطیٰ سے مراد نماز ظہر ہے۔۔۔فرمایا: یہ آیت جمعہ کے دن اتری جبکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر میں تھے تو آپ نے اس میں قنوت پڑھا اور اس سے سفر وحضر میں اپنی حالت پر قائم رکھا (کیونکہ نماز جمعہ جو ظہر کی قائمقام دو رکعت ہی ہے)۔(الفقیہ، الفروع)

۲۔ ابوبصیر مرادی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا کہ فرماتے تھے کہ نماز وسطیٰ سے مراد نماز ظہر ہے اور یہ پہلی نماز ہے جو خدا نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرمائی۔(معانی الاخبار)

۳۔ مفسر قرآن شیخ فضل بن الحسن طبرسی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام وحضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: نماز وسطیٰ سے مراد نماز ظہر ہے۔(مجمع البیان)

۴۔ نیز صاحب موصوف نے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کی ہے فرمایا: نماز وسطیٰ سے مراد جمعہ کے دن نماز جمعہ اور دوسرے دنوں میں نماز ظہر ہے۔(ایضاً)

۵۔ مفسر قرآن محمد بن مسعود عیاشی باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں

کہ آپ نے نماز وسطیٰ کے متعلق فرمایا کہ اس سے مراد نماز ظہر ہے اور ارشاد خداوندی وقوموا للہ قانتین کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ آدمی اس طرح نماز کی طرف متوجہ ہو اور اس کے وقت کی اس طرح پابندی کرے کہ دنیا کی کوئی چیز اسے نماز سے نہ غافل کرے اور نہ اسے اس سے باز رکھے۔ (تفسیر عیاشی)

۶۔ محمد بن مسلم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: "صلوٰۃ الوسطیٰ" سے مراد وہ نماز ہے جو دن کی دو نمازوں (صبح و عصر) کے درمیان واقع ہے۔ (یعنی نماز ظہر) اسی وجہ سے ہمارے اصحاب زوال کا خاص خیال رکھتے ہیں۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۲ حدیث نمبر ۱ میں) ایسی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں جن سے یہ مترشح ہوتی ہے کہ نماز وسطیٰ سے مراد نماز عصر ہے۔ یہ روایات تقیہ پر محمول ہیں۔

باب ۶

نماز کو خفیف و سبک جاننا اور اس کی ادائیگی میں سہل انگیزی کرنا حرام ہے۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلم زد کرکے باقی نو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اپنی نماز میں سہل انگیزی نہ کرو کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی وفات حسرت آیات کے وقت فرمایا تھا جو شخص نماز کو خفیف و سبک جانتا ہے وہ مجھ سے نہیں ہے اور جو کوئی نشہ آور چیز پیتا ہے وہ بھی مجھ سے نہیں ہے اور نہ ہی بخدا وہ حوض کوثر پر میری بارگاہ میں حاضر ہو سکے گا۔ (الفروع)

۲۔ عیص بن قاسم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بخدا (بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ) ایک شخص کی زندگی کے پچاس سال گزر جاتے ہیں مگر خدا اس کی ایک نماز بھی قبول نہیں کرتا اس سے بڑھ کر اور کیا (افسوس ناک) بات ہوگی؟ (پھر فرمایا) بخدا تم ایسے کئی اپنے پڑوسیوں اور ساتھیوں کو جانتے ہو کہ اگر وہ تمہارے لئے نماز پڑھیں تو تم بھی ان کی نماز کو سبک جانتے ہوئے قبول نہ کرو۔ (تو خدا کیسے قبول کرے گا؟) خدا تو صرف اس عمل کو قبول کرتا ہے جو عمدہ ہو بھلا وہ اس عمل کو کس طرح قبول کرے گا جسے سبک سمجھا جائے۔ (ایضاً)

۳۔ ابو بصیر حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب میرے والد (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) کی وفات کا وقت آیا تو فرمایا: بیٹا! جو شخص اپنی نماز کو خفیف سمجھے گا وہ ہماری شفاعت کو نہیں پا سکے گا۔ (ایضاً)

ؔ علامہ مجلسیؒ نے اس کی تشریح یوں کی ہے کہ اگر تمہارے لئے بطور نماز اجارہ یا ویسے قربۃً الی اللہ تمہاری نیابت میں (قضا نماز) پڑھیں۔۔۔ یا کفر کرتے ہوئے تمہیں معبود سمجھ کر تمہارے لئے نماز پڑھیں تو ان کی نماز اس قدر ناقص ہے کہ تم بھی اسے قبول نہیں کروگے۔ (تو پھر کس طرح قبول کرے گا)۔ (مراۃ العقول)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۴۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں ہر چیز کا کوئی چہرہ ہوتا ہے اور تمہارے اس دین اسلام کا چہرہ نماز ہے۔ پس تم میں کوئی بھی شخص ہرگز اپنے دین کے چہرہ کو عیب دار نہ کرے اور ہر چیز کی کوئی ناک ہوتی ہے اور نماز کی ناک تکبیر ہے (لہٰذا تکبیر ترک کرکے یا غلط ادا کرکے کوئی شخص اپنی نماز کی ناک نہ کاٹے)۔ (الفروع، التہذیب)

۵۔ جناب شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: پیشاب (اور اس کے چھینٹوں) کو معمولی نہ سمجھو اور اسے پاک کرنے میں سستی نہ کرو۔ اور نہ ہی نماز کی ادائیگی میں سہل انگیزی سے کام لو۔ کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات کے وقت فرمایا تھا جو شخص نماز کو خفیف سمجھے وہ مجھ سے نہیں ہے۔ تا آخر حدیث اول۔ (الفقیہ)

۶۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نماز کے ساتھ ایک ملک مؤکل ہے جس کا اس کے سوا اور کوئی کام نہیں ہے کہ جب بندہ نماز سے فارغ ہوتا ہے تو وہ اسے لے کر آسمان پر چلا جاتا ہے پس اگر وہ قابل قبول ہوتی ہے تو قبول ہو جاتی ہے اور اگر قابل قبول نہیں ہوئی تو اس سے کہا جاتا ہے کہ اسے واپس لوٹا دو۔ چنانچہ اسے واپس لاکر اسے نمازی کے منہ پر مارتا ہے اور کہتا ہے: تف ہے تجھ پر کہ تیرا عمل ہمیشہ مجھے زحمت میں مبتلا رکھتا ہے۔

(عقاب الاعمال، کذا فی الفروع والمحاسن)

۷۔ شیخ برقی باسنادِ خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: اس شخص کو میری شفاعت نصیب نہیں ہوگی جو اپنی نماز کو خفیف سمجھے گا اور نہ ہی بخدا وہ حوض کوثر پر میری بارگاہ میں حاضر ہو سکے گا۔ (المحاسن للبرقی)

۸۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی شہادت پر تعزیت کے لئے آپؑ کی زوجہ محترمہ ام حمیدہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ رو پڑیں اور ان کے رونے کی وجہ سے میں بھی رونے لگا۔ بعد ازاں انہوں نے فرمایا: اے ابومحمدؒ! اگر تو امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس ان کے آخری لمحات حیات کے وقت موجود ہوتا تو ایک عجیب منظر دیکھتا؟ (پھر خود ہی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا) جب آپؑ کا آخری وقت تھا تو آپؑ نے آنکھیں کھولیں اور فرمایا: جس کے اور میرے درمیان کچھ بھی قرابت ورشتہ داری ہے اسے میرے پاس بلاؤ۔ چنانچہ حسب حکم ہم نے تمام رشتہ داروں کو جمع کیا۔ امامؑ نے ان پر ایک نگاہ ڈالی اور پھر فرمایا: "ان شفاعتنا لاتنال مستخفاً بالصلوٰۃ" (ہماری شفاعت اس شخص کو نصیب نہیں ہوگی جو نماز کو خفیف اور سبک سمجھے گا۔ (المحاسن، العقاب، الامالی)

۹۔ جابر (جعفی) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں آپؑ نے فرمایا: نماز دین کا ستون ہے۔ اس کی مثال خیمہ

کے مرکزی ستون جیسی ہے کہ جب تک وہ قائم رہتا ہے۔ تو تمام میخیں اور طنابیں برقرار رہتی ہیں اور جب وہ ستون ایک طرف جھک جائے یا ٹوٹ جائے تو پھر نہ کوئی میخ برقرار رہ سکتی ہے اور نہ کوئی طناب۔ (المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد یہاں (باب ۷ میں) اور کچھ (ج ۶ باب ۴۱ امر بالمعروف میں) اور کچھ کتاب الاشربہ المحرمہ (ج ۸ باب ۵ میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۷

نماز کو ضائع کرنا حرام ہے اور اس کی حفاظت کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن فضیل سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے خدائے عزوجل کے اس ارشاد "الذین هم عن صلوتهم ساهون" کے متعلق سوال کیا کہ "ساھون" سے مراد کیا ہے؟ فرمایا: ضائع کرنا۔ (یعنی خدا نے ان لوگوں کی مذمت کی ہے جو نماز کو ضائع کرتے ہیں۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان اس وقت تک برابر بندۂ مومن سے خوف زدہ رہتا ہے جب تک وہ نماز پنجگانہ کو با قاعدہ اپنے اوقات پر ادا کرتا ہے۔ اور جب وہ نمازوں کو ضائع کر دیتا ہے تو پھر شیطان کی امید بن جاتی ہے اور وہ اسے بڑے بڑے گناہوں کی طرف دھکیل دیتا ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ فضیل بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے خدا کے اس ارشاد خداوندی کا مطلب دریافت کیا "والذین هم علیٰ صلواتهم یحافظون" (مومن وہ ہیں جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں) یہاں نماز سے کون سی نماز مراد ہے؟ فرمایا: فریضہ! پھر عرض کیا کہ خدا کے اس ارشاد "الذین هم علیٰ صلوتهم دائمون" (وہ اپنی نماز پر مداومت کرتے ہیں) یہاں نماز سے کون سی نماز مراد ہے؟ فرمایا: نافلہ۔ (الفروع، التہذیب)

۴۔ داؤد بن فرقد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں آیت مبارکہ "ان الصلوة کانت علی المؤمنین کتاباً موقوتاً" پیش کر کے عرض کیا کہ "کتاباً موقوتاً" سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: یہ ثابت و برقرار فریضہ ہے۔ (پھر فرمایا) موقوتاً کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اگر اسے (وقت فضیلت) تھوڑا سا مقدم یا مؤخر کر دیا گیا تو یہ تمہیں ضرر و زیاں پہنچائے گا۔۔۔ ہاں جب تک اسے بالکل ضائع نہ کرو تب تک کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ چنانچہ خداوند عالم ایک گروہ کی مذمت کرتے ہوئے فرماتا ہے: اضاعوا الصلوة واتبعوا الشهوات فسوف یلقون غیاً۔ (کہ اس گروہ نے نماز کو ضائع و برباد کر دیا اور خواہشات کی پیروی کی۔ یہ عنقریب گمراہی سے دوچار ہوگا)۔ (الفروع)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ جو شخص (اپنی زندگی میں) نماز کی حفاظت کرتا ہے اور اس کی موت کے وقت خود ملک الموت اس سے شیطان کو دور بھگاتا ہے اور اس سخت گھڑی میں مرنے والے کو کلمہ توحید و رسالت کی تلقین کرتا ہے۔ (الفقیہ)

۶۔ جناب شیخ صدوق علیہ الرحمہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد (حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک بندے کو (مقام حساب میں) لایا جائے گا اور سب سے پہلے اس سے نماز کے متعلق سوال کیا جائے گا پس اگر وہ اسے تام وتمام بجالایا ہوگا تو فبہا ورنہ اسے آتش جہنم میں جھونک دیا جائے گا۔ (عیون الاخبار)

۷۔ نیز شیخ موصوف حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اپنی نماز کو ضائع نہ کرو۔ کیونکہ جو شخص اپنی نماز کو ضائع کرے گا وہ قارون وہامان کے ساتھ محشور ہوگا اور خدا پر لازم ہوگا کہ اسے منافقین کے ہمراہ جہنم میں داخل کرے۔ ویل ہے اس شخص کے لئے جو اپنی نماز کی حفاظت نہ کرے اور اپنے نبیؐ کی سنت کو ادا نہ کرے۔ (ایضاً)

۸۔ جناب سید رضی حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اپنے اصحاب کو وصیت کرتے ہوئے ایک کلام کے ضمن میں فرمایا: "نماز کے معاملہ کی دیکھ بھال کرو۔ اس کی حفاظت کرو۔ اسے زیادہ سے زیادہ پڑھو۔ اس کے ذریعہ سے قرب خداوندی حاصل کرو۔ کیونکہ یہ اہل ایمان پر فرض کی گئی ہے۔" کیا تم دوزخیوں کے جواب کو نہیں سنتے کہ جب ان سے پوچھا گیا کہ تمہیں کیا چیز جہنم میں لے گئی؟ تو وہ جواب میں کہتے ہیں: "ہم نمازیں نہیں پڑھتے تھے" اور یہ نماز گناہوں کو اس طرح گراتی ہے جس طرح (تیز وتند ہوا خشک) پتوں کو گراتی ہے۔ اور اسی طرح گناہوں کو تتر بتر کر دیتی ہے جس طرح (بھیڑ بکریوں کے گلہ سے) پھندا نکال لیا جائے تو وہ متفرق ہو جاتی ہیں۔ اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس نماز کو اس نہر کے ساتھ تشبیہ دی ہے جو کسی شخص کے دروازہ پر جاری ہو اور وہ اس میں شبانہ روز میں پانچ مرتبہ غسل کرے۔ ظاہر ہے کہ اس کے بدن پر ذرہ بھی میل کچیل باقی نہیں رہے گی۔ اس نماز کی قدر و قیمت کچھ ان مومن کامل مردوں نے پہچانی ہے جن کو نہ مال ومتاع کی زیب و زینت نماز سے غافل کرتی ہے اور نہ ہی مال واولاد کی آنکھوں کی خنکی اس نماز سے باز رکھتی ہے۔ چنانچہ خداوند عالم ان کی تعریف کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کو تجارتی کاروبار اور خرید وفروخت خدا کی یاد سے' نماز قائم کرنے سے اور زکوٰۃ ادا کرنے سے غافل نہیں کرتی۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھ پڑھ کے اپنے آپ کو تھکا لیتے تھے حالانکہ ان کو جنت کی بشارت مل چکی تھی۔ یہ سب اہتمام اس لئے کرتے تھے کہ خدا کا ارشاد تھا: وأمر اھلک بالصلوٰۃ واصبر علیھا۔ (اپنے اہل وعیال کو نماز کا حکم دو اور اس پر صبر کرو)۔ چنانچہ آپؐ نے اپنے اہل وعیال کو اس کا حکم بھی دیتے تھے اور خود اس کی مشقت پر صبر بھی کرتے تھے۔ (نہج البلاغہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۶ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد مواقیت نماز' باب اُو باب ۱۰ و ۱۴ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۸

نماز کا قائم کرنا اور وہ بھی تام وتمام واجب ہے۔

(اس باب میں کل چودہ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک کو چھوڑ کر باقی تیرہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ محمد بن یعقوب کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص ایک نماز ہی پوری طرح تام وتمام ادا کر دے اس سے اس کی تمام نمازیں قبول ہو جاتی ہیں اگر چہ وہ تام نہ ہوں۔ اور اگر سب کو ہی غلط طریقہ پر ادا کرے تو پھر اس کی کوئی نماز بھی قبول نہیں ہوتی۔ اور نہ اس کا کوئی نافلہ شمار ہوتا ہے اور نہ فریضہ۔ کیونکہ نافلہ تو تب قبول ہوتا ہے کہ پہلے فریضہ قبول ہو اور جب کوئی شخص فریضہ کو ہی کما حقہ ادا نہ کرے تو پھر اس کا نافلہ بھی قبول نہیں ہوتا۔ کیونکہ نافلہ تو مقرر ہی اس لئے کیا گیا ہے کہ فریضہ میں جو خلل باقی رہ جائے اس کی اس سے تلافی کی جائے۔ (مگر جب سارا فریضہ ہی غلط ہو تو پھر اس کی تلافی کیسے ہو سکتی ہے؟)۔ (الفروع)

۲۔ بروایت زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: ایک بار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے کہ اچانک ایک شخص مسجد میں داخل ہوا اور نماز پڑھنا شروع کر دی مگر رکوع مکمل کیا نہ سجود۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: (اس شخص نے نماز نہیں پڑھی بلکہ) کوے کی طرح چند ٹھونگے مارے ہیں۔ (پھر فرمایا) اگر یہ شخص مر جائے اور (اس کے نامہ اعمال میں) یہی نماز درج ہو تو یہ میرے دین اسلام پر نہیں مرے گا۔ (الفروع' المحاسن' التہذیب)

۳۔ یزید بن خلیفہ بیان کرتا ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ آپؑ فرما رہے تھے کہ جب نماز گزار نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو آسمان سے زمین تک اس پر رحمت نازل ہوتی ہے اور اس کے ارد گرد ملائکہ حلقہ باندھ لیتے ہیں اور ایک فرشتہ اسے ندا دیتا ہے کہ اگر اس نمازی کو معلوم ہوتا کہ نماز میں کیا (اجر وثواب) ہے؟ تو کبھی اس سے الگ نہ ہوتا۔ (الفروع)

۴۔ ہارون بن خارجہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں اپنے اصحاب میں سے ایک آدمی کا ذکر کیا اور اس کی بڑی تعریف کی! امامؑ نے فرمایا: اس کی نماز کیسی ہے؟ (یعنی اس کی نماز سے پتہ چلے گا کہ وہ تعریف کا مستحق ہے یا نہ؟)۔ (ایضاً)

۵۔ ابوحمزہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کوئی بندۂ مومن نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو اس کے فارغ ہونے تک خداوند عالم برابر اس پر نظر کرم کرتا رہتا ہے

(یا فرمایا کہ خدا برابر اس کی طرف متوجہ رہتا ہے) اور اس کے سر کے اوپر سے لے کر آسمانی افق تک اس پر رحمت الٰہی سایہ فگن ہوتی ہے۔ اور آسمان تک اسے ہر چہار طرف سے فرشتے اپنے گھیرے میں لے لیتے ہیں اور خدا ایک فرشتے کو مؤکل کرتا ہے جو اس کے سر کے پاس کھڑے ہو کر کہتا ہے: اے نماز گزار! اگر تجھے علم ہوتا کہ کون تجھے دیکھ رہا ہے؟ اور تو کس سے مناجات کر رہا ہے تو تو کبھی ادھر ادھر متوجہ نہ ہوتا اور اس جگہ سے کبھی نہ ہٹتا۔ (ایضاً)

۶۔ زرارہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نماز کی مثال خیمہ کے مرکزی ستون جیسی ہے۔ اگر وہ قائم ہے تو پھر میخیں اور طنابیں برقرار رہیں گی اور فائدہ بھی دیں گے اور اگر یہ ستون گر گیا تو پھر کوئی چیز فائدہ نہیں دے گی (اور خیمہ گر جائے گا)۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۷۔ حفص بن البختری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم جس شخص کی ایک نماز بھی قبول کرلے گا پھر اسے کبھی عذاب نہیں کرے گا۔ اور جس شخص کی خدا ایک نیکی قبول کرلے گا اسے بھی عذاب نہیں کرے گا۔ (ایضاً)

۸۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نماز ترازو ہے لہٰذا جو شخص (آج اپنی تلی) نماز پڑھے گا وہ (کل ناپ تول کر) پورا اجر و ثواب لے گا۔ (الفروع، الفقیہ)

۹۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نماز گزار کے لئے تین فضیلتیں ہیں (۱) جب نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے تو اس کے پاؤں سے لے کر آسمان تک اسے فرشتے گھیر لیتے ہیں۔ (۲) آسمان سے لے کر اس کے سر تک اس پر رحمت خدا برستی ہے۔ (۳) ایک فرشتہ مؤکل ہے جو اسے ندا دیتا ہے کہ اگر نماز گزار کو علم ہوتا کہ کس ہستی سے مناجات (راز و نیاز کی باتیں) کر رہا ہے تو کبھی اس جگہ سے نہ ہٹتا۔ (الفقیہ)

۱۰۔ نیز جناب شیخ صدوق حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سب سے پہلے جس چیز کا بندہ سے حساب لیا جائے گا وہ نماز ہے اگر یہ قبول ہوگئی تو اس کے باقی سب اعمال قبول ہو جائیں گے اور اگر یہ رد ہوگئی تو اس کے باقی سب اعمال رد کر دیئے جائیں گے۔ (ایضاً)

۱۱۔ ابن ابی یعفور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی نماز فریضہ پڑھو تو ایک تو اسے اپنے وقت پر پڑھو۔ دوسرا اسے اس شخص کی مانند پڑھو جو اسے اس طرح الوداع کہہ رہا ہو کہ گویا اس نے پھر کبھی اس کی طرف لوٹ کر نہیں آنا ہے پھر اپنی جائے سجدہ پر نظر کرو۔ پس اگر تمہیں یہ یقین ہو کہ تمہارے دائیں بائیں کون ہیں؟ (کراماً کاتبین) تو پھر یقیناً تم بڑی عمدہ نماز پڑھو۔ اور اچھی طرح جان لو کہ تم اس کی بارگاہ میں حاضر ہو جو تمہیں دیکھ رہا ہے۔ مگر تم اسے نہیں دیکھ رہے ہو۔ (الآمالی، الثواب)

۱۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عیسیٰ بن عبداللہ ہاشمی سے اور وہ اپنے باپ دادا کے سلسلہ نسب سے حضرت امیر علیہ السلام

سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دین کا ستون نماز ہے۔ اور فرزند آدم کے تمام اعمال میں سے یہ پہلا عمل ہے جس پر نگاہ کی جائے گی۔ اگر یہ صحیح نکلی تو پھر اس کے دوسرے اعمال پر بھی نظر کی جائے گی اور اگر یہ صحیح نہ نکلی تو اس کے دوسرے اعمال پر بھی نظر نہیں کی جائے گی۔ (التہذیب)

۱۳۔ جناب شیخ عبداللہ بن جعفر حمیری باسنادِ خود بکر بن محمد ازدی سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ابوبصیر نے آپؑ سے سوال کیا کہ میں آپ پر قربان ہو جاؤں! آیا حور العین دنیا کی کوئی مخلوق ہے یا جنت کی؟ امامؑ نے (چیں بجبیں ہو کر) فرمایا: تمہیں اس سے کیا غرض؟ تم پر نماز پڑھنا واجب و لازم ہے! کیونکہ سب سے آخری وصیت جو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی اور اس کی رغبت دلائی وہ یہی نماز تھی۔ خبردار! تم میں سے کوئی شخص اپنی نماز کو خفیف نہ سمجھے! نہ جوانی میں اور نہ بڑھاپے میں بلکہ جوانی میں اسے کامل طور پر پڑھے اور بڑھاپے میں اپنی قوت کے مطابق اسے ادا کرے۔ پھر فرمایا: نماز کی چوری کس قدر سخت ہے؟ تم میں سے جب کوئی شخص نماز پڑھنے کھڑا ہو تو چاہیے کہ پورے اعتدال کے ساتھ کھڑا ہو۔ اور جب رکوع میں جائے تو بھرپور طریقہ سے جائے اور جب اس سے سر اٹھائے تو مکمل طور پر کھڑا ہو۔ اور جب سجدہ میں جائے تو اپنے اعضاء کو کھلا چھوڑ دے۔ اور بھرپور طریقہ سے سجدہ کرے۔ اور جب سر اٹھائے تو کچھ دیر ٹھہر جائے تا کہ اسے سکون و طمانیت حاصل ہو (اور اسی طرح تام و تمام نماز پڑھے)۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (ج ا باب الوضو باب ۵۴) اور یہاں باب ۷ میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۹ اور مساجد باب ۶۹ میں) ذکر کی جائیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۹

نماز کو مختصر کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ہشام بن سالم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی بندہ نماز پڑھنے کھڑا ہو اور (کسی کام کی وجہ سے) نماز کو مختصر کرے تو خدا فرشتوں سے فرماتا ہے کیا تم میرے بندے کو نہیں دیکھ رہے ہو؟ گویا کہ یہ خیال کرتا ہے کہ اس کی حاجتوں کا پورا کرنا میرے سوا کسی اور کے ہاتھ میں ہے؟ کیا وہ نہیں جانتا کہ ان کا پورا کرنا میرے قبضۂ قدرت میں ہے؟ (الفروع، التہذیب)

۲۔ جناب احمد بن محمد برقی باسنادِ خود عبداللہ بن میمون قداح سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کہ حضرت امیر علیہ السلام نے ایک شخص کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا جو نماز میں ٹھونگے مار رہا تھا! جناب نے اس سے پوچھا تم کتنے عرصہ سے اس طرح نماز پڑھ رہے ہو؟ اس نے کہا: اتنے اتنے عرصہ سے! فرمایا: خدا کے نزدیک تیری مثال کوے جیسی

ہے جبکہ وہ ٹھونگے مارتا ہے! پھر فرمایا: اگر تیری وفات اسی حالت میں ہو جائے تو تو ابوالقاسم محمدؐ کی ملت پر نہیں مرے گا۔۔۔ پھر فرمایا: سب سے بڑا چور وہ ہے جو اپنی نماز چراتا ہے۔ (المحاسن)

۳۔ حلبی اور ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: فریضہ کو مختصر کرنا اور نافلہ کو طول دینا بھی عبادت ہے۔ (ایضاً)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ یہ اس صورت پر محمول ہے کہ جب آدمی پیش نماز ہو اور اس کے مقتدی طوالت کو پسند نہ کرتے ہوں۔۔۔ یا یہ اختصار اور طوالت کے اضافی ہونے پر محمول ہے یعنی نوافل کی نسبت سے فرائض کو مختصر کرنا چاہیے۔ واللہ اعلم۔

۴۔ مفسر قرآن جناب علی بن ابراہیم قمی باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک حدیث کے ضمن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ شیطان کو جو خدا نے منہ مانگی مراد عطا کی وہ کس وجہ سے اس کا مستحق قرار پایا؟ فرمایا: اس کے ایک عمل کا شکریہ ادا کرتے ہوئے خدا نے ایسا کیا! عرض کیا: وہ اس کا کون سا عمل ہے؟ فرمایا: وہ اس کی دو رکعت نماز تھی جو اس نے آسمان پر چار ہزار سال کی طویل مدت میں ادا کی تھی۔ (تفسیر قمی)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۷ و باب ۸ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴ از افعال نماز و باب ۴ از رکوع میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۰

مستحبی عبادات میں سے نماز کو منتخب کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن وھب سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ وہ افضل ترین اور محبوب عمل کون سا ہے جس کے ذریعہ سے بندے اپنے خدا کا قرب حاصل کر سکتے ہیں؟ آپؑ نے فرمایا: اصول عقائد کی معرفت کے بعد اس نماز سے بہتر و برتر کوئی عمل نہیں جانتا۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ خدا کے بندہ صالح حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام فرماتے ہیں "و اوصانی بالصلوٰۃ و الزکوٰۃ ما دمت حیاً" جب تک میں زندہ ہوں خدا نے مجھے نماز پڑھنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کی وصیت کی ہے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۲۔ زید شحام بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ خدا کے نزدیک تمام اعمال میں سے زیادہ پسندیدہ عمل نماز ہے! یہ تمام انبیاءؑ کی آخری وصیت ہے۔ پس یہ بات کس قدر اچھی ہے کہ آدمی غسل کرے (اگر غسل واجب کرنا ہو) یا کامل وضو کرلے پھر کسی ایسے گوشے کنارے میں چلا جائے جہاں اسے کوئی مونس و انیس نہ دیکھے تب خدا اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے جبکہ وہ رکوع و سجود کی حالت میں ہوتا ہے۔ (پھر فرمایا) جب کوئی بندہ سجدہ کرتا ہے اور

اسے طول دیتا ہے تو شیطان بآواز بلند کہتا ہے ہائے افسوس یہ لوگ تو اللہ کی اطاعت کر رہے ہیں مگر میں نے اس کی نافرمانی کی۔۔۔ یہ سب سجدے کر رہے ہیں اور میں نے انکار کیا۔ (الفروع، الفقیہ)

۳۔ عبداللہ بن یحییٰ کاہلی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ وہ فرمار ہے تھے: آگاہ ہو جاؤ! کہ نماز کے سوا اور کوئی عمل حج سے افضل نہیں ہے۔ (ایضاً)

۴۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک نماز فریضہ بیس حجوں سے افضل ہے اور ایک حج سونے کے اس ایک کوٹھے سے افضل ہے جو سونے سے بھرا ہو جو سارے کا سارا راہ خدا میں لٹا دیا جائے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اللہ کی اطاعت کیا ہے؟ زمین میں اس کی خدمت کرنا اور خدا کی کوئی خدمت نماز پڑھنے کے برابر نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فرشتوں نے جناب زکریاؑ کو اس وقت ندادی تھی جب وہ محراب میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔ (الفقیہ)

۶۔ خالد قلانسی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بروز قیامت ایک بوڑھے آدمی کو جب میدان حشر میں لایا جائے گا اور اس کے ہاتھ میں اس کا نامہ اعمال دیا جائے گا جس کا ظاہری حصہ لوگوں سے متصل (اور کھلا ہوا) ہوگا اور اس میں اس کی برائیاں ہی برائیاں نظر آئینگی! جب یہ بات قدرے طول پکڑ جائے گی تو وہ بارگاہ خداوندی میں عرض کرے گا: بارالہا! کیا تو میرے بارے میں جہنم میں ڈالے جانے کا حکم دے گا؟ خدائے جبار فرمائے گا: اے بوڑھے! تجھے عذاب کرتے ہوئے مجھے حیا دامن گیر ہوتی ہے کیونکہ (ان برائیوں کے باوجود) تو دار دنیا میں میرے لئے نماز پڑھتا تھا پھر (فرشتوں کو) حکم دے گا کہ میرے اس بندے کو جنت میں داخل کرو۔ (امالی صدوقؒ)

۷۔ ابن مسعود حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا کے نزدیک سب اعمال سے زیادہ پسندیدہ عمل تین چیزیں ہیں (۱) نماز۔ (۲) نیکی۔ (۳) اور جہاد۔ (الخصال)

۸۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود یونس بن یعقوب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمار ہے تھے کہ ایک حج دنیا و مافیہا سے افضل ہے اور ایک نماز ایسے ایک ہزار حج سے افضل ہے۔ (التہذیب)

۹۔ ابو بصیر، عثمان بن عیسیٰ سے اور یونس بن ظبیان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک نماز بیس حجوں سے افضل ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے مقدمہ عبادات (ج ۱، باب ۱ و باب ۱۷) میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۲، ۱۷ اور ۱۸ میں) ذکر کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۱

جب صرف ایک واجبی نماز کو ترک کیا جائے تو اس سے کفر و ارتداد لازم ہوتا ہے بشرطیکہ ترک انکار و استخفاف کی وجہ سے ہو۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے نوافل کی تعداد والی حدیث کے ضمن میں فرمایا: یہ سب نمازیں تو مستحب ہیں اور فرض نہیں ہیں اور فریضہ کا تارک کافر ہوتا ہے جبکہ اس (مستحبی نماز) کا تارک کافر نہیں ہوتا۔(تہذیب الاحکام)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود مسعدہ بن صدقہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ سوال کیا گیا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ آپ زنا کار کو تو کافر نہیں کہتے مگر نماز کے تارک کو کافر کہتے ہیں؟ فرمایا: زانی ہو یا اس قسم کا کوئی اور گنہگار (شرابخوار وغیرہ) وہ شہوانی غلبہ کی وجہ سے یہ گناہ کرتا ہے مگر نماز کے تارک پر تو کسی چیز کا غلبہ نہیں ہوتا لہٰذا وہ جب بھی اسے ترک کرتا ہے تو اسے خفیف اور سبک جاننے کی وجہ سے! زانی جب کسی عورت کے پاس جاتا ہے اور اس سے زنا کرتا ہے تو وہ اس سے لذت اندوز ہوتا ہے مگر جب بے نماز نماز نہیں پڑھتا تو اسے ترک نماز میں کوئی لذت حاصل نہیں ہوتی۔ پس جب ترک نماز میں لذت نہیں ہے تو ماننا پڑتا ہے کہ یہ نماز کا استخفاف ہے اور یہ استخفاف موجب کفر ہے۔(الفقیہ' قرب الاسناد)۔

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبید بن زرارہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے حدیث کبائر کے ضمن میں فرمایا: تارک نماز کافر ہے یعنی جو کسی علت اور کسی سبب کے بغیر نہ پڑھے وہ کافر ہے۔(اصول کافی)

۴۔ قداح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ ایک شخص حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھے کوئی وصیت فرمائیں۔ آنحضرتؐ نے اس سے فرمایا کہ جان بوجھ کر کبھی ترک نہ کرنا! کیونکہ جو شخص جان بوجھ کر اسے ترک کرتا ہے ملت اسلام اس سے بری و بیزار ہو جاتی ہے (یعنی وہ شخص کافر ہوتا ہے)۔(الفروع)

۵۔ جناب شیخ احمد بن محمد برقی باسناد خود برید بن معاویہ عجلی سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں ایک مسلمان اور اس کے کافر بننے کے درمیان صرف ایک نماز فریضہ کا جان بوجھ کر نہ پڑھنے یا اسے سبک سمجھ کر نہ پڑھنے کا فاصلہ ہے۔(المحاسن)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن میمون سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد

(حضرت امام محمد باقر علیہ السلام) سے اور وہ جابر (بن عبداللہ انصاری) سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کفر اور ایمان کے درمیان صرف نماز نہ پڑھنے کا فاصلہ ہے (ادھر عمداً نماز ترک کی اور اُدھر کافر ہوگیا)۔ (عقاب الاعمال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (ج ا باب ا و ۲) از مقدمہ عبادات میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۸ اور جہاد نفس وامر بالمعروف کے ابواب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۲

نماز ونوافل مبتدءۃ (جن کا خوشنودی خدا حاصل کرنے کے سوا کوئی خاص سبب نہ ہو) کا پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن فضیل سے اور وہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: الصلوٰۃ قربان کل تقی۔ کہ نماز ہر پرہیزگار شخص کے لئے قرب خداوندی حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ (الفروع، الفقیہ، المعیون)

۲۔ ایک شخص نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ استدعا کی کہ میرے لئے بارگاہ خدا میں دعا کریں کہ وہ مجھے جنت میں داخل کرے! آپؐ نے اس سے فرمایا: (میں دعا تو کروں گا مگر) تو بھی تو سجدے زیادہ کر کے (زیادہ نمازیں پڑھ کے یا طویل سجدے ادا کر کے) میری کچھ مدد کر۔ (الفقیہ، التہذیب)

۳۔ اسماعیل بن یسار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے: خبردار! سستی سے بچو۔ تمہارا پروردگار بڑا رحیم ہے وہ تو تھوڑے سے عمل پر بھی شکرگزار ہوتا ہے اور بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک آدمی قربۃً الی اللہ صرف دو رکعت (مستحبی) نماز پڑھتا ہے اور خدا اسے اس کی وجہ سے جنت الفردوس میں داخل کر دیتا ہے۔ (الفقیہ، المحاسن، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۰ وغیرہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۷، ۳۲ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۳

نمازہائے پنجگانہ اور ان کے نوافل کی تعداد اور ان کے بعض احکام کا بیان۔

(اس باب میں کل انتیس حدیثیں ہیں جن میں سے چھ مکررات کو قلمزد کر کے باقی تیئس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امیر علیہ السلام کو جو وصیت

فرمائی تھی اس میں یہ تھا۔ یا علیؑ! میں آپ کو اپنی ذات کے بارے میں چھ چیزوں کی وصیت کرتا ہوں انہیں میری طرف سے یاد رکھنا۔ پھر دعا کرتے ہوئے کہا: یا اللہ! علیؑ کی مدد کرنا۔۔۔ فرمایا: چھٹی چیز یہ ہے کہ نماز پڑھنے، روزہ رکھنے اور صدقہ دینے میں میری سنت پر عمل کرنا۔ پھر فرمایا کہ جہاں تک نماز کا تعلق ہے تو میری سنت پچاس رکعت نماز پڑھنا ہے۔ (روضۃ کافی وغیرہ)

۲۔ فضیل بن یسار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو ایک حدیث کے ضمن میں فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ خدا نے (تمام نماز ہائے پنجگانہ) دو دو رکعت فرض کی تھیں۔ اس طرح وہ کل دس رکعت تھیں۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (نماز صبح کو چھوڑ کر) ان نمازوں میں سے (ظہرین اور عشاء) کے ساتھ دو دو رکعتوں کا اور نماز مغرب کے ساتھ ایک رکعت کا اضافہ کیا (اور انہیں سترہ رکعت بنا دیا) پس یہ اضافہ شدہ رکعتیں ہیں فریضہ کی مانند ہیں سوائے سفر کے کسی طرح بھی ان کا ترک کرنا جائز نہیں ہے اور جو ایک رکعت مغرب میں بڑھائی تھی اسے سفر و حضر ہر حال میں برقرار رکھا۔ پس خدا نے پیغمبرؐ کے اس اضافہ کو نافذ کر دیا اس طرح اب نماز ہائے پنجگانہ کی سترہ رکعتیں ہو گئیں۔ پھر آنحضرتؐ نے ان فریضہ نمازوں کے ان سے دو گنا زیادہ یعنی چونتیس رکعت نوافل مقرر فرمائے۔ خدا نے انہیں بھی نافذ کر دیا اس طرح فریضہ اور نافلہ کی مجموعی تعداد اکاون رکعت ہو گئی۔ مجملہ ان کے نماز عشاء کے بعد پڑھی جانے والی وہ دو رکعت بھی ہیں جو بیٹھ کر پڑھی تو دو رکعت ہو جاتی ہیں مگر شمار ایک رکعت ہوتی ہیں۔۔۔ آنحضرتؐ نے ان اضافی رکعتوں میں کوتاہی کرنے کی کسی شخص کو سوائے مسافر کے اجازت نہیں دی۔ بلکہ انہیں فریضہ کی مانند ادا کرنے کو لازم قرار دیا ہے اور ظاہر ہے کہ جس چیز کی رخصت خود آنحضرتؐ نے کسی کو نہیں دی اور کوئی بھی شخص ہرگز اس کی رخصت نہیں دے سکتا۔ پس جب آنحضرتؐ کا حکم خدا کے حکم اور ان کی نہی خدا کی نہی کے مطابق ہے تو لوگوں پر اس کا تسلیم کرنا اسی طرح واجب ہے جس طرح خدا کے امر و نہی کا تسلیم کرنا لازم ہے۔[1] (اصول کافی)

۳۔ فضیل بن یسار، فضل بن عبدالملک اور بکیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا

---

[1] یہ اور اسی قسم کی بعض اور حدیثوں کے پیش نظر دو رکعتی فرقہ تمام نمازوں کو دو دو رکعت واجب جانتا ہے اور وہ سترہ کی بجائے صرف دس رکعت پڑھتا ہے۔۔۔ اور کہتا ہے کہ جب خدا نے تمام نمازیں دو دو رکعت واجب قرار دی ہیں تو وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اضافہ کو تسلیم نہیں کرتا۔۔۔ شیعہ علماء اعلام کا ان حدیثوں کے بارے میں ایک نظریہ ہے کہ یہ اخبار احاد ہیں جو علم و یقین کا موجب نہیں ہیں۔ اور دوسرا نظریہ یہ ہے کہ تفویض کی کل سات قسمیں ہیں جن میں سے چھ باطل اور ایک قسم صحیح ہے اور وہ ہے دینی امور میں تفویض اور وہ بھی اس معنی میں کہ خداوند عالم نے اپنے پیغمبر اسلام کو اس طرح خلق فرمایا اور اس طرح ان کی تادیب فرمائی کہ وہ ہمیشہ ایسے ہی امر کو اختیار کرتے تھے جو حق و صواب ہوتا تھا اور ہمیشہ ان کے قلب مقدس میں وہی بات پیدا ہوتی تھی جو مشیت الٰہی کے مطابق ہوتی تھی۔ اس لئے خداوند عالم نے اپنے نزدیک ان کے مجد و شرف کے اظہار کی خاطر بعض امور کی تعیین ان کے سپرد کر دی جیسے فرائض نماز کی آخری رکعتوں کا اضافہ یا مستحبی نماز و روزہ کی تعیین اور جد کا طعمہ (چھٹا حصہ) وغیرہ وغیرہ بایں ہمہ اصل تعیین وحی و الہام ربانی کے تحت ہوتی تھی پھر آنحضرتؐ جو شق اختیار فرماتے تھے اس کی تائید آنے والی وحی سے بھی ہو جاتی تھی و ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی اور آنحضرتؐ اپنی خواہش سے کلام نہیں کرتے تھے (یعنی اپنی مرضی سے کسی چیز کو حلال و حرام نہیں قرار دیتے تھے) بلکہ وہ سب کچھ وحی الٰہی کے تحت کرتے تھے۔ اس بات کے تسلیم کرنے میں کوئی عقلی یا شرعی خرابی نہیں ہے۔ (مرآۃ العقول و سابع بحار الانوار)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

کہ فرمارہے تھے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پنجگانہ کے دو برابر نوافل پڑھتے تھے اور ماہ رمضان کے روزوں کے دو برابر نوافل پڑھتے تھے اور ماہ رمضان کے روزوں کے دو برابر روزے رکھتے تھے (شعبان کا پورا مہینہ اور باقی دس مہینوں میں ہر ماہ میں تین روزے اس طرح کل دو ماہ ہو گئے)۔ (الفروع، تہذیب واستبصار)

۴۔ محمد بن ابی عمیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ نماز کے بارے میں افضل ترین سنت کیا جاری ہے؟ فرمایا: پچاس رکعت نماز (ماسوا تیرہ کے)۔ (ایضاً)

۵۔ حنان بیان کرتے ہیں کہ عمرو بن حریث نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا جبکہ میں بھی وہاں حاضر تھا۔ میں آپ پر قربان ہو جاؤں! مجھے یہ بتائیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس قدر اور کس طرح نماز پڑھتے تھے؟ فرمایا: زوال کے بعد آٹھ رکعت (نافلہ ظہر) ادا کرتے اور ان کے بعد چار رکعت (نماز فریضہ ادا کرتے) اور یہ پہلی نماز ہے (جو فرض ہوئی) اس کے بعد آٹھ رکعت (نافلہ عصر) پڑھتے اور ان کے بعد چار رکعت نماز عصر ادا کرتے۔ مغرب کی تین رکعت اور اس کے بعد اس کا نافلہ چار رکعت پڑھتے۔ بعد ازاں نماز عشاء کی چار رکعت پڑھتے۔ بعد ازاں (اپنے وقت پر) یعنی نصب شب کے بعد آٹھ رکعت نماز تہجد اور تین رکعت وتر (بایں تفصیل کہ دو رکعت شفع اور ایک وتر) ادا کرتے۔ پھر صبح کی دو رکعت نماز نافلہ پڑھتے اور اس کے بعد صبح کی دو رکعت ادا کرتے۔ میں نے عرض کیا: میں آپ پر قربان ہو جاؤں! اگر میں اس سے زیادہ پڑھوں تو کیا خدا مجھے زیادہ نماز پڑھنے پر عذاب کرے گا؟ فرمایا: نہ! (زیادہ نماز پڑھنے پر تو عذاب نہیں کرے گا) البتہ سنت (رسولؐ) کے ترک کرنے پر ضرور عذاب کرے گا۔ (ایضاً)

۶۔ احمد بن محمد ابو نصر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ ہمارے اصحاب نے سنتی نماز کی تعداد کے بارے میں باہم اختلاف کیا ہے۔ چنانچہ بعض حضرات چوالیس (۴۴) رکعت پڑھتے ہیں اور بعض پچاس (۵۰)! آپ مجھے یہ فرمائیں کہ آپؑ کا طریقہ کار کیا ہے؟ تاکہ میں بھی اس کے مطابق عمل کر سکوں! فرمایا: میں کل اکیاون (۵۱) رکعت نماز پڑھتا ہوں۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر امامؑ رکے اور ہاتھ سے گرہیں دیتے ہوئے فرمایا: زوال کی آٹھ رکعت۔ (پھر نماز ظہر کی چار رکعت)۔ ظہر کے متصل چار رکعت (عصر کے آدھے نوافل) اور پھر نماز عصر سے متصل پہلے چار رکعت (یہ کل آٹھ رکعت نوافل ہو گئے) (پھر نماز عصر کی چار رکعت)۔۔۔ بعد ازاں (نماز مغرب تین رکعت) اس کے بعد دو رکعت (مغرب کے آدھے نوافل) اور پھر نماز عشاء سے پہلے دو رکعت (اس طرح نماز مغرب کے چار رکعت نوافل مکمل ہو گئے) (بعد ازاں نماز عشاء چار رکعت) اور نماز عشاء کے بعد بیٹھ کر دو رکعت جو شمار ایک رکعت ہوتی ہیں اگر کھڑے ہو کر پڑھی جائیں۔۔۔ پھر (اپنے وقت پر) آٹھ رکعت نماز تہجد اور تین رکعت نماز وتر (بشمول دو رکعت نماز شفع) پھر دو رکعت نوافل صبح۔ (اور پھر دو رکعت نماز صبح) اس طرح نماز فریضہ سترہ رکعت ہو گئی (اور نافلہ چونتیس (۳۴) رکعت اور) مجموعاً اکیاون رکعت ہو گیا۔ (ایضاً)

۷۔ حماد بن عثمان بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امام علیہ السلام) سے سوال کیا کہ دن میں مستحبی نماز کس قدر ہے؟ فرمایا: آٹھ رکعت ظہر سے پہلے (نافلہ ظہر) اور آٹھ رکعت ظہر کے بعد (نافلہ عصر)۔ (ایضاً)

۸۔ حارث بن المغیرہ نصری بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ دن کے نوافل سولہ رکعت ہیں (بایں تفصیل کہ) زوال آفتاب کے بعد آٹھ رکعت اور نماز مغرب کے بعد چار رکعت۔ فرمایا: اے حارث! ان (نوافل مغرب) کو سفر و حضر میں ہرگز ترک نہ کرو۔ اور نماز عشاء کے بعد دو رکعت جن کو میرے والد ماجد (امام محمد باقر علیہ السلام) بیٹھ کر پڑھتے تھے مگر میں ان کو کھڑے ہو کر پڑھتا ہوں (پھر فرمایا) اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات میں تیرہ رکعت (بایں تفصیل کہ آٹھ رکعت نماز شب' دو رکعت نماز شفع' ایک رکعت وتر اور دو رکعت نافلہ صبح) پڑھا کرتے تھے۔ (ایضاً)

۸۔ فضل بن ابوقرہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ سے اکیاون رکعت نماز پڑھنے (کی علت کے بارے میں) سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ دن کے بارہ گھنٹے میں اور رات کے بھی بارہ گھنٹے۔ پھر طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک ایک گھنٹہ اور غروب آفتاب سے لے کر (مغربی) سرخی کے زائل ہونے تک "غسق" ہے۔ (اس طرح ہوئے کل پچیس گھنٹے اور ایک غسق) فرمایا: ہر گھنٹے کے لئے دو رکعت اور غسق کے لئے ایک رکعت مقرر کی گئی (اس طرح مجموعہ بن گیا اکیاون رکعت)۔ (الفروع)

۹۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دس رکعت نماز میں یعنی ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کی پہلی دو رکعتوں اور نماز صبح کی کل دو رکعتوں میں وہم و شک (اور اس کی اصلاح) کی کوئی گنجائش نہیں ہے لہٰذا جس شخص کو ان میں شک پڑ جائے تو وہ از سر نو نماز پڑھے۔ یہی (دس رکعت) وہ نماز ہے جو خدا نے قرآن میں اہل ایمان پر فرض کی تھی۔ اور پھر دینی معاملہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سپرد کر دیا۔ انہوں نے ان کے ساتھ سات رکعت کا اضافہ کیا (اس طرح کل سترہ رکعت ہو گئیں) یہ سات رکعتیں سنت ہیں (یعنی ان کا وجوب از راہ سنت ثابت ہے) ان میں قرأت (قرآن) نہیں ہے بلکہ ان میں صرف تسبیح، تہلیل اور تکبیر و دعا ہے۔ اور شک و وہم صرف انہی رکعتوں میں ہوتا ہے (اور اس کا تدارک بھی کیا جاتا ہے) پس حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسافر کو چھوڑ کر مقیم کی ان نمازوں میں اس طرح اضافہ فرمایا کہ ظہر و عصر اور عشاء کی نمازوں کے ساتھ دو دو رکعت اور نماز مغرب کے ساتھ ایک رکعت خواہ مسافر ہو یا مقیم۔ (ایضاً)

۱۰۔ ابان بن عثمان بواسطہ ایک شخص کے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: ذوالثمرہ نامی ایک شخص نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ! آپ مجھے یہ بتائیں کہ خداوند عالم نے مجھ پر کیا کیا فرائض فرض کئے ہیں؟ آنحضرتؐ نے اس کے جواب میں فرمایا: خدا نے شب و روز

میں تجھ پر سترہ رکعتیں فرض کی ہیں اور ماہ رمضان کے روزے۔ اگر اس مقدس مہینہ کو پاسکو۔۔۔اور حج واجب کیا ہے اگر استطاعت رکھتے ہو۔اور زکوٰۃ پھر اس کے سامنے زکوٰۃ کی تشریح پیش کی۔(روضہ کافی)

۱۱۔ عبداللہ بن سلیمان العامری حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج پر تشریف لے گئے اور پھر واپس آئے تو کل دس رکعت نماز (یعنی پنجگانہ نمازیں) ہر نماز دو دو رکعت لے کر آئے مگر جب حضرت امام حسن اور امام حسین علیہما السلام پیدا ہوئے تو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے سات رکعتوں کا ان میں اضافہ کر دیا اور خدا نے بھی اسے نافذ کر دیا اور صبح کی نماز کو اپنی اصلی حالت میں چھوڑ دیا اور اس کے وقت کی تنگ دامنی کی وجہ سے اس میں اضافہ نہ کیا کیونکہ اس نماز کے وقت شب اور روز کے فرشتے موجود ہوتے ہیں (مگر رات والے فرشتوں کو جانے کی جلدی اور دن والوں کو آنے کی جلدی ہوتی ہے) اور جب خدا نے آپ کو سفر میں نماز قصر کرنے کا حکم دیا تو آپؐ کی امت سے چھ رکعتیں کم کر دیں مگر نماز مغرب کو اپنے حال پر چھوڑ دیا اس میں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں کی۔ اور سہو و شک بھی نماز کے صرف اس حصے میں ہوتا ہے جس کا آنحضرتؐ نے اضافہ کیا تھا اور جس کو اصلی فریضہ (پہلی دو رکعتوں میں) شک پڑے (اس کی نماز باطل ہو جائے گی اور) اسے نماز از سر نو پڑھنی پڑے گی۔(الفروع)

۱۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عثمان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دن میں کس قدر اور کس طرح نماز پڑھتے تھے؟ فرمایا: اور کون شخص اس کی طاقت رکھتا ہے؟ پھر فرمایا: البتہ کیا میں تجھے یہ نہ بتاؤں کہ میں کیا کرتا ہوں؟ میں نے عرض کیا: ہاں (ضرور فرمائیں!)۔۔۔فرمایا: میں ظہر سے پہلے آٹھ رکعت اور ظہر کے بعد آٹھ رکعت پڑھتا ہوں! میں نے عرض کیا: اور نماز مغرب؟ فرمایا: اس کے بعد چار رکعت پڑھتا ہوں۔ پھر میں نے عرض کیا: اور نماز عشاء؟ فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز عشاء پڑھ کر سو جایا کرتے تھے اس کے بعد ہاتھ کو حرکت دیتے ہوئے فرمایا کہ اس طرح ابن ابی عمیر بیان کرتے ہیں کہ آپ نے (اشارہ کے ساتھ) اس طرح (آنحضرتؐ کے تھوڑا وقت آرام کرنے کا) تذکرہ فرمایا جس طرح ہمارے اصحاب نے سمجھا ہے۔(تہذیب)

۱۳۔ سلیمان بن خالد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نماز نافلہ کی تفصیل یہ ہے کہ آٹھ رکعت زوال کے وقت ظہر سے پہلے (نافلہ ظہر) اور چھ رکعت نماز ظہر کے بعد اور دو رکعت نماز عصر سے پہلے (کل آٹھ رکعت نافلہ عصر) اور نماز مغرب کے بعد چار رکعت (نافلہ مغرب) اور نماز عشاء کے بعد دو رکعت جس میں قرآن کی ایک سو آیات پڑھنی چاہئیں۔ دو رکعتیں بیٹھ کر پڑھی جائیں یا کھڑے ہو کر۔ البتہ کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے! مگر ان کا پچاس رکعتوں میں شمار نہیں ہے۔ آخر شب میں آٹھ رکعت نماز شب۔ اس نماز کی پہلی دو رکعتوں میں سے پہلی میں سورہ قل ھو اللہ اور دوسری میں قل یا ایھا

الکافرون پڑھیں۔ اور باقی (چھ رکعتوں) میں جو سورتیں چاہیں پڑھیں۔ اس کے بعد نماز وتر تین رکعت ان میں سے ہر ایک رکعت میں سورہ قل ھواللہ پڑھیں ان میں ایک سلام کا فاصلہ کریں (یعنی دو رکعت شفع پر سلام پھیر کر اس کے بعد ایک رکعت وتر پڑھیں) پھر نماز صبح سے پہلے دو رکعت (نافلہ صبح) پہلی رکعت میں سورہ قل یا ایھا الکافرون اور دوسری رکعت میں سورہ قل ھواللہ پڑھیں۔ (ایضاً)

۱۴۔ علی بن الحکم ہمارے بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ دن کی نماز (نافلہ) کل سولہ رکعت ہیں دن کے جس حصے میں چاہو پڑھو۔ چاہو تو اس کے اول میں، چاہو تو وسط میں اور چاہو تو اس کے آخر میں پڑھو۔ (ایضاً)

۱۵۔ مگر بروایت قاسم بن الولید از حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام میں یوں مروی ہے کہ فرمایا: دن کے سولہ رکعت نوافل اگرچہ دن کے ہر ساعت میں پڑھی جا سکتی ہیں مگر ان کا اپنے اپنے وقت پر (آٹھ رکعت نماز ظہر سے پہلے اور آٹھ رکعت کا ظہر کے بعد) پڑھنا افضل ہے۔ (ایضاً)

۱۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود سعید بن المسیب سے روایت کرتے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے سوال کیا کہ جس شکل وصورت میں آج نماز موجود ہے یہ کب مسلمانوں پر فرض کی گئی؟ فرمایا: مدینہ میں جب دعوت اسلام عام ہوگئی اور اسلام طاقتور ہو گیا اور خدا نے مسلمانوں پر جہاد فرض کیا تب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سات رکعتوں کا اضافہ کیا (بایں تفصیل کہ) نماز ظہر کے ساتھ دو رکعت، عصر کے ہمراہ دو رکعت، مغرب میں ایک رکعت اور عشاء میں دو رکعت اور نماز صبح کو اسی حالت پر برقرار رکھا جس طرح وہ مکہ میں فرض ہوئی تھی۔ کیونکہ اس وقت رات کے فرشتوں کو آسمان پر جانے اور دن والے فرشتوں کو زمین پر آنے کی جلدی ہوتی ہے۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس نماز صبح کے وقت شب وروز کے فرشتے حاضر ہوتے تھے۔ اسی لئے خدا فرماتا ہے "و قرآن الفجر ان قرآن الفجر کان مشھوداً" (اور نماز صبح پڑھو کہ اس وقت مسلمان بھی حاضر ہوتے ہیں اور شب وروز کے فرشتے بھی)۔ (الفقیہ، الروضۃ، العلل)

۱۷۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے امامؑ سے دریافت کی کہ کس وجہ سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظہر سے پہلے آٹھ رکعت اور عصر سے پہلے آٹھ رکعت مقرر کی ہیں؟ اور کس وجہ سے نماز مغرب کے لئے وضو کرنے کی پوری رغبت دلائی ہے؟ اور نماز مغرب کے بعد چار رکعت نماز نافلہ کیوں سنت قرار دی ہے؟ اور آنحضرتؐ نماز شب آخر شب میں کیوں پڑھتے تھے اور اول شب میں کیوں نہیں پڑھتے تھے؟ امامؑ نے (ان سوالات کے جوابات دیتے ہوئے فرمایا) یہ سب کچھ فرائض کے بجا آوری کی تاکید مزید کے لئے اہتمام کیا گیا۔ کیونکہ اگر لوگوں کو صرف ظہر

کی چار رکعت پڑھنے کا حکم دیا جاتا تو وہ اس کی ادائیگی میں سستی کرتے حتیٰ کہ اس کا وقت نکل جاتا۔ لیکن جب فریضہ کے علاوہ اس سے پہلے کچھ نوافل بھی مقرر کر دیئے گئے تو ان کی بجا آوری کی طرف جب جلدی کریں گے کیونکہ وہ بہت سے ہیں (اور اس بہانے نماز ظہر کو بھی باقاعدہ وقت پر پڑھ سکیں گے) اور اسی حکمت اور مصلحت کے پیش نظر نماز عصر سے پہلے اس کے نوافل مقرر کئے گئے تا کہ ان کی کثرت کی وجہ سے لوگ اس طرف متوجہ ہو جائیں گے۔ اور لوگ کہیں گے کہ اگر ہم نے نماز ظہر کو زیادہ مؤخر کر دیا تو عصر کا وقت فوت ہو جائے گا۔ اس طرح مغرب کے لئے وضو کی رغبت دلائی گئی تا کہ وضو کرنے کے بہانے جلدی متوجہ ہوں گے اور نماز مغرب کو بروقت ادا کریں گے اور کہیں گے کہ اگر دیر سے وضو کیا تو وقت نکل جائے گا۔ اور یہی وجہ ہے مغرب کے بعد چار رکعت نماز نافلہ پڑھنے کی کہ اس کی وجہ سے مغرب کی نماز جلدی ادا کریں گے کہ اس کے بعد چار رکعت نافلہ بھی پڑھتے ہیں۔۔۔ اور نماز شب اس لئے آخر شب میں مقرر کی گئی تا کہ اس بہانے نماز صبح ادا کرنے کے لئے جلدی بیدار ہو جائیں اس لئے یہ نماز اس طرح واجب ہوئی ہے۔ (علل الشرائع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ لفظ وجوب سے یہاں مراد ثبوت ہے یا استحباب مؤکد مراد ہے۔ واللہ العالم۔

۱۸۔ فضل بن شاذان حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دراصل ہر نماز دو رکعت مقرر کی گئی تھی پھر بعد از اں کسی نماز کے ساتھ ایک رکعت، کسی کے ساتھ دو رکعتیں بڑھائی گئیں اور بعض کے ساتھ کوئی اضافہ نہیں کیا گیا۔ (ذرا اور گہرائی میں جائیں تو معلوم ہوگا کہ) دراصل نماز کی ایک ہی رکعت ہے۔ کیونکہ اصل عدد ایک ہی ہے۔ پس جب ایک رکعت سے بھی کم ہو جائے تو پھر نماز ہی نہیں ہے! خدا جانتا تھا کہ (اگر یہی ایک رکعت فرض کی گئی تو) لوگ اس ایک رکعت کو تمام و کمال پوری رغبت و توجہ سے ادا نہیں کریں گے۔ اس لئے اس کے ساتھ ایک اور رکعت شامل کر کے اسے دو رکعت بنا دیا تا کہ ایک رکعت والا نقص دور ہو جائے۔ اس لئے خدا نے دو دو رکعت نماز فرض کی۔۔۔ پھر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانتے تھے کہ عام لوگ بہ تمام و کمال یہ دو رکعتیں بھی ادا نہیں کریں گے اس لئے آپ نے ظہر و عصر اور عشاء کے ساتھ دو دو رکعت کا اضافہ کر دیا (اور ان کو چار رکعت بنا دیا) تا کہ ان کے ذریعہ سے پہلی دو رکعتوں کی تکمیل ہو سکے۔ پھر آپ یہ بھی جانتے تھے کہ مغرب کے وقت لوگ بہت زیادہ مشغول ہوتے ہیں اور (کاروبار سے فارغ ہو کر) اپنے گھر جانے نیز کھانا کھانے، وضو کرنے اور گھر کے لئے ساز و سامان مہیا کرنے کے لئے بہت مصروف ہوتے ہیں۔ اس لئے لوگوں کی آسائش اور تخفیف کی خاطر نماز مغرب میں صرف ایک رکعت کا اضافہ کیا۔ تا کہ ایک تو اس مصروف وقت میں لوگوں کو سہولت ہو اور دوسرے شب و روز میں نمازوں کی رکعتوں کی تعداد بھی طاق ہو جائے (جو عدد خدا کو زیادہ پسند ہے) پھر نماز صبح کو اپنی اصلی حالت پر رہنے دیا گیا۔ (اس میں کوئی اضافہ نہیں کیا گیا) کیونکہ اس وقت لوگ اپنے کاروبار کی طرف جانے کی تیاری کی وجہ سے بہت زیادہ مصروف ہوتے ہیں۔ اور اس لئے بھی کہ اس وقت لوگوں کے دل و دماغ ہر قسم کی فکر و تردّد سے خالی ہوتے ہیں۔ کیونکہ رات کے وقت بالعموم لوگوں

کے ساتھ لین دین اور کاروبار کم ہوتا ہے (بلکہ اکثر تو ہوتا ہی نہیں ہے) اس لئے اس وقت بہ نسبت دوسری نمازوں کے انسان کی توجہ اس نماز کی طرف زیادہ ہوتی ہے۔ اور سنتی نماز کے لئے چونتیس رکعت مقرر کی گئی ہے کیونکہ اصل فریضہ نماز سترہ رکعت ہے۔ اس لئے نافلہ کے تعداد فریضہ سے دوگنی مقرر کی گئی تا کہ اس سے فریضہ میں اگر کچھ کمی رہ جائے تو اس نقص کی تکمیل کی جا سکے۔ پھر یہ نماز نافلہ ایک وقت میں مقرر نہیں کی گئی بلکہ مختلف اوقات میں مقرر کی گئی ہے (اس کی وجہ یہ ہے کہ) بہترین اوقات تین ہیں (۱) زوال آفتاب۔ (۲) غروب آفتاب کے بعد۔ (۳) صبح سحری۔ تو خدا نے چاہا کہ ان تین بہترین اوقات میں اس کے لئے نماز پڑھی جائے۔ (علاوہ ازیں) جب یہ سنتی نماز مختلف اوقات پر تقسیم کر دی جائے گی تو یہ اسے ایک ہی وقت میں ادا کرنے کی بہ نسبت زیادہ سہل و آسان ہوگی۔ (العیون العلل)

۱۹۔ نیز فضل بن شاذان حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے مامون عباسی کے نام ارسال کردہ مکتوب میں لکھا: ''نماز فریضہ کی رکعتوں کی تفصیل یہ ہے کہ ظہر چار رکعت' عصر چار رکعت' مغرب تین رکعت' عشاء چار رکعت اور صبح دو رکعت' یہ کل ہوئیں سترہ رکعتیں۔ اور سنتی نوافل چونتیس رکعت ہیں (بایں تفصیل) آٹھ رکعت نماز ظہر سے پہلے' آٹھ رکعت نماز عصر سے پہلے' چار رکعت نماز مغرب کے بعد۔ اور دو رکعت بیٹھ کر نماز عشاء کے بعد جو شمار ایک رکعت ہوتی ہیں پھر سحری کے وقت آٹھ رکعت نماز شب اور شفع اور وتر تین رکعت (یعنی دو رکعت شفع اور ایک رکعت وتر) ہر دو رکعت کے بعد سلام۔ اور دو رکعت نافلہ فجر۔ (العیون' تحفۃ العقول)

۲۰۔ رجاء بن ابو الضحاک ایک طویل حدیث کے ضمن میں حضرت امام رضا علیہ السلام کے نماز پنجگانہ اور اس کے نوافل ادا کرنے کے سلسلہ میں ان کے طریقہ کار کی وضاحت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ آنجناب کا معمول یہ تھا کہ جب زوال آفتاب ہو جاتا تو آپ وضو کی تجدید کرتے اور چھ رکعت نافلہ ظہر اس طرح پڑھتے کہ ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرتے اور ہر دوسری رکعت میں رکوع سے پہلے دعائے قنوت پڑھتے اور ہر دو رکعت میں سے پہلی رکعت میں سورہ قل یاایھا الکافرون اور دوسری رکعت میں حمد کے بعد سورۂ قل ھو اللہ پڑھتے اور باقی چار رکعتوں میں ہر رکعت میں حمد کے بعد سورہ قل ھو اللہ پڑھتے ---- جب اس طرح چھ رکعت پڑھ چکتے تو پھر (ظہر کے لئے) اذان کہتے اور اس کے بعد (نوافل ظہر کی باقیماندہ) دو رکعت پڑھتے بعد ازاں اقامت کہہ کر نماز ظہر ادا کرتے۔ سلام کے بعد جس قدر خدا چاہتا تسبیح' تحمید' تہلیل اور تکبیر پڑھتے پھر سجدہ شکر ادا کرتے جس میں ایک سو بار پڑھتے ''شکراً للہ'' جب سجدہ شکر سے سر اٹھاتے تو نافلہ عصر شروع کرتے چھ رکعت تو اس طرح پڑھتے کہ ہر دو رکعت بیک سلام۔ اور ہر دوسری رکعت میں حمد اور دوسری سورہ کے بعد اور رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے اور ہر رکعت میں سورۂ حمد کے بعد سورۂ قل ھو اللہ پڑھتے۔ بعد ازاں (عصر کے لئے) اذان کہتے اور اس کے بعد (نافلہ عصر کی باقیماندہ) دو رکعت پڑھتے سلام پھیرنے کے بعد اقامت کہہ کر نماز عصر ادا فرماتے جب پڑھ چکتے تو مصلے پر بیٹھے بیٹھے جب تک خدا چاہتا تسبیح'

تحمید، تہلیل وتکبیر (وغیرہ تعقیبات) پڑھتے۔ پھر سجدہ شکر ادا کرتے جس میں ایک سو بار پڑھتے "حمداً لله" اور جب آفتاب غروب ہو جاتا تو پھر وضو کی تجدید کرتے اور اذان واقامت کہہ کر نماز مغرب ادا کرتے اور دوسری رکعت میں قرأت کے بعد اور رکوع سے پہلے دعائے قنوت پڑھتے۔ اور سلام پھیرنے کے بعد جب تک خدا چاہتا مصلیٰ پر بیٹھ کر اللہ کی تسبیح، تحمید، تہلیل اور تکبیر کرتے پھر سجدہ شکر ادا کرتے جب اس سے سر اٹھاتے تو کسی سے کوئی کلام نہ کرتے جب تک اٹھ کر چار رکعت نافلہ مغرب بدو سلام نہ پڑھ لیتے۔ ہر دوسری رکعت میں قرأت حمد وسورہ کے بعد اور رکوع سے پہلے دعائے قنوت پڑھتے۔ اور ان چار رکعتوں میں یہ سورتیں بایں ترتیب پڑھتے پہلی دو رکعتوں میں سے پہلی رکعت میں سورۂ حمد کے بعد سورۂ قل یاایھا الکافرون اور دوسری میں حمد کے بعد سورۂ قل ھواللہ۔ اور دوسری دو رکعتوں میں ہر رکعت میں حمد کے بعد سورۂ قل ھواللہ احد پڑھتے۔ پھر سلام پھیرنے کے بعد جب تک خدا چاہتا تعقیبات پڑھتے رہتے۔ پھر روزہ افطار کرتے (اگر روزہ سے ہوتے) بعد ازاں اس قدر توقف فرماتے کہ قریباً رات کی ایک تہائی گزر جاتی تو پھر اٹھ کر (اذان واقامت کہہ کر) نماز عشاء ادا کرتے اور حسب سابق دوسری رکعت میں رکوع سے پہلے دعائے قنوت پڑھتے۔ اور سلام کے بعد مصلیٰ پر بیٹھے بیٹھے جب تک خدا چاہتا خدا کا ذکر کرتے اور اس کی تسبیح، تحمید، تہلیل وتکبیر پڑھتے اور تعقیبات کے بعد سجدہ شکر ادا کرتے۔ اس سے فارغ ہو کر بستر خواب پر لیٹ جاتے۔ جب رات کی آخری تہائی ہوتی تو رخت خواب سے خدا کی تسبیح، اس کی حمد، اس کی تہلیل، تکبیر اور استغفار پڑھتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوتے، مسواک کرتے پھر وضو کرتے بعد ازاں آٹھ رکعت نماز شب (ایک خاص ترکیب سے) پڑھنا شروع کرتے۔۔۔ پہلی دو رکعتوں میں ہر رکعت میں سورہ حمد کے بعد سورۂ قل ھواللہ تیس (۳۰) بار پڑھتے۔ اس کے بعد نماز جعفر طیارؓ چار رکعت بدو سلام پڑھتے۔ ہر دوسری رکعت میں رکوع سے پہلے دعائے قنوت پڑھتے اور اس نماز کو نماز شب میں شمار کرتے (جب اس طرح چھ رکعت مکمل ہو جاتیں تو) بعد ازاں باقیماندہ دو رکعت اس طرح پڑھتے کہ پہلی رکعت میں حمد کے بعد سورۃ الملک اور دوسری میں حمد کے بعد سورہ دھر پڑھتے۔ بعد ازاں اٹھ کر نماز شفع کی دو رکعت پڑھتے۔ ان میں سے ہر رکعت میں حمد کے بعد تین بار سورۂ قل ھواللہ پڑھتے۔ جب یہ بھی پڑھ چکتے تو پھر کھڑے ہو کر قرأت کے بعد رکوع سے پہلے دعائے قنوت پڑھتے۔ جب یہ بھی پڑھ چکتے تو پھر کھڑے ہو کر ایک رکعت نماز وتر بایں طور پڑھتے کہ اس میں سورہ حمد ایک بار، قل ھواللہ تین بار، قل اعوذ برب الفلق ایک بار اور قل اعوذ برب الناس ایک بار پڑھتے پھر رکوع سے پہلے دعائے قنوت پڑھتے۔۔۔ اس میں ستر بار یہ دعا بھی پڑھتے۔ "اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَ اَسْئَلُهُ التَّوْبَةَ" جب سلام پھیرتے تو جب تک خدا چاہتا تعقیبات پڑھتے رہتے۔ جب صبح صادق کا وقت قریب ہوتا تو اٹھ کر دو رکعت نافلہ صبح پڑھتے۔ پہلی رکعت میں حمد کے بعد سورۂ قل یاایھا الکافرون اور دوسری میں حمد کے بعد سورۂ قل ھواللہ پڑھتے۔ اور جب صبح صادق ہو جاتی تو اذان واقامت کہہ کر نماز صبح ادا فرماتے اور بعد ازاں طلوع آفتاب تک برابر تعقیبات پڑھتے رہتے۔ پھر سجدہ شکر میں سر رکھتے اور اس وقت اٹھاتے جب

سورج خاصا بلند ہو جاتا تھا۔ (عیون الاخبار)

۲۱۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: شیعتنا اھل الورع والاجتھاد۔ ہمارے شیعہ حرام سے بچنے والے، واجب کے پورا کرنے والے، وفادار، امانت دار اور صاحب زہد و عبادت ہوتے ہیں وہ شب و روز میں اکیاون رکعت نماز پڑھتے ہیں۔ رات کو (عبادت خدا میں) کھڑے ہوتے ہیں اور دن کو روزہ رکھتے ہیں۔۔۔ اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، حج بیت اللہ ادا کرتے ہیں اور ہر فعل حرام سے اجتناب کرتے ہیں۔ (صفات الشیعہ از شیخ صدوقؒ)

۲۲۔ جناب شیخ فضل بن الحسن طبرسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن فضیل سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرتؑ نے اس آیت کی والذین ھم علی صلاتھم یحافظون۔ (مؤمن وہ ہیں جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں) کی تفسیر میں فرمایا اس سے مراد ہمارے وہ شیعہ ہیں جو شب و روز میں پچاس رکعت نماز پڑھتے ہیں۔ (تفسیر مجمع البیان)

۲۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: مؤمن کی پانچ علامتیں ہیں ان میں سے ایک علامت شبانہ روز میں اکیاون رکعت نماز پڑھنا ہے۔[1] (مصباح المتہجد)

مؤلف علامؒ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد بھی اس قسم کی کچھ حدیثیں (باب ۱۷، ۲۴، ۲۹ وغیرہ ابواب میں) ذکر کی جائیں گی اور کچھ ایسی بھی (باب ۱۴ میں) ذکر کی جائیں گی جو بظاہر ان حدیثوں کے منافی ہیں اور وہیں ہم ان کی توجیہ بھی پیش کریں گے انشاء اللہ

باب ۱۴

نافلہ عصر میں چھ یا چار رکعتوں پر نافلہ مغرب میں دو رکعتوں پر اکتفا کرنا مباح ہے اور نافلہ عشاء کا بالکل ترک کرنا روا ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں ایک تاجر اور کاروباری آدمی ہوں اور تجارت کے سلسلہ میں ادھر اُدھر چکر لگاتا رہتا ہوں تو میں کس طرح زوال آفتاب اور اس کی نماز پر محافظت کروں اور کس قدر نماز پڑھوں؟ فرمایا: جب زوال ہو جائے تو آٹھ رکعت (نافلہ ظہر) پڑھو (اس کے بعد نماز ظہر پڑھو) پھر ظہر کے بعد دو رکعت اور عصر کی نماز سے پہلے دو رکعت، اس طرح ہو گئیں کل بارہ رکعت (آٹھ نافلہ ظہر اور چار نافلہ عصر) اور نماز مغرب کے بعد دو رکعت، اور جب آدمی رات گزر جائے تو تیرہ رکعت نماز پڑھو جس میں ایک رکعت وتر، دو رکعت نافلہ صبح بھی شامل ہے (اور آٹھ رکعت نماز شب اور دو رکعت شفع) یہ کل ستائیس رکعت ہیں

[1] باقی چار علامتیں یہ ہیں: (۱) نماز میں بسم اللہ بالجہر پڑھنا۔ (۲) دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننا۔ (۳) خاک شفا پر سجدہ کرنا۔ (۴) زیارت اربعین کرنا۔ (مصباح)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

جو فریضہ کے علاوہ ہیں (اور کل ہوئیں چوالیس رکعت)۔ یہ سب (ستائیس رکعت) مستحبی نماز ہے اور واجب نہیں ہے۔ فریضہ کا تارک کافر ہے مگر اس (مستحبی) کا تارک کافر نہیں ہے۔ البتہ ان کا ترک کرنا گناہ ضرور ہے۔ کیونکہ مستحب یہ ہے کہ جب کوئی آدمی نیکی کا کام کرے تو اس پر مداومت کرے۔ (تہذیب الاحکام)

۲۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ شب و روز میں مستحبی نمازیں کس قدر ہیں؟ فرمایا: وہ مستحبی نمازیں جن میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کرنی چاہیے وہ یہ ہیں آٹھ رکعت زوال کے وقت، ظہر کے بعد دو رکعت اور عصر سے پہلے دو رکعت، مغرب کے بعد دو رکعت اور عشاء سے پہلے دو رکعت پھر آٹھ رکعت نماز شب اور تین رکعت نماز جس میں سلام کا فاصلہ ہے (یعنی دو رکعت شفع پڑھ کر سلام اور بعد ازاں ایک رکعت وتر)۔ پھر دو رکعت نماز صبح سے پہلے۔ ائمہ اہل بیتؑ کو وہ نماز شب زیادہ پسند ہے جو رات کے آخری حصہ میں پڑھی جائے۔ (اس طرح کل تعداد ہوگئی چھیالیس رکعت، عصر کا نافلہ چار رکعت کم، اور عشاء کے بعد والا وتیرہ ختم)۔۔۔ (تہذیب و استبصار)

۳۔ عبداللہ بن سنان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے (شب و روز میں فریضہ و نافلہ ملا کر) چوالیس (۴۴) رکعت سے کم نہ پڑھو۔ (ایضاً)

۴۔ یحییٰ بن حبیب بیان کرتے ہیں میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا کہ وہ افضل ترین نماز کس قدر ہے جس کے ذریعہ سے بندے خدا کا قرب حاصل کر سکتے ہیں؟ فرمایا: فرائض و نوافل ملا کر چھیالیس رکعت۔ میں نے عرض کیا کہ یہ تو زرارہ والی روایت ہے؟ فرمایا: کیا تم نے زرارہ سے بڑھ کر کسی کو حق گو پایا ہے؟ (ایضاً۔ و الکشی)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول یہ تھا کہ وہ دن میں زوال آفتاب تک کوئی نماز نہیں پڑھتے تھے۔ ہاں البتہ جب زوال ہو جاتا تھا تو آٹھ رکعت نماز پڑھتے اور یہ "نماز اوابین" ہے۔ یہ وہ وقت ہے جس میں آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، دعائیں قبول ہوتی ہیں، (رحمت کی) ہوائیں چلتی ہیں اور خداوند عالم اپنی مخلوق پر نظر (کرم) فرماتا ہے پس زوال آفتاب کے بعد جب سایہ ایک ہاتھ ہو جاتا تو چار رکعت نماز ظہر پڑھتے۔ اور ظہر کے بعد دو رکعت نماز پڑھتے کچھ وقت کے بعد پھر دو رکعت پڑھتے پھر جب سایہ دو ہاتھ ہو جاتا تو چار رکعت نماز عصر ادا فرماتے۔ پھر نماز عصر کے بعد سورج کے ڈوبنے تک کوئی نماز نہیں پڑھتے تھے۔ ہاں جب سورج ڈوب جاتا تھا تو تین رکعت نماز مغرب ادا فرماتے تھے۔ اور مغرب کے بعد چار رکعت نماز پڑھتے تھے اس کے بعد (مغربی) سرخی کے زائل ہونے تک کوئی نماز نہیں پڑھتے تھے۔ ہاں جب شفق زائل ہو جاتی تو پھر چار رکعت نماز عشاء ادا فرماتے۔ پھر آنحضرتؐ بستر خواب پر تشریف لے جاتے اور نصف شب کے ڈھلنے تک کوئی نماز نہیں پڑھتے تھے۔ ہاں جب آدھی رات ڈھل جاتی تو آٹھ رکعت نماز شب ادا فرماتے۔ اور پھر رات کی آخری چوتھائی میں تین رکعت نماز وتر پڑھتے۔ ان

تین رکعتوں میں سورۂ حمد کے بعد سورۂ قل ھواللہ پڑھتے اور ان کے درمیان ایک سلام کا فاصلہ کرتے (یعنی دو رکعت شفع کے بعد سلام پھیرتے) بعدازاں کلام کرتے' کسی سے کچھ کہنا سننا ہوتا تو کہتے مگر اپنے مصلیٰ سے اس وقت تک نہیں اٹھتے تھے جب تک ایک رکعت وتر نہیں پڑھ لیتے تھے اور اسی ایک رکعت میں رکوع سے پہلے دعائے قنوت پڑھتے پھر سلام پھیر کر دو رکعت نماز نافلہ صبح فجر سے پہلے' فجر کے وقت یا طلوع فجر کے تھوڑی دیر بعد ادا کرتے پھر جب صبح صادق خوب روشن ہو جاتی تو نماز صبح کی دو رکعت ادا کرتے۔۔۔ یہ ہے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز پڑھنے کی کیفیت جس پر آپؐ تادم واپسیں قائم رہے۔ (الفقیہ)

۶۔ جناب محمد بن عمر بن عبدالعزیز الکشی باسناد خود عبداللہ بن زرارہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں فرمایا: تم پر چھیالیس رکعت نماز پڑھنا لازم ہے نیز تم پر لازم ہے کہ حج افراد کا احرام باندھو اور نیت یہ کرو کہ مکہ پہنچ کر اسے ختم کر دو گے (اور حج تمتع بجا لاؤ گے)۔ پھر فرمایا: اور جو کچھ تم تک ابوبصیر نے اکیاون رکعت نماز پڑھنے اور حج تمتع کے عمرہ کا احرام باندھنے کی بات پہنچائی ہے اور یہ کہ ہم نے اسے حج تمتع کا احرام باندھنے کا حکم دیا تھا (اور تم کو حج افراد کا احرام باندھنے کا حکم دے رہے ہیں) ان سب چیزوں کے ہمارے پاس کئی کئی معنی و مفہوم ہیں اور اس کی کئی دلیلیں اور گردشیں ہیں جن کے اختیار کرنے کی ہمارے اور تمہارے لئے حسب ضرورت گنجائش ہے ان بظاہر مختلف باتوں میں درحقیقت کوئی اختلاف نہیں ہے اور نہ ہی کوئی بات حق کے خلاف ہے۔ (الکشی)

۷۔ عیسیٰ بن عبداللہ ایک طویل حدیث کے ضمن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جب وہ امامؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو امامؑ نے اسے کئی باتوں کی وصیت کی۔ پھر فرمایا: جب آفتاب عصر کے وقت پر آئے تو چھ رکعت نماز پڑھو۔ (الکشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ (سابقہ باب میں کئی حدیثیں مذکور ہیں کہ شب و روز میں فریضہ اور نافلہ مل کر اکیاون رکعت ہیں مگر یہاں کہیں چوالیس رکعت اور کہیں چھیالیس رکعت بیان کی گئی ہیں ان کے درمیان کئی طرح جمع و توفیق کی جا سکتی ہے مثلاً) (۱) سابقہ احادیث وغیرہ سے اکیاون رکعت کا نہ صرف جواز بلکہ استحباب ثابت ہے۔ مگر (بوقت ضرورت) ان میں کمی کر کے (چوالیس یا چھیالیس رکعت) پڑھی جا سکتی ہیں۔۔۔ اس کی تائید مزید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ ان نوافل کا سرے سے ترک کرنا بھی جائز ہے (جیسا کہ بعدازیں بیان کیا جائے گا) تو پھر کمی کرنا کیوں جائز نہ ہو گی۔ (۲) اکیاون رکعت والی حدیثیں ہمارے مذہبی مسلمات کے مطابق اور یہ کمی والی روایات چونکہ مخالفین کے نظریے کے مطابق ہیں لہٰذا ان میں تقیہ کا احتمال ہے اور ان کا تقیہ پر محمول کرنا ممکن[1] ہے۔

---

[1] کیونکہ اہل خلاف کے فقہاء اربعہ کے فتاویٰ کو پیش نظر رکھا جائے تو فرائض و نوافل کی زیادہ سے زیادہ تعداد چھیالیس بنتی ہے۔ ورنہ اکثر کے نزدیک اس سے بھی کم ہے۔ لہٰذا اس اختلاف مقدار کو یا مؤکد اور غیر مؤکد پر یا ضرورت و عذر پر یا تقیہ پر محمول کیا جائے گا۔ واللہ العالم۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۱۵

نوافل میں ہر دو رکعت کے بعد تشہد اور سلام ہوتا ہے البتہ وتر صرف ایک رکعت ہے اور نماز اعرابی اور اس قسم کی بعض نمازیں سابقہ ضابطہ سے مستثنٰی ہیں۔ نماز شفع اور وتر کے درمیان کلام کرنا' سوئے ہوئے کو جگانا' کچھ کھانا پینا بلکہ مباشرت کرنا اور کوئی حاجت برآری کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل اٹھارہ حدیثیں ہیں جن میں سے آٹھ مکررات کو قلمزد کرکے باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو ولاّد حفص بن سالم حنّاط سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نماز وتر (شفع) کی دو رکعت پر سلام پھیرنے کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: ہاں (جائز ہے) اور اگر کوئی حاجت درپیش ہو تو جاکر وہ بھی کرلو اور پھر واپس لوٹ کر ایک رکعت پڑھ لو۔(الفروع' المحاسن' التہذیب)

۲۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود جناب علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نماز نافلہ پڑھتا ہے آیا اس کے لئے روا ہے کہ اکٹھی چار رکعت پڑھے اور ان کے درمیان (دو رکعت پر) سلام نہ پھیرے؟ فرمایا: نہ! اسے چاہیئے کہ ہر دو رکعت پر سلام پھیرے۔(قرب الاسناد)

۳۔ جناب ابن ادریس حلی آخر سرائر میں بحوالہ کتاب حریز بن عبداللہ ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ایک حدیث کے ضمن میں مجھ سے فرمایا: اپنے نوافل میں ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیر کر فاصلہ رکھو۔ (سرائر ابن ادریس حلیؒ)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابو ولاّد حفص بن سالم حنّاط سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ اگر کوئی دو رکعت نماز وتر پڑھ کر چلا جائے اور کوئی ضروری کام کرکے واپس آجائے اور پھر باقیماندہ ایک رکعت پڑھ لے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ نیز اگر کوئی شخص دو رکعت وتر (شفع) پڑھ کر پانی پیئے' کسی سے کلام کرے' مقاربت کرے اور جو چاہے حاجت برآری کرے پھر وضو کرکے نماز صبح سے پہلے (باقیماندہ) ایک رکعت پڑھ لے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔(الفقیہ)

۵۔ فضل بن شاذان حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نماز (نافلہ) دو دو رکعت ہے۔ اس لئے اذان کی بھی دو دو فصلیں ہیں۔(العیون' العلل)

۶۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: نماز وتر کی تینوں رکعتوں میں (حمد کے بعد) سورہ قل ھو اللہ پڑھو۔ مگر دو رکعت پر سلام پھیر کر بے شک سوئے ہوئے کو جگاؤ اور نماز پڑھنے کا حکم دو (بعد ازاں ایک رکعت پڑھو)۔(التہذیب)

۷۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: وتر تین رکعت ہیں مگر دو الگ (پڑھی جاتی) ہیں اور ایک الگ۔ (ایضاً)

۸۔ علی بن ابی حمزہ اپنے بعض مشائخ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا نماز وتر میں فاصلہ ہے؟ فرمایا: ہاں۔ عرض کیا: بعض اوقات مجھے پیاس لگتی ہے تو اس اثنا میں پانی پی سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں اور مباشرت بھی کر سکتے ہو۔[1] (ایضاً)

۹۔ منصور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے ایک غلام سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ امامؑ نے فرمایا کہ وتر کی دو رکعت اور تیسری رکعت کے درمیان چاہو تو کلام کرو اور نہ چاہا تو نہ کرو۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسیؒ نے ان دو روایتوں کو تقیہ[2] پر محمول کیا ہے۔ اور ممکن ہے کہ سلام سے وہ مستحبی (پہلا سلام مراد ہو جس سے نماز ختم نہیں ہوتی)۔۔۔ بعد ازاں بعض ایسی حدیثیں بیان کی جائینگی جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ نماز اعرابی اور اس جیسی بعض اور نمازیں اس کلیہ سے مستثنیٰ ہیں جو چار چار رکعت بیک وقت پڑھی جاتی ہیں۔

۱۰۔ یعقوب بن شعیب کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ وتر کی دو رکعت پر سلام پھیرا جا سکتا ہے؟ فرمایا: چاہو تو پھیر لو اور چاہو تو نہ پھیرو۔ (ایضاً)

باب ۱۶

نوافل کا ترک کرنا جائز ہے

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کر کے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے نماز وتر کے متعلق فرمایا: خدا نے (شب و روز میں) صرف پانچ نمازیں فرض کی ہیں اور وتر فریضہ نہیں ہے۔ چاہو تو پڑھو (کار ثواب ہے) البتہ اس کا ترک کرنا قبیح ہے۔ (تہذیب الاحکام)

۲۔ حسن بن موسیٰ حناط بیان کرتے ہیں کہ میں، جمیل بن دراج اور عائذ احمسی اکٹھے سفر حج کے لئے نکلے۔ راستہ میں بار بار عائذ کہتے تھے کہ مجھے ایک مسئلہ درپیش ہے چاہتا ہوں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کروں! میں اس سے کہتا: ہاں جب

---

[1] الغرض دو رکعت الگ ہے جو نماز شفع (جسے مجازاً وتر) کہتے ہیں اور یہ ایک رکعت الگ ہے جو حقیقی وتر ہے۔۔۔ اس لئے درمیان میں کوئی بھی جائز کام انجام دیا جا سکتا ہے۔۔۔ اسی لئے امامؑ نے سائل کے رفع استبعاد کے لئے فرمایا کہ درمیان میں صرف یہی نہیں کہ پانی پی سکتے ہو بلکہ چاہو تو اپنی اہلیہ سے مباشرت بھی کر سکتے ہو۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

[2] کیونکہ اہل خلاف میں وتر کا یہی حکم ہے چنانچہ کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ج اص ۲۴۶ سے لے کر ص ۲۵۰ تک تفصیل سے یہ بحث مذکور ہے۔ فقہاء اربعہ وتر میں اسی فصل و وصل کے جواز کے قائل ہیں جو ان حدیثوں میں مذکور ہے۔ واللہ العالم۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

ملیں گے تو پوچھ لیں گے۔ چنانچہ (حج سے فارغ ہوکر جب ہم مدینہ میں) امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو سلام کر کے بیٹھے ہی تھے کہ امامؑ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور از خود فرمایا: جو شخص وہ فرائض بجالائے جو خدا نے فرض کئے ہیں تو خدا اس سے (بروز قیامت) ان کے سوا (مستحبی کاموں کے متعلق) کوئی باز پرس نہیں کرے گا! (امامؑ کا یہ کلام سن کر) عائذ نے ہمیں ہاتھ سے ٹٹولا۔ جب ہم امامؑ کی بارگاہ سے باہر نکلے تو ہم نے عائذ سے کہا: تمہارا وہ مسئلہ کیا تھا؟ عائذ نے کہا: وہی جو تم نے سنا ہے۔ ہم نے کہا: ہم نہیں سمجھے کونسا مسئلہ؟ بات دراصل یہ ہے کہ میں ایک ایسا آدمی ہوں جو رات کو اٹھ نہیں سکتا (تا کہ نماز شب پڑھوں) تو مجھے اندیشہ تھا کہ کہیں مجھ سے اس کا مواخذہ نہ کیا جائے ورنہ میں تو ہلاک ہو جاؤں گا۔[1] (ایضاً و بصائر الدرجات)

۳۔ علی بن اسباط چند مخصوص اصحاب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ جب حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کسی معاملہ میں غمناک اور پریشان ہوتے تھے تو نوافل کو ترک کر دیتے تھے۔[2] (التہذیب)

۴۔ عمار ساباطی بیان کرتے ہیں کہ ہم بمقام منیٰ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک شخص نے آپؑ سے پوچھا: آپؑ نماز نافلہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: وہ فرض ہے! راوی کہتا ہے: یہ سن کر ہم بھی گھبرا گئے اور وہ شخص بھی گھبرا گیا! (امامؑ نے ہماری حالت دیکھ کر) فرمایا: میری مراد نافلہ سے نماز شب ہے جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فرض تھی چنانچہ خدا فرماتا ہے: ومن اللیل فتہجد بہ نافلۃ لک ۔ (رات کے وقت نماز تہجد پڑھو جو تمہارے لئے پنجگانہ سے زائد ہے)۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ذریح محاربی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک شخص نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا: یا رسول اللہ! آیا خدا فریضہ کے علاوہ بھی کسی (مستحبی) چیز کے متعلق باز پرس کرے گا؟ فرمایا: نہ۔ (علل الشرائع)

۶۔ جناب سید رضی علیہ الرحمہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دلوں کی حالت (ادلتی بدلتی رہتی ہے) کبھی (نیکی کی طرف) متوجہ اور راغب ہوتے ہیں اور کبھی اس سے روگرداں ہوتے ہیں پس جب راغب ہوں تو ان کو نوافل کی ادائیگی پر آمادہ کرو اور جب روگرداں ہوں تو پھر صرف فرائض پر اکتفا کرو۔[3] (نہج البلاغہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۲ اور باب ۱۴ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۸ اور باب ۲۵ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

۱۔ اس سے اس نظریہ کی تائید مزید ہوتی ہے کہ ان الامام اذا اراد شیئا اعلمہ اللہ۔ جب امامؑ کسی چیز کو معلوم کرنے کا ارادہ کریں تو خدا انہیں بتا دیتا ہے۔ اس موضوع کی جملہ تفصیلات اصول الشریعہ میں دیکھی جا سکتی ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۲۔ اس کی وضاحت ایک اور روایت سے ہوتی ہے جس میں وارد ہے کہ جب آپؑ پریشان ہوتے تھے تو آپؑ پچاس رکعت چھوڑ دیتے تھے یعنی پچاس رکعت مکمل نہیں پڑھتے تھے بلکہ صرف فرائض پر اکتفا کرتے تھے۔ جیسا کہ جناب شیخ طوسی اور صاحب وسائل نے بھی یہی تاویل کی ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۳۔ یہی کلام و بیان حق ترجمان حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی منقول ہے۔ (فروع کافی)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۱۷

نوافل کی ادائیگی پر مداومت کرنا اور دل سے نماز کی طرف متوجہ ہونا مستحب مؤکد ہے۔

(اس باب میں کل تیرہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی گیارہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود فضیل سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے خدا کے اس ارشاد کے متعلق سوال کیا "الذین ھم علی صلاتھم یحافظون" کہ یہاں نماز سے کون سی نماز مراد ہے؟ فرمایا: فریضہ۔ پھر عرض کیا: اور اس ارشاد خداوندی "الذین ھم علی صلاتھم دائمون" اس آیت میں کون سی نماز مراد ہے؟ فرمایا: نافلہ۔(الفروع، التہذیب)

۲۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ عمار ساباطی نے آپؑ کی طرف سے ایک روایت نقل کی ہے! فرمایا: کون سی روایت؟ عرض کیا کہ اس نے یہ روایت آپ کی طرف منسوب کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا ہے جو سنت ہے وہ فریضہ ہے! یہ سن کر امامؑ نے دوبار فرمایا: وہ کہاں جائے گا؟ وہ کہاں جائے گا؟ (یعنی پکڑا گیا)۔۔۔فرمایا: میں اس طرح اس سے بات نہیں کی تھی (یعنی اسے اشتباہ ہوا ہے) میں نے تو یہ کہا تھا کہ جو شخص اس طرح نماز پڑھے کہ اپنے دل میں خیالات پیدا نہ ہونے دے اور نہ ہی سہو و نسیان کرے۔ تو خدا بھی اس کی طرف اتنا ہی متوجہ ہوتا ہے جتنا وہ نماز کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اس لئے بعض نمازیوں کی آدھی نماز اوپر اٹھائی جاتی ہے (آدھی قبول ہوتی ہے) اور بعض کی ایک چوتھائی، بعض کی ایک تہائی اور کبھی اس کا پانچواں حصہ۔۔۔اور سنتی نماز کے ادا کرنے کا ہمیں اس لئے حکم دیا گیا ہے کہ اس کے ذریعہ سے وہ کمی پوری ہو جائے جو فریضہ میں رہ گئی ہے۔(الفروع)

۳۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں مجھ سے فرمایا: اے ابو محمد! کبھی بندے کی نماز کی ایک تہائی بلند کی جاتی ہے، کبھی نصف، کبھی چار میں سے تین حصے اور کبھی اس سے کم اور کبھی زیادہ۔ الغرض جس قدر وہ نماز میں بھول چوک کرے گا اسی کی نسبت سے نماز بلند کی جائے گی۔۔۔لیکن اس کمی کی تلافی نوافل کے ذریعہ سے کی جاتی ہے! یہ کلام سن کر ابوبصیر نے عرض کیا: (پھر اس کا مطلب تو یہ ہے کہ) نوافل کبھی ترک نہیں کرنے چاہئیں! امام نے فرمایا: ہاں۔(الفروع، التہذیب)

۴۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ جب کوئی بندہ نافلہ پڑھنے کھڑا ہوتا ہے تو خداوند عالم بزم ملائکہ میں اس پر فخر کرتے ہوئے فرمایا ہے: اے میرے ملائکہ! دیکھو میرا بندہ وہ کچھ پڑھ رہا ہے جو میں نے اس پر فرض نہیں کیا ہے۔(ایضاً)

۵۔ ابان بن تغلب حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ خداوند عالم

فرماتا ہے: میرا بندہ فرائض کی ادائیگی سے بہتر اور کسی چیز سے میرا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ اور (اس کے بعد) بندہ نوافل کے ذریعہ مسلسل میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کا وہ کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی وہ آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کی وہ زبان بن جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے اور اس کا وہ ہاتھ بن جاتا ہوں[1] جس سے وہ پکڑتا ہے۔ پس اگر وہ مجھ سے دعا مانگتا ہے تو میں قبول کرتا ہوں۔ اور جو کچھ وہ سوال کرتا ہے میں اسے عطا کرتا ہوں۔ (الاصول، المحاسن)

۶۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ (خدا جو کچھ لوگوں کی مدح کرتے ہوئے فرماتا ہے) ''اناء اللیل ساجداً و قائماً یحذر الآخرۃ و یرجوا رحمۃ ربہ'' (کہ وہ رات کے وقتوں میں کبھی سجدہ کرتے ہیں اور کبھی قیام قیامت سے ڈرتے ہیں اور اپنے پروردگار کی رحمت کے امیدوار ہیں) ''اس رات کے وقتوں'' میں کون سی نماز مراد ہے؟ فرمایا: نماز شب! پھر عرض کیا کہ خدا فرماتا ہے: ''واطراف النھار لعلک ترضی'' (دن کے اطراف میں نماز پڑھو۔ شاید کہ تم راضی ہو جاؤ) اس اطراف النہار سے کون سی نماز مراد ہے؟ فرمایا: دن کے نوافل۔ پھر عرض کیا خدا فرماتا ہے: ''وادبار النجوم'' (اور ستاروں کے پیچھے نماز پڑھو) اس سے کون سی نماز مراد ہے؟ فرمایا: نماز صبح سے پہلے دو رکعت نافلہ۔ پھر عرض کیا کہ خدا فرماتا ہے: ''وادبار السجود'' (اور سجود کے بعد پڑھو) اس سے کون سی نماز مراد ہے؟ فرمایا: نماز مغرب کے بعد دو رکعت پڑھنا۔ (الفروع)

۷۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمار ہے تھے کہ ہر سہو و شک نماز میں کمی کرتا ہے مگر خدا نوافل کے ذریعہ سے اسے مکمل کر دیتا ہے۔ (ایضاً)

۸۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود موسیٰ بن بکر سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: الصلوٰۃ النوافل قربان کل مؤمن۔ نماز نافلہ ہر مؤمن کے لئے قرب ایزدی حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ (ثواب الاعمال)

۹۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نافلہ اسی لئے مقرر کیا گیا ہے تاکہ اس کے ذریعہ سے نماز فریضہ کے فاسد حصہ کو مکمل کیا جائے۔ (العلل)

۱۰۔ ابوبکر (حضرمی) سے مروی ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: جانتے ہو کہ مستحبی نماز کیوں مقرر کی گئی ہے؟

---

[1] اس قسم کی مجمل و متشابہ حدیثوں کے ساتھ تمسک کرتے ہوئے فرقہ ضالہ و مضلہ صوفیہ اپنے باطل نظریہ وحدۃ الوجود بلکہ وحدت الموجود پر استدلال کیا کرتا ہے اس کا صحیح مفہوم حضرت مؤلف علامہ نے اپنی کتاب اثنا عشریہ میں اور ہم نے اپنی کتاب کواکب مضیئہ در احادیث قدسیہ میں بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس کا صوفیہ کے غلط نظریہ ''من تو شدم تو من شدی'' کا دور سے بھی کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ یہ صرف بندہ کے خدا سے قرب معنوی کا کنایہ ہے والکنایۃ ابلغ من التصریح۔ تفصیل معلوم کرنے کی خواہش مند حضرات کواکب مضیئہ کی طرف رجوع فرمائیں۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

میں نے عرض کیا کہ مجھے معلوم نہیں ہے میں آپ پر قربان ہو جاؤں۔ فرمایا: یہ تمہارے لئے مستحب اور انبیاءؑ کے لئے نافلہ ہے۔ پھر فرمایا: جانتے ہو کہ یہ مستحبی نماز کیوں مقرر ہوئی ہے؟ عرض کیا: کچھ نہیں جانتا۔ میں آپ پر قربان! فرمایا: تا کہ اگر فریضہ میں کچھ کمی رہ جائے تو اسے اس مستحبی نماز کے ذریعہ سے پورا کیا جائے۔ چنانچہ خداوند عالم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتا ہے "ومن اللیل فتھجد بہ نافلة لک"۔ (العلل، والمحاسن)

۱۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوذرؓ سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میانہ روی کے ساتھ غور وفکر سے پڑھی ہوئی دو رکعت نماز غافل دل و دماغ کے ساتھ رات بھر جاگ کر عبادت کرنے سے بہتر ہے۔ (امالی شیخ طوسیؒ)

مؤلف علامؒ فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۵ و باب ۱۴ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد باب ۱۸ اور باب ۲۴ و باب ۲۶ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۸

فوت شدہ نوافل کی قضا کرنا مستحب مؤکد ہے اگر اس سے عاجز ہو تو ہر دو رکعت کے عوض ایک مد طعام دیا جائے، اگر اس سے بھی عاجز ہو تو ہر چار رکعت کے عوض ایک مد اور اگر اس سے بھی عاجز ہو تو دن کے نوافل کے عوض ایک مد اور رات کے نوافل کے عوض ایک مد بایں ہمہ مد دینے سے قضا کرنا افضل ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب کوئی بندہ اٹھتا ہے اور نماز نافلہ پڑھتا ہے تو خدا بزم ملائکہ میں اس پر ناز کرتے ہوئے فرماتا ہے: اے میرے ملائکہ! دیکھو میرا بندہ وہ نماز پڑھ رہا ہے جو میں نے اس پر فرض بھی نہیں کی۔ (التہذیب والفروع)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں۔ عبداللہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص کے ذمہ اس قدر فوت شدہ نمازہائے نافلہ ہیں کہ جن کی کثرت کی وجہ سے ان کی تعداد نہیں جانتا وہ کیا کرے؟ فرمایا: اس قدر زیادہ نمازیں پڑھے کہ کثرت کی وجہ سے اسے پتہ نہ چلے کہ کتنی پڑھی ہیں! اس طرح جس قدر معلوم ہیں ان کی قضا ہو جائے گی۔ میں نے پھر عرض کیا کہ اگر اس طرح قضا کرنے پر قادر نہ ہو تو پھر؟ فرمایا کہ اگر تو اس کی یہ مصروفیت (جس کی وجہ سے وہ قضا نمازیں نہیں پڑھ سکتا) ضروری طلب معاش یا کسی برادر ایمانی کی حاجت برآری میں مشغول ہونے کی وجہ سے ہے تو پھر اس پر کچھ نہیں ہے۔۔۔۔ لیکن اگر یہ مصروفیت مال و دولت کی جمع آوری میں مشغولیت کی وجہ سے ہے تو پھر اسے ضرور قضا کرنی چاہیئے ورنہ وہ اس حالت میں خدا کی بارگاہ میں حاضر ہوگا کہ وہ

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حرمت کو خفیف جاننے والا اور ضائع کرنے والا متصور ہوگا۔ میں نے پھر عرض کیا کہ اگر قضا پر قادر نہ ہو تو صدقہ دے دے؟ اس پر امامؑ نے کچھ دیر سکوت فرمانے کے بعد فرمایا: ہاں صدقہ دے دے! میں نے عرض کیا کہ کس قدر دے؟ فرمایا: اپنی وسعت کے مطابق اور کم از کم یہ ہے کہ ہر فوت شدہ (مستحبی) نماز کے عوض ایک مسکین کو ایک مد دے۔ عرض کیا: اس نماز کی مقدار کیا ہے جس کے عوض ایک مد طعام دینا ہے؟ فرمایا: رات کی دو رکعت کے عوض ایک مد اور دن کے دو رکعت کے عوض ایک مد۔ عرض کیا: اگر اس پر بھی قادر نہ ہو تو؟ فرمایا: شب و روز کی چار چار رکعتوں کے عوض ایک ایک مد۔ عرض کیا: اگر اس پر بھی قادر نہ ہو تو؟ فرمایا: رات کے تمام نوافل کے عوض ایک مد اور دن کے تمام نوافل کے عوض ایک مد۔ پھر فرمایا: نماز افضل ہے، نماز افضل ہے، نماز افضل ہے۔ (الفقیہ، الفروع، المحاسن، التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ جب کوئی شخص نماز شب کی دن میں قضا کر رہا ہو تو خداوند عالم اس کی ذات پر ملائکہ میں فخر و ناز کرتا ہے اور فرماتا ہے: اے میرے ملائکہ! میرے بندے کی طرف دیکھو جو اس نماز کی قضا کر رہا ہے جو میں نے اس پر فرض نہیں کی ہے۔ میں تمہیں گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں نے اسے بخش دیا ہے۔ (الفقیہ)

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں: زرارہ کا بیان ہے کہ ایک بار میں اپنی عنفوان شباب میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ امامؑ نے میرے سامنے مستحبی نماز و روزہ کی تعریف کی اور پھر میرے چہرہ پر بوجھ کے آثار دیکھ کر مجھ سے فرمایا: یہ چیز فریضہ کی مانند نہیں ہے جو کہ اسے ترک کرے گا ہلاک و برباد ہو جائے گا بلکہ یہ مستحب ہے کہ اگر کسی مصروفیت کی وجہ سے اسے نہ پڑھا جائے تو اس کی قضا بھی کی جاسکتی ہے۔ (پھر فرمایا: سابقہ اہل ایمان) لوگ اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ ایک دن تو ان کے اعمال مکمل اٹھائے جائیں اور دوسرے دن ناقص۔ چنانچہ خدا ان کی تعریف میں فرماتا ہے: "الذین هم علی صلاتهم دائمون"۔ (یہ لوگ اپنی (مستحبی) نمازوں پر مداومت کرتے ہیں) اور وہ لوگ زوال آفتاب سے پہلے کچھ پڑھنا بھی ناپسند کرتے تھے۔ کیونکہ جب سورج ڈھل جاتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ (الفروع)

۵۔ عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود عبداللہ بن الحسن سے اور وہ اپنے جد علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص سفر کی حالت میں ہے اور وہ نوافل نہیں پڑھتا مگر اس کا حتمی ارادہ ہے کہ جب واپس گھر جائے گا تو ان کی قضا کرے گا۔ آیا اس ارادہ سے ان کی تاخیر جائز ہے؟ فرمایا: اگر تو کمزور ہے کہ قضا نہیں کر سکتا تو پھر اس کے لئے یہی (فریضہ کی ادائیگی) کافی ہے اور اگر طاقتور ہے تو پھر ان کو مؤخر نہ کرے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس کے بعد (باب ۱۹، ۲۶، ۳۳ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۹

جس شخص کے ذمہ اس قدر فوت شدہ نوافل ہوں کہ ان کی تعداد نہ جانتا ہو تو اس کے لئے مستحب ہے کہ وہ اس قدر قضا کرے کہ ظن غالب یا یقین حاصل ہو جائے کہ سب کی قضا ہو گئی ہوگی۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود مرازم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میرے روبرو اسماعیل بن جابر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اصلحک اللہ! میرے ذمہ بہت سے نوافل ہیں لہٰذا کیا کروں؟ فرمایا: ان کی قضا کر! عرض کیا: وہ بہت زیادہ ہیں؟ فرمایا: قضا کر۔ عرض کیا: جب مجھے ان کی تعداد ہی معلوم نہیں ہے تو؟ فرمایا: معلوم کرنے کی کوشش کر۔ (الفروع، التہذیب، العلل)

۲۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود عبداللہ بن الحسن سے اور وہ اپنے جد علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کے ذمہ کچھ نوافل ہیں جن کی وہ قضا کرنا چاہتا ہے۔ مگر ان کی تعداد نہیں جانتا تو وہ کس طرح قضا کرے؟ فرمایا: اس قدر قضا کرے کہ اسے یقین ہو جائے کہ جس قدر اس کے ذمہ نوافل تھے وہ ادا ہو گئے ہیں بلکہ اس سے بھی کچھ زیادہ پڑھ لئے ہیں۔ (قرب الاسناد)

۳۔ اس سے پہلے (سابقہ باب میں) عبداللہ بن سنان والی حدیث گزر چکی ہے جس میں مذکور ہے کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کے ذمہ اس قدر نوافل ہیں کہ جن کی کثرت کی وجہ سے تعداد نہیں جانتا تو؟ امامؑ نے فرمایا: وہ اس قدر کثرت قضا نمازیں پڑھے کہ کثرت کی وجہ سے اسے معلوم نہ ہو کہ کس قدر پڑھی ہیں۔ اس طرح اجمالی طور پر وہ نوافل ادا ہو جائینگے۔ (الفقیہ وغیرہ)

باب ۲۰

اگر بیماری کی وجہ سے نوافل فوت ہو جائیں تو پھر بھی اُن کی قضا مستحب ہے لیکن مؤکد نہیں ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص بیمار ہو گیا تھا جس کی وجہ سے وہ نوافل نہیں پڑھ سکا تو؟ فرمایا: اے محمد! یہ کوئی فریضہ تو نہیں ہے۔ اگر ان کی قضا کر لے تو کار خیر ہے۔ اور اگر نہ کرے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفقیہ، الفروع، التہذیب، العلل)

۲۔ مرازم بن حکیم ازدی بیان کرتے ہیں کہ میں چار ماہ تک بیمار رہا اور اس عرصہ میں نوافل نہ پڑھ سکا (شفایابی کے بعد) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا (کہ اب کیا کروں؟) فرمایا: تم پر ان کی قضا (لازم) نہیں ہے کیونکہ بیمار

آدمی تندرست آدمی کی مانند نہیں ہوتا لہٰذا جو کام منجانب اللہ ترک ہو جائے تو اللہ سب سے زیادہ عذر قبول کرنے والا ہے۔(ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود عیص بن قاسم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کی کہ ایک شخص کی بیماری کی وجہ سے بہت سی سنتی نمازیں قضا ہو گئیں ہیں تو؟ وہ ان کی قضا نہ کرے۔(الفروع'التہذیب)

باب ۲۱

سفر میں ہر چار رکعتی نماز کی دو رکعتیں ساقط ہو جاتی ہیں اور ظہر وعصر کے نوافل بھی بالخصوص ساقط ہیں۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادخود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے امامین علیہما السلام میں سے ایک امام سے سوال کیا کہ سفر میں مستحبی نماز کا پڑھنا کیسا ہے؟ فرمایا: دن میں دو رکعت (ظہر وعصر کی قصر نماز) سے پہلے یا ان کے بعد کچھ بھی نہ پڑھ۔(تہذیب الاحکام)

۲۔ حذیفہ منصور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں' دونوں نے فرمایا: سفر میں (چار رکعتی نماز) صرف دو رکعت باقی رہ جاتی ہے اور اس سے پہلے اور اس کے بعد کوئی (مستحبی) نماز نہیں ہے۔

(ایضاوالمحاسن)

۳۔ ابویحیٰ الحناط بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ سفر میں دن کے نوافل کا کیا حکم ہے؟ فرمایا: اے بیٹا! اگر سفر میں نوافل پڑھنے ٹھیک ہوتے تو پھر نماز فریضہ ہی پوری کیوں نہ پڑھی جاتی۔

(التہذیب'الاستبصار'الفقیہ)

۴۔ صفوان بن یحیٰ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا سفر میں بھی دن کے نوافل ہیں؟ فرمایا: نہ! ہاں البتہ اگر نماز شب قضا ہو جائے تو سفر میں بھی دن کے وقت اس کی قضا کی جا سکتی ہے پھر عرض کیا میں آپ پر قربان ہو جاؤں! وہ دن کے نوافل جو حضر میں پڑھے جاتے ہیں (یعنی ظہرین کے نوافل) اگر حضر میں قضا ہو جائیں تو آیا ان کی قضا سفر میں دن کے وقت کر سکتا ہوں؟ فرمایا: میں تو ایسا نہیں کروں گا۔(التہذیبین)

۵۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سفر میں نماز فریضہ صرف دو رکعت ہے۔ ان سے پہلے یا ان کے بعد کوئی نماز (نافلہ) نہیں ہے۔ سوائے مغرب کے کہ (وہ تین رکعت ہی رہتی ہے اور) اس کے بعد چار رکعت (نافلہ) پڑھی جاتی ہے اسے سفر و حضر میں ترک نہ کرو۔ اور تم پر دن کی نماز (نافلہ) کی

قضا نہیں ہے۔ البتہ نمازِ شب پڑھو اور اگر قضا ہو جائے تو اس کی قضا بھی کرو۔ (الفروع، التہذیب)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود رجاء بن ابی الضحاک سے روایت کرتے ہیں اور وہ حضرت امام رضا علیہ السلام کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ آنجنابؑ سفر میں سوائے نمازِ مغرب کے باقی سب نمازیں دو دو رکعت پڑھتے تھے ہاں البتہ مغرب کا تین رکعت ہی ہی پڑھتے تھے اور اس کے نوافل بھی ترک نہیں کرتے تھے اسی طرح نمازِ شب (کی آٹھ رکعت)، شفع (کی دو رکعت) اور وتر (کی ایک رکعت) اور نافلہ صبح دو رکعت بھی سفر و حضر میں برابر پڑھتے تھے اور سفر میں دن کے نوافل میں سے کچھ نہیں پڑھتے تھے۔ (عیون الاخبار)

مؤلف علامؒ فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس کے بعد (باب ۲۲، و باب ۲۳ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۲

سفر میں دن کے نوافل رات کی قضا کرنے کا حکم؟

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا میں سفر میں دن کے نوافل کی قضا رات میں کر سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں! پھر اسماعیل بن جابر نے بھی سوال آپؑ سے کیا؟ تو آپؑ نے فرمایا: نہ۔ اس نے عرض کیا کہ آپؑ نے (معاویہ) سے تو فرمایا: ہاں۔ (اور مجھ سے فرماتے ہیں: نہ؟) فرمایا: اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ طاقت رکھتا ہے مگر تم نہیں رکھتے۔ (تہذیبین)

۲۔ عمر بن حنظلہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپؑ پر فدا ہو جاؤں! میں نے آپؑ سے دریافت کیا تھا کہ آیا سفر میں رات کے وقت دن کی قضا شدہ نماز (نوافل) کی قضا کر سکتا ہوں؟ تو آپؑ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ نہ! مگر جب یہی سوال ہمارے دوسرے اصحاب نے آپؑ سے کیا تو آپؑ نے ان سے فرمایا کہ ہاں قضا کر سکتے ہو! (یہ اختلاف کیوں؟) اس پر امامؑ نے مجھ سے فرمایا: (جب وہ پڑھنا چاہتے تھے) تو میں کیوں کہتا کہ نہ پڑھو؟ بخدا یہ بات ان پر لازم نہیں ہے۔ (ایضاً)

۳۔ سیف تمار بیان کرتے ہیں کہ ہمارے بعض اصحاب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم سفر کی حالت میں جب رات کو قیام کرتے تھے تو مغرب و عشاء کے درمیان دن کے نوافل کی قضا کرتے تھے؟ (آیا ہم ٹھیک کرتے تھے؟) فرمایا: اللہ اپنے بندوں کے حالات کو بہتر جانتا تھا جب ہی تو ان کو (ان نوافل کے نہ پڑھنے کی) رخصت دی تھی۔ (پھر فرمایا) خدا نے سفر میں صرف دو دو رکعت نماز فرض کی ہے۔ ان سے پہلے یا ان کے بعد کوئی شئی نہیں ہے سوائے نمازِ شب کے کہ اگر اونٹ پر بھی سوار ہو تو وہ ضرور پڑھو خواہ اونٹ کا رخ جدھر ہی ہو۔ (التہذیب والفقیہ)

۴۔ سدیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: میرے والد (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام) دن کے نوافل کی قضا رات کو کرتے تھے اور نماز فریضہ پوری نہیں (بلکہ قصر) پڑھتے تھے۔ (تہذیبین)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسیؒ نے ان حدیثوں کو (جن میں سفر میں دن کے نوافل کی قضا رات میں کرنا ثابت ہوتا ہے) کبھی تو جواز پر محمول کیا ہے (کہ ایسا کرنا جائز و مباح ہے گو مستحب نہیں ہے) اور کبھی اس بات پر محمول کیا ہے کہ آدمی اس وقت سفر شروع کرے جب نماز کا وقت داخل ہو چکا ہو۔ (مگر وہ اسے پڑھے سفر میں) جیسا کہ اس سے اگلے باب میں اس کی صراحت مذکور ہے۔ واللہ العالم۔

باب ۲۳

جو شخص اس وقت سفر کا آغاز کرے جب ظہرین کے نوافل کا وقت داخل ہو چکا ہو اس کے لئے (سفر میں) ان نوافل کا پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عمار بن موسیٰ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ اگر ایک شخص ہنوز اپنے گھر میں تھا کہ زوال ہو گیا۔ اس کے بعد وہ سفر پر روانہ ہو گیا تو؟ فرمایا: وہ (جب نماز پڑھے) تو پہلے زوال والے نوافل پڑھے اس کے بعد ظہر کی نماز قصر پڑھے کیونکہ وہ اس وقت گھر سے نکلا کہ جب ابھی ظہر کا وقت داخل نہیں ہوا تھا۔ پھر سوال کیا گیا کہ اگر اس وقت سفر پر روانہ ہو جب گھر میں ظہر کا وقت داخل ہو چکا ہو تو؟ فرمایا: پھر چار رکعت پڑھے گا۔ اور اس کے آٹھ رکعت نوافل بھی پڑھے گا کیونکہ وہ اس وقت گھر سے نکلا جب ظہر کا وقت داخل ہو چکا تھا۔[1] ہاں البتہ (سفر میں) عصر کی نماز قصر پڑھے گا کیونکہ اس نے اس وقت سفر شروع کیا جب ابھی عصر کا وقت داخل نہیں ہوا تھا۔ (تہذیب و استبصار)

باب ۲۴

نماز مغرب کے نوافل پر مداومت کرنا مستحب ہے وہ سفر میں بھی ساقط نہیں ہوتے، مغرب اور صبح کی نماز کو قصر کرنا جائز نہیں ہے اور نماز مغرب اور اس کے نوافل کے درمیان نیز ان نوافل کے درمیان کلام کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کرکے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حارث بن مغیرہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مغرب کے بعد والی چار رکعتوں کو سفر و حضر میں ترک نہ کرو۔ (الفروع، التہذیب)

---

[1] دوسری بہت سی حدیثوں کے مطابق قصر و اتمام میں وقت ادا کا لحاظ کیا جاتا ہے۔ بنا بریں اس صورت میں ظہر کی نماز بھی قصر پڑھی جائے گی کیونکہ وہ ادا سفر کی حالت میں کی جا رہی ہے واللہ العالم۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۲۔ ابوالحارث بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے مغرب کی چار رکعت نافلہ کے متعلق سوال کیا کہ سفر میں (شتربان کی جلدی کی وجہ سے) میرے لئے زمین پر ان کا پڑھنا ممکن نہیں ہے تو آیا محمل پر پڑھ سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں اس پر پڑھ سکتے ہو۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے سفر میں نماز کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: سفر میں نماز صرف دو رکعت ہوتی ہے۔ اس سے پہلے یا اس کے بعد کوئی نماز نہیں ہوتی۔ ہاں البتہ مسافر کو چاہئے کہ نماز مغرب کی چار رکعت نماز نافلہ پڑھے اور رات کے وقت جس قدر چاہے مستحبی نماز پڑھے۔ (الفروع)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود فضل بن شاذان سے روایت کرتے ہیں اور وہ علل و اسباب والی وہ حدیث جو انہوں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے سنی تھی بیان کرتے ہیں کہ سفر میں اس لئے نماز قصر کی گئی ہے کہ اصل میں کل نماز پنجگانہ صرف دس رکعت تھی باقی سات رکعتوں کا تو بعد میں (حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے) اضافہ کیا گیا (اور خدا نے اسے نافذ کر دیا) تو خدا نے اس وجہ سے کہ سفر میں تکلیف ہوتی ہے، تھکاوٹ ہوتی ہے، مصروفیت ہوتی ہے اور کبھی کوچ ہوتا ہے تو خدا نے بندے پر رحم و کرم اور لطف و مہربانی کرتے ہوئے ان اضافی رکعتوں میں تخفیف کر دی۔ ہاں البتہ نماز مغرب (اور نماز صبح) میں قصر نہیں کی کیونکہ وہ پہلے ہی مختصر ہے۔ اور دن کی سنتی نماز ترک کر دی گئی اور رات والی ترک نہ ہوئی تو اس کی وجہ یہ ہے کہ جس نماز میں قصر نہیں ہوتی اس کے بعد (یا پہلے والے) نوافل میں بھی قصر نہیں ہوتی (بلکہ فریضہ کی طرح بحال رہتے ہیں) اور چونکہ نماز مغرب میں قصر نہیں لہٰذا اس کے بعد پڑھی جانے والی سنت میں بھی قصر نہیں ہے اور یہی کیفیت نماز صبح کی ہے تو چونکہ اس میں قصر نہیں ہے تو اس سے پہلے پڑھی جانے والی سنت میں بھی قصر نہیں ہے۔

(الفقیہ، العلل، العیون)

۵۔ شیخ موصوف فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ مغرب کی نماز تین رکعت مقرر کی گئی اور اس کے بعد جو چار رکعت نماز (نافلہ) پڑھی جاتی ہے سفر ہو یا حضر اس میں کیوں قصر نہیں ہے؟ فرمایا: دراصل خداوند عالم نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہر نماز دو دو رکعت نازل کی تھی پھر آنحضرتؐ نے ان کے ساتھ حضر میں دو دو رکعت کا اضافہ کر دیا اور سفر میں ان میں قصر کر دی سوائے مغرب اور صبح کے (کہ ان کو اپنی اصلیت دو رکعت پر قائم رکھا تا کہ ان کی تعداد سترہ رکعت ہو جائے) جب آپؐ مغرب کی نماز (دو رکعت) پڑھ چکے تو آپؐ کو جناب سیدہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی ولادت باسعادت کی اطلاع ملی تو آپؐ نے خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے اس میں ایک رکعت کا اضافہ کر کے (اسے تین رکعت بنا دیا) اور جب امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو پھر خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے اس میں دو رکعت (نافلہ) کا اضافہ کر دیا اور جب امام حسین علیہ السلام پیدا ہوئے تو پھر خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے اس میں مزید دو رکعت اضافہ کر کے (اس کے نوافل کو چار بنا دیا)

اور فرمایا: "للذکر مثل حظ الانثیین" (مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہے) لہٰذا اس نماز (اور اس کے نوافل) کو سفر و حضر میں اپنی حالت پر چھوڑ دیا گیا (اور اس میں کوئی کمی بیشی نہیں کی گئی)۔ (الفقیہ، العلل، التہذیب)

۶۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حارث بن مغیرہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سفر ہو یا حضر نماز مغرب کے چار رکعت (نوافل) ترک نہ کرو۔ اگرچہ (دشمن کے) گھوڑے تمہاری تلاش میں تمہارے پیچھے لگے ہوئے ہوں۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس مقصد پر دلالت کرنے والی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۳ و باب ۲۱ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴۳ میں اور) تعقیبات اور نماز سفر میں بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۵

نماز تہجد اور نماز وتر (شفع و وتر) پر مداومت کرنا مستحب ہے اور یہ سفر میں بھی ساقط نہیں ہوتیں اگرچہ واجب نہیں ہیں۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حارث بن مغیرہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میرے والد (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام) سفر و حضر میں رات کی تیرہ رکعت نماز (آٹھ نماز شب، دو شفع، ایک وتر اور دو نافلہ صبح) کبھی ترک نہیں کرتے تھے۔ (تہذیب الاحکام)

۲۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ اگر تمہیں نماز شب (آٹھ رکعت) وتر (مع شفع تین رکعت) اور دو رکعت (نافلہ صبح) اونٹ کے محمل پر بھی پڑھنی پڑے تو پڑھو۔ (ایضاً)

۳۔ ابواسامہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے وتر کے متعلق سوال کیا۔ فرمایا: سنت ہے، فرض نہیں ہے۔ (ایضاً)

۴۔ عبید بن زرارہ اپنے والد (زرارہ) سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت علی علیہ السلام کی کتاب میں وتر کو واجب لکھا ہے اور اس سے مراد رات کا وتر ہے۔ نماز مغرب (کی تین رکعت) تو اس کا وتر ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسیؒ نے اس واجب کی یہ تاویل کی ہے کہ یہ "سنت مؤکدہ" ہے کیونکہ سنت مؤکدہ کو بھی (مجازاً) واجب کہا جاتا ہے۔

۵۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امیر علیہ السلام سے فرمایا: یا علیؑ! میں آپ کو اپنی ذات کے متعلق چند

چیزوں کی وصیت کرتا ہوں ان کو یاد کرو۔۔۔پھر بارگاہ خداوندی میں (دست دعا بلند کر کے) فرمایا: یا اللہ ان کی مدد کر۔۔۔ فرمایا: نماز شب کو ضرور پڑھو نماز شب ضرور پڑھو نماز شب ضرور پڑھو۔ (روضہ کافی)

۶۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر و حضر میں بوقت شب تیرہ رکعت نماز ضرور پڑھتے تھے۔ منجملہ ان کے تین رکعت وتر اور دو رکعت نافلہ صبح (اور آٹھ رکعت نماز تہجد) تھی۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۱، ۲۲، ۲۴ میں) گزر چکی ہیں اور بہت سی اس کے بعد (باب ۲۸ میں اور مواقیت کے باب ۴۶) میں اور (قبلہ کے باب ۱۵ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۶

رات کے نوافل جب فوت ہو جائیں تو ان کی قضا مستحب ہے اگر چہ دن کے وقت ادا کی جائے اور وہ بھی سفر میں۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ذریح سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ سفر میں میری نماز شب فوت ہو گئی ہے۔ آیا میں دن میں اس کی قضا کر سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں۔ اگر طاقت رکھتے ہو تو کرو۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ معاویہ بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ کسی بھی عمل پر مداومت کروں اگر چہ وہ (مقدار میں) تھوڑا ہی ہو۔ ہم نے عرض کیا: آیا آپ سفر کی حالت میں نماز شب کی قضا دن میں کیا کرتے تھے؟ فرمایا: ہاں۔ (التہذیب)

۳۔ صفوان جمال بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام (سفر میں) نماز شب دن میں اپنی سواری پر پڑھتے تھے خواہ وہ جدھر بھی رخ کرتی تھی۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۸ و باب ۲۱ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (مواقیت کے باب ۳۵ و ۵۷ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۷

نماز عشاء کا نافلہ اس سے پہلے مستحب نہیں ہے (بلکہ وتیرہ اس کے بعد پڑھا جاتا ہے)۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا نماز عشاء سے پہلے یا اس کے بعد بھی کوئی چیز (نافلہ) ہے؟ فرمایا: نہ! ہاں البتہ میں اس کے بعد دو رکعت پڑھتا ہوں مگر میں انہیں رات کے نمازوں میں شمار نہیں کرتا۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے بھی بہت سی حدیثوں میں یہ بات گزر چکی ہے اور اس قسم کی جو بعض حدیثیں اس سے پہلے گزری ہیں کہ عشاء سے پہلے دو رکعت پڑھنا مستحب ہے تو اس سے مراد مغرب کے نافلہ میں سے دو رکعت ہے اور یہ بات واضح ہے۔

باب ۲۸

حضر میں ظہر و عصر کے نوافل پر مداومت و ہمیشگی مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امیر علیہ السلام کے نام وصیت نامہ میں نافلہ ظہر کے متعلق تین بار فرمایا: تم پر زوال آفتاب والی نماز لازم ہے۔ (روضہ کافی)

۲۔ یحییٰ بن ابو العلاء حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ زوال والی نماز اوّابین (یعنی توابین) کی نماز ہے۔ (الفروع)

۳۔ جناب احمد بن ابو عبداللہ برقی باسنادِ خود محمد بن اسماعیل سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امیر علیہ السلام کے نام وصیت میں چار بار فرمایا: علیک بصلوٰۃ اللیل۔ یا علی! نماز شب ضرور پڑھو۔ اس کے بعد فرمایا: وعلیک بصلوٰۃ الزوال۔ اور زوال آفتاب والی نماز بھی ضرور پڑھو۔ (المحاسن)

۴۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسنادِ خود حسین بن علوان سے وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے وہ اپنے والد ماجد سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب سورج وسط آسمان سے ڈھل جائے تو جو شخص اس وقت چار رکعت نماز پڑھے اس نے توابین کی نماز کی موافقت کی ہے اور یہ نصف النہار کے بعد ہوتی ہے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۴ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (مواقیت باب ۳۶ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۹

عشاء کے نافلہ پڑھنے پر بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر مداومت کرنا مستحب ہے اگرچہ کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے اور یہ نوافل سفر میں بھی ساقط نہیں ہوتے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص خدا اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ وتر (یعنی وتیرہ) پڑھے بغیر رات نہ گزارے۔ (التہذیب، الفقیہ، العلل)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود فضل بن شاذان سے اور وہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ نماز عشاء تو قصر ہو جاتی ہے مگر اس کی دو رکعت نماز نافلہ جو قصر نہیں ہوتی تو اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ دو رکعت پچاس رکعت میں سے نہیں ہے۔ بلکہ یہ پچاس رکعت پر اضافہ ہے اور وہ بھی اس لئے کہ اس کے ذریعہ سے فریضہ کی ہر رکعت کے بالمقابل مستحبی نماز دو رکعت ہو جائے (اور چونکہ فریضہ ۱۷ رکعت ہے تو مستحبی ۳۴ رکعت ہوگی)۔

(الفقیہ، العلل، العیون)

۳۔ ابوعبداللہ قزوینی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ نماز عشاء کے بعد دو رکعت (وتیرہ) بیٹھ کر کیوں پڑھی جاتی ہے؟ فرمایا: چونکہ خدا نے سترہ رکعت نماز فرض کی تھی اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے دو برابر ۳۴ رکعتوں کا اضافہ کیا اور سب کا مجموعہ ہو گیا اکیاون رکعت اس لئے یہ دو رکعت جو بیٹھ کر پڑھی جاتی ہے یہ ایک رکعت شمار ہوتی ہے۔ (العلل)

۴۔ فضل (مفضل) بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں عشاء کی نماز پڑھتا ہوں اور جب پڑھ چکتا ہوں تو اس کے بعد دو رکعت بیٹھ کر (نافلہ) بھی پڑھتا ہوں؟ فرمایا: آگاہ باش! کہ وہ شمار ایک رکعت ہوتی ہے اور اگر تم اس رات مر گئے تو وتر پڑھ کر مرو گے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ تعداد فرائض و نوافل کے باب میں ایسی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ان دو رکعتوں کو کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے۔

۵۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص خدا اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ بغیر وتر پڑھے رات نہ گزارے! راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا: آپ کی اس سے مراد نماز عشاء کے بعد والی دو رکعت ہیں؟

فرمایا: ہاں۔مگر وہ شمار ایک رکعت ہوتی ہیں۔پس جو شخص یہ دو رکعت پڑھے گا۔اگر اس کے بعد اس کی موت بھی واقع ہوگئی تو (کم از کم) وتر پڑھ کر تو مرے گا اور اگر موت واقع نہ ہوئی تو آخر شب میں وتر پڑھے گا۔راوی نے عرض کیا: آیا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی یہ دو رکعت نماز (عشاء کے بعد) پڑھی ہے؟ فرمایا: نہ۔عرض کیا: کیوں؟ فرمایا: چونکہ آنحضرتؐ پر وحی نازل ہوتی تھی اس لئے وہ جانتے تھے کہ آیا ان کی اس رات موت واقع ہوگی یا نہ؟ مگر دوسرے لوگ تو نہیں جانتے! اس لئے وہ خود نہیں پڑھتے تھے مگر دوسروں کو اس کے پڑھنے کا حکم دیتے تھے (اور خود نصف شب کے بعد پڑھتے تھے)۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے یہ بات گزر چکی ہے اور آئندہ بھی آئے گی کہ آنحضرتؐ یہ نماز پڑھتے تھے۔(مگر یہاں وارد ہے کہ نہیں پڑھتے تھے) تو اس کا مطلب یہ ہے کہ کچھ عرصہ پڑھتے تھے اور کچھ عرصہ نہیں پڑھتے تھے۔(ایضاً)

۶۔ جناب محمد بن عمر بن عبدالعزیز کشی باسناد خود ہشام مشرقی سے اور وہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ بصرہ والوں نے مجھ سے پوچھا کہ یونس کہتے ہیں کہ سنت ہے کہ آدمی نماز عشاء کے بعد دو رکعت نماز بیٹھ کر پڑھے؟ میں نے کہا کہ یونس نے سچ کہا ہے۔(رجال کشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۳ و باب ۲۷ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (مواقیت باب ۴۴ میں) ذکر کی جائینگی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۳۰

اگر ممکن ہو تو شب و روز میں ایک ہزار رکعت نماز پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن ابوحمزہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر ہو سکے تو شبانہ روز میں ایک ہزار رکعت نماز پڑھو کیونکہ حضرت امیر علیہ السلام اپنی آخری عمر میں ہر شب و روز میں ایک ہزار رکعت پڑھا کرتے تھے۔(تہذیب الاحکام)

۲۔ جمیل بن صالح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر طاقت ہو تو ماہ رمضان وغیرہ میں ایک شب و روز میں ایک ہزار رکعت نماز پڑھا کرو۔کیونکہ حضرت امیر علیہ السلام شب و روز میں ایک ہزار رکعت پڑھا کرتے تھے۔(ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ باسناد خود جابر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام زین العابدین علیہ السلام شب و روز میں ایک ہزار رکعت نماز پڑھا کرتے تھے اور (کمزوری کا یہ عالم تھا کہ) خوشہ گندم کی مانند

ہوا ان کو ادھر ادھر جنبش دیتی تھی۔ (ارشاد شیخ مفید) (جس کی وجہ سے ان کی پیشانی پر اونٹ کے گھٹنوں کی طرح گھٹے پڑ گئے تھے)۔ (العلل)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالسلام بن صالح ہروی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ جن دنوں حضرت امام رضا علیہ السلام بمقام "سرخس" قید تھے تو میں نے قید خانہ کے داروغہ سے آپؑ سے ملنے کی خواہش ظاہر کی۔ اس نے کہا کہ یہ ممکن نہیں ہے! میں نے کہا: کیوں؟ اس لئے کہ امامؑ بسا اوقات شب و روز میں ایک ہزار رکعت نماز پڑھتے ہیں۔ (لہٰذا ان کے پاس ملاقات کے لئے وقت کہاں ہے؟)۔ (العیون)

۵۔ حمزہ بن حمران اپنے باپ (حمران) سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام حضرت امیر علیہ السلام کی طرح شب و روز ایک ہزار رکعت (مستحبی) نماز پڑھا کرتے تھے۔ ان کے پاس پانچ سو کھجوروں کے درخت تھے اور وہ ہر کھجور کے پاس (بطور شکرانہ نعمت) روزانہ دو رکعت نماز ادا کرتے تھے (اس طرح ایک ہزار رکعت پوری ہو گئی) اور (خشوع و خضوع کا یہ عالم تھا کہ) جب نماز پڑھنے کے لئے مصلائے عبادت پر کھڑے ہوتے تھے تو ان کے (اصلی) رنگ پر دوسرا (زرد) رنگ غالب آ جاتا تھا۔ اور وہ اس عجز و انکسار کے ساتھ کھڑے ہوتے تھے جس طرح کوئی بندہ ذلیل سے اپنے بادشاہ جلیل کے سامنے سے کھڑا ہوتا ہے۔ اور خوف و خشیت الٰہی سے ان کے اعضاء و جوارح تھر تھر کانپتے تھے۔ اور وہ ہر نماز کو اس طرح پڑھتے تھے جس طرح کوئی شخص اپنی زندگی کی آخری الوداعی نماز پڑھتا ہے جس کے متعلق اسے خیال ہو کہ وہ دوبارہ اسے نہیں پڑھ سکے گا۔ اور فرماتے تھے کہ کسی بندے کی نماز کا وہی حصہ قبول ہوتا ہے جسے وہ پوری قلبی توجہ کے ساتھ ادا کرتا ہے! یہ سن کر ایک شخص نے کہا کہ پھر تو ہم ہلاک ہو گئے؟ فرمایا نہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کی کمی کو نوافل کے ذریعہ سے پورا کر دیتا ہے۔ (الخصال)

۶۔ جناب شیخ حسن فرزند حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود اسماعیل بن علی سے اور وہ اپنے باپ علی سے (جو دعبل خزاعی کے بھائی تھے) روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے دعبل (مشہور شاعر و مداح و مرثیہ نگار اہل بیتؑ) کو "خز"[1] کی ایک قمیص عنایت فرمائی تھی اور ساتھ ہی فرمایا تھا کہ اس قمیص کی حفاظت کرنا کیونکہ میں نے اس قمیص میں ایک ہزار رات تک ہر رات میں ایک ہزار رکعت نماز پڑھی ہے اور اس میں ایک ہزار قرآن ختم کیا ہے۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۷۔ جناب سید ابن طاؤس بحوالہ کتاب العقد الفرید عبد ربہ (اندلسی) نقل کرتے ہیں کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ آپؑ کے والد (امام حسین علیہ السلام) کی اولاد کس قدر کم ہے؟ (کیوں؟) فرمایا: مجھے تو اس بات پر

---

[1] ریشم اور اون کے امتزاج سے بنی ہوئی قمیص۔ خالص ریشم مرد کے لئے حرام ہے ہاں البتہ جب اس میں کوئی اور چیز از قسم اون کپاس اور پٹ سن وغیرہ اس طرح شامل کر دی جائے جس سے وہ خالص ریشم نہ رہے تو پھر اس کا استعمال جائز ہو جاتا ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

تعجب ہے کہ میں کس طرح پیدا ہو گیا۔ میرے والد تو شب و روز میں ایک ہزار رکعت نماز پڑھتے تھے اس کے پاس عورتوں کے پاس جانے کی فرصت کب تھی؟ (الملہوف للسید ابن طاؤس)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۴ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۱

چاشت والی نماز نہ مستحب ہے اور نہ ہی جائز (بلکہ بدعت ہے)۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کبھی چاشت والی نماز نہیں پڑھی تھی! راوی نے عرض کیا کہ آیا آپ مجھے یہ بتائیں گے کہ آیا آنحضرتؐ دن کے آغاز میں چار رکعت پڑھتے تھے؟ فرمایا: ہاں ان کو ان آٹھ رکعت میں شمار کرتے تھے جو ظہر کے بعد پڑھی جاتی ہیں۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہاں ظہر سے مراد وقت ہے یعنی زوال کا وقت (کیونکہ وہ نوافل زوال کے بعد پڑھے جاتے ہیں)۔

۲۔ عبدالواحد بن المختار انصاری بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے چاشت کی نماز کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: سب سے پہلے تمہاری قوم نے یہ نماز پڑھی ہے کیونکہ یہ غافل لوگ تھے۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے یہ نماز نہیں پڑھی۔ (پھر فرمایا) ایک بار حضرت امیر علیہ السلام ایک ایسے آدمی کے پاس سے گزرے جو یہ نماز پڑھ رہا تھا۔ آپؑ نے اس کے پہلو پر ہلکا سا درّہ مارا اور فرمایا: تو نے تو ابین کے نماز کو ذبح کر دیا ہے خدا تجھے ذبح کرے! (الفروع) یہ کونسی نماز ہے؟ اس نے عرض کیا: یا امیر المومنینؑ! آیا اسے ترک کر دوں اور نہ پڑھوں؟ فرمایا: پھر تو میں وہ شخص بن جاؤں گا جو بندے کو نماز پڑھنے سے روکتا ہے۔[1] آپؑ نے یہاں یہ آیت پڑھی: ارأیت الذی ینھٰی عبداً اذا صلّٰی۔ (الفقیہ، الفروع)

۳۔ رجاء بن ابو الضحاک بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کو سفر یا حضر میں کبھی نماز چاشت پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا۔ (العیون)

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ اور فضیل سے اور وہ حضرت امام محمد باقر و حضرت امام جعفر صادق علیہما السلام سے

---

[1] حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام کا انکار کرنا اس کی ممانعت کے لئے کافی ہے۔ (مزید برآں کسی صراحت کی ضرورت باقی نہیں رہ جاتی)۔ (الفروع)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: نماز چاشت بدعت ہے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ آئندہ ماہ رمضان کے نافلہ کے بیان میں اس قسم کی بعض حدیثیں بیان کی جائیگی جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۳۲

زیادہ نفل پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار ایک شخص حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہؐ! آپ اللہ کی بارگاہ میں دعا کریں کہ وہ مجھے جنت میں داخل کرے! فرمایا: (ہاں کروں گا لیکن) تو بھی تو بہت سجدے کر کے میری امداد کر۔ (التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوجعفر عطّار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ ایک شخص حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہؐ! میرے گناہ بہت ہیں اور عمل کم؟ آنحضرتؐ نے اس سے فرمایا: سجدے بہت زیادہ کر کیونکہ یہ (کثرت سجود) گناہوں کو اس طرح گراتی ہے جس طرح ہوا درخت کے (خشک) پتوں کو گراتی ہے۔ (الامالی للصدوق)

۳۔ جناب شیخ حسن فرزند حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود جناب سلیمان فارسی (محمدی) سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ ہم ایک درخت کے سائے میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ بیٹھے تھے کہ اچانک آنحضرتؐ نے اس درخت کی شاخ کو پکڑ کر جھاڑا اور اس کے پتے گر گئے۔ پھر ہم لوگوں سے خطاب کر کے فرمایا کہ کیا تم مجھ سے سوال نہیں کرو گے کہ میں نے جو کچھ کیا ہے یہ کیوں کیا ہے؟ تب ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! فرمائیں کہ آپؐ نے ایسا کیوں کیا ہے؟ فرمایا: جب کوئی مسلمان نماز پڑھنے کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو اس کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جس طرح اس درخت کے پتے (میرے ٹہنی ہلانے سے) جھڑے ہیں۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۴۔ جناب محمد بن الحسن الصفار باسناد خود عنبسہ بن بجاد العابد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک بار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں نماز کا تذکرہ کیا گیا تو میں نے آپؑ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ حضرت امیر علیہ السلام کی اس کتاب میں لکھا ہے جو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپؑ کو لکھوائی تھی کہ خدا تعالیٰ نماز و روزہ کی کثرت پر عذاب نہیں کرتا بلکہ اس سے بندہ کی نیکی میں مزید اضافہ کرتا ہے۔ (بصائر الدرجات)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۰، ۱۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (ج ۱ باب ۳۴ جہاد عدو کے سلسلہ میں) ذکر کی جائیگی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۳۴

نمازِ صبح کی دو رکعت نماز نافلہ پر مداومت کرنا مستحب ہے اور یہ نوافل سفر کی حالت میں بھی ساقط نہیں ہوتے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود صفوان اور وہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: صبح کی دو رکعت نافلہ ضرور پڑھو (اگرچہ سفر کی حالت میں) محمل پر سوار ہی ہو۔ (الفروع والتہذیب)

۲۔ جناب علی بن ابراہیم قمی باسنادِ خود ابن ابونصر سے اور وہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ادبار السجود (سجدے کے پیچھے) سے مراد وہ چار رکعت نافلہ ہے جو نماز مغرب کے بعد پڑھی جاتی ہے اور ادبار النجوم (ستاروں کے ڈوبنے کے بعد) سے مراد وہ دو رکعت نافلہ ہے جو نماز صبح سے پہلے پڑھی جاتی ہے۔ (تفسیر قمی)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود سعد بن ابی عمرو الجلاب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر (نافلہ) صبح کی دو رکعت فوت ہو جائیں تو آیا ان کی قضا کروں؟ فرمایا: ہاں۔ عرض کیا: کیوں؟ آیا یہ کوئی فریضہ ہے؟ فرمایا: ہاں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے مقرر کیا ہے۔ اور جو چیز آنحضرتؐ مقرر فرمائیں وہ فرض ہی ہوتی ہے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ شیخ طوسیؒ نے یہاں فرض کے معنی تقدیر کے کئے ہیں یہ فرض ہے یعنی مقدر و مقرر ہے۔ بہر حال یہاں فرض کے وہ حقیقی معنی مراد نہیں ہے کہ جس کے تارک کو عذاب کیا جاتا ہے۔ علاوہ بریں اس سے سنت مؤکدہ بھی مراد لی جا سکتی ہے۔ نیز اس سے پہلے (باب ۷ او ۲۱ و ۲۵ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (مواقیت کے باب ۴۶ و باب ۶۱ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

ابواب المواقیت

(اس میں کل تریسٹھ (۶۳) ابواب ہیں)

باب ۱

نمازوں کی اپنے مقررہ اوقات پر حفاظت کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل ستائیس حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کر کے باقی بائیس کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابان بن تغلب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے مزدلفہ کے مقام پر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی اقتداء میں نماز پڑھی۔ جب فارغ ہوئے تو امامؑ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اے ابان! نمازہائے فریضہ پانچ ہیں جو شخص ان کی حدود کو قائم کرے گا (ان کے واجبی اور مستحبی شرائط و آداب کو ملحوظ رکھے گا) اور ان کے اوقات کے حفاظت کرے گا تو وہ اس حال میں خدا کی بارگاہ میں حاضر ہوگا کہ اس کی بارگاہ میں اس کے لئے ایک عہد و پیمان ہوگا جس کی وجہ سے وہ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ اور جو شخص نہ ان کے حدود کو قائم کرے گا اور نہ ہی ان کے اوقات کی حفاظت کرے گا تو وہ اس حال میں بارگاہ خدا میں حاضر ہوگا کہ اس کے لئے اس کے پاس کوئی عہد و پیمان نہ ہوگا۔ لہٰذا اگر وہ چاہے گا تو اسے عذاب کرے گا اور اگر چاہے گا تو اسے معاف کر دے گا۔ (الفروع، الثواب، التہذیب)

۲۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ ہر نماز کا وہ حصہ جس میں حضور قلب نہ ہو وہ نماز میں شمار نہیں ہوتا (جس کی وجہ سے وہ ناقص ہو جاتی ہے) ہاں البتہ خدا نوافل کے ذریعہ سے اس کی تکمیل کر دیتا ہے۔ (پھر فرمایا) سب سے پہلے (بروز قیامت) جس چیز کا بندہ سے حساب لیا جائے گا وہ نماز ہوگی لہٰذا اگر یہ قبول ہوگئی تو باقی سب اعمال بھی قبول ہو جائیں گے (پھر فرمایا) جب نماز اول وقت میں اٹھائی جاتی ہے تو اس حال میں نمازی کے پاس واپس لوٹتی ہے کہ سفید و چمکدار ہوتی ہے اور کہتی ہے کہ تو نے میری حفاظت کی ہے۔ خدا تیری حفاظت کرے اور اگر وقت فضیلت کا لحاظ کئے بغیر اور حدود کی رعایت کئے بغیر اٹھائی جائے تو اس حال میں واپس نمازی کے پاس لوٹتی ہے کہ وہ بالکل تاریک و سیاہ رنگ کی ہوتی ہے اور کہتی ہے تو نے مجھے ضائع کیا خدا تجھے ضائع و برباد کرے۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ جمیل بن دراج بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو بندۂ مومن نمازہائے فریضہ کی حفاظت کرے اور ان کو ان کے اوقات میں ادا کرے وہ غافلوں میں شمار نہیں ہوتا۔ (الفروع)

۴۔ جابر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ ملک الموت نے (شب معراج) حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ خشکی اور تری میں جو بھی کوئی گھر والا ہے خواہ وہ مٹی کے مکان میں رہتا ہے یا بالوں کے خیمہ میں، میں شب و روز میں اسے پانچ مرتبہ نمازوں کے اوقات میں غور سے دیکھتا ہوں۔ (ایضاً)

۵۔ ہیثم بن واقد بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ ملک الموت کہتے ہیں کہ مشرق و مغرب میں کوئی مٹی کے گھر یا بالوں کے گھر (خیمہ) والا ایسا نہیں ہے جسے میں شب و روز میں پانچ مرتبہ غور سے نہ دیکھتا ہوں۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ ملک الموت ان کو نمازوں کے اوقات میں دیکھتا ہے۔ اب جو شخص نمازوں کے اوقات کی پابندی کرتا ہے اس کی موت کے وقت ملک الموت اسے (کلمہ اسلام) "لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ" کی تلقین کرتا ہے اور شیطان کو اس کے پاس سے دور بھگاتا ہے۔ (ایضاً)

۶۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص وقت فضیلت کے بغیر نماز پڑھتا ہے اس کی نماز (کامل) نہیں ہے۔ (ایضاً)

۷۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس دن بادل کی وجہ سے لوگوں پر زوال کا وقت مخفی ہو جائے تو اسے جھڑک پڑتی ہے یہاں تک کہ وہ ظاہر ہو جاتا ہے تاکہ وہ ہر اہل دیہہ پر احتجاج کر سکے کہ کون اپنی نماز کا اہتمام کرتا ہے اور کون اسے ضائع و برباد کرتا ہے۔ (ایضاً)

۸۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ نماز کے فرائض کیا ہیں؟ فرمایا: وقت، طہارت، قبلہ، تکبیرۃ الاحرام، رکوع، سجود اور دعا (سورۂ حمد یا قنوت کا پڑھنا)۔ راوی نے عرض کیا: اس کے علاوہ جو کچھ ہے وہ؟ فرمایا: وہ فریضہ میں سنت ہے۔ (التہذیب)

۹۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مرغ سے پانچ (اچھی) عادتیں سیکھو: (۱) اوقات نماز پر محافظت۔ (۲) غیرت۔ (۳) سخاوت۔ (۴) شجاعت۔ (۵) اور کثرت مقاربت۔ (الفقیہ)

۱۰۔ نیز شیخ موصوف باسناد خود روایت کرتے ہیں کہ ایک بار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے جبکہ وہاں آپؐ کے اصحابؓ میں سے کچھ لوگ موجود تھے فرمایا: کچھ جانتے ہو کہ تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: خدا اور اس کے رسولؐ بہتر جانتے ہیں؟ فرمایا: تمہارا پروردگار فرماتا ہے کہ یہ پنجگانہ نماز فریضہ ہے جو شخص اس کو اس کے وقت پر ادا کرے گا اور اس کی حفاظت کرے گا وہ اس حال میں میری بارگاہ میں حاضر ہوگا کہ اس کا میرے پاس ایک عہد و پیمان ہوگا

جس کی وجہ سے میں اسے جنت میں داخل کروں گا۔ اور جو اس کو اس کے اوقات پر ادا نہیں کرے گا اور اس کی حفاظت نہیں کرے گا یہ مجھ پر منحصر ہے کہ چاہوں تو اسے عذاب کروں اور چاہوں تو معاف کروں! (ایضاً)

۱۱۔ ہشام جوالیقی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص نماز پڑھے مگر وقت (فضیلت) میں نہ پڑھے تو وہ نماز اس حالت میں (آسمان کی طرف) اٹھائی جاتی ہے کہ وہ بالکل سیاہ ہوتی ہے۔ اور نمازی سے کہتی ہے کہ تو نے مجھے ضائع کیا ہے۔ خدا تجھے ضائع کرے اور جب آدمی خدا کی بارگاہ میں کھڑا ہوگا تو سب سے پہلے اس سے نماز کے متعلق باز پرس کی جائے گی لہٰذا اگر اس کی نماز پاک (قبول) ہوگئی تو اس کے دوسرے تمام اعمال بھی پاک (قبول) ہو جائیں گے اور اگر نماز پاک (قبول) نہ ہوئی تو اس کا کوئی عمل بھی پاک (قبول) نہ ہوگا۔ (ثواب الاعمال والمحاسن)

۱۲۔ اسماعیل بن ابی زیاد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرینؑ کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تک آدمی نمازہائے پنجگانہ کو ان کے اوقات فضیلت پر ادا کرتا رہے شیطان برابر اس سے خائف وترساں رہتا ہے اور جب وہ نمازوں کو ضائع کر دے تو شیطان اس پر جری ہو جاتا ہے یعنی اس کی جراُت بڑھ جاتی ہے اور وہ اسے بڑے گناہوں میں مبتلا کر دیتا ہے۔ (ایضاً)

۱۳۔ ابوالربیع حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: وہ شخص فردائے قیامت میری شفاعت کو نہیں پا سکے گا جو نماز فریضہ کو اس کے وقت (فضیلت) سے مؤخر کرے گا۔ (امالی صدوق)

۱۴۔ مفضل بن عمر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دو عادتیں ایسی ہیں کہ وہ جس میں پائی جائیں تو ٹھیک اس کے قریب جاؤ اور جس میں نہ پائی جائیں اس سے دور بھاگو! عرض کیا گیا: وہ دو عادتیں کون سی ہیں؟ فرمایا: (ایک تو) ہمیشہ نماز کو اس کے وقت فضیلت پر ادا کرنا ہے۔ (دوسری) برادران ایمانی کے ساتھ ایثار اور ہمدردی کرنا ہے۔

(الخصال، کتاب الاخوان)

۱۵۔ لیثی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہمارے شیعوں کا تین چیزوں کے ساتھ امتحان لو۔ (۱) اوقات نماز کے ساتھ کہ آیا ان کی حفاظت کرتے ہیں؟ (۲) اسرار و رموز کی حفاظت کے ساتھ کہ آیا ان کی ہمارے دشمنوں سے حفاظت کرتے ہیں؟ (۳) مال و دولت کے ساتھ کہ آیا اس سے اپنے (ایمانی) بھائیوں کے ساتھ ایثار و ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں؟ (الخصال)

۱۶۔ ابن مسعود بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا کہ خدا کے نزدیک اعمال میں سب

سے زیادہ محبوب عمل کون سا ہے؟ فرمایا: وقت فضیلت پر نماز ادا کرنا! اس کے بعد کیا ہے؟ فرمایا: والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنا! عرض کیا: اور اس کے بعد: فرمایا: راہ خدا میں جہاد کرنا۔ (ایضاً)

۱۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے حدیث ''اربعمأۃ'' میں فرمایا: نماز سے بڑھ کر خدا کو کوئی عمل محبوب نہیں ہے پس دنیا کا کوئی کام تمہیں اسے وقت فضیلت پر ادا کرنے سے باز نہ رکھے۔ کیونکہ خداوند عالم ایک گروہ کی مذمت کرتے ہوئے فرماتا ہے: الذین ھم عن صلاتھم ساھون یہ وہ ہیں جو اپنی نمازوں میں غفلت کرتے ہیں یعنی ان کے اوقات کی پابندی کو معمولی جانتے ہیں اور جان لو کہ تمہارا نیک سے نیک دشمن بھی ریا کاری کے لئے نماز پڑھتا ہے۔ خدا اسے (خالص عمل کی) توفیق نہیں دیتا۔ اور خدا تو بس وہی عمل قبول کرتا ہے جو خالصاً للہ ہو۔ (ایضاً)

۱۸۔ جناب احمد بن محمد برقی باسناد خود جمیل بن درّاج سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو بندہ مؤمن نماز فریضہ کی حفاظت کرے اور اسے وقت فضیلت پر ادا کرے وہ غافلوں میں سے شمار نہیں ہوتا اور اگر اس میں قرآن کی سو آیتیں بھی پڑھے تو اس کا شمار ذکر خدا کرنے والوں میں ہوتا ہے۔ (المحاسن)

۱۹۔ مفسر قرآن فاضل طبرسی باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: یہ نماز فریضہ ہے جو شخص اس کی قدر و قیمت کو پہچانتے ہوئے اسے وقت فضیلت پر ادا کرے گا اور اس پر کسی اور کام کو ترجیح نہیں دے گا تو خدا اسے عذاب نہیں کرے گا اور اگر اس پر کسی اور کام کو ترجیح دے گا اور اسے فضیلت پر ادا نہیں کرے گا تو اس کی مرضی پر منحصر ہے کہ چاہے تو اسے معاف کر دے اور چاہے تو اسے سزا دے۔ (مجمع البیان)

۲۰۔ مفسر عیاشی باسناد خود یونس بن عمار سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ارشاد باری تعالیٰ: ''الذین ھم عن صلاتھم ساھون'' کے بارے میں دریافت کیا کہ آیا اس 'سھو' سے مراد شیطانی وسوسہ ہے؟ (جو نمازی کے دل و دماغ میں پیدا ہوتا ہے؟) فرمایا: نہ۔ یہ تو سب لوگوں کو پیش آتا ہے؟ تو پھر اس سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: نماز کی ادائیگی میں غفلت کرنا اور اسے وقت فضیلت پر ادا نہ کرنا۔ (تفسیر عیاشی)

۲۱۔ دوسری بعض روایات میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اور حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اس سے سہل انگیزی سے کام لیتے ہوئے نماز کو ترک کرنا اور اسے ضائع کرنا مراد لیا گیا ہے۔ (ایضاً)

۲۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر سفر کی حالت میں کسی نماز کو وقت پر نہ پڑھ سکو تو یہ بات کچھ مضر نہیں ہے۔ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ نے اس سے یہ مراد لی ہے کہ اگر کوئی شخص کسی عذر شرعی کی بنا پر نماز کو اس قدر مؤخر کرے کہ نماز قضا ہو جائے۔۔۔ مگر اقرب یہ ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ وقت فضیلت سے مؤخر ہو جائے اور وقت اجزاء میں ادا کی

جائے نیز اسے نوافل پر بھی محمول کیا جاسکتا ہے۔ بعد ازیں بھی (باب ۳و ۱۰ وغیرہ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں ذکر کی جائیں گی جو اس باب کے مضمون و مفہوم پر دلالت کرتی ہیں انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

(ایک نماز ادا کر کے دوسری) نماز کے انتظار میں مسجد کے اندر بیٹھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عمرو اور انس بن محمد سے اور وہ اپنے باپ (محمد) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباؤ طاہرینؑ کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے حضرت علی علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: یا علیؑ! درجات تین ہیں (۱) سردیوں کے موسم میں کامل وضو کرنا۔ (۲) شب و روز میں چل کر نماز با جماعت کی طرف جانا۔ (۳) اور نماز کا انتظار کرنا۔ (الفقیہ)

۲۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص نماز فریضہ کی ادائیگی کے لئے اپنے آپ کو پابند کرے اور اس کے وقت کا انتظار کرے اور جب وقت داخل ہو جائے تو اسے اول وقت پر ادا کرے اس کے رکوع و سجود کو پورے خشوع و خضوع کے ساتھ مکمل کرے اور نماز سے فارغ ہو کر (دوسری نماز کے انتظار میں) خدائے عزوجل کی تعریف و تمجید کرے (ورد و وظائف پڑھے) یہاں تک کہ دوسری نماز کا وقت داخل ہو جائے۔ (پھر اسے ادا کرے) اور ان دونوں نمازوں کے درمیان کوئی لغو اور بے ہودہ کام نہ کرے۔ تو خدا اس کے لئے حج و عمرہ ادا کرنے والے کے برابر ثواب لکھ دیتا ہے اور وہ علیین (جنت میں بلند و بالا مقام رکھنے والوں) میں سے ہو جاتا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ نیز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: تین شخص ایسے ہیں جو بروز قیامت خدا کے خواص میں سے ہوں گے۔ (۱) وہ شخص جو محض خدا کی خوشنودی کی خاطر کسی مؤمن کی زیارت کرے کہ وہ ایسا ہے جیسے اس نے خدا کی زیارت کی ہے اور خدا پر لازم ہے کہ وہ اپنے زائر کا اکرام کرے اور وہ جو کچھ اس سے مانگے وہ اسے عطا کرے۔ (۲) وہ شخص جو مسجد میں داخل ہو کر نماز پڑھے اور پھر دوسری نماز کے انتظار میں بیٹھ کر تعقیبات پڑھے کہ یہ خدا کا مہمان ہے اور خدا پر لازم ہے کہ اپنے مہمان کا اکرام کرے۔ (۳) حج و عمرہ بجا لانے والا کہ یہ خدا کی بارگاہ میں قاصد ہے اور خدا پر لازم ہے کہ اپنے مقاصد کا اکرام کرے۔ (مصادقۃ الاخوان للصدوق)

۴۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نماز کے انتظار میں مسجد کے اندر بیٹھنا عبادت ہے جب تک ''حدث'' صادر نہ ہو۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! وہ ''حدث'' کیا ہے؟ فرمایا: کسی کی غیبت کرنا۔ (الامالی)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عیسیٰ بن عبداللہ ہاشمی سے اور وہ اپنے اب وجد کے سلسلہ سند سے حضرت علی علیہ السلام سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک نماز (پڑھ چکنے کے بعد) دوسری نماز کا انتظار کرنا جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔ (التہذیب)

۶۔ عبداللہ بن جابر بیان کرتے ہیں کہ جناب عثمان بن مظعون (صحابی) نے بارگاہ رسالتؐ میں عرض کیا: یا رسول اللہؐ! میرا ارادہ ہے کہ راہب (تارک دنیا) بن جاؤں؟ فرمایا: اے عثمان! ایسا نہ کرنا۔ میری امت کی رہبانیت صرف یہ ہے کہ مسجد میں بیٹھ کر ایک نماز کے بعد دوسری کا انتظار کریں۔ (ایضاً)

۷۔ جناب ابوذرؓ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے انہیں وصیت کرتے ہوئے فرمایا: اے ابوذرؓ! تم جب تک مسجد میں بیٹھے رہو گے تو تمہیں ہر ہر سانس کے عوض جو تم مسجد میں لو گے جنت میں ایک درجہ ملے گا اور فرشتے تم پر درود پڑھتے ہوں گے اور ہر ہر سانس پر تمہارے لئے دس نیکیاں لکھی جائینگی اور دس گناہ مٹائے جائینگے۔ اے ابوذرؓ! کیا جانتے ہو کہ یہ آیت کب اتری تھی؟ ''اصبروا وصابروا ورابطوا واتقوا اللہ لعلکم تفلحون''۔ میں نے عرض کیا: نہیں! فرمایا: یہ ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنے کے بارے میں اتری ہے۔ اے ابوذرؓ! باوجود شدائد کے کامل وضو کرنا یہ کفاروں میں سے ایک کفارہ ہے (مسجد میں جا کر) ایک نماز کے بعد دوسری کا زیادہ انتظار کرنا یہ 'رباط'' ہے۔ اے ابوذر! مسجد میں ہر قسم کا بیٹھنا لغو اور بے فائدہ ہے سوائے تین قسم کے بیٹھنے کے (۱) نماز میں قرأت کرنا۔ (۲) خدا کا ذکر کرنا۔ (۳) اور علمی مسائل پر گفتگو کرنا۔ (امالی شیخ طوسیؒ)

۸۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود منصور بن حازم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص نماز کو اس کے اوقات فضیلت پر ادا کرنے کا اہتمام کرے گا (تو وہ اسی اہتمام میں لگا رہے گا لہٰذا وہ دنیا کی لذت کی تکمیل نہیں کر سکے گا۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے اسباغ وضو (باب ۱۰ ج ۱ وغیرہ) میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۵۹ اور احکام مساجد باب ۳ میں) ذکر کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳

نماز کو اول وقت میں پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل بیس حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی سترہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سعد بن ابی خلف سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: وہ نماز ہائے فریضہ جو اپنے حدود (شرائط وغیرہ) کی پابندی کے ساتھ اول وقت پر ادا کی جائیں وہ چنبیلی کی ٹہنی سے بھی زیادہ

خوشبودار ہوتی ہیں جبکہ اسے اس کے درخت سے اپنی خوشبو اور تروتازگی سمیت کاٹا جائے پس تم پر اول وقت کی پابندی کرنا لازم ہے۔(التہذیب والثواب)

۲۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمار ہے تھے کہ جب نماز کا وقت داخل ہوتا ہے تو اعمال کے بلند کئے جانے کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں تو میں یہ نہیں چاہتا کہ میرے عمل سے پہلے کسی کا عمل اٹھایا جائے یا مجھ سے پہلے کسی شخص کا نام صحیفۂ اعمال میں لکھا جائے۔(ایضاً)

۳۔ سعد بن سعد حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اے فلان! جب نماز کا وقت داخل ہو جائے تو فوراً نماز پڑھو کیونکہ تم نہیں جانتے کہ (آخر وقت تک) کیا ہو جائے؟(ایضاً)

۴۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: ہر نماز کے دو وقت ہوتے ہیں (وقت فضیلت اور وقت اجزاء) ان میں سے پہلا وقت افضل ہے پھر فرمایا: جان بوجھ کر بلاوجہ نماز کو مؤخر نہیں کرنا چاہئے۔ ہاں البتہ وہ (دوسرا وقت) اس کا ہے جو کسی ضروری کام میں مشغول رہے یا بھول جائے یا غافل ہو جائے یا سو جائے۔ مگر بغیر کسی معقول عذر کے کسی شخص کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ آخری وقت کو (اپنا ہمیشہ کے لئے) وقت (اور معمول) بنائے۔(تہذیب واستبصار)

۵۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا کو سب اوقات سے زیادہ اول وقت محبوب ہے۔ پس جب نماز کا وقت داخل ہو جائے تو نماز فریضہ کو ادا کرو۔ اور اگر (کسی وجہ سے) نہ پڑھ سکو تو پھر غروب آفتاب تک دونوں نمازوں کا وقت ہے۔(ایضاً)

۶۔ سعید بن الحسن حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اول وقت زوال آفتاب ہے اور یہ خدا کا (مقرر کردہ) پہلا وقت ہے اور یہ دونوں وقتوں سے افضل ہے۔(ایضاً' الفقیہ)

۷۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب بھی کسی نماز کا وقت داخل ہو جائے تو ایک فرشتہ ہے جو اللہ کی بارگاہ میں (یا بروایت لوگوں کے سامنے) اعلان کرتا ہے کہ اے وہ لوگو! اٹھو! اور نماز پڑھ کے اس آگ کو بجھاؤ جو تم نے (گناہ کر کے) اپنی پیٹھوں پر جلا رکھی ہے۔(التہذیب' الفقیہ' الثواب)

۸۔ ذریح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ ایک حدیث کے ضمن میں جبرئیلؑ نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ افضل وقت پہلا وقت ہے۔(التہذیب)

۹۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ ایک بار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اول وقت اور اس کی فضیلت کا تذکرہ کیا تو میں نے

عرض کیا تو پھر میں آٹھ رکعت (نافلہ ظہر) کو کیا کروں؟ فرمایا: جس قدر ہو سکتا ہے انہیں مختصر کرو۔ (ایضاً)

۱۰۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: یہ بات اچھی طرح جان لو کہ ہمیشہ اول وقت افضل ہوتا ہے پس جس قدر ہو سکے کار خیر بجالانے میں جلدی کرو۔ اور خدا کی بارگاہ میں محبوب ترین عمل وہ ہے جس پر بندہ مداومت کرے اگرچہ مقدار میں قلیل ہی کیوں نہ ہو۔ (الفروع، السرائر، التہذیب)

۱۱۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: اصلحک اللہ! ہر نماز کا اول وقت افضل ہے یا وسط والا یا آخری والا؟ فرمایا: اول وقت افضل ہے کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ خداوند عالم اس کار خیر کو پسند کرتا ہے جس کے بجالانے میں جلدی کی جائے۔ (ایضاً)

۱۲۔ بکر بن محمد ازدی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اول وقت کو آخری وقت پر جو فضیلت ہے وہ آدمی کے لئے اس کی اولاد اور جائیداد سے بہتر ہے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب، الثواب، قرب الاسناد)

۱۳۔ قتیبہ اعشی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اول وقت کو آخر وقت پر وہی فضیلت حاصل ہے جو آخرت کو دنیا پر حاصل ہے۔ (الفروع، الثواب، التہذیب)

۱۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اول وقت خدا کی رضامندی ہے اور آخری وقت خدا کی معافی ہے اور ظاہر ہے کہ معافی نہیں دی جاتی مگر گناہ کرنے پر۔ (الفقیہ)

۱۵۔ عمار بن موسیٰ ساباطی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص نماز ہائے فریضہ کو اول وقت میں ادا کرے اور ان کی حدود و قیود کو قائم کرے تو ان کو فرشتہ اس حالت میں آسمان پر لے جاتا ہے کہ صاف و شفاف اور سفید رنگ کی ہوتی ہیں اور نماز گزار کو پکار کر کہتی ہیں خدا تیری اسی طرح حفاظت کرے جس طرح تو نے ہمیں ایک ملک کریم کے سپرد کیا ہے اور جو شخص بلا عذر شرعی انہیں وقت فضیلت کے بعد پڑھے اور ان کی حدود و قیود کا خیال نہ کرے تو پھر فرشتہ انہیں اس حالت میں آسمان پر لے جاتا ہے کہ ان کا رنگ بالکل تیرہ و تاریک ہوتا ہے اور وہ پکار پکار کر نماز گزار سے کہتی ہیں کہ خدا اسی طرح تجھے ضائع کرے جس طرح تو نے ہمیں ضائع کیا ہے اور خدا تیری کبھی رعایت نہ کرے جس طرح تو نے ہماری رعایت نہیں کی ہے۔ امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب بندہ خدا کی بارگاہ میں حاضر ہوگا تو اس سے سب سے پہلے نماز ہائے فریضہ، زکوٰۃ، فریضہ روزہ، فریضہ حج، اور فریضہ ہماری ولایت کے متعلق باز پرس کی جائے گی۔ (امالی شیخ صدوق)

۱۶۔ جناب شیخ حسن فرزند حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود مجمع عقیلی سے اور وہ حضرت امام حسن علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت امیر علیہ السلام نے ان سے فرمایا: بیٹا! میں تجھے وقت فضیلت پر نماز پڑھنے کی وصیت کرتا ہوں۔ (امالی فرزند شیخ طوسی)

۱۷۔ جناب علی بن ابراہیم قمی اللہ کے اس ارشاد کہ "فویل للمصلین الذین هم عن صلاتهم ساهون" (تباہی ہے ان نمازیوں کے لئے جو اپنی نمازوں میں غفلت کرتے ہیں) کے متعلق حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اس سہو اور غفلت سے بلا عذر شرعی نماز کو اول وقت سے مؤخر کرنا مراد ہے۔ (تفسیر قمی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳۱ نماز جنازہ و باب ۲، ۵، ۷، ۱۳، ۱۱ اعداد فرائض میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۶، ۱۲، ۲۵، ۳۵ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴

جب زوال آفتاب ہو جائے تو ظہر و عصر کا وقت داخل ہو جاتا ہے اور پھر غروب آفتاب تک قائم رہتا ہے البتہ اس کا پہلا وقت بقدر ادا ظہر سے مختص ہے اسی طرح اس کا آخری وقت عصر سے مختص ہے۔

(اس باب میں کل تیئیس حدیثیں ہیں جن میں سے چھ مکررات کو قلمزد کرکے باقی سترہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب زوال ہو جائے تو ظہر و عصر دونوں نمازوں کا (مشترکہ) وقت داخل ہو جاتا ہے اور جب سورج ڈوب جائے تو مغرب و عشاء دونوں کا وقت داخل ہو جاتا ہے۔ (الفقیہ، التہذیب)

۲۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جمعہ کے دن نماز جمعہ وقت عین زوال آفتاب کے وقت ہوتا ہے اور اس نماز کا سفر و حضر میں ایک ہی وقت ہوتا ہے اور اس کا وقت تنگ ہے اور جمعہ والے دن نماز عصر کا وقت وہ ہوتا ہے جو دوسرے عام دنوں میں ظہر کا ہوتا ہے۔ (الفقیہ)

۳۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جو شخص نماز پڑھنا چاہے اس کی نماز فوت نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ دن کی نماز (ظہرین) غروب آفتاب تک فوت نہیں ہوتی اسی طرح رات کی نماز (مغربین) صبح صادق تک فوت نہیں ہوتی مگر یہ رخصت صرف مضطر، بیمار اور بھولے ہوئے شخص کے لئے ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ رات کی نماز سے مراد فرض اور نفل کا مجموعہ ہے۔ یہ حدیث فی الجملہ مجمل ہے۔ جس کی تفصیل آئندہ آئے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا نماز ظہر و عصر کے درمیان کوئی معروف حد فاصل ہے؟ فرمایا: نہ۔ (التہذیب)

۵۔ عبید بن زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ظہر و عصر کے وقت کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: جب سورج ڈھل جائے تو ظہر و عصر دونوں کا وقت (مشترک) داخل ہو جاتا ہے۔ (فرق صرف اس قدر ہے کہ) یہ (ظہر) اس

(عصر) سے پہلے پڑھی جاتی ہے۔ پھر تمہارے لئے غروب تک دونوں کا وقت موجود ہے۔ (ایضاً والاستبصار والفقیہ)

۶۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زوال آفتاب کے وقت لوگوں کو بغیر کسی عذر و علت کے ظہر و عصر کی نماز اکٹھی اور با جماعت پڑھائی۔ (التہذیب)

۷۔ داؤد بن فرقد بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب سورج ڈھل جائے تو ظہر کا وقت داخل ہو جاتا ہے اور جتنی دیر چار رکعت پڑھنے میں لگتی ہے یہ وقت ظہر سے مختص ہے اس کے بعد ظہر اور عصر کا (مشترکہ) وقت داخل ہو جاتا ہے۔ حتیٰ کہ جب غروب آفتاب میں صرف چار رکعت پڑھنے کا وقت باقی رہ جائے تو اس وقت ظہر کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔ اور یہ عصر کا مختص وقت ہے۔ (تہذیب، الاستبصار)

۸۔ منصور بن حازم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ جب سورج ڈھل جائے تو دونوں نمازوں (ظہر و عصر) کا وقت داخل ہو جاتا ہے۔ (ایضاً)

۹۔ محمد بن مسلم نے ائمہؑ میں سے ایک امامؑ سے سوال کیا کہ ایک شخص کو کوئی حاجت درپیش ہے یا وہ سونا چاہتا ہے تو کیا وہ دن ڈھلتے ہی نماز ظہر پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۱۰۔ صفوان جمال بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ جب میں سفر میں نہ ہوں تو عصر کی نماز کب پڑھوں؟ فرمایا: جب ظہر کے بعد ایک قدم کا ۳/۲ حصہ سایہ ڈھل جائے۔ (التہذیب)

۱۱۔ معاویہ بن میسرہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ جب سورج ڈھل جائے تو آیا آدمی ظہر و عصر دونوں نمازیں پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں! البتہ میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ وہ ہر روز ایسا کرے! (کہ عصر کو وقت فضیلت سے پہلے پڑھے)۔ (التہذیب والاستبصار)

۱۲۔ ابن بکیر اپنے والد (بکیر) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ بادل والے دن میں نے نماز ظہر پڑھی۔ جب بادل چھٹا تو معلوم ہوا کہ میں نے عین زوال آفتاب کے وقت نماز پڑھی ہے تو؟ فرمایا: اس کا اعادہ نہ کر۔ مگر آئندہ ایسا نہ کر (یعنی جب تک نماز کا وقت داخل ہونے کا یقین نہ ہو جائے کوئی نماز شروع نہ کر)۔ (ایضاً والسرائر)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ امام علیہ السلام نے اس نماز کا اعادہ کرنے سے اس لئے منع فرمایا ہے کہ اثناء نماز میں وقت داخل ہو گیا تھا۔ اور آئندہ ایسا کرنے سے جو منع کیا ہے تو اس کی دو وجہیں ہو سکتی ہیں ایک یہ کہ اس نے نافلہ نہیں پڑھی۔ دوسرے یہ کہ وقت کے داخل ہونے میں ابھی شک تھا کہ نماز شروع کر دی۔ لہٰذا ایسا نہیں کرنا چاہیے۔

۱۳۔ اسماعیل بن ہمام حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ اگر کوئی شخص ظہر کی نماز کو اس قدر مؤخر کرے

کہ عصر کا وقت داخل ہو جائے تو اب پہلے عصر کی نماز پڑھے گا۔ اس کے بعد ظہر پڑھے گا۔ (التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسیؒ نے اس روایت کو اس صورت پر محمول کیا ہے کہ عصر کا وقت مختص شروع ہو جائے (یعنی غروب آفتاب میں صرف چار رکعت ادا کرنے کا وقت باقی رہ جائے) کیونکہ اس وقت ظہر نہیں پڑھی جا سکتی۔

۱۴۔ حلبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امامینؑ میں سے ایک امامؑ) سے سوال کیا کہ ایک شخص نماز ظہر و عصر پڑھنا بھول گیا اور غروب کے قریب یاد آیا تو وہ کیا کرے؟ فرمایا: اگر تو اتنا وقت ہے کہ دونوں نمازیں پڑھ سکتا ہے تو پھر پہلے عصر کی نماز پڑھے اور اسے ہرگز مؤخر نہ کرے ورنہ اس کی قضا ہونے سے دونوں قضا ہو جائیگی بلکہ اس وقت پہلے عصر کی نماز پڑھے۔ اس کے بعد ظہر کی پڑھے (وقت کے اندر ادا ورنہ قضا)۔ (ایضاً)

۱۵۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود علی بن رباب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے عبید بن زرارہ سے سنا ہے کہ وہ کہہ رہے تھے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہمارے چند احباب اپنے ہی ایک آدمی کے گھر جمع ہوتے ہیں۔ اور بعض اٹھ کر نماز ظہر شروع کر دیتے ہیں اور بعض عصر اور یہ سب کچھ نماز ظہر کے وقت میں ہے؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں۔ اللہ کے فضل و کرم سے معاملہ بہت وسیع ہے۔ (قرب الاسناد)

۱۶۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسماعیل بن مہران سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا (جس میں اس بات کا تذکرہ کر کے اصل حقیقت کی وضاحت چاہی تھی) کہ ہمارے اصحاب بیان کرتے ہیں کہ جب زوال آفتاب ہو جائے تو ظہر و عصر یعنی دونوں نمازوں کا وقت داخل ہو جاتا ہے اور جب سورج ڈوب جائے تو مغرب و عشاء دونوں نمازوں کا وقت داخل ہو جاتا ہے البتہ یہ (ظہر و مغرب) اس (عصر و عشاء) سے مقدم ہوتی ہیں۔ اور یہ کہ مغرب کا وقت سفر و حضر میں رات کی چوتھائی تک باقی رہتا ہے؟ امامؑ نے جواب میں لکھا کہ ہاں وقت کی بات اسی طرح ہے ہاں البتہ مغرب کا وقت تنگ ہے۔ (الفروع)

۱۷۔ عبید بن زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور میرے چند اصحاب جن میں میسر بھی شامل تھے مکہ اور مدینہ کے درمیان اکٹھے سفر کر رہے تھے کہ ہم نے (جب ایک منزل سے) کوچ کیا تو اس وقت ہمیں زوال کے ہونے میں شک تھا تو بعض نے بعض سے کہا کہ تھوڑا سا سفر کر لیں تا کہ زوال کا یقین ہو جائے پھر نماز پڑھیں گے۔ چنانچہ ہم نے ایسا ہی کیا مگر ابھی تھوڑا ہی چلے تھے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا قافلہ بھی ہم سے آملا۔ سو جب میں نے (اس قافلہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے پوتے) محمد بن اسماعیل کو دیکھا تو میں ان سے پوچھا کہ کیا آپ لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ کہا: میرے دادا (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) نے ہمیں پڑھنے کا حکم دیا تھا اس لئے ہم نے ظہر و عصر پڑھ کر کوچ کیا ہے اس وقت میں اپنے اصحاب کے پاس گیا اور ان کو یہ سارا ماجرا سنایا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے بھی اس قسم کی بعض حدیثیں (اعدادلفرائض باب ۲،۳ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۵، ۳۲، ۵۹ وغیرہ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵

نوافل پڑھنے کے لئے مستحب ہے کہ ظہر وعصر کو اول وقت سے مؤخر کیا جائے اور پھر نافلہ کو طویل یا مختصر کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل چودہ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کرکے باقی نو کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حارث بن مغیرہ، عمر بن حنظلہ اور منصور بن حازم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ہم مدینہ میں ہاتھوں سے سورج کو ناپتے تھے (تب ظہر وعصر کی نماز پڑھتے تھے) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ہم سے فرمایا: کیا میں تمہیں اس سے زیادہ واضح و آسان طریقہ نہ بتاؤں؟ پھر فرمایا: جب زوال ہو جائے تو ظہر کا وقت تو داخل ہو ہی جاتا ہے مگر اس سے پہلے نوافل ہیں اور اس کا تمہیں اختیار ہے کہ انہیں طول دو یا مختصر کرو (جب ان سے فارغ ہو جاؤ تو ظہر پڑھو) بعد ازاں عصر کے نوافل پڑھو اور جب ان سے فارغ ہو جاؤ تو پھر عصر کی نماز پڑھو۔(الفروع وتہذیبین)

۲۔ ذریح محاربی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ میں ظہر کی نماز کب پڑھوں؟ فرمایا: پہلے زوال (یعنی ظہر) کے آٹھ رکعت نافلہ پڑھو۔ بعد ازاں پھر نماز ظہر پڑھو۔ پھر (عصر کے) نوافل پڑھو خواہ ان کو طول دو یا مختصر کرو۔ پھر نماز عصر پڑھو۔(الفروع)

۳۔ مسمع بن عبدالملک بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب نماز ظہر پڑھ چکو تو عصر کا وقت تو داخل ہو جاتا ہے مگر یہ کہ اس سے پہلے نوافل ہیں اور اس کا دارومدار تم پر ہے کہ چاہو تو ان کو طول دو اور چاہو تو انہیں مختصر کرو۔(ایضاً)

۴۔ یزید بن خلیفہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ عمر بن حنظلہ آپ جناب سے (نماز) کا وقت لائے ہیں؟ امامؑ نے فرمایا: وہ جھوٹ نہیں بولتے۔ میں نے (تفصیل عرض کرتے ہوئے کہا) کہ انہوں نے یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ آپ نے ان سے فرمایا ہے کہ سب سے پہلی نماز جو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فرض کی تھی وہ نماز ظہر تھی اور یہی اللہ کا ارشاد ہے: ''اقم الصلوٰۃ لدلوک الشمس'' پس جب زوال ہو جائے تو سوائے نوافل کی ادائیگی کے نماز ظہر پڑھنے میں اور کوئی چیز مانع نہیں ہے۔ پھر یہ وقت برابر قائم رہتا ہے یہاں تک کہ ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہو جائے (یہ فضیلت ظہر کا آخری وقت ہے) اس وقت عصر کا وقت (فضیلت) داخل ہوتا ہے اور پھر یہ کسی چیز کا سایہ اس کے دو برابر ہونے تک باقی رہتا ہے۔ امامؑ نے فرمایا: انہوں نے سچ کہا ہے (میں نے یہ حدیث اسی طرح ان سے بیان کی ہے)۔(الفروع، والتہذیب)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادخود جہنی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ظہر کے وقت کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: جب بھی نوافل سے فارغ ہو جاؤ تو نماز ظہر پڑھ سکتے ہو۔ (الفقیہ)

۶۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادخود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں روزہ رکھتا ہوں تو جب تک زوال نہ ہو جائے اس وقت تک قیلولہ (دوپہر کا سونا) نہیں کرتا۔ پس جب زوال ہو جائے تب پہلے (ظہر کے) نوافل پڑھتا ہوں۔ اس کے بعد نماز ظہر پھر (عصر کے) نوافل پڑھتا ہوں اور اس کے بعد عصر کی نماز پڑھتا ہوں اور پھر سو جاتا ہوں اور یہ سب کچھ لوگوں کے (نماز عصر) پڑھنے سے پہلے کرتا ہوں؟ فرمایا: اے زرارہ! بے شک جب سورج ڈھل جائے تو نماز کا وقت داخل ہو جاتا ہے۔ مگر میں تمہارے لئے اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ آپ اس طرح کرنے (نماز عصر کو جلدی پڑھنے) کو اپنی ہمیشہ کی عادت بنا لیں۔ (التہذیب والاستبصار)

۷۔ ذریح محاربی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کچھ لوگوں نے (وقت کے بارے میں) سوال کیا جبکہ میں بھی وہاں حاضر تھا۔ فرمایا: جب زوال ہو جائے تو سوائے نوافل کی ادائیگی کے خواہ ان کو طول دو یا مختصر کرو اور کوئی امر تمہیں اس کے پڑھنے سے مانع نہیں ہے۔ (ایضاً)

۸۔ محمد بن احمد بن یحییٰ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے بعض اصحاب نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا کہ آپ کے آباء طاہرینؑ سے ایک قدم، دو قدم، چار قدم، ایک قامت، دو قامت، سایہ برابر ہونے اور ایک ہاتھ، دو ہاتھ کی روایتیں مروی ہیں؟ امامؑ نے جواب میں لکھا: نہ ایک قدم نہ دو قدم بس جب زوال ہو جائے تو دونوں نمازوں کا وقت (مشترک) داخل ہو جاتا ہے البتہ دونوں نمازوں سے پہلے مستحبی نوافل ہیں اور وہ آٹھ آٹھ رکعت ہیں۔ خواہ ان کو طول دو یا مختصر کرو۔ جب وہ ادا کر چکو تو پھر نماز ظہر پڑھو۔ پھر ظہر و عصر کے درمیان آٹھ رکعت نوافل ہیں ان کو طول دو یا مختصر کرو۔ پھر نماز عصر پڑھو۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسیؒ فرماتے ہیں کہ یہاں قدم اور قدمین والی روایتوں کی جو نفی کی گئی ہے (جبکہ یہ بات روایات صحیحہ میں وارد ہے) تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کی پابندی اس طرح لازم و واجب نہیں ہے کہ اس کی خلاف ورزی جائز ہی نہ ہو۔

۹۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسنادخود عبداللہ بن الحسن سے اور وہ اپنے جد جناب علی بن جعفر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ظہر کا وقت کیا ہے؟ فرمایا: ہاں! جب زوال ہو جائے تو اس کا وقت داخل ہو جاتا ہے جب چاہو پہلے اس کے نوافل ادا کر کے اسے پڑھ سکتے ہو۔ پھر عصر کے وقت کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: جب زوال کے بعد سایہ دو قدم ہو جائے اور نماز ظہر اور عصر کے نوافل پڑھ چکو تو عصر کی نماز جب چاہو پڑھ سکتے ہو۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس کے بعد (باب ۸،۱۰) میں ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶

مسافر کے لئے مستحب ہے کہ ظہر و عصر کو ان کے اول وقت پر پڑھے اور یہ بھی جائز ہے کہ ظہر کو تھوڑا سا مؤخر کر دے تا کہ دونوں کو جمع کر سکے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ مسافر کی نماز (ظہر کا وقت) زوال ہوتے ہیں شروع ہو جاتا ہے کیونکہ اس سے پہلے نافلہ نہیں ہے۔اور اگر نمازی چاہے تو اس کی ادائیگی کو حضر میں ادائیگی کے وقت (شاخص کے سایہ کے ایک قدم ہونے تک) مؤخر کر سکتا ہے مگر افضل یہی ہے کہ زوال ہوتے ہی اول وقت پر پڑھے۔(التہذیب)

۲۔ جناب زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جب تم سفر میں ہو تو پھر اس کی پروا نہ کرو کہ ظہر کو اس قدر مؤخر کر دو کہ عصر کا وقت (فضیلت) داخل ہو جائے (پھر دونوں کو اکٹھا پڑھو) اسی طرح مغرب کو اس قدر مؤخر کرو کہ جب اسے اور اس کی دو رکعت نماز نافلہ (جو کم از کم) پڑھ چکو تو نماز عشاء (کا وقت فضیلت داخل ہو جائے) تو پھر اسے پڑھو۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۸ وغیرہ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۷

نماز کا اول وقت' اس کے وسط اور اس کے آخر میں پڑھنا جائز ہے البتہ بغیر عذر کے تاخیر مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود فضیل بن یسار سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کچھ چیزیں ایسی ہوتی ہیں کہ ان کا وقت وسیع ہوتا ہے اور کچھ چیزوں کا وقت تنگ ہوتا ہے۔تو نماز ان چیزوں میں سے ہے جن میں وسعت دی گئی ہے نمازیں کبھی مقدم کی جاتی ہیں اور کبھی مؤخر۔البتہ نماز جمعہ کے وقت میں تنگی کی گئی ہے۔کیونکہ جمعہ کے دن اس کا وقت زوال آفتاب ہے اور اس دن عصر کا وقت وہ ہے جو عام دنوں میں ظہر کا ہوتا ہے۔(الفروع)

۲۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور حمران بن اعین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے کہ حمران نے عرض کیا کہ آپ زرارہ کے قول کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جبکہ میں نے تو ان کی مخالفت کی ہے! امامؑ نے فرمایا: کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا کہ وہ (زرارہ) کہتا ہے کہ نماز کے اوقات کا معاملہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے کر دیا گیا تھا لہٰذا انہوں نے ہی یہ وقت مقرر کئے ہیں! امامؑ نے فرمایا: اور تم کیا کہتے ہو؟ عرض کیا کہ میں یہ کہتا ہوں کہ یہ اوقات اس طرح

جبرئیلؑ لائے تھے کہ پہلے دن نماز کا پہلا وقت اور دوسرے دن اس کا آخری وقت پھر جبرئیلؑ نے کہا کہ ان دو وقتوں کے درمیان بھی سب وقت ہے۔ امامؑ نے فرمایا: اے حمران! زرارہ یہی تو کہتے ہیں کہ اوقات کا تعین آنحضرتؐ کے حوالے تھا جو انہوں نے کیا۔ ہاں البتہ جبرئیلؑ نے بھی آ کر مشورہ ضرور دیا تھا تو زرارہ سچ کہتے ہیں (حقیقت الامر بھی یہی ہے)۔ (الفروع والکشی)

۳۔ سالم بن ابوخدیجہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں بیٹھا تھا کہ ایک آدمی نے آپؑ سے سوال کیا کہ میں بسا اوقات مسجد میں داخل ہوتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ ہمارے بعض اصحاب نماز عصر پڑھ رہے ہوتے ہیں اور بعض نماز ظہر ادا کر رہے ہوتے ہیں (اس اختلاف کا سبب کیا ہے؟) فرمایا: میں نے انہیں ایسا کرنے کا حکم دیا ہے اگر سب کے سب ایک ہی وقت پر پڑھتے تو پہچانے جاتے اور پھر اپنی گردنوں سے پکڑ لئے جاتے[1]۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ اور فضیل سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ہم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اس ارشاد خداوندی "ان الصلٰوۃ کانت علی المؤمنین کتابًا موقوتًا" میں "موقوتًا" سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: اس سے "مفروضًا" مراد ہے کہ نماز اہل ایمان پر فرض ہے۔ فرمایا: اس سے اس کا کوئی ایسا خاص وقت مراد نہیں ہے کہ جس کے گزر جانے سے وہ ادا نہ ہو سکے۔ اگر ایسا ہوتا جیسا کہ یہ لوگ کہتے ہیں تو حضرت سلیمان بن داؤدؑ تو ہلاک ہو جاتے جبکہ انہوں نے نماز کی ادائیگی کو اس قدر مؤخر کر دیا تھا کہ سورج پردہ کے پیچھے چھپ گیا تھا یعنی اسے اس کے وقت (فضیلت) پر نہیں پڑھا تھا۔ ہاں البتہ جب انہیں نماز یاد آئی تھی تو اسے ادا کیا۔

(الفقیہ، الفروع، العلل)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زوال ہوتے ہی بغیر کسی عذر و علت کے لوگوں کو نماز ظہر و عصر جماعت کے ساتھ پڑھائی اسی طرح مغربی سرخی زائل ہونے سے پہلے مغرب و عشاء کی نماز باجماعت پڑھائی اور یہ صرف اس لئے کیا تا کہ امت کے لئے وقت میں وسعت پیدا ہو جائے۔ (التہذیب والاستبصار والفروع)

۔ ربعی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہم (نماز) کو مقدم و مؤخر کرتے رہتے ہیں اور ایسا نہیں

---

[1] گویا یہ بھی تقیہ کا ایک طریقہ کار ہے اسی بنا پر بعض حدیثوں میں وارد ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: نحن القینا بینکم الاختلاف حقناً لدمائنا و دمائکم "ہم نے اپنے اور تمہارے خون کی حفاظت کی خاطر تمہارے درمیان اختلاف ڈالا ہے (رجال کشی) اس سے بھی ہمارے اس دعویٰ کی تائید ہوتی ہے کہ تقیہ والے حکم کے لئے ضروری نہیں ہے کہ وہ مخالفین میں سے کسی امام و فقیہ کی رائے کے مطابق ہو۔ جیسا کہ قبل ازیں کسی جگہ پر ہم اس کا تذکرہ کر چکے ہیں۔ بلکہ بعض اوقات یہ اختلاف محض برائے اختلاف ہوتا ہے اور اس سے اہل ایمان کے مال و جان اور عزت و آبرو کی حفاظت کرنا مقصود ہوتی ہے تا کہ ان کو شتر بے مہار سمجھ کر چھوڑ دیا جائے ورنہ اگر سب کا طریقہ و نظریہ ایک ہوتا تو صاحب مرکز سمجھ کر مرکز سمیت سب دھر لئے جاتے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ جو نماز کے وقت (فضیلت) سے چوک جائے گا وہ ہلاک ہو جائے گا بلکہ (تقدیم و تاخیر کی) یہ رخصت بھولے ہوئے شخص، بیمار، کمزور، مسافر اور سوئے ہوئے آدمی کے لئے۔ (التہذیب والاستبصار)

۷۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ دو شخص ایک ہی وقت میں نماز پڑھتے ہیں ایک عصر کو جلدی پڑھتا ہے دوسرا ظہر کو مؤخر کر دیتا ہے؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۸۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ بعض اوقات میں جب امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوتا تو نماز ظہر و عصر پڑھ کر حاضر ہوتا۔ امامؑ پوچھتے: ظہر کی نماز پڑھی ہے؟ تو میں عرض کرتا: ہاں! اور عصر بھی! امامؑ فرماتے کہ میں نے تو ابھی ظہر کی نماز بھی نہیں پڑھی۔ پھر آرام سے اٹھتے، غسل کرتے یا وضو کرتے پھر ظہر اور اس کے بعد عصر پڑھتے۔ اور بعض اوقات جب میں حاضر خدمت ہوتا تھا تو میں نے ہنوز نماز ظہر بھی نہیں پڑھی ہوتی تھی! وہ مجھ سے پوچھتے: ظہر کی نماز پڑھی ہے؟ تو میں عرض کرتا: نہیں۔ آپؑ فرماتے کہ میں تو ظہر و عصر دونوں پڑھ چکا ہوں۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (تعداد و فرائض باب ۷ اور اس عنوان کے باب ۴ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد آنے والے ابواب میں اور جمع بین الصلوٰتین کے ضمن میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۸

نماز ظہر و عصر اور ان کے نوافل کا وقت فضیلت کیا ہے؟

(اس باب میں کل پینتیس حدیثیں ہیں جن میں سے گیارہ مکررات کو قلمزد کر کے باقی چوبیس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود فضیل بن یسار، زرارہ بن اعین، بکیر بن اعین، محمد بن مسلم اور برید بن معاویہ العجلی سے اور وہ سب حضرت امام محمد باقر اور حضرت امام جعفر صادق علیہما السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ظہر کا وقت زوال کے بعد دو قدم تک اور عصر کا اس کے بعد مزید دو قدم تک ہے۔ (الفقیہ، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ظہر کے وقت کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: زوال آفتاب کے بعد ایک ہاتھ تک اور عصر کا دو ہاتھ تک ہے۔ یہ کل ہوئے چار قدم (کیونکہ دو قدم کا ایک ہاتھ ہوتا ہے) پھر فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد کی دیوار (اوسط قسم کے) انسان کے قد کے برابر تھی۔ جب زوال کے بعد اس کا سایہ ایک ہاتھ کے برابر ہو جاتا تھا تو آپؐ ظہر کی نماز پڑھتے تھے اور جب وہ سایہ دو ہاتھ کے برابر ہو جاتا تھا تو عصر پڑھتے تھے۔ پھر فرمایا: آیا جانتے ہو کہ یہ ایک ہاتھ اور دو ہاتھ کیوں مقرر کئے گئے ہیں؟ میں نے عرض کیا: (کہ آپ ہی فرمائیں کہ) کیوں مقرر کئے گئے ہیں؟ فرمایا: نوافل کی وجہ سے۔ لہٰذا جب زوال ہو جائے تو سایہ کے ایک ہاتھ ہونے تک تم نفل پڑھ سکتے ہو۔ پس جب سایہ ایک ہاتھ ہو جائے تو پھر نافلہ ترک کر دو اور نماز فریضہ پڑھو۔۔۔ اور جب تمہارا سایہ دو ہاتھ ہو جائے تو (عصر) کا

نافلہ ترک کر کے عصر کی نماز فریضہ پڑھو۔ (الفقیہ' التہذیب' الاستبصار' العلل)

۳۔ معاویہ بن وھب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سخت گرمی کے وقت جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مؤذن نماز ظہر کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو آپؐ اسے فرماتے تھے: "البـرد البـرد" ٹھنڈا کرو ٹھنڈا کرو۔ شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ "عـجـل عـجـل" جلدی کرو جلدی کرو[1]۔ (تا کہ نماز کی برکت سے یہ جہنم والی گرمی سرد ہو جائے)۔ (الفقیہ)

۴۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب گرمی سخت ہو جائے تو اسے نماز پڑھ کے ٹھنڈا کرو۔ کیونکہ یہ گرمی جہنم کی حرارت میں سے ہے۔ (العلل)

۵۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد کی دیوار چھت ڈالنے سے پہلے انسانی قامت کے برابر تھی پس جب اس کا سایہ ایک ہاتھ ہو جاتا اور وہ اس قدر ہوتا ہے کہ اس میں ایک بکری بیٹھ سکتی ہے تو آپؐ نماز ظہر پڑھتے تھے اور جب دو ہاتھ ہو جاتا تو پھر عصر پڑھتے تھے۔ (الفروع' التہذیب)

۶۔ صفوان جمال بیان کرتے ہیں کہ میں نے زوال کے وقت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی اقتداء میں نماز پڑھی۔ اور عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپؑ پر قربان ہوں! عصر کی نماز کا وقت کیا ہے؟ فرمایا: (ظہر کے بعد اس قدر وقت گزر جائے کہ) تمہارے اونٹ آ جائیں۔ عرض کیا: اگر سفر میں نہ ہوں تو؟ فرمایا: (ظہر کے بعد) ایک قدم سے بھی کم یعنی جب ایک قدم کی دو تہائی سایہ دراز ہو جائے۔ (الفروع)

۷۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن عمرو سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے ظہر و عصر کے وقت کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: ظہر کا وقت یہ ہے کہ جب زوال کے بعد سایہ بقدر ایک قامت کے ہو جائے اور عصر کا وقت تو یہ دو قامت سے لے کر دو قامت تک ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

۸۔ اسماعیل جعفی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ کار یہ تھا کہ جب دیوار کا سایہ ایک ہاتھ ہو جاتا تو ظہر کی نماز پڑھتے تھے اور جب دو ہاتھ ہو جاتا تو عصر کی نماز پڑھتے تھے۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا کہ دیواریں مختلف ہوتی ہیں کوئی چھوٹی اور کوئی بڑی؟ فرمایا: اس وقت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد کی دیوار انسانی قد کے برابر تھی۔ (التہذیب)

---

[1] مگر فاضل کاشانی نے الوافی میں اس کے معنوں میں یہ احتمال بھی ذکر کیا ہے کہ ممکن ہے کہ مطلب یہ ہو کہ نماز کو اول وقت سے مؤخر کرو یہاں تک کہ ہوا ٹھنڈی ہو جائے۔ چنانچہ قاموس میں "البرد" کے معنی "دخل فی آخر النھار" کئے ہیں واللہ العالم۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

(نوٹ): ایک اور روایت میں اس کے ساتھ یہ تتمہ بھی موجود ہے فرمایا: "یہ ہاتھ اور دو ہاتھ اس لئے مقرر کئے گئے ہیں تا کہ نماز فریضہ کے وقت میں نافلہ نہ پڑھا جائے"۔ (تہذیبین)

۹۔ اسماعیل بن عبدالخالق بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ نماز ظہر کا وقت کیا ہے؟ فرمایا: جب زوال آفتاب کے بعد بقدر ایک قدم کے سایہ ڈھل جائے۔ سوائے جمعہ والے دن کے اور سفر کی حالت کے کہ وہاں زوال آفتاب کے ساتھ ہی وقت داخل ہو جاتا ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

۱۰۔ احمد بن محمد یعنی ابن ابوالنصر بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امام رضا علیہ السلام) سے ظہر و عصر کا وقت دریافت کیا فرمایا: جب سایہ بقدر ایک قامت کے ہو جائے اور عصر کے لئے بھی ایک قامت (یعنی ظہر کے بعد۔ کل دو قامت)۔ (ایضاً)

۱۱۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے گرمیوں کے موسم میں نماز ظہر کے وقت کے بارے میں سوال کیا مگر آپؑ نے (کسی مصلحت کے تحت) جواب نہ دیا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد عمر بن سعید بن ہلال سے فرمایا کہ زرارہ نے مجھ سے گرمیوں کے موسم میں نماز ظہر کے وقت کے متعلق سوال کیا تھا مگر میں نے اسے نہ بتایا جس کی وجہ سے مجھے کوفت ہوئی ہے۔ تو ان (زرارہ) کو میرا اسلام کہنا اور ان سے کہنا کہ جب تمہارا سایہ تمہارے برابر ہو جائے تو ظہر کی نماز پڑھو اور جب تمہارا سایہ تمہارے دو برابر ہو جائے تو عصر کی نماز پڑھو۔ (ایضاً)

۱۲۔ علی بن حنظلہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک قامہ اور دو قامہ ایک ہاتھ اور دو ہاتھ کی بات حضرت علی علیہ السلام کی کتاب میں لکھی ہوئی ہے۔ (التہذیب)

۱۳۔ علی بن حمزہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ابوبصیر نے آپؑ سے دریافت کیا کہ "قامہ" سے مراد کیا ہے؟ فرمایا: ایک ہاتھ! کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پالان کا قامہ (قد) ایک ہاتھ تھا۔ (التہذیب والاستبصار)۔ ایک اور روایت میں بھی جوانہی حضرت سے مروی ہے۔ فرمایا: "القامة هي الذراع"۔

۱۴۔ یعقوب بن شعیب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نماز ظہر کے وقت کے متعلق سوال کیا فرمایا: جب سایہ ایک ہاتھ ہو جائے! عرض کیا: کس چیز کا سایہ؟ فرمایا: تمہارا اپنا سایہ! پھر عرض کیا: اور عصر کا وقت؟ فرمایا: اس سے آدھا ہاتھ۔ زیادہ عرض کیا (آدھا ہاتھ) ایک بالشت ہے؟ فرمایا: ایک بالشت کچھ زیادہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۱۵۔ اسماعیل جعفی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جانتے ہو کہ یہ ایک ہاتھ اور دو ہاتھ کیوں مقرر کئے گئے ہیں؟ عرض کیا: (آپؑ ہی فرمائیں؟) فرمایا: نماز فریضہ کے احترام کی وجہ سے تا کہ اس کا وقت اس کو نہ دے دیا جائے (فریضہ کا وقت نافلہ کو اور نافلہ کا فریضہ کو نہ دے دیا جائے یعنی فریضہ کے وقت میں نہ پڑھا جائے)۔ (ایضاً)

(نوٹ): دوسری روایت میں یوں وارد ہے کہ "نافلہ کی وجہ سے ایسا کیا گیا ہے"۔ (سرائر) مطلب ایک ہی ہے۔

۱۶۔ ذریح محاربی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے چند لوگوں نے سوال کیا جبکہ میں بھی وہاں حاضر تھا۔۔۔ چنانچہ بعض نے کہا: ہم ظہر کی نماز اس وقت پڑھتے ہیں کہ جب سایہ دو قدم ہو جائے اور عصر کی نماز اس وقت پڑھتے ہیں جب سایہ چار قدم ہو جائے؟ امامؑ نے فرمایا: اس کا نصف مجھے زیادہ پسند ہے۔ (ظہر ایک قدم پر اور عصر دو قدم پر پڑھی جائے)۔ (ایضاً)

۱۷۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضر میں (ظہر کے) آٹھ نوافل ہیں جو تم زوال سے لے کر سایہ کے قامہ کی دو تہائی ہونے تک پڑھ سکتے ہو۔ پس جب سایہ قامت کے دو تہائی سے گزر جائے تو پھر (نافلہ چھوڑ کر) فریضہ ادا کرو۔ (ایضاً)

۱۸۔ عبید بن زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ نماز ظہر کا افضل وقت کون سا ہے؟ فرمایا: زوال کے ایک ہاتھ بعد۔۔۔ عرض کیا: سردیوں اور گرمیوں کا حکم ایک ہی ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (ایضاً)

۱۹۔ محمد بن حکیم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمار ہے تھے کہ نمازِ ظہر کا پہلا وقت زوال آفتاب ہے اور اس کا آخری وقت یہ ہے کہ جب زوال کے بعد سایہ ایک قامت ہو جائے۔ اور نماز عصر کا اول وقت ایک قامت ہے اور اس کا آخری وقت یہ ہے کہ جب زوال کے بعد سایہ ایک قامت ہو جائے۔ اور نماز عصر کا اول وقت ایک ہے اور اس کا آخری وقت دو قامت ہے۔ عرض کیا گیا: سردیوں اور گرمیوں کا حکم ایک ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (ایضاً)

۲۰۔ عبداللہ بن محمد بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (غالباً امام رضا علیہ السلام) کی خدمت میں مکتوب ارسال کیا جس میں یہ لکھا تھا کہ "میں آپ پر قربان ہو جاؤں! ہمارے اصحاب نے حضرت امام محمد باقر اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جب زوال ہو جائے تو دونوں نمازوں کا وقت داخل ہو جاتا ہے مگر ان سے پہلے نوافل ہیں۔ چاہو تو ان کو طول دو اور چاہو تو مختصر کرو۔ اور بعض اصحاب نے انہی دونوں بزرگواروں سے یہ روایت نقل کی ہے کہ فرمایا: ظہر کا وقت زوال کے بعد دو قدم پر ہوتا ہے اور عصر کا وقت چار قدم پر۔ اور اگر یہ نمازیں اس سے پہلے پڑھی جائیں تو کافی نہیں ہیں اور بعض یہ کہتے ہیں کہ اس سے پہلے ہو تو جاتی ہیں مگر فضیلت اس میں ہے کہ دو اور چار قدم کا انتظار کر لیا جائے! بنابریں میں نے مناسب سمجھا کہ میں آپؑ سے (میں آپؑ پر قربان) یہ معلوم کروں کہ وقت فضیلت کیا ہے؟ امامؑ نے جواب میں لکھا کہ "دو قدم اور چار قدم والی بات بالکل برحق اور درست[1] ہے۔ (ایضاً)

۲۱۔ محمد بن فرج بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امام رضا علیہ السلام) کی خدمت میں خط لکھا کہ جس میں اوقات نماز کے متعلق

---

[1] جس سے جہاں نماز فریضہ کا وقت فضیلت معلوم ہوتا ہے وہاں ان کے نوافل کا آخری وقت بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ ظہر کے نوافل دو قدم سے پہلے اور عصر کے چار قدم سے پہلے پڑھنے چاہئیں۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

سوال کیا تھا۔ آپؑ نے جواب میں لکھا کہ جب سورج ڈھل جائے تو (ظہر کا) نافلہ پڑھو۔ اور میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ جب سایہ دو قدم ہو تو تم ظہر کی نماز فریضہ (اور اس کے بعد نافلہ) سے فارغ ہو جاؤ اور اس کے بعد (عصر) کے نوافل پڑھو اور میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ سایہ چار قدم تک پہنچے تو تم نماز عصر (اور اس کے نافلہ) سے فارغ ہو چکے ہو۔ ہاں کسی وجہ سے جلدی ہو تو پہلے نماز فریضہ پڑھ لو۔ اور اس کے بعد نوافل کی قضا کر لینا اور جب صبح صادق ہو جائے تو صبح کی نماز فریضہ پڑھو اس کے بعد جس نماز کی چاہو قضا کرو۔ (ایضاً)

۲۲۔ ابراہیم کرخی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ نماز ظہر کا وقت کب داخل ہوتا ہے؟ فرمایا: جب سورج ڈھل جائے! پھر عرض کیا کہ یہ وقت ختم کب ہوتا ہے؟ فرمایا: جب زوال کے بعد سایہ چار قدم ہو جائے! کیونکہ ظہر کا وقت تنگ ہے۔ دوسری نمازوں کی طرح وسیع نہیں ہے! عرض کیا: اور عصر کا وقت کب داخل ہوتا ہے؟ فرمایا: ظہر کا آخری وقت (چار قدم) عصر کا ابتدائی وقت ہے پھر عرض کیا کہ عصر کا وقت ختم کب ہوتا ہے؟ فرمایا: غروب آفتاب پر اور یہ کسی علت اور عذر کی بنا پر ہے۔ اور (دراصل) یہ نماز کو ضائع کرنا ہے۔ عرض کیا کہ اگر کوئی شخص اس وقت ظہر کی نماز پڑھے جب سایہ چار قدم ہو جائے تو آیا وہ آپؑ کے نزدیک نماز کا ادا کنندہ نہیں سمجھا جائے گا؟ فرمایا: اگر تو اس نے عمداً ایسا کیا ہے تا کہ سنت رسولؐ اور (مقررہ) وقت کی مخالفت کرے تو اس کی نماز قبول نہیں ہوگی۔ جس طرح کوئی شخص بغیر کسی عذر کے عمداً نماز عصر کو غروب تک مؤخر کرے تو اس کی نماز قبول نہیں ہوگی۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (خدا کی اجازت سے) واجبی نمازوں کے اوقات مقرر کئے ہیں اور لوگوں کے لئے اپنی سنت میں کچھ حدود و قیود مقرر کئے ہیں تو جو شخص آپؐ کی واجبی سنتوں میں سے کسی سنت کی خلاف ورزی کرے گا وہ اس شخص کی مانند ہوگا جو خدا کے فرائض سے روگردانی کرے۔ (ایضاً)

۲۳۔ جناب شیخ محمد بن عمر بن عبدالعزیز الکشی باسناد خود بکیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک بار زرارہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپؑ نے فرمایا ہے کہ ظہر و عصر کو ایک ہاتھ اور دو ہاتھوں پر پڑھو۔ اور پھر فرمایا کہ گرمیوں میں اس نماز کے ذریعہ سے حرارت کو ٹھنڈا کرو۔ تو نماز سے گرمی کو ٹھنڈا کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ (یہ سوال کر کے زرارہ نے) اپنی تختیاں (کاپیاں) کھول لیں تا کہ امامؑ جو جواب عنایت فرمائیں یہ اسے قلمبند کر لیں۔ مگر امامؑ نے (کسی خاص مصلحت کے تحت) انہیں کوئی جواب نہ دیا۔ (بالآخر زرارہ نے مایوس ہو کر) تختیاں بند کر دیں اور صرف اتنا کہا کہ ''ہمارا کام تو صرف آپؑ سے سوال کرنا ہے۔ آپؑ اپنی ذمہ داری کو بہتر جانتے ہیں؟'' اور چلے گئے اس کے بعد ابوبصیر امامؑ کی

خدمت میں حاضر ہوئے۔ امامؑ نے فرمایا: زرارہ نے مجھ سے سوال کیا تھا مگر میں نے انہیں کوئی جواب نہ دیا اور اب اس کی وجہ سے میں تنگی محسوس کر رہا ہوں۔ تم میرے ایلچی بن کر ان کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ گرمیوں میں ظہر اس وقت پڑھو جب تمہارا سایہ تمہارے برابر ہو جائے اور عصر اس وقت پڑھو جب تمہارا سایہ تمہارے دو برابر ہو جائے۔ چنانچہ زرارہ گرمیوں میں اسی طرح نماز پڑھتے تھے۔ راوی (قاسم بن عروہ) بیان کرتے ہیں کہ میں نے سوائے زرارہ اور ابن بکیر کے اور اپنے اصحاب میں سے اور کسی کے متعلق نہیں سنا کہ وہ اس طرح پڑھتے ہوں۔ (الکشی)

۲۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یونس سے اور وہ اپنے بعض آدمیوں کے توسط سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ راوی نے آپؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ یہ جو حدیث میں آیا ہے کہ نماز ظہر اس وقت پڑھو کہ جب آفتاب ایک قامت، دو قامت، ایک ہاتھ، دو ہاتھ، ایک قدم، دو قدم ہو؟ وہ حکم کس سے مروی ہے اور یہ کس سے؟ (یا وہ حدیث کس طرح ہے اور یہ کس طرح؟) جبکہ بعض اوقات زوال کے وقت باقیماندہ سایہ کی کل مقدار نصف قدم ہوتی ہے؟ فرمایا: حدیث میں قامہ کا سایہ وارد ہے کیونکہ آپؐ کی مسجد کی دیوار ایک قامہ تھی اور سایہ کا قامہ وارد نہیں ہے اور یہ اس لئے کہ قامہ کا سایہ مختلف ہوتا رہتا ہے کبھی کبھی زیادہ ہوتا ہے (پانچ قدم تک) اور کبھی تھوڑا ہوتا ہے (نصف قدم تک) مگر قامہ ہمیشہ قامہ ہی رہتا ہے وہ کبھی مختلف نہیں ہوتا۔ پھر فرمایا: یہ ایک ہاتھ، دو ہاتھ، ایک قدم اور دو قدم۔ پس (زوال کے بعد بڑھے ہوئے سایہ کے) ایک ہاتھ اور دو ہاتھ دراصل تفسیر اور تشریح ہیں ایک قامہ اور دو قامہ کی یہ اس وقت کی بات ہے جبکہ ایک قامہ کا (باقیماندہ) سایہ (زوال کے وقت) ایک ہاتھ اور دو قاموں کا سایہ دو ہاتھ تھا (اور آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جب سایہ قامہ کے سایہ کے برابر ہو جائے تو ظہر پڑھو)۔ پس ہر زمانہ میں ایک قامہ کا سایہ ایک ہاتھ اور دو قاموں کا سایہ دو ہاتھ ہوتا ہے بنابریں یہ بظاہر مختلف اور درحقیقت تمام احادیث متفق ہوں گے۔ اور ایک دوسرے کے مفسر و شارح ہوں گے پس جس زمانہ میں قامہ کا سایہ (بوقت زوال) ایک ہاتھ ہو اس زمانہ میں (نماز ظہر کا) وقت قامہ کے سایہ کا ایک ہاتھ ہوگا (تاکہ قامہ کے سایہ کے برابر صادق آئے) اور جب قامہ کا سایہ اس سے کم یا بیش ہو تو پھر وقت کا معیار تو ہاتھ یا دو ہاتھ شمار ہوگا۔ یہ ہے تفسیر ایک قامہ اور دو قاموں کی اور ایک ہاتھ اور دو ہاتھوں کی۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (اعداد الفرائض باب ۱۴ اور موجودہ ابواب میں سے باب ۵ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۰ و ۱۱ و ۳۵ و ۳۶ اور ۴۰ میں) ذکر کی جائیں گی۔ نیز ان حدیثوں میں فی الجملہ باہم

اختلاف[ا] پایا جاتا ہے۔ جو فضیلت کے اختلاف پر محمول ہے۔ یا نماز گزاروں کے اختلاف طبع پر محمول ہے کہ بعض نافلہ کو زیادہ طول دیتے ہیں اور بعض اختصار سے کام لیتے ہیں جیسا کہ حضرت شیخ طوسی اور دیگر بعض علماء نے اس طرف اشارہ کیا ہے۔

باب ۹

نماز عصر کو اس وقت تک مؤخر کرنا کہ سایہ چھ قدم ہو جائے یا سورج زرد ہو جائے مکروہ مؤکد ہے مگر حرام نہیں ہے۔

(اس باب میں کل چودہ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اھل و مال میں "موتور" وہ ہے جو نماز عصر کو ضائع کرے! راوی نے عرض کیا: "موتور" سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: جس کا جنت میں نہ کوئی اہل و عیال ہوگا اور نہ کچھ مال و منال۔ پھر عرض کیا: نماز عصر کو ضائع کرنے سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: اسے ادا نہ کرے یہاں تک کہ سورج زرد ہو جائے یا ڈوبنے لگ جائے۔ (تہذیبین)

۲۔ سلیمان بن خالد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نماز عصر اس وقت پڑھنی چاہیے جب سایہ دو

[ا] نماز ہائے فریضہ اور نافلہ کے اوقات کی طویل و عریض بحثوں کا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے کہ پنجگانہ نمازوں میں سے ہر ایک نماز کے دو وقت ہیں (۱) وقت فضیلت۔ (۲) وقت اجزاء۔ جس میں نماز ہو تو جاتی ہے مگر ثواب کم ملتا ہے۔ مثلاً زوال ہوتے ہی ظہر و عصر دونوں نمازوں کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ اسی طرح سورج غروب ہوتے ہی مغرب و عشاء دونوں کا وقت داخل ہو جاتا ہے۔ ہاں البتہ متوجہ ہونے کی صورت میں ترتیب کا ملحوظ رکھنا واجب ہے کہ پہلے ظہر پھر عصر پہلے مغرب اور پھر عشاء۔

ظهر و عصر کا وقتِ فضیلت کیا هے؟ مشہور یہ ہے کہ اول زوال سے لے کر ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہونے تک ظہر کا وقت فضیلت باقی رہتا ہے۔ اس کے بعد عصر کا وقت فضیلت شروع ہوتا ہے جو ہر چیز کا سایہ اس کے دو برابر ہونے تک باقی رہتا ہے۔ مگر یہ مثل مثلین والی کل دو روایتیں ہیں جو اہل خلاف کے مسلک کے موافق ہونے کی وجہ سے تقیہ پر محمول ہیں۔ لہٰذا اظہر یہ ہے کہ اول زوال سے لے کر آدمی کا سایہ ایک ہاتھ یا دو قدم ہونے تک وقت فضیلت باقی رہتا ہے اور اس کے بعد عصر کا وقت فضیلت شروع ہوتا ہے جو آدمی کا سایہ دو ہاتھ یا چار قدم ہونے تک باقی رہتا ہے۔

نماز مغرب و عشاء کا وقت فضیلت کیا هے؟ جب مشرقی سرخی زائل ہو جائے تو اس کے بعد نماز مغرب کا وقت فضیلت شروع ہوتا ہے۔ جو مغربی سرخی کے زائل ہونے تک باقی رہتا ہے اور نماز عشاء کا وقت فضیلت مغربی سرخی کے زائل ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے جو رات کے تیسرے حصہ تک باقی رہتا ہے۔

نماز صبح کا وقتِ فضیلت جو صبح صادق کے طلوع ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے اور مشرقی سرخی کے نمودار ہونے تک باقی رہتا ہے۔

نماز هائے پنجگانه کے نوافل کا وقت ابھی اوپر نماز ہائے پنجگانہ کے اوقات فضیلت بیان کیے گئے ہیں وہی ان نمازوں کے نوافل کے اوقات ہیں جن کے اندر اندر بہ نیت ادا پڑھے جائیں گے اور ان کے بعد بطور قضا پڑھے جائیں گے۔

نماز جمعه کا وقت نصوص کثیرہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ نماز جمعہ کا وقت بالکل تنگ ہے۔ جو زوال آفتاب کے ساتھ ہی شروع ہوتا ہے اور بنا بر تحقیق افضل و احوط یہ ہے کہ انسان کا سایہ ایک ہاتھ یا ۲/۱ قدم ہونے تک پڑھا جائے۔

نماز تهجد کا وقت نماز تہجد کا وقت آدھی رات کے بعد شروع ہوتا ہے اور صبح صادق کے طلوع ہونے تک باقی رہتا ہے۔

(خلاصہ قوانین الشریعہ از احقر مترجم عفی عنہ)

ہاتھ ہو جائے لیکن جو شخص اسے اس وقت تک مؤخر کرے کہ سایہ چھ قدم ہو جائے تو یہ شخص نماز کا ضائع کرنے والا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ شیخی بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے ابوبصیر نے بیان کیا کہ ان سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جمعہ والے دن نمازِ عصر کو اس وقت پڑھو جب سایہ چھ قدم ہو جائے۔ (التہذیب)

۴۔ سلیمان بن خالد بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا کہ عصر کا آخری وقت ساڑھے چھ قدم ہے۔ (تہذیبین)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر لوگ تمہیں کسی اور چیز میں دھوکہ دیں تو دیں مگر نمازِ عصر کے بارے میں دھوکہ نہ دیں۔ یہ نماز اس وقت پڑھو جب سورج ابھی بالکل براق و سفید ہو۔ کیونکہ حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص نمازِ عصر کو ضائع کرے وہ "موتور" ہوگا۔ عرض کیا گیا: موتور کیا ہے؟ تو فرمایا: اس شخص کے پاس جنت میں نہ اہل و عیال ہوں گے اور نہ مال! عرض کیا گیا: اس نماز کو ضائع کرنے سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: اسے ترک کردے یہاں تک کہ سورج زرد ہو جائے یا ڈوبنے لگ جائے (تب پڑھے)۔ (الفقیہ، المحاسن، المعانی، عقاب الاعمال)

۶۔ ابوسلام عبدی بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو جان بوجھ کر نمازِ عصر کو مؤخر کرے؟ فرمایا: وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے نہ کوئی اہل و عیال ہوں گے اور نہ کوئی مال و منال! عرض کیا: میں آپ پر قربان ہو جاؤں! اگرچہ وہ جنتی ہو تو تب بھی ایسا ہی ہوگا؟ فرمایا: ہاں اگرچہ جنتی بھی ہو! پھر عرض کیا: بھلا اس صورت میں جنت کے اندر اس کا کیا مقام ہوگا؟ فرمایا: اس کے پاس نہ عیال ہوں گے اور نہ مال۔ پس وہ جنتیوں کا مہمان بن کر وقت گزارے گا۔ (کبھی اس کے ہاں اور کبھی اس کے ہاں) اس کا اپنا کوئی مکان نہ ہوگا۔ (عقاب الاعمال، المحاسن)

۷۔ جناب شیخ حسن فرزند حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود سوید بن غفلہ سے اور وہ حضرت علیؑ، شیخین اور ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ ان سب نے کہا کہ نمازِ عصر اس وقت پڑھو کہ جب دو پہاڑیوں کے درمیانی راستے ابھی بالکل روشن ہوں (ابھی شام کی تاریکی نہ چھائے) کیونکہ یہی حضرت پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز ہے۔ (امالی فرزند شیخ طوسی)

۸۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا کے نزدیک سب اوقات سے زیادہ پسندیدہ وقت اول وقت ہے! پس جب ہی نماز کا وقت داخل ہو تو نماز فریضہ ادا کرو۔ اور اگر ایسا نہ کر و تو پھر (بامر مجبوری) غروبِ آفتاب تک دونوں نمازیں پڑھ سکتے ہو۔ (التہذیب والاستبصار)

۹۔ معمر بن یحییٰ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ عصر کا وقت

(صاحبان عذر کے لئے) غروب آفتاب تک ہے۔ (ایضاً)

۱۰۔ جناب شیخ کشی باسنادِ خود محمد بن ابی عمیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؑ نے دریافت فرمایا کہ زرارہ کو کس حال میں چھوڑ آئے ہو؟ عرض کیا میں انہیں اس حال میں چھوڑ آیا ہوں کہ وہ عصر کی نماز اس وقت پڑھتے ہیں جب سورج ڈوبنے لگتا ہے! (یہ سن کر) امامؑ نے فرمایا: تم میرے پیغامبر بن کر ان سے کہنا کہ وہ اپنے دوسرے اصحاب کے اوقات کے مطابق نماز پڑھا کریں۔ (رجال کشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں (جو صاحبان عذر کے لئے نماز کو مؤخر کرنے کے جواز پر دلالت کرتی ہیں) اس سے پہلے (حیض کے باب ۴۹ اور موجودہ ابواب میں سے باب ۸ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۰ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ۔

باب ۱۰

نمازہائے پنجگانہ کے اوقات اور ان کے کچھ احکام

(اس باب میں کل تیرہ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود یزید بن خلیفہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ عمر بن حنظلہ (یہاں وہ پوری روایت درج ہے جو قبل ازیں باب ۵ نمبر ۴ میں گزر چکی ہے اس مقام کی طرف رجوع کیا جائے)

۲۔ اسی سابقہ سلسلہ سند کے ساتھ بھی راوی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اس (عمر بن حنظلہ) نے آپ کی طرف نسبت دے کر یہ بھی کہا ہے کہ مغرب کا وقت اس وقت شروع ہوتا ہے کہ جب سورج کا گولہ چھپ جائے مگر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سفر کی حالت میں جب کوئی خاص جلدی ہوتی تھی تو مغرب کی نماز کو مؤخر کر دیتے تھے اور پھر عشاء کے ساتھ ملا کر پڑھتے تھے۔ امامؑ نے فرمایا کہ ابن حنظلہ نے سچ کہا ہے اور اس نے یہ بھی کہا ہے کہ عشاء کا وقت اس وقت شروع ہوتا ہے جب مغربی سرخی زائل ہو جائے اور پھر رات کی ایک تہائی حصہ تک باقی رہتا ہے۔ اور فجر کی نماز کا وقت اس وقت شروع ہوتا ہے جب فجر طلوع ہوتی ہے! یہاں تک کہ مطلع خوب روشن ہو جائے۔ (امامؑ نے اس کی بھی تصدیق فرمائی)۔ (الفروع، التہذیب، والاستبصار)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زوال آفتاب سے پہلے دن میں کوئی نماز نہیں پڑھتے تھے۔ ہاں البتہ جب آدمی انگلی کے برابر سایہ ڈھل جاتا تھا تو (ظہر کی) آٹھ رکعت نماز نافلہ پڑھتے تھے اور جب سایہ

ایک ہاتھ ہو جاتا تو فریضہ ظہر ادا فرماتے۔ پھر (نافلہ عصر اس طرح پڑھتے تھے) کہ ظہر کے بعد دو رکعت اور عصر کی نماز سے پہلے دو رکعت (کل چار رکعت) اور جب سایہ دو ہاتھ کے برابر ہو جاتا تو عصر کی نماز پڑھتے۔ اور جب سورج ڈوب جاتا تو مغرب کی نماز پڑھتے تھے اور جب مغربی سرخی زائل ہو جائے تو عشاء کا وقت داخل ہو جاتا ہے۔ اور نماز مغرب کا آخری وقت (مغربی) سرخی کا لوٹنا (خاتمہ) ہے پس جب وہ لوٹ جائے (ختم ہو جائے) تو عشاء کا وقت داخل ہو جاتا ہے اور پھر عشاء کا آخری وقت رات کی ایک تہائی حصہ تک باقی رہتا ہے اور آنحضرتؐ نماز عشاء کے بعد نصف شب تک کچھ نہیں پڑھتے تھے۔ ہاں جب آدھی رات ہو جاتی تھی تو پھر تیرہ رکعت نماز پڑھتے تھے (جن میں تہجد کی آٹھ رکعت اور شفع اور وتر کی تین رکعت اور نافلہ صبح کی دو رکعت شامل تھیں) جو صبح سے پہلے پڑھی جاتی ہیں پس جب صبح صادق روشن ہو جاتی تھی تو پھر نماز صبح پڑھتے تھے۔ (التہذیب والاستبصار)

۴۔ عبید بن زرارہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ارشاد خداوندی "اقم الصلوٰۃ لدلوک الشمس الی غسق اللیل" کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ خدا نے چار نمازیں اس طرح فرض کی ہیں کہ ان کا پہلا وقت زوال آفتاب ہے جو نصف شب تک باقی رہتا ہے بایں تفصیل کہ ان (چار) میں سے دو نمازیں (ظہر و عصر) ایسی ہیں کہ جن کا وقت زوال سے شروع ہوتا ہے اور غروب تک باقی رہتا ہے مگر یہ (ظہر) اس (عصر) سے پہلے۔ اور دو نمازیں (مغرب و عشاء) وہ ہیں جن کا وقت غروب سے شروع ہوتا ہے اور آدھی رات تک باقی رہتا ہے مگر یہ (مغرب) اس (عشاء) سے پہلے پڑھی جاتی ہے۔ (ایضاً)

۵۔ معاویہ بن وہب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جبرئیلؑ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اس طرح نماز کے اوقات [1] لائے تھے کہ جب زوال ہو گیا اور آنحضرتؐ کو نماز پڑھنے کے لئے کہا۔ پس آپؐ نے نماز ظہر پڑھی۔ اس کے بعد جب سایہ بقدر ایک قامہ ہو گیا تو پھر آئے اور آپؐ نے نماز عصر پڑھی۔ پھر جب سورج ڈوب گیا تو پھر آئے اور آپؐ نے نماز مغرب پڑھی۔ بعد ازاں جب مغربی سرخی زائل ہو گئی تو پھر آئے اور آپؐ نے نماز عشاء پڑھی اور جب فجر طلوع ہوئی تو پھر آئے اور آپؐ نے نماز صبح پڑھی (یہ تھے اول اوقات) دوسرے دن اس وقت آئے جب زوال کے بعد سایہ بقدر ایک قامہ کے ہو گیا تھا۔ تو آپؐ نے نماز ظہر پڑھی۔ پھر اس وقت آئے جب سایہ بقدر دو قامہ کے ہو گیا تھا تو آپؐ نے نماز عصر پڑھی۔ پھر اس وقت آئے جب سورج ڈوب گیا تھا تو آپؐ نے نماز مغرب پڑھی اور پھر اس وقت آئے جب ایک تہائی رات گزر گئی تھی اور آپؐ نے نماز عشاء پڑھی اور پھر اس وقت آئے جب صبح بالکل روشن ہو چکی تھی تو آپؐ

---

[1] یعنی بطور مشورہ اور خدائی راہنمائی آئے ورنہ اس سے پہلے متعدد حدیثوں میں یہ بات گزر چکی ہے کہ خداوند عالم نے اوقات نماز کا تقرر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے کر دیا تھا۔ البتہ بذریعہ جبرئیلؑ خدا کی راہنمائی برابر شامل حال تھی۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

نے نماز صبح پڑھی۔ (یہ تھے آخری اوقات) پھر کہا: ان (اول اور آخری وقت) کے درمیان سب وقت ہی وقت ہے (یعنی وقت مشترک)۔ (ایضاً)

ایضاح: یہی روایت انہی کتابوں میں اور انہی امام علیہ السلام سے جو بروایت معاویہ بن میسرہ مروی ہے اس میں (نماز ظہر و عصر کے اوقات کے سلسلہ میں) ایک قامہ اور دو قامہ کی بجائے ایک ہاتھ اور دو ہاتھ مذکور ہے۔ اور بعینہ یہی روایت جو انہی کتابوں میں اور انہی امام علیہ السلام سے بروایت مفضل بن عمر مروی ہے اس میں دو قدم اور چار قدم وارد ہے (جبکہ ان دونوں روایتوں کا ماحاصل ایک ہے۔ (واللہ الاقوی)

۶۔ عبید بن زرارہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص نماز پڑھنا چاہے اس کی نماز قضا نہیں ہوتی۔ دن کی نماز (ظہر و عصر) غروب آفتاب تک قضا نہیں ہوتی اور رات کی نماز (مغرب و عشاء) طلوع فجر تک قضا نہیں ہوتی اور نماز صبح طلوع آفتاب تک قضا نہیں ہوتی۔ (ایضاً)

۷۔ جناب ابن ادریس حلیؒ بزنطی کی کتاب سے بروایت حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام خدا کے اس ارشاد "اقم الصلوٰۃ لدلوک الشمس الی غسق اللیل و قرآن الفجر ان قرآن الفجر کان مشهوداً" کی تفسیر میں نقل کرتے ہیں کہ "دلوک شمس" سے مراد زوال آفتاب اور "غسق اللیل" سے مراد نصب شب اور "قرآن فجر" سے صبح کی دو رکعت مراد ہیں۔ (سرائر ابن ادریس حلی)

۸۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود فضل بن شاذان سے اور وہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ امامؑ نے (فلسفہ اوقات نماز بیان کرتے ہوئے) فرمایا کہ نمازیں انہی پانچ وقتوں میں فرض کی گئی ہیں اور ان میں کوئی تقدیم و تاخیر نہیں کی گئی تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ان میں سے پانچ اوقات تو ایسے مشہور و معلوم ہیں اور اس طرح تمام اہل زمین کو یکساں شامل ہیں کہ جن کو سب عالم و جاہل جانتے پہچانتے ہیں مثلاً (۱) غروب آفتاب مشہور و معلوم ہے جبکہ نماز مغرب واجب ہوتی ہے۔ (۲) مغربی سرخی کا زائل ہونا (اور اندھیرے کا چھا جانا) بھی مشہور و معروف ہے جبکہ نماز عشاء واجب ہوتی ہے۔ (۳) اسی طرح طلوع فجر مشہور و معروف ہے جبکہ نماز صبح واجب ہوتی ہے۔ (۴) پھر زوال کا وقت بھی مشہور و معلوم ہے جب کہ نماز ظہر واجب ہوتی ہے۔ (۵) البتہ نماز عصر کے لئے ان نمازوں کی طرح کوئی مشہور و معلوم وقت نہ تھا لہٰذا اس کے لئے نماز ظہر سے فراغت کو وقت قرار دیا گیا ہے۔ (یہ تو تھا ان اوقات کا فلسفہ) اور ان اوقات کے تقرر کی ایک اور وجہ یہ بھی ہے کہ خدا چاہتا تھا کہ لوگ اپنے تمام کاموں کی ابتداء اس کی عبادت و اطاعت سے کریں۔ چنانچہ ان کو حکم دیا کہ اپنے دن کا آغاز عبادات سے کریں اور پھر اپنی دنیا کی خوشحالی کے لئے اپنے اپنے پسندیدہ کاموں کی انجام دہی کے لئے منتشر ہو جائیں۔ اس لئے اس وقت نماز صبح واجب قرار دی۔ اور پھر جب دوپہر ہوگئی اور لوگ اپنے اپنے کاموں سے کسی حد تک فارغ ہو گئے اور کپڑے اتار

کر قیلولہ کرنے آرام کرنے اور دوپہر کا کھانا کھانے کا وقت داخل ہو گیا تو پھر ان کو حکم دیا کہ میری عبادت واطاعت سے ابتدا کریں۔ اس لئے ان پر (زوال کے وقت) نماز ظہر فرض قرار دی۔ پھر جب استراحت کر چکے اور چاہا کہ اپنے باقیماندہ کاروبار کی انجام دہی میں مشغول ہوں تو ان پر نماز عصر واجب قرار دی تاکہ اس کی عبادت سے افتتاح کر کے اپنا دنیوی کاروبار کریں۔ اور جب رات داخل ہوئی اور لوگ اپنا کاروبار اور دن کی زیب وزینت چھوڑ کر اپنے اپنے گھروں کی طرف لوٹنے لگے تو پھر خدا کی عبادت سے آغاز کیا گیا۔ اور نماز مغرب واجب قرار دی گئی تاکہ اس کے بعد جو چاہیں اپنی پسند کے مطابق کام کریں۔ پھر جب بندے اپنے تمام مشاغل ومصروفیات سے فارغ ہو چکیں اور استراحت کرنا چاہیں اور سونے لگیں پھر اس لئے اس کی عبادت کر کے آرام کریں۔ نماز عشاء واجب قرار دی تاکہ اس کے بعد جو چاہیں کریں (سوئیں یا جاگیں) جب اس طرح شب وروز میں وہ پانچ بار یہ کارروائی کریں تو کبھی اسے بھلا نہیں سکیں گے نہ اس سے غافل ہوں گے نہ ہی ان کے دل سخت ہوں گے اور نہ ہی ان کے شوق وذوق عبادت میں کوئی کمی واقع ہوگی۔ اور چونکہ نماز عصر کے لئے کوئی خاص وقت نہ تھا اس لئے اسے ظہر اور مغرب کے درمیان واجب قرار دیا گیا کیونکہ اس سے بہتر ہلکا پھلکا اور آسان وقت جو طاقتور اور کمزور سب کو شامل ہو، کوئی اور نہ تھا۔ کیونکہ لوگ دن کے پہلے حصہ میں اپنے اپنے کاروبار میں بری طرح مصروف ہوتے ہیں اور نہ ہی رات کو لوگ جاگ سکتے ہیں اور نہ ہی مقررہ وقت پر نیند سے بیدار ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا اگر یہ نماز رات کے کسی حصہ میں واجب ہوتی تو لوگ ادا نہ کر سکتے لہٰذا خدا نے بندہ نوازی کرتے ہوئے سخت ترین اوقات کی بجائے آسان ترین وقت میں اسے واجب قرار دیا۔ چنانچہ خدا فرماتا ہے: "یرید الله بکم الیسر ولا یرید بکم العسر" (خدا تمہاری آسائش چاہتا ہے تمہاری تکلیف اور تنگی نہیں چاہتا)۔ (العلل، العیون)

۹۔ جناب شیخ حسن فرزند حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت امیر علیہ السلام نے جناب محمد بن ابوبکر کو مصر کا گورنر مقرر فرمایا تھا تو ان کے لئے ایک تحریر سپرد قلم فرمائی اور انہیں حکم دیا کہ اسے اہل مصر کو پڑھ کر سنائیں اور اس کے مندرجات کے مطابق عمل کریں۔ (امالی میں وہ مکمل تحریر مذکور ہے) بالآخر (نماز کے بارے میں لکھا) کہ اپنی نماز پر نگاہ کرو کہ وہ کیسی ہے؟ کیونکہ تم نے ایک قوم کی امامت وپیشوائی کرنا ہے۔ آپ کو چاہیئے کہ اسے بہ تمام وکمال پڑھیں اور اسے مختصر نہ کریں کیونکہ جو شخص کسی ایسی قوم کی امامت کرے جس کی نماز میں کچھ کمی ہو تو اسے چاہیئے کہ وہ اس کی نماز میں کمی نہ ہونے دے بلکہ اسے تمام کرو اور اس کی حفاظت کرو۔ تمہیں ان کے برابر اجر وثواب ملے گا بغیر اس کے کہ ان کے اجر وثواب میں کسی قسم کی کوئی کمی واقع ہو۔ پھر نماز کے اوقات کی نگہداشت کرو۔ اور ہر نماز کو اس کے وقت (فضیلت) پر پڑھو۔ اور اگر فارغ ہو تو جلدی میں اسے وقت سے پہلے نہ پڑھو اور اگر کسی کام میں مصروف ہو تو پھر اسے مؤخر نہ کرو۔ کیونکہ ایک شخص نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اوقات نماز کے بارے میں سوال کیا تھا اور آپؐ نے اس سے فرمایا تھا کہ میرے پاس جبرئیل

آئے اور مجھے نماز ظہر کا وقت دکھایا چنانچہ جب زوال ہوا تو سورج دائیں ابرو پر تھا پھر عصر کا وقت دکھایا تو ہر شئے کا سایہ اس کے برابر تھا۔ پھر نماز مغرب پڑھی جبکہ سورج ڈوب گیا تھا۔ پھر عشاء کی پڑھی جبکہ مغربی سرخی زائل ہو گئی تھی۔ پھر صبح کی پڑھی جبکہ ہنوز اندھیرا تھا اور ستاروں کا جال بچھا ہوا تھا۔ پس تم بھی ان ہی اوقات پر نماز پڑھو اور سنت معروفہ اور واضح طریق کو لازم پکڑو۔ پھر اپنے رکوع وسجود پر نگاہ کرو۔ کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب لوگوں سے بڑھ کر تام وتمام نماز پڑھتے تھے اور اس کے باوجود اس میں عمل (ذکر واذکار) مختصر کرتے تھے اور یاد رکھو کہ تمہارے سب اعمال تمہاری نماز کے تابع ہیں تو جو نماز کو ضائع کرتا ہے وہ دوسرے کاموں کو کچھ زیادہ ہی ضائع کرے گا۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۱۰۔ جناب سید محمد بن الحسین الرضی الموسوی نقل کرتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام نے تمام شہروں کے حاکموں کو ایک چٹھی لکھی تھی جس میں لکھا تھا کہ اما بعد لوگوں کو ظہر کی نماز اس وقت پڑھاؤ جب سایہ اس قدر بڑھ جائے کہ اس میں ایک بکری بیٹھ سکے۔ (ایک ہاتھ) اور عصر اس وقت پڑھاؤ جبکہ سورج ابھی بالکل سفید ہو اور غروب میں اس قدر وقت باقی ہو کہ آدمی دو فرسخ سفر کر سکے اور نماز مغرب اس وقت پڑھاؤ جب مغربی سرخی زائل ہو جائے رات کی ایک تہائی گزرنے تک۔ اور صبح کی نماز اس وقت پڑھاؤ کہ جب آدمی اپنے ساتھی کا چہرہ پہچانتا ہو۔ اور اپنے مقتدیوں میں سے جو سب سے زیادہ ضعیف اور کمزور ہے اس کی رعایت کر کے مختصر نماز پڑھاؤ۔ اور لوگوں کے لئے باعث فتنہ وآزمائش نہ بنو۔ (نہج البلاغہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (ج ۱ باب ۴۹ از حیض، ج ۳ و باب ۱۴ اعداد الفرائض میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آنے والے ابواب میں اور ج ۴ باب الجمعہ میں) ذکر کی جائیں گی انشاءاللہ۔

باب ۱۱

ان علامتوں کا بیان جن سے زوال پہچانا جاتا ہے یعنی جب سایہ کم ہونے کے بعد بڑھنے لگے اور سورج دائیں ابرو پر ہو

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! نماز کا وقت کیا ہے؟ (میرا سوال سن کر) امامؑ نے اس طرح دائیں بائیں دیکھا جیسے کوئی چیز تلاش کر رہے ہوں۔ جب میں نے یہ کیفیت دیکھی تو میں نے ایک لکڑی پکڑ کر امامؑ کو دکھائی اور عرض کیا: کیا آپؑ اسے تلاش کر رہے ہیں؟ فرمایا: ہاں! پھر وہ لکڑی لے کر سورج کے سامنے زمین میں گاڑ دی۔ پھر فرمایا: جب سورج ابھرتا ہے تو (مغرب کی سمت) لمبا سا سایہ ہوتا ہے۔ پھر جوں جوں سورج بلند ہوتا ہے توں توں وہ سایہ گھٹتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ جب سورج (نصف النہار سے) ڈھل جاتا ہے تو پھر وہ سایہ (مشرق کی سمت) بڑھنے لگتا ہے۔ پس جب اس میں

بڑھوتی محسوس کرو تو نماز ظہر پڑھو پھر سایہ کے ایک ہاتھ ہونے کا انتظار کرو۔ اس کے بعد عصر کی نماز پڑھو۔ (التہذیب)

۲۔ علی بن ابی حمزہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں زوال آفتاب کا تذکرہ ہوا تو آپؑ نے فرمایا کہ ایک لکڑی لو جس کا طول تین بالشت ہو اور اگر اس سے بڑی ہو تو اور زیادہ واضح ہوگی۔ پھر اسے (سورج کے سامنے زمین پر) کھڑا کر دو اور دیکھو جب تک سایہ کم ہوتا رہے تو سمجھو ابھی زوال نہیں ہوا اور جب دیکھو کہ وہ (مشرق کی جانب) بڑھ رہا ہے تو سمجھ لو کہ زوال ہو گیا ہے۔ (ایضاً)

(نوٹ): یہاں مؤلف علام نے حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ کی من لا یحضرہ الفقیہ سے بروایت عبداللہ بن سنان از حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ایک طویل حدیث نقل کی ہے جس میں سال کے پورے بارہ مہینوں کی تفصیل درج ہے کہ فلاں مہینہ میں زوال کے وقت سایہ گھٹتے گھٹتے بقدر نیم قدم باقی رہ جاتا ہے اور فلاں ماہ میں ڈیڑھ قدم اور بفلاں میں اڑھائی قدم الخ۔۔۔ مگر بقول علامہ مجلسی در تذکرہ اور جناب شیخ حسن فرزند شہید ثانی در المنتقی یہ علامت صرف مدینہ کے ساتھ مخصوص ہے لہٰذا دوسرے لوگوں کے لئے چونکہ مفید نہیں ہے لہٰذا اسے قلمزد کیا جاتا ہے۔ فراجع۔

۳۔ شیخ صدوق علیہ الرحمہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: زوال آفتاب کا کھلا ہوا بیان یہ ہے کہ ایک لکڑی لو جس کا طول ایک ہاتھ اور چار انگشت ہو اور پھر چار انگشت تک اسے زمین میں گاڑ دو۔ (اور ایک ہاتھ اوپر رہنے دو) پس جب سایہ گھٹتے گھٹتے اپنی انتہا کو پہنچ جائے اور پھر بڑھنے لگے تو بس سمجھ لو کہ زوال ہو گیا۔ اس وقت آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں' (رحمت کی) ہوائیں چلتی ہیں اور بڑی بڑی حاجات برلائی جاتی ہیں۔ (ایضاً)

۴۔ اس سے پہلے (باب ۱۰ حدیث نمبر ۹ پر) ایک حدیث گزر چکی ہے جس میں مذکور ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: جبرئیلؑ نے جب مجھے ظہر کا وقت دکھایا تو سورج دائیں ابرو پر تھا۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ بات مخفی نہیں ہے کہ یہ علامت اس جگہ کے ساتھ مخصوص ہے کہ جہاں قبلہ جنوب کی جانب ہو یا اس کے بالکل قریب ہو۔ یا جو شخص جنوب کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو۔

باب ۱۲

زوال آفتاب کے وقت تسبیح خدا کرنا' دعا کرنا اور عمل صالح بجالانا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ زوال آفتاب کب اور کس طرح ہوتا ہے؟ امامؑ نے فرمایا: تمہارا جسم کس قدر چھوٹا اور تمہارا سوال کس قدر بڑا اور پیچیدہ ہے؟ لیکن چونکہ تم جواب کے اہل ہو۔ لہٰذا سنو۔ جب سورج ابھرتا ہے تو اسے ستر ہزار فرشتے کھینچتے ہیں بعد اس

کے کہ اس کی ہر ہر شعاع کے ساتھ پانچ پانچ ہزار فرشتے کچھ دھکیلنے والے اور کچھ کھینچنے والے ہوتے ہیں یہاں تک کہ جب سورج تو (آسمان و زمین کی درمیانی فضا یعنی نصف النہار) تک پہنچتا ہے اور کو (یعنی اگلے پہر روشن دان) سے گزر جاتا ہے تو فلک النور اسے الٹا دیتا ہے یعنی اوپر والا حصہ نیچے اور نیچے والا حصہ اوپر کر دیتا ہے۔ اس لئے اس وقت اس کی شعاعیں عرش کی حدود تک پہنچ جاتی ہیں (تب زوال ہو جاتا ہے) اور اس وقت ملائکہ آواز بلند یہ تسبیح پڑھتے ہیں: سبحان اللہ (والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ (واللہ اکبر) والحمد للہ الذی لم یتخذ صاحبة ولا ولداً ولم یکن له شریک فی الملک ولم یکن له ولی من الذل و کبّره تکبیراً۔ راوی نے عرض کیا میں آپؑ پر فدا ہو جاؤں! کیا میں بھی زوال آفتاب کے وقت اس کلام پر مداومت کروں؟ فرمایا: ہاں اس کی یوں حفاظت کرو جس طرح اپنی آنکھوں کی حفاظت کرتے ہو۔ (الفقیہ)

۲۔ نیز حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب زوال آفتاب ہو جائے تو آسمان اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ پس خوشخبری ہے اس شخص کے لئے جس کا اس وقت کوئی عمل صالح بلند کیا جائے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲ اور باب ۱۴ اعداد الفرائض میں) گزر چکی ہیں اور کچھ آئندہ (باب الدعا نمبر ۲۳ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۳

جب تک وقت کے داخل ہونے کا یقین نہ ہو تو اگرچہ ظن غالب بھی ہو نماز پڑھنا جائز نہیں ہے اور اگر پڑھی جائے تو باطل ہے اور وقت کے اندر اس کا اعادہ اور وقت کے بعد اس کی قضا واجب ہے ماسوا بعض مستثنیات کے۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمر بن یزید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ کسی شخص کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ کسی نماز کو اس کے وقت کے علاوہ پڑھے۔ اور یہی حکم زکوٰۃ کا ہے پھر فرمایا: ہر فریضہ اس وقت ادا کیا جاتا ہے جب اس کا وقت داخل ہو جائے۔ (الفروع، التہذیب والاستبصار)

۲۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ جب سال کا ایک تہائی حصہ گزر جائے تو آدمی زکوٰۃ دے سکتا ہے؟ (جبکہ زکوٰۃ سال کے بعد واجب ہوتی ہے) فرمایا: نہ۔ (پھر فرمایا) آیا زوال سے پہلے نماز ظہر پڑھی جا سکتی ہے؟ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے ایک حدیث کے ضمن میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ جو شخص قبلہ کے علاوہ کسی طرف منہ کر کے نماز پڑھے یا بادل کی وجہ سے وقت

سے پہلے پڑھے تو؟ فرمایا: وہ اس نماز کا اعادہ کرے۔ (الفقیہ)

۴۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص کو چاند کی روشنی نے دھوکہ دیا (اس کی وجہ سے رات کو صبح صادق سمجھا) اور نماز پڑھ کر سو گیا یہاں تک کہ سورج نکل آیا تب اسے بتایا گیا کہ اس نے نماز صبح رات میں پڑھی ہے تو؟ فرمایا: اپنی نماز کی قضا کرے۔ (ایضاً والفروع، التہذیب)

۶۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ بن مہران سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: خبردار! زوال سے پہلے نماز (ظہر) نہ پڑھنا۔ اگر تم اسے نماز عصر کے وقت میں پڑھو تو یہ اس سے بہتر ہے کہ زوال سے پہلے پڑھو۔ (التہذیب)

۷۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص بے وقت نماز پڑھے اس کی کوئی نماز نہیں ہے۔ (ایضاً)

۸۔ محمد بن الحسن العطار اپنے باپ (حسن) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر میں ظہر کی نماز عصر کے وقت میں پڑھوں تو یہ بات مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ اسے زوال سے پہلے پڑھوں! کیونکہ اگر میں اسے زوال سے پہلے پڑھوں تو یہ میرے لئے شمار نہیں ہوگی اور اگر عصر کے وقت میں پڑھوں تو ضرور شمار ہوگی۔ (ایضاً)

۹۔ عبیداللہ الحلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر سفر کی حالت میں کسی نماز کو بے وقت پڑھو تو کوئی حرج نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱۰ اور ج ۱ ابواب الوضوء باب ۳۰ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۵۸ میں) ذکر کی جائیں گی اور اس کلیہ سے ایک صورت مستثنیٰ ہے اور وہ یہ ہے کہ جب آدمی وقت کے داخل ہونے کا گمان کر کے نماز شروع کر دے اور پھر فراغت سے پہلے وقت داخل ہو جائے۔ (اس مطلب پر دلالت کرنے والی حدیث باب ۲۵ میں آئے گی انشاءاللہ)۔

باب ۱۴

اگر وقت کا یقین حاصل کرنے میں کوئی امر مانع ہو تو پھر مرغ کی اذان پر اعتماد کیا جا سکتا ہے اور اسے گالی دینا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے امامین علیہما السلام میں سے ایک امام سے سوال کیا کہ اگر (بادل کی وجہ سے) دن میں سورج اور رات میں چاند نظر نہ آئے تو پھر شب و روز کی نماز کس طرح پڑھی جائے؟ فرمایا:

ان پرندوں کو جانتے ہو جن کو تمہارے ہاں عراق میں "مرغ" کہا جاتا ہے؟ عرض کیا: ہاں (جانتا ہوں)۔ فرمایا: جب ان کی آوازیں بلند ہوں اور ایک دوسرے کو جواب دیں تو سمجھو کہ زوال ہو گیا ہے۔ یا فرمایا: اس وقت نماز پڑھو۔ (التہذیب' کذا فی' الفروع بروایۃ الفراء عن الصادق علیہ السلام)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن المختار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں ایک مؤذن ہوں لہٰذا جس دن بادل چھایا ہوا ہو اور وقت کا پتہ نہ چلے تو کیا کروں؟ فرمایا: جب مرغا پے در پے اپنی تین بار آواز بلند کرے تو سمجھو کہ زوال ہو گیا ہے اور نماز کا وقت داخل ہو گیا ہے[۱]۔ (الفقیہ' الفروع' التہذیب)

۳۔ حسین بن زید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے "حدیث مناہی" میں مرغ کو گالی دینے کی ممانعت کی ہے اور فرمایا ہے کہ یہ نماز کے لئے جگاتا ہے۔ (الفقیہ)

۴۔ جناب شیخ صدوق علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت صادق آل محمد علیہ السلام نے فرمایا کہ مرغ سے پانچ عادتیں سیکھو: (۱) اوقات نماز کی محافظت۔ (۲) غیرت۔ (۳) سخاوت۔ (۴) شجاعت۔ (۵) کثرت[۲] مجامعت۔ (الفقیہ)

باب ۱۵

جب نماز ظہر کی فضیلت کا وقت تنگ ہو تو اس کے نوافل کو مختصر کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو بصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ (ایک بار) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اول وقت اور اس کی فضیلت کا تذکرہ کیا۔ تو میں نے عرض کیا کہ پھر آٹھ رکعت (نافلہ) کا کیا کروں؟ فرمایا: جس قدر ہو سکے انہیں مختصر کرو۔ (التہذیب)

باب ۱۶

نماز مغرب کا اول وقت غروب آفتاب ہے اور یہ غروب مشرقی سرخی کے زائل ہونے سے ثابت ہوتا ہے۔

(اس باب میں کل تیس حدیثیں ہیں جن میں سے آٹھ مکررات کو قلمزد کر کے باقی بائیس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود برید بن معاویہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا:

---

[۱] آج کے دور میں تو گھڑیوں کی ایجاد نے یہ مسئلہ حل کر دیا ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

[۲] یعنی جب بھی شہوت کا غلبہ ہو تو اپنی اہلیہ کے ساتھ مباشرت کرو اور حلال کو چھوڑ کر حرام کی طرف رغبت نہ کرو ورنہ ہر چیز کی طرح کثرت مجامعت بھی مذموم ہے ممدوح نہیں ہے اور میانہ روی ممدوح ہے۔ کما لا یخفی۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

جب مشرق والی سرخی زائل ہو جائے تو پھر سورج زمین کی مشرق و مغرب میں (جو باہم قریب قریب ہیں) غروب ہو جاتا ہے۔ (الفروع، التہذیبین)

۲۔ ابوولاد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم نے مشرق میں تاریکی کا ایک حجاب (پردہ) خلق فرمایا ہے اور اس پر ایک فرشتہ مؤکل کیا ہے۔ جب سورج ڈوب جاتا ہے تو وہ فرشتہ دونوں ہاتھوں سے (اس حجاب ظلمت سے) ایک چلو بھرتا ہے اور پھر اسے لے کر مغرب کی سمت مشرقی سرخی کے پیچھے پیچھے آہستہ آہستہ چلتے ہوئے اس وقت مغرب تک پہنچتا ہے جب مغربی سرخی زائل ہو جاتی ہے اور اندھیرا چھا جاتا ہے۔ اس کے بعد مشرق کی طرف لوٹ آتا ہے پس جب فجر طلوع ہوتی ہے (پوپھٹتی ہے) تو وہ اپنے دونوں پروں کو پھیلا دیتا ہے اور اس کے ذریعہ سے اندھیرے کو مشرق سے مغرب کی سمت ہانک دیتا ہے۔ یہاں تک کہ طلوع آفتاب کے وقت وہ (اندھیرا) مغرب تک پہنچ [1] جاتا ہے۔ (الفروع)

۳۔ احمد بن ریثم بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ مغرب کا وقت وہ ہے جب مشرقی سرخی زائل ہو جائے! پھر فرمایا: آیا جانتے ہو کہ ایسا کیوں ہے؟ عرض کیا گیا: نہ! امامؑ نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر بلند کر کے فرمایا کہ مشرق اسی طرح مغرب پر محیط ہے اور اس پر جھانکتا ہے (یعنی اس کی سطح مغرب سے بلند ہے) پس جب وہاں سورج چھپ جاتا ہے تو یہاں یہ سرخی زائل ہو جاتی ہے۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار، العلل)

۴۔ ابن ابی عمیر بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: سورج کے ڈوبنے اور روزہ افطار کرنے (اور نماز مغرب پڑھنے) کا وقت ایک ہی ہے اور اس کے معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ قبلہ کے بالمقابل (روبمشرق ہو کر) کھڑے ہو جاؤ۔ اور مشرق کی سمت سے بلند ہونے والی سرخی کو دیکھتے رہو پس جب وہ سر سے مغرب کی جانب ڈھل جائے تو اس وقت روزہ کھولنا واجب ہو جاتا ہے (روزہ کی نیت ختم ہو جاتی ہے) اور سورج کا گولہ بھی افق سے گر جاتا ہے۔

(الفروع، التہذیب)

۵۔ ابان بن تغلب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس وقت نماز وتر پڑھتے تھے؟ فرمایا: جس قدر سورج کے ڈوبنے اور نماز مغرب ادا کرنے میں فاصلہ ہوتا ہے

---

[1] علامہ مجلسی علیہ الرحمہ مراۃ العقول ج ۱ص ۱۳ پر پہلے اس حدیث میں وارد شدہ الفاظ کو استعارہ تمثیلیہ قرار دے کر اور مختلف تاویلیں ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "کمال السکوت عن امثال ذلک ورد علمها الی الامام احوط و اولی" یعنی اس قسم کی متشابہ حدیثوں کے بارے میں خاموشی اختیار کرنا اور ان کا علم امامؑ کی طرف لوٹانا احوط و اولی ہے" اور اس قسم کی حدیثوں کے متعلق (جن میں سے ایک باب ۱۲ کی ابتداء میں گزر چکی ہے اور کچھ اس سے پہلے اور کچھ اس کے بعد آئیں گی) ہمارا بھی یہی نظریہ ہے کہ نہ تو ان کو ان کے ظاہری معنوں پر محمول کر کے من و عن قبول کرنا چاہیے اور نہ ہی بالکل رد کرنا چاہیے بلکہ ان پر اجمالی ایمان رکھا جائے اور ان کا حقیقی مفہوم و مطلب ان کے قائل کے سپرد کیا جائے کہ "هم اعلم و ابصر بما قالوا"۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

(اتنا ہی فاصلہ آپ طلوع فجر اور وتر پڑھنے کے درمیان رکھتے تھے) پس ادھر وتر ختم اور ادھر طلوع فجر شروع۔ (الفروع)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود بکر بن محمد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے کسی سائل نے نماز مغرب کے وقت کے متعلق سوال کیا! آپؑ نے فرمایا: خداوند عالم اپنی کتاب میں جناب ابراہیمؑ کے متعلق فرماتا ہے: "فلما جن علیه اللیل رأی کوکبا قال هذا ربی" "جب رات نے ان کو ڈھانپ لیا اور تارا دیکھا الخ۔۔۔ یہ (تارے کا نظر آنا) مغرب کا اول وقت ہے اور اس کا آخری وقت مغربی سرخی کا زائل ہونا ہے اور عشا کا اول وقت مغربی سرخی کا زائل ہونا اور آخر وقت "غسق اللیل" یعنی نصف شب ہے۔ (الفقیہ، التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں: یہ علامت بھی سابقہ علامت (مشرقی سرخی کے زائل ہونے) کے موافق ہے کیونکہ جب یہ سرخی زائل ہو جائے تو لا محالہ کوئی نہ کوئی ستارہ ضرور نظر آ جاتا ہے۔

۷۔ محمد بن علی بیان کرتے ہیں کہ میں سفر میں حضرت امام رضا علیہ السلام کے ساتھ تھا وہ نماز مغرب اس وقت پڑھتے تھے جب مشرق کی جانب سے سیاہی چھا جاتی تھی۔ (التہذیبین)

۸۔ شہاب ابن عبد ربہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے شہاب! میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ جب نماز مغرب پڑھوں تو آسمان پر کوئی تارا دیکھ لوں۔ (ایضاً والعلل)

۹۔ عمار ساباطی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے ابوالخطاب کو حکم دیا تھا کہ جب مشرقی سرخی زائل ہو جائے تب نماز مغرب پڑھے مگر اس نے مغربی سرخی سمجھ لی۔ اس لئے وہ مغرب کی نماز اس وقت پڑھا کرتا تھا جب مغربی سرخی زائل ہو جاتی تھی۔ (التہذیب، الاستبصار، السرائر)

۱۰۔ محمد بن شریح بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نماز مغرب کا وقت پوچھا؟ فرمایا: جب (مشرقی) سرخی بکھر جائے اور دور چلی جائے اور ہنوز ستاروں کا جال نہ بچھے (باہم خلط ملط نہ ہوں)۔ (التہذیب)

۱۱۔ یعقوب بن شعیب بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ مغرب کی نماز ذرا سی دیر کر کے پڑھو۔ کیونکہ سورج تمہارے (ساکنان مشرق کے) ہاں تو ڈوب جاتا ہے مگر ہمارے (ساکنان مغرب کے) ہاں ہنوز نہیں ڈوبتا۔ (التہذیب والاستبصار)

۔ جارود بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے جارود! (یہ لوگ بھی عجیب ہیں) ان کو نصیحت کی جاتی ہے مگر وہ قبول نہیں کرتے یا جب کوئی بات سنتے ہیں تو اس کا ڈھنڈورا پیٹ دیتے ہیں یا جب ان سے کوئی خاص بات کی جائے تو اسے پھیلا دیتے ہیں میں نے ان سے صرف یہ کہا تھا کہ ذرا شام کر کے نماز مغرب پڑھو۔ تو انہوں نے اسے چھوڑ کر اسے اس وقت پڑھنا شروع کیا جب آسمان پر ستاروں کا جال بچھ جاتا ہے اور وہ آپس میں گڈمڈ ہو جاتے ہیں اور میں

خود اس وقت پڑھتا ہوں جب سورج کا گولہ (افق سے پہلے) گر جاتا ہے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا ابتدائی حصہ اصل مقصد پر دلالت کرتا ہے اور آخری حصہ تقیہ پر۔ (اب یہ جو احادیث کی تعبیر میں فی الجملہ اختلاف پایا جاتا ہے کہ بعض میں سورج کے گولہ کا چھپ جانا وارد ہے اور بعض میں اس کے ساتھ مشرقی سرخی کے زائل ہو جانے کی قید مذکور ہے۔ تو مؤلف علام فرماتے ہیں کہ) ان دوسری قسم کی حدیثوں پر عمل کرنا لازم ہے۔ **اولاً:** اس لئے کہ یہ نماز پڑھنے اور روزہ کھولنے میں احتیاط کے زیادہ قریب ہیں۔ **ثانیاً:** اس لئے کہ اس طرح دونوں قسم کی حدیثوں میں جمع ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اس طرح مجمل کا مبین اور مطلق کا مقید پر حمل ہو جاتا ہے۔ **ثالثاً:** دوسری روایات میں تقیہ پر محمول ہونے کا امکان ہے کیونکہ وہ اہل خلاف کے نظریہ کے مطابق ہیں مگر ان میں نہیں ہے۔ **رابعاً:** یہ فتویٰ کے اعتبار سے ہمارے اصحاب میں زیادہ مشہور ہیں۔ **خامساً:** ان کی دلالت اپنے مدعا پر زیادہ واضح و آشکار ہے۔ بخلاف پہلی قسم کے کہ ان میں اجمال واہمال پایا جاتا ہے۔ الی غیر ذلک من المرجحات۔

۱۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مغرب کا وقت یہ ہے کہ قرص آفتاب چھپ جائے اور اگر نماز پڑھنے کے بعد سورج نظر آ جائے تو اس کا اعادہ کرو۔ اور اگر روزہ کھول چکے ہوں تو روزہ ٹھیک ہے۔ البتہ اب کچھ نہ کھاؤ۔ (الفروع' التہذیب والاستبصار)

۱۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب سورج ڈوب جائے تو روزہ کھولنا جائز ہو جاتا ہے اور نماز پڑھنا واجب اور جب نماز مغرب پڑھ چکو تو نماز عشاء کا وقت داخل ہو جاتا ہے جو نصف شب تک باقی رہتا ہے۔ (الفقیہ)

۱۵۔ جابر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب سورج کا گولہ چھپ جائے تو روزہ دار روزہ افطار کر سکتا ہے اور نماز مغرب کا وقت داخل ہو جاتا ہے۔ (ایضاً)

۱۶۔ عبید اللہ بن زرارہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سفر میں ایک شخص میرا ہمسفر تھا جو مغرب کی نماز خاصی شام کر کے اور صبح کی خاصے اندھیرے میں پڑھتا تھا مگر میں مغرب کی نماز اس وقت پڑھتا تھا جب سورج ڈوب جاتا اور صبح کی اس وقت پڑھتا تھا جب صبح خوب روشن ہو جاتی تھی۔ (ایک دن) اس شخص نے مجھ سے کہا کہ جس طرح میں کرتا ہوں آپ کو ایسا کرنے سے کیا امر مانع ہے؟ کیونکہ سورج ہم سے پہلے ایک قوم پر طلوع ہو چکا ہوتا ہے (لہٰذا نماز صبح جلدی اندھیرے میں پڑھنی چاہیئے) اور جب ہمارے ہاں غروب ہوتا ہے تو ابھی ایک اور قوم پر طلوع ہوتا ہے (ہنوز غروب نہیں ہوا ہوتا لہٰذا اندھیرا کر کے نماز مغرب پڑھنی چاہیئے) راوی کا بیان ہے کہ امامؑ فرماتے ہیں کہ میں نے اس سے کہا: ہمارا فرض یہ ہے کہ ہم (اپنے افق کے مطابق عمل کریں) لہٰذا جب ہمارے ہاں سورج ڈوب جائے تو نماز مغرب پڑھیں اور جب طلوع فجر ہو

تو نماز صبح پڑھیں اور ان لوگوں کو چاہیئے کہ وہ اپنے ہاں غروب وطلوع کے مطابق عمل کریں۔ (الامالی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ شاید وہ آدمی ابوالخطاب کے اصحاب میں سے تھا جو مغربی سرخی کے زائل ہونے کے بعد نماز مغرب پڑھتا تھا اور امام علیہ السلام مشرقی سرخی کے زائل ہونے کے بعد پڑھتے تھے۔ اور ظاہر ہے کہ اس وقت سورج کسی نہ کسی قوم کے نزدیک ابھی طالع اور موجود ہوتا ہے۔ مگر اس مقدار سے زیادہ اس کا لحاظ رکھنا ہمارے لئے ضروری نہیں ہے۔ کیونکہ ہم اپنے افق کے پابند ہیں۔

۱۷۔ ابان بن تغلب، ربیع بن سلیمان اور ابان بن ارقم وغیرہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ہم مکہ سے آرہے تھے کہ جب وادی اخضر میں پہنچے تو ایک شخص کو (مغرب کی) نماز پڑھتے ہوئے دیکھا جبکہ ہم ابھی سورج کی شعاعیں دیکھ رہے تھے۔ ہم نے اس بات کا برا منایا وہ شخص نماز پڑھ رہا تھا اور ہم اس کے خلاف بددعا کر رہے تھے حتیٰ کہ اسی حالت میں اس نے ایک رکعت پڑھ لی۔ ہم نے کہا: یہ مدینہ کے جوانوں میں سے کوئی جوان ہے بالآخر جب ہم اس کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ وہ تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ہیں ہم سواریوں سے اترے اور ان کے ساتھ نماز پڑھنا شروع کی مگر ہماری ایک رکعت فوت ہوگئی۔ جب نماز پڑھ چکے تو ہم نے آپؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم آپ پر فدا ہو جائیں! آپ اس وقت نماز پڑھ رہے ہیں؟ فرمایا: جب سورج ڈوب جائے تو وقت داخل ہو جاتا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے ابتدائی حصہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اس دور کے شیعوں کے نزدیک یہ بات طے شدہ تھی کہ مشرقی سرخی زائل ہونے سے پہلے نماز مغرب کا وقت شروع نہیں ہوتا لہٰذا ممکن ہے کہ آپؑ نے تقیۃً جلدی نماز پڑھی ہو۔ اور یہ بھی امکان ہے کہ آپؑ نے اس وادی میں (پست جگہ) کے اعتبار سے ٹھیک وقت پر پڑھی ہو اور وہ شعاعیں پہاڑ کے اس طرف ہوں یعنی مغربی جانب ہوں اور ان لوگوں نے پہاڑ کے اوپر سے دیکھی ہوں۔ واللہ اعلم۔

۱۸۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن الحکم سے اور وہ بالواسطہ اماموںؑ میں سے ایک امامؑ سے نقل کرتے ہیں کہ آپؑ سے پوچھا گیا کہ نماز مغرب کا وقت کیا ہے؟ فرمایا: جب سورج کی کرسی چھپ جائے! عرض کیا گیا: کرسی کیا ہے؟ فرمایا: گولہ۔ پھر عرض کیا: اس کا گولہ کب چھپتا ہے؟ فرمایا: جب اس پر نگاہ کرو تو وہ نظر نہ آئے!۔ (التہذیب، والاستبصار، الامالی، العلل)

مؤلف علام فرماتے ہیں: باوجودیکہ اس حدیث میں تقیہ کا احتمال ہے۔ ممکن ہے کہ مراد یہ ہو کہ جب دیکھو تو نہ خود گولہ نظر آئے اور نہ اس کا اثر یعنی شعاع نظر آئے تو اس کا مطلب یہی ہے کہ مشرقی سرخی زائل ہوگئی ہے۔

۱۹۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نماز مغرب کا وقت غروب آفتاب سے شروع ہوتا ہے اور ستاروں کے جال بچھ جانے کے برقرار رہتا ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

۲۰۔ اسماعیل بن فضل ہاشمی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اس وقت نماز مغرب پڑھتے تھے جب سورج ڈوب جاتا تھا اور اس کا "حاجب" یعنی اس کی ضوء اور چمک دمک بھی چھپ جاتی تھی۔ (ایضاً)

۲۱۔ اسماعیل بن جابر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نماز مغرب کا وقت دریافت کیا۔ آپؑ نے فرمایا کہ غروب آفتاب سے شروع ہو کر (مغربی) سرخی کے زوال تک باقی رہتا ہے۔ (ایضاً)

۲۲۔ عمر بن ابونصر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جب سورج کا گولہ چھپ جائے تو نماز مغرب پڑھنے اور روزہ افطار کرنے کا وقت داخل ہو جاتا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں (حدیث نمبر ۱۲ کے ذیل پر) آپ اس کی وجہ معلوم کر چکے ہیں کہ اس قسم کی حدیثوں میں اس بات کی کوئی صراحت نہیں ہے کہ سورج ڈوبتے ہی مشرقی سرخی کے زائل ہونے سے پہلے وقت داخل ہو جاتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ ان کا اس مطلب میں ظہور ہے مگر جو روایتیں ان کے بالمقابل موجود ہیں کہ نماز کا وقت مشرقی سرخی کے زائل ہونے کے بعد داخل ہوتا ہے وہ نص صریح ہیں لہٰذا ان کو ان پر محمول کیا جائے گا۔

باب ۱۷

مغرب وعشاء کا اول وقت غروب آفتاب اور آخری وقت نصف شب ہے البتہ اول میں بقدر اداء مغرب اور آخر میں بقدر اداء عشاء مغرب وعشاء سے مختص ہے۔

(اس باب میں کل چودہ حدیثیں ہیں جن میں سے چھ مکررات کو قلمزد کرکے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جب زوال آفتاب ہو جائے تو ظہر وعصر دونوں نمازوں کا وقت داخل ہو جاتا ہے اور جب سورج غروب ہو جائے تو مغرب وعشاء دونوں نمازوں کا وقت داخل ہو جاتا ہے۔ (فرق صرف اس قدر ہے کہ یہ (مغرب وظہر) اس (عصر وعشاء) سے پہلے پڑھی جاتی ہے)۔ (الفقیہ، التہذیب)

۲۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب آفتاب غروب ہو جائے تو روزہ افطار کرنا جائز ہو جاتا ہے اور نماز مغرب پڑھنا واجب اور جب نماز مغرب پڑھ چکو تو نماز عشاء کا وقت داخل ہو جاتا ہے اور نصف شب تک باقی رہتا ہے۔ (الفقیہ)

۳۔ امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں: ایک ملک مؤکل ہے جو شخص نماز عشاء (پڑھے بغیر) سو جائے تو وہ بددعا دیتے ہوئے کہتا ہے خدا اس کی آنکھوں کو نہ سلائے۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود داؤد بن فرقد سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت

کرتے ہیں فرمایا: جب سورج ڈوب جائے تو نمازِ مغرب کا وقت داخل ہو جاتا ہے اور جب بقدر تین رکعت نماز (مغرب) ادا کرنے کے وقت گزر جائے تو نمازِ مغرب و عشاء ہر دونوں کا وقت داخل ہو جاتا ہے اور اس وقت تک باقی رہتا ہے کہ جب آدھی رات ہونے میں صرف چار رکعت ادا کرنے کا وقت باقی رہ جائے۔ اس صورت میں مغرب کا وقت ختم ہو جاتا ہے اور نصف شب ہونے تک عشاء کا وقت باقی رہتا ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

۵۔ ابن مسکان مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص نمازِ عشاء پڑھنے سے پہلے سو جائے اور جب جاگے تو آدھی رات گزر چکی ہو تو اسے چاہیئے کہ اس نماز کی قضا کرے اور خدا کی بارگاہ میں توبہ و استغفار کرے۔ (ایضاً)

۶۔ ابوبصیر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر مجھے یہ اندیشہ دامن گیر نہ ہوتا کہ امت کے لئے باعث زحمت و مشقت بن جاؤں گا (جسے میں ناپسند کرتا ہوں) تو میں ان کو حکم دیتا کہ نمازِ عشاء کو رات کی ایک تہائی تک مؤخر کریں۔ (یہ بھی مروی ہے کہ فرمایا: آدھی رات تک مؤخر کریں)۔ (الفروع)۔ البتہ تمہیں نصف شب تک اس کے پڑھنے کی رخصت ہے۔ اور جب آدھی رات گزر جائے (اور آدمی نماز نہ پڑھے) تو دو فرشتے آواز بلند ندا دیتے ہیں جو شخص نماز فریضہ پڑھے بغیر آدھی رات کے بعد سو جائے اس کی آنکھیں کبھی نہ سوئیں۔ (ایضاً)

۷۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نمازِ عشاء کا وقت رات کی ایک تہائی تک یا فرمایا: آدھی رات تک باقی رہتا ہے اور یہ نماز کو ضائع کرنا ہے۔ (ایضاً)

۸۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود اسماعیل بن مہران سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا کہ ہمارے اصحاب نے ذکر کیا ہے کہ جب زوال آفتاب ہو جائے تو ظہر و عصر کا وقت داخل ہو جاتا ہے اور جب مغرب ہو تو مغرب و عشاء کا وقت داخل ہو جاتا ہے مگر سفر و حضر میں وہ (ظہر و مغرب) اس (عصر و عشاء) سے پہلے ہے اور یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ نمازِ مغرب کا وقت رات کی ایک چوتھائی تک باقی رہتا ہے؟ امامؑ نے جواب میں لکھا کہ وقت کی بات اسی طرح ہے مگر نمازِ مغرب کا وقت تنگ[1] ہے۔ (الفروع، التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب (باب ۱۰ و باب ۱۶ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۸ و ۲۰، ۲۱، ۲۳ اور ۲۹ و ۳۰) میں ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

---

[1] اس کا تتمہ یوں ہے کہ اس کا آخری وقت مغربی سرخی کا زوال ہے اور اس کا مغربی افق پر سفید سے بدل جانا ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۱۸

نماز مغرب کو اول وقت میں ادا کرنا مستحب ہے مؤکد ہے اور بغیر عذر کے اسے مؤخر کرنا مکروہ ہے اور اگر طلب فضیلت کی خاطر مؤخر کرے تو حرام ہے اور اس کا آخری وقت فضیلت مغربی سرخی کے زوال تک ہے۔

(اس باب میں کل چوبیس حدیثیں ہیں جن میں سے نو مکررات کو قلم انداز کر کے باقی پندرہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت ثقۃ الاسلام کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زید شحام سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نماز مغرب کے وقت کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: جبرئیلؑ امین حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ہر نماز کے دو دو وقت لائے تھے (وقت فضیلت اور وقت اجزاء) سوائے نماز مغرب کے کیونکہ اس کا وقت ایک ہے جو اس کا وقت وجوب ہے۔(الفروع، التہذیب والاستبصار)

۲۔ زرارہ اور فضیل حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر نماز کے دو دو وقت ہیں سوائے نماز مغرب کے کہ اس کا وقت صرف ایک ہے اور وہ اس کا وقت وجوب ہے اور جب مغربی سرخی زائل ہو جائے تو یہ وقت ختم ہو جاتا ہے۔(الفروع)

۳۔ محدث کلینیؒ فرماتے ہیں کہ نماز مغرب کے بارے میں یہ بھی مروی ہے کہ اس کے دو وقت ہیں اور اس کا آخری وقت مغربی سرخی زائل ہونے تک باقی رہتا ہے۔ (ایضاً) (جیسا کہ بروایت ذریح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے)۔(التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ پھر محدث کلینیؒ نے ان دو قسم کی روایتوں (کہ مغرب کا وقت ایک ہے اس کے وقت دو ہیں) میں اس طرح جمع کی ہے کہ چونکہ اس کے دونوں وقت بالکل باہم قریب ہیں (مشرقی سرخی کا زوال ابتداء۔۔۔ مغربی سرخی کا زوال انتہا) تو گویا ایک ہی وقت ہے۔

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن یحییٰ الخثعمی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز مغرب پڑھتے تھے تو ان کی اقتداء میں "بنو سلمہ" نامی انصار کا ایک قبیلہ بھی نماز پڑھتا تھا جن کے گھر مدینہ سے آدھے میل کے فاصلہ پر تھے۔ وہ نماز پڑھ کے جب واپس اپنے گھروں کی طرف لوٹتے تو (روشنی کی وجہ سے) اپنے تیروں کے گرنے کے مقامات دیکھتے تھے۔(الفقیہ، الامالی)

۵۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: ملعون ہے ملعون ہے وہ شخص جو نماز مغرب کو طلب فضیلت کی خاطر مؤخر کرے (جس طرح خطابیہ کرتے ہیں) عرض کیا گیا کہ اہل عراق تو نماز مغرب اس قدر مؤخر کرتے ہیں کہ ستارے باہم مختلط ہو جاتے ہیں (اور ان کا جال بچھ جاتا ہے)۔ فرمایا: یہ ساری کارستانی دشمن خدا ابو الخطاب کی ہے۔(ایضاً)

۶۔ زید شحام بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص بغیر کسی علت و سبب کے نماز مغرب کو اس قدر مؤخر کرے کہ ستارے باہم گڈمڈ ہو جائیں تو اس سے میں خدا کی بارگاہ میں بری و بیزار ہوں۔ (امالی شیخ صدوقؒ)

۷۔ لیث حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب سورج ڈوب جاتا تھا تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تک نماز مغرب پڑھ نہیں لیتے تھے کسی اور کام کو اس پر ترجیح نہیں دیتے تھے۔ (العلل)

۸۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: نماز مغرب کا وقت اس وقت شروع ہوتا ہے جب سورج گرج جائے (ڈوب جائے) اور ستاروں کے باہم خلط ہونے تک باقی رہتا ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

۹۔ اسماعیل بن جابر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نماز مغرب کے وقت کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: غروب آفتاب سے لے کر مغربی سرخی کے زائل ہونے تک ہے۔ (ایضاً)

۱۰۔ صباح بن سیابہ اور ابواسامہ بیان کرتے ہیں کہ لوگوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نماز مغرب کے بارے میں سوال کیا اور بعض نے کہا: خدا مجھے آپ کا فدیہ بنائے ہم تو اس قدر انتظار کرتے ہیں کہ ایک (خاص) تارہ نکل آئے! فرمایا: یہ تو خطابیہ کا خیال ہے! پھر فرمایا: جبرئیل امینؑ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اس وقت مغرب کا وقت لے کر آئے تھے جب سورج ڈوبا تھا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ جب غروب کے بعد مشرقی سرخی زائل ہو جائے تو اولاً تو ضرور کوئی نہ کوئی تارا نظر آ جاتا ہے اور اگر بالفرض نظر نہ آئے تو اس کا انتظار کرنا واجب نہیں بلکہ جائز بھی نہیں ہے۔ یا شاید اصل روایت میں ''کوکب'' (تارا) کی بجائے ''کواکب'' (تارے) واقع ہو۔۔۔ یا پھر اس تارے سے (قیدانی نامی) کوئی خاص تارا مراد ہو جیسا کہ عنقریب اس کا ذکر آئے گا۔ انشاء اللہ۔

۱۱۔ قاسم بن سالم بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں ابوالخطاب (غالی) کا تذکرہ کیا گیا تو آپؑ نے اس پر لعنت کی۔ پھر فرمایا: کہ وہ (اتنا کند ذہن تھا) کوئی چیز یاد نہیں رکھ سکتا تھا چنانچہ میں نے اس سے یہ حدیث بیان کی کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فلاں جگہ پر تھے کہ سورج ڈوبا اور (مسجد) شجرہ کے پاس نماز مغرب پڑھی جبکہ درمیان میں چھ میل کا فاصلہ تھا۔ میں نے اسے بتایا تھا کہ یہ واقعہ سفر میں پیش آیا (اور سفر میں نماز مغرب کو اول وقت سے مؤخر کرنا جائز ہے) مگر اس نے اسے حضر پر منطبق کر دیا۔ (التہذیب)

۱۲۔ ابواسامہ شحام بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نماز مغرب کو

اس قدر مؤخر کرتا ہوں کہ تمام تارے بالکل واضح ہو جاتے ہیں! فرمایا: یہ تو خطابیہ کا نظریہ ہے فرمایا: جبرئیل امینؑ تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں مغرب کا وقت اس وقت لے کر آئے تھے جب سورج ڈوبا تھا۔

(ایضاً، الکشی، العلل)

۱۳۔ سعید بن جناح بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ابوالخطاب نے کوفہ کے عام لوگوں کو خراب و برباد کر دیا ہے جو اس وقت تک نماز نہیں پڑھتے جب تک (مغربی) سرخی زائل نہ ہو جائے۔ حالانکہ (تاخیر) صرف مسافر، خائف اور کسی حاجت مند کے لئے ہے۔ (ایضاً)

۱۴۔ زرارہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جہاں تک ابوالخطاب کا تعلق ہے اس نے جھوٹ بولتے ہوئے یہ کہا ہے کہ میں نے اسے حکم دیا تھا کہ وہ اور اس کے ساتھی اس وقت تک مغرب کی نماز نہ پڑھیں جب تک "قیدانی" نامی تارا نہ دیکھ لیں۔ بخدا میں تو اس تارے کو جانتا ہی نہیں ہوں۔ (الکشی)

۱۵۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود صفوان بن مہران جمالی سے روایت کرتے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے پاس ڈھیروں سارے معدہ دار حیوان بکھرے ہوئے ہیں (یا میرے بہت سے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں) جن کی وجہ سے میں مغرب کی نماز کو مغربی سرخی کے زائل ہونے تک مؤخر کرتا ہوں اس وقت مغرب اور عشاء کو اکٹھا پڑھتا ہوں۔ کہ یہ میرے لئے سہولت کا باعث ہے؟ فرمایا: جب سورج ڈوب جائے تو مغرب کی نماز پڑھا کر۔ تو اور تیرا مال سب خدا کا مال ہے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام بیان کرتے ہیں اس سے پہلے (باب ۱۶ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں اور بعض اس کے بعد (باب ۱۹ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ۔

باب ۱۹

کسی عذر کی وجہ سے نماز مغرب کا مغربی سرخی کے زائل ہونے تک مؤخر کرنا جائز ہے اور بغیر عذر کے مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل سولہ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلم زد کر کے باقی بارہ کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمر بن یزید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سفر میں نماز مغرب کا وقت رات کی ایک تہائی تک باقی رہتا ہے۔ دوسری حدیث میں رات کی ایک چوتھائی تک وارد ہے۔ (الفروع)

۲۔ حضرت کلینیؒ فرماتے ہیں کہ نصف شب تک بھی مروی ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ مقصد یہ ہے کہ جب آدھی رات ہونے میں نماز مغرب وعشاء کی سات رکعتوں کا وقت باقی رہ

جائے (تو آخری چار رکعت کا وقت عشاء سے مختص ہے)۔

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبید اللہ الحلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سفر میں اگر نماز مغرب کی ادائیگی کو مغربی سرخی کے زائل ہونے تک بھی مؤخر کر دو تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

(التہذیب والاستبصار)

۴۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سفر میں غروب آفتاب کے بعد اتنی دیر تک تم نماز مغرب کو مؤخر کر سکتے ہو کہ پانچ میل سفر طے کر لو۔ (الفقیہ)

۵۔ اسماعیل بن جابر بیان کرتے ہیں کہ میں ایک بار سفر میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ہمراہ تھا جب ہم بمقام "ذات الحشائیں" پہنچے جبکہ سورج ڈوب رہا تھا تو امامؑ نے مجھے حکم دیا کہ تم مال و متاع اور اہل و عیال کے ہمراہ چلے چلو اور میں (کچھ ضروری کام کر کے) تمہارے ساتھ شامل ہو جاؤں گا! پس میں نے اس بات کو پسند نہ کیا کہ سواری سے اتروں اور مال و عیال کو تنہا چھوڑ کر (بروقت) نماز پڑھوں۔ جبکہ امامؑ نے یہ حکم دیا تھا کہ تم ان کے ہمراہ چلنا۔ پس میں برابر چلتا رہا۔ حتیٰ کہ امام علیہ السلام پہنچ گئے۔ آتے ہی پوچھا: اسماعیل! کیا مغرب کی نماز پڑھی ہے؟ عرض کیا: نہیں۔ پس امامؑ سواری سے اترے اور اذان و اقامت کہی۔ اور نماز مغرب پڑھی اور میں نے بھی ان کی اقتداء میں پڑھی۔ جہاں میں امام علیہ السلام کو چھوڑ آیا تھا اور جہاں امامؑ آکر شامل ہوئے ان کے درمیان چھ میل کا فاصلہ تھا۔ (ایضاً)

۶۔ ابو ہمام اسماعیل بن ہمام بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کو دیکھا جبکہ ہم لوگ آپؑ کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ نے اس وقت تک نماز مغرب نہیں پڑھی جب تک ستارے ظاہر نہیں ہو گئے۔ بعد ازاں اٹھے اور ابن ابو محمود کے گھر کے دروازہ کے پاس ہی ہمیں نماز باجماعت پڑھائی۔ (التہذیب والاستبصار)

۷۔ داؤد الصرمی بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دن حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپؑ (عصر کے بعد گفتگو کرنے بیٹھے یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔ پھر شمع منگوائی مگر آپؑ پھر بھی (ضروری) گفتگو میں برابر مصروف رہے۔ جب میں گھر سے باہر نکلا تو مغربی سرخی زائل ہو چکی تھی۔ تب امامؑ نے پانی طلب فرمایا اور وضو کر کے مغرب کی نماز پڑھی[1]۔ (ایضاً)

۸۔ عمر بن یزید بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں بعض اوقات مخالفین کے ساتھ ہوتا ہوں مغرب کے وقت واپس لوٹتا ہوں۔ جب مساجد کے پاس سے گزرتا ہوں تو نماز قائم ہو چکی ہوتی ہے۔ (صفیں کھڑی ہو چکی ہوتی ہیں) پس اگر میں سواری سے اتر کر ان کے ہمراہ نماز پڑھتا ہوں تو نہ اذان و اقامت کہہ سکوں گا اور

---

[1] حضرت شیخ طوسی قدس سرہ القدوسی نے ان دونوں روایتوں کو ضرورت پر محمول کیا ہے۔ وهو فی محلہ۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

نہ ہی باقاعدہ طور پر نماز شروع کر سکوں گا (لیکن اگر مؤخر کروں تو گھر جا کر آرام و اطمینان سے پڑھ سکوں گا) تو؟ فرمایا: گھر جا کر آرام سے کپڑے اتار کر اور اگر وضو کرنا ہے تو وضو کر کے اطمینان سے نماز پڑھ کیونکہ رات کے چوتھائی حصہ تک تمہارے لئے وقت وسیع ہے۔ (التہذیب)

۹۔ عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے حضر میں نماز مغرب کے متعلق سوال کیا کہ آیا اسے کچھ دیر کے لئے مؤخر کیا جا سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں کوئی حرج نہیں ہے۔ اگر روزہ سے ہے تو پہلے روزہ افطار کرے پھر نماز پڑھے اور اگر کوئی ضروری کام ہے تو پہلے اسے انجام دے پھر نماز پڑھے۔ (التہذیب والاستبصار)

۱۰۔ جمیل بن دراج بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو مغربی سرخی کے زائل ہونے کے بعد نماز مغرب پڑھتا ہے؟ فرمایا: اگر کسی علت و سبب کی وجہ سے ایسا کرتا ہے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ پھر عرض کیا: اگر کوئی مغربی سرخی زائل ہونے سے پہلے عشاء کی نماز پڑھے تو؟ فرمایا: اگر کسی وجہ سے ایسا کیا ہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ (ایضاً)

۱۱۔ علی بن یقطین بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) سے سوال کیا کہ ایک آدمی کو راستہ میں نماز مغرب کا وقت داخل ہو جاتا ہے تو آیا اسے اس قدر مؤخر کر سکتا ہے کہ مغربی سرخی زائل ہو جائے؟ فرمایا: ہاں سفر کی حالت میں ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن حضر میں اس سے تھوڑا سا پہلے پڑھ لے۔ (ایضاً)

۱۲۔ طلحہ بن زید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل فرماتے ہیں کہ جب کبھی بارش والی رات ہوتی تھی تو آنحضرت مغرب کو قدرے مؤخر اور عشاء کو قدرے مقدم کر کے جمع بین الصلاتین کرتے تھے اور فرماتے تھے جو دوسروں پر رحم نہیں کرتا خود اس پر بھی رحم نہیں کیا جائے گا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۸ میں) گزر چکی ہیں اور بعض اس کے بعد (باب ۲۱ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۰

پہاڑ پر چڑھ کر یہ دیکھنا کہ سورج ڈوبا ہے یا نہ؟ واجب نہیں ہے بلکہ اپنی رہائش گاہ کے مطابق اس کا ڈوبنا اور مشرقی سرخی کا زائل ہو جانا کافی ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ بن مہران سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ بسا اوقات ہم نماز مغرب پڑھتے تو ہیں مگر یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں پہاڑ کے پیچھے سورج

موجود نہ ہو۔ یا ایسا نہ ہو کہ پہاڑ نے ہم سے سورج کو چھپا رکھا ہو؟ فرمایا: تم پر پہاڑ پر چڑھنا واجب نہیں ہے۔

(التہذیب، الاستبصار، الفقیہ، الامالی)

۲۔ ابواسامہ یا کوئی اور شخص بیان کرتا ہے کہ ایک بار ایسا ہوا کہ لوگ نماز مغرب پڑھ رہے تھے کہ میں کوہ ابوقبیس پر چڑھا، دیکھا کہ پہاڑ کے اس طرف سورج موجود ہے جو ابھی نہیں ڈوبا۔ صرف پہاڑ کی وجہ سے لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہو گیا تھا۔ چنانچہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو یہ ماجرا بیان کیا۔ آپؑ نے (چیں بہ جبیں ہو کر) فرمایا: تو نے ایسا کیوں کیا؟ (پھر فرمایا) تو نے برا کیا! تمہارا کام صرف یہ ہے کہ جب پہاڑ کے پیچھے تمہیں سورج نظر نہ آئے، ڈوب جائے یا صرف چھپ جائے تو نماز پڑھو مگر یہ کہ بادل یا تاریکی چھا جائے (ورنہ غروب کا اطمینان حاصل کرنا چاہیئے۔ پھر فرمایا) تم پر اپنے مشرق و مغرب کی پابندی لازم ہے۔ لوگوں پر واجب نہیں ہے کہ (پہاڑوں پر چڑھ کر) اس کی جستجو کریں۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس بات کے منافی نہیں ہے جو ہم نے نماز مغرب کے بارے میں اختیار کی ہے کہ مشرقی سرخی کے زائل ہونے کے بعد نماز مغرب پڑھنی چاہیئے کیونکہ ممکن ہے کہ ادھر مشرقی سرخی بھی زائل ہو جائے اور ادھر پہاڑ کے پیچھے سورج موجود ہو۔۔۔ کیونکہ سورج ایک قوم پر غروب ہوتا ہے تو دوسری قوم پر طلوع ہوتا ہے۔ اور امامؑ نے پہاڑ پر چڑھنے کی اس لئے ممانعت فرمائی ہے کہ ایسا کرنا واجب نہیں ہے بلکہ ہر شخص پر (اپنے افق کے مطابق) اپنی مشرق و مغرب کی پابندی ضروری ہے اور بس۔۔۔ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۶ میں بھی) گزر چکی ہیں۔ فراجع۔

باب ۲۱

نماز عشاء کا مغربی سرخی کے زائل ہونے تک مؤخر کرنا مستحب مؤکد ہے اور اس کا آخری وقتِ فضیلت رات کی ایک تہائی تک ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ نماز مغرب کا وقت یہ ہے کہ جب سورج غروب ہو جائے یعنی اس کا گولہ چھپ جائے۔ نیز میں نے آپؑ کو یہ فرماتے ہوئے بھی سنا کہ ایک رات حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز عشاء پڑھنے میں اس قدر تاخیر کی جتنی خدا نے چاہی (یعنی خاصی تاخیر کی)۔ عمر نے جا کر دق الباب کیا اور کہا: یا رسول اللہ! عورتیں سو گئیں اور بچے بھی سو گئے! آنحضرتؐ (خشمگیں ہو کر) برآمد ہوئے اور فرمایا: تمہیں یہ حق نہیں پہنچتا کہ مجھے اذیت پہنچاؤ اور مجھ پر حکم چلاؤ! بلکہ تم پر یہ واجب ہے کہ میری بات سنو اور اطاعت کرو۔ (التہذیب)

۲۔ یہاں وہ حدیث درج ہے جو باب ۱۷ حدیث نمبر ۶ پر درج ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اگر امت کی

زحمت کا خوف نہ ہوتا تو حکم دیتا کہ رات کی تہائی تک نمازِ عشاء کو مؤخر کرو۔

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں کہ نمازِ عشاء کا وقت رات کی ایک تہائی تک ہے۔ حضرت شیخ صدوقؒ فرماتے ہیں کہ یہ اوسط وقت ہے۔ (جبکہ پہلا وقت مغربی سرخی کا وقت ہے) اور آخری وقت نصف شب ہے۔ (الفقیہ)

۴۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر بچوں کے سو جانے اور کمزور پر کمزوری کے غلبہ کا خوف نہ ہوتا تو میں نمازِ عشاء کو ثلث شب تک مؤخر کر دیتا۔ (علل الشرائع)

۵۔ جناب شیخ احمد بن علی بن ابی طالب الطبرسی مرفوعاً زہدی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے (امامؑ کے نائب خاص) ابوجعفر محمد بن عثمان عمری سے خواہش کی انہیں امام صاحب الزمان تک پہنچا ئیں۔ چنانچہ انہوں نے انہیں امامؑ کی خدمت میں پہنچایا۔ عمری بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے جس قدر مسائل پوچھے امامؑ نے جواب دیے۔ پھر امامؑ اٹھے اور گھر میں داخل ہو گئے۔ راوی کہتا ہے کہ میں پھر ان کی خدمت میں گیا کہ کچھ اور پوچھوں۔ پھر امامؑ نے نہ میری بات سنی اور نہ مجھ سے کلام کیا بس صرف اتنا فرمایا: ملعون ہے ملعون ہے وہ شخص جو صبح کی نماز کو اس قدر مؤخر کرے کہ سب ستارے ڈوب جائیں۔ یہ فرمایا: اور پھر گھر کے اندر چلے گئے۔ (احتجاج)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ نمازِ عشاء کے مؤخر کرنے سے شاید مغرب اور عشاء کا مؤخر کرنا مراد ہے۔ اور لعنت اس وجہ سے ہے کہ اس نے نمازِ مغرب کو مؤخر کیا ہے۔ یا اس وجہ سے ہے کہ کوئی شخص نمازِ مغرب ادا کر کے عشاء کی نماز کو مؤخر کرنا واجب سمجھے اور اس طرح صبح کی نماز کو ستاروں کے ڈوبنے تک مؤخر کرنا لازم جانے۔ واللہ العالم۔

باب ۲۲

جب کوئی شرعی عذر نہ ہو تو مغربی سرخی کے زوال سے پہلے نمازِ عشاء کا پڑھنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود عبید اللہ الحلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سفر میں اگر نمازِ مغرب کو مغربی سرخی کے زائل ہونے تک مؤخر کر دیا جائے یا سفر میں عشاء کو اس سرخی کے زائل ہونے پر مقدم کر دیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

۲۔ زرارہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بغیر کسی علت و وجہ کے لوگوں کو مغربی سرخی زائل ہونے سے پہلے نمازِ مغرب و عشاء باجماعت پڑھائی اور یہ اس لئے کیا کہ امت کے لئے وقت وسیع ہو جائے۔ (ایضاً)

۴۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ آیا اگر کوئی شخص مغربی سرخی زائل ہونے سے پہلے نماز عشاء پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں کوئی حرج نہیں ہے۔ (التہذیب)

۵۔ عبیداللہ اور عمران پسران علی حلبی بیان کرتے ہیں کہ ہم راستے میں باہم جھگڑتے رہے کہ آیا نماز عشاء مغربی سرخی زائل ہونے سے پہلے پڑھی جا سکتی ہے یا نہ؟ اور ہم میں کچھ وہ لوگ بھی تھے جن کا اس بحث کی وجہ سے سینہ تنگ ہو رہا تھا۔ چنانچہ جب ہم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان سے یہی مسئلہ پوچھا کہ آیا شفق کے زائل ہونے سے پہلے نماز عشاء پڑھی جا سکتی ہے؟ فرمایا: ہاں کوئی حرج نہیں ہے! ہم نے عرض کیا: شفق کیا ہے؟ فرمایا: (مغربی) سرخی۔ (ایضاً)

۶۔ اسحاق بطیخی بیان کرتے ہیں کہ میں نے (سفر میں) دیکھا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے (مغربی) سرخی زائل ہونے سے پہلے نماز عشاء پڑھی اور پھر روانہ ہو گئے۔ (ایضاً)

۷۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ آیا حضر میں مغربی سرخی کے زائل ہونے سے پہلے بغیر کسی خاص وجہ کے مغرب و عشاء کی نماز جمع کر کے پڑھی جا سکتی ہے؟ فرمایا: ہاں۔ کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱۳ و ۱۶ و ۱۹ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں جو ایسا کرنے کے جواز اور کراہت پر دلالت کرتی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۱ و ۳۲ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۳

وہ شفق جس کا زائل ہونا عشاء کے وقت فضیلت کے لیے معتبر ہے اس سے مراد سرخی ہے نہ وہ سفیدی جو سرخی کے بعد ہوتی ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمران بن علی حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ عشاء کی نماز کب واجب ہوتی ہے؟ فرمایا: جب مغربی شفق زائل ہو جائے (پھر فرمایا) شفق سے مراد سرخی ہے۔ عبیداللہ (بن علی حلبی) نے عرض کیا: اصلحک اللہ! مغربی سرخی کے زائل ہونے کے بعد کچھ سفیدی باقی رہ جاتی ہے جو پھیل جاتی ہے؟ فرمایا: شفق سرخی کا نام ہے۔ سفیدی شفق نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ ابن فضال بیان کرتے ہیں کہ علی بن اسباط نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے سوال کیا جبکہ ہم بھی سن رہے تھے۔ شفق سرخی کو کہتے ہیں یا سفیدی کو؟ فرمایا: سرخی کو۔۔۔ (پھر فرمایا) اگر شفق سفیدی کا نام ہوتا تو پھر تو (عشاء کا وقت) رات کی ایک تہائی گزرنے کے بعد ہوتا۔ (الفروع)

۳۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود بکر بن محمد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ نماز مغرب کا وقت کب داخل ہوتا ہے؟ فرمایا: جب سورج کا گولہ چھپ جائے! پھر عرض کیا: اور عشاء کا کب؟ فرمایا: جب شفق زائل ہو جائے۔ پھر فرمایا: اگر شفق کی علامت سرخی ہے پھر ہاتھ سے اشارہ کرکے فرمایا: اس (زائل ہو جائے)۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۲۲ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۲۴

اس شخص کی نماز مغرب و عشاء کا وقت جس پر مشرق و مغرب مخفی ہو جائے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن ریان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے (امام علی نقی علیہ السلام) کی خدمت میں خط لکھا کہ ایک شخص جو گھر کی چار دیواری کے اندر ہے اور اس کی (بلند) دیواریں اسے مغربی سرخی اور اس کے زائل ہونے کو دیکھنے سے مانع ہیں کہ آیا نماز عشاء کا وقت داخل ہوا ہے یا نہ؟ اسے کب پڑھے اور کیا کرے؟ امامؑ نے اپنے دستخطوں سے جواب لکھ بھیجا کہ مغرب کی نماز اس وقت پڑھے جب آسمان پر ستارے نمایاں ہو جائیں اور عشاء کی اس وقت پڑھے جب ستارے باہم گتھم گتھا ہو جائیں اور غروب ہونے کی جگہ (سرخی کی بجائے) سفیدی آ جائے۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار، السرائر)

باب ۲۵

جو شخص وقت کے داخل ہونے کا گمان کرکے نماز شروع کرے جبکہ ہنوز وقت داخل نہیں ہوا تھا البتہ اثناء نماز میں وقت داخل ہو جائے تو وہ نماز کافی ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود اسماعیل بن رباح سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم یہ خیال کرکے نماز پڑھنا شروع کرو کہ وقت داخل ہو گیا ہے۔ جبکہ در اصل ابھی وقت داخل نہیں ہوا تھا۔ ہاں البتہ ابھی تم نماز میں مشغول تھے کہ وقت داخل ہو گیا تو وہ نماز کافی ہے۔ (اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے)۔

(الفروع، التہذیب، الفقیہ)

باب ۲۶

نماز صبح کا وقت صبح صادق سے لے کر طلوع آفتاب تک ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت محدث کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: صبح کی نماز کا وقت پو پھٹنے سے لے کر صبح (سفیدی) کے آسمان پر پھیلنے تک ہے اور جان بوجھ کر (آخری وقت تک) اس کو مؤخر نہیں کرنا چاہیئے سوائے کسی مشغول آدمی کے یا جو بھول جائے یا سو تا رہ جائے۔(الفروع' التہذیب والاستبصار)

۲۔ زرارہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جب صبح صادق ہو جائے تو نماز صبح کا وقت داخل ہو جاتا ہے۔(الفروع)

۳۔ یزید بن خلیفہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نماز صبح کا وقت صبح صادق کے شروع ہونے سے لے کر خوب روشنی پھیل جانے تک ہوتا ہے۔(ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے صبح کی نماز اس وقت پڑھی جب فجر طلوع ہو رہی تھی؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں۔(التہذیب والاستبصار)

۵۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر نماز کے دو وقت ہوتے ہیں اور ان میں سے افضل پہلا وقت ہوتا ہے اور نماز صبح کا وقت پو پھٹنے سے شروع ہوتا ہے اور اس وقت تک باقی رہتا ہے کہ صبح (سفیدی) پورے آسمان پر پھیل جائے۔ عمداً اسے اس وقت تک مؤخر نہیں کرنا چاہیئے ہاں اگر کوئی بندہ مصروف ہو یا نماز پڑھنا بھول جائے یا سو تا رہ جائے تو اس کے لئے یہ تاخیر روا ہے اور مغرب کا وقت سورج کے ڈوبنے سے لے کر ستاروں کا جال بچھ جانے تک ہے۔ اور یہ بات کسی شخص کے لئے روا نہیں ہے کہ وہ بغیر بیماری یا کسی شرعی عذر کے آخری وقت کو اپنا ہمیشہ کا وقت بنائے۔(ایضاً)

۶۔ زرارہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نماز صبح کا وقت طلوع فجر سے لے کر طلوع آفتاب تک باقی رہتا ہے۔(ایضاً)

۷۔ عمار بن موسیٰ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے متعلق فرمایا: جس پر نیند کا غلبہ ہو جائے یا ضروری کام کی وجہ سے صبح صادق کے نمودار ہوتے ہی نماز صبح نہ پڑھ سکے تو وہ طلوع آفتاب تک پڑھ سکتا ہے اور یہ رخصت صرف فریضہ میں ہے۔(ایضاً)

۸۔ عبید بن زرارہ از امام جعفر صادق علیہ السلام والی حدیث قبل ازیں (باب ۱۰ نمبر ۶ پر) گزر چکی ہیں جس میں وارد ہے کہ سورج ابھرنے تک نماز صبح قضا نہیں ہوتی۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۰ و ۲۱ اور اعداد الفرائض باب ۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۷ و ۳۰ و ۳۸ و ۵۱ و ۵۸ و ۵۹ میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۷

نماز صبح کا وقت دوسری فجر کا طلوع ہے جو افق پر پھیل جاتی ہے (صبح صادق) نہ پہلی فجر کا طلوع جو شبنمی ہوتی ہے (صبح کاذب)

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادخود ابوبصیر لیث المرادی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ روزہ دار پر کب کھانا پینا حرام ہوتا ہے اور کب نماز صبح کا پڑھنا مباح ہوتا ہے؟ فرمایا: جب فجر سفید کتان سے بنے ہوئے کپڑے کی طرح افق پر پھیل جائے پس اس وقت روزہ دار پر کھانا پینا حرام ہوتا ہے اور نماز صبح کا پڑھنا حلال ہو جاتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ کیا سورج کی شعاعیں پھوٹنے تک ہمارا وقت باقی نہیں رہتا؟ فرمایا: تم کہاں چلے گئے؟ یہ تو بچوں کا وقت ہے۔ (الفقیہ، الفروع، التہذیب)

۲۔ علی بن عطیہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: صبح (صادق) وہ ہے کہ جب اسے دیکھو تو (افق پر) یوں پھیلی ہوئی ہو کہ گویا سوراء[1] نامی مقام کی نہر ہے۔ (کتب اربعہ)

۳۔ شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ جب فجر پھیل جائے اور خوب روشن ہو جائے یہ نماز صبح کا وقت ہے اور وہ فجر جو لمبائی میں بھیڑیے کی دم سے مشابہ ہوتی ہے یہ صبح کاذب ہے اور جو صبح صادق ہے وہ کتان کے کپڑے کی طرح سفید اور پھیلی ہوئی ہوتی ہے۔ (الفقیہ)

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود علی بن مہزیار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ابوالحسن بن الحسین نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا جس کا مضمون یہ تھا "میں آپ پر فدا ہوں! آپ کے نام لیواؤں نے نماز صبح کے (وقت میں) باہم اختلاف کیا ہے۔ کچھ اس وقت پڑھتے ہیں جب پہلی شبنمی فجر طلوع ہوتی ہے (صبح کاذب) اور کچھ اس وقت پڑھتے ہیں جب افق کے نچلے حصہ پر پھیل جاتی ہیں اور نمایاں ہو جاتی ہے (صبح صادق)۔ اب میں نہیں جانتا کہ ان میں سے افضل وقت کون سا ہے؟ تا کہ اس میں پڑھوں؟ اگر مناسب سمجھیں تو مجھے افضل وقت کی نشاندہی کریں اور اس کی حد بندی کر

---

[1] عراق میں بمقام بابل ایک مقام کا نام ہے۔ (مرآۃ العقول)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

دیں کہ اگر چاند ہو یا بادل ہو، سفر ہو یا حضر اور سرخی نمودار ہونے تک صبح کا پتہ نہ چلے تو کیا کروں۔ کس طرح کروں تا کہ اس کے مطابق عمل کر سکوں انشاء اللہ۔ امام علیہ السلام نے اپنے دستخطوں سے جو جواب لکھا جسے میں نے بچشم خود پڑھا یہ تھا "خدا تم پر رحم کرے فجر (صبح صادق) وہ سفید خط ہے جو افق پر پھیلا ہوا ہوتا ہے اور یہ وہ سفیدی نہیں جو اوپر کی طرف بلند ہوتی ہے (فجر کاذب) سفر ہو یا حضر جب تک فجر صادق واضح نہ ہو جائے اس وقت تک نماز نہ پڑھو۔ خداوند عالم نے اپنی مخلوق کو کسی شک و شبہ میں نہیں رکھا۔ چنانچہ فرماتا ہے: "کلوا واشربوا حتّٰی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر" (جب تک سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے جدا نہ ہو جائے اس وقت تک کھاؤ پیو) پس سفید دھاگہ وہ ہے جو افق پر (عرض میں) پھیل جاتا ہے جس کے بعد روزہ میں کھانا پینا حرام ہو جاتا ہے اور اس کے ساتھ نماز واجب ہوتی ہے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۵۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: "حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح کی دو رکعت نماز فریضہ اس وقت پڑھتے تھے جب فجر پھیل جاتی اور خوب روشن ہو جاتی تھی۔ (التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۰ و ۲۶ اور اعداد الفرائض باب ۱۴ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۸ میں اور ج ۴ باب الصوم باب ۴۲، ۴۳، ۴۴ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ۔

باب ۲۸

نماز صبح کا اول وقت میں پڑھنا مستحب مؤکد ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: نماز صبح کے بارے میں مجھے افضل ترین وقت سے آگاہ فرمائیں؟ فرمایا: صبح صادق ہوتے ہی چنانچہ خداوند عالم فرماتا ہے: "ان قرآن الفجر کان مشھودا" اس سے مراد نماز صبح ہے جس کی ادائیگی کے وقت رات اور دن والے فرشتے (کراماً کاتبین) حاضر ہوتے ہیں پس جب کوئی بندہ صبح کی نماز طلوع فجر ہوتے ہی پڑھتا ہے تو اسے شب و روز کے فرشتے لکھ لیتے ہیں۔ (تہذیب واستبصار، ثواب الاعمال، العلل)

۲۔ ابو بصیر مکفوف (نابینا) بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ روزہ رکھنے والے پر کب کھانا حرام ہوتا ہے؟ فرمایا: جب صبح سفید کتان سے بنے ہوئے کپڑے کی طرح روشن ہو جائے! عرض کیا: نماز کب جائز ہوتی ہے؟ فرمایا: اسی وقت! عرض کیا: کیا اس وقت سے لے کر طلوع آفتاب تک سارا وقت نہیں ہے؟ فرمایا: نہ! ہم تو اس وقت کی نماز کو بچوں کی نماز شمار کرتے ہیں! فرمایا: (سابقہ دور میں) وہ شخص قابل تعریف نہیں سمجھا جاتا تھا جو مسجد میں جا کر نماز پڑھتا تھا

اور واپس آ کر اپنے اہل و عیال اور بچوں کو بیدار کرتا تھا۔ (بلکہ قابل تعریف وہ تھا جو صبح صادق ہوتے ہی اپنے اہل و عیال کو بیدار کر دیتا تھا)۔ (التہذیب والاستبصار)

۳۔ زریق حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ آپؑ نماز صبح اندھیرے میں صبح صادق کے ظاہر ہوتے ہی اس کے پھیلنے سے پہلے ادا کرتے تھے اور فرماتے تھے: "و قرآن الفجر ان قرآن الفجر کان مشهوداً" جب رات والے فرشتے اوپر جا رہے ہوتے ہیں اور دن والے فرشتے نیچے آ رہے ہوتے ہیں تو میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ میری نماز کے وقت دونوں قسم کے فرشتے حاضر ہوں۔ اور آپؑ مغرب کی نماز سورج کا گولہ چھپتے ہی ستاروں کے ظاہر ہونے سے پہلے پڑھتے تھے۔ (امالی شیخ طوسیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس مطلب پر دلالت کرنے والی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳ و ۲۶ اور اعداد الفرائض میں) گزر چکی ہیں اور بعض اس کے بعد (باب ۵۱ و ۵۹ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ۔

باب ۲۹

نماز عشاء سے پہلے سونا اور اس کے بعد بات چیت کرنا مکروہ ہے اور جو شخص نصف شب ہونے تک سوتا رہے اس پر قضا اور اس دن کا روزہ بطور کفارہ ضروری ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عمرو اور انس بن محمد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرینؑ کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حضرت علی علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: یا علیؑ! مغرب اور عشاء کے درمیان سونا مکروہ ہے۔ کیونکہ ایسا کرنا آدمی کو رزق سے محروم کر دیتا ہے۔ (الفقیہ)

۲۔ عبداللہ بن الحسین بن زید بن علی بن الحسینؑ اپنے والد (حسین) سے اور وہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے (آباء طاہرینؑ کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: اے امت (مرحومہ) خداوند عالم نے تمہارے لئے چوبیس عادتوں کو مکروہ قرار دیا ہے۔ میں بھی تم کو ان سے روکتا ہوں۔ نماز عشاء سے پہلے سونا اور نماز عشاء پڑھ کر دنیوی) باتیں کرنا (بلکہ اس کے بعد جلد سو جانا چاہیئے)۔ (الفقیہ، الامالی)

۳۔ شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں مروی ہے کہ جو شخص نماز عشاء سے پہلے سو جائے اور نصف شب تک سوتا رہے اسے چاہیئے کہ اس نماز کی قضا کرے اور بطور سزا صبح روزہ بھی رکھے یہ سب کچھ اس لئے ضروری ہے کہ وہ نصف شب تک سوتا رہا ہے۔ (الفقیہ)

۴۔ زرارہ امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا نے ایک فرشتہ مقرر کر رکھا ہے جس کا کام اس شخص کو بددعا دینا ہے جو نماز عشاء پڑھے بغیر سو جائے اور پھر نصف شب تک سوتا رہے۔ فرشتہ کہتا ہے: خدا اس کی آنکھوں کو نہ سلائے۔ (عقاب الاعمال، علل الشرائع، محاسن برقی)

۵۔ حضرت شیخ طوسیؒ باسناد خود ابن مسکان سے اور وہ مرفوعاً جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص نماز عشاء پڑھے بغیر سو جائے اور پھر بیدار نہ ہو حتیٰ کہ آدھی رات گزر جائے اسے چاہیئے کہ اس کی قضا کرے اور خدا سے استغفار کرے (طلب بخشش کرے)۔ التہذیب)

۶۔ جناب سید مرتضیٰ علم الہدیٰ اپنے رسالہ "محکم و متشابہ" میں بحوالہ تفسیر نعمانی باسناد خود اسماعیل بن جابر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرینؑ کے سلسلہ سند سے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب میں (شب معراج) جنت میں داخل ہوا تو اس میں یاقوت سرخ کا ایک قصر دیکھا۔ میں نے جبرئیل سے کہا کہ یہ قصر کس کے لئے ہے؟ کہا: جو عمدہ کلام کرے، ہمیشہ روزہ رکھے، لوگوں کو کھانا کھلائے اور اس وقت تہجد پڑھے جب لوگ سوئے ہوئے ہوں! پھر فرمایا: کیا جانتے ہو کہ جب لوگ سوئے ہوئے ہوں تو نماز تہجد پڑھنے کا مطلب کیا ہے؟ میں نے کہا: خدا اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں! فرمایا: مطلب یہ ہے کہ اس وقت تک نہ سوئے جب تک نماز عشاء نہ پڑھ لے۔ اور لوگوں سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں جو مغرب و عشاء کے درمیان سو جاتے ہیں۔ (رسالہ محکم و متشابہ)

۷۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن مغیرہ سے وہ بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص نماز عشاء پڑھے بغیر سو جائے اور آدھی رات کے بعد اٹھے، اسے چاہیئے کہ وہ نماز بھی پڑھے اور صبح (بطور کفارہ) روزہ بھی رکھے۔ (الفروع)

باب ۳۰

جو شخص ایک رکعت وقت کے اندر پڑھ چکے اور پھر وقت نکل جائے تو وہ بطور ادا نماز پڑھے گا اور اگر وقت کی ابتداء یا انتہاء میں حیض آجائے تو اس کا حکم؟

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عمار بن موسیٰ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جو شخص نماز صبح کی ایک رکعت پڑھ چکے تو سورج نکل آئے وہ نماز کو (بطور ادا) مکمل کرے اس کی نماز ہوگئی ہے۔ (التہذیب)

۳۔ اصبغ بن نباتہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص سورج ابھرنے سے پہلے نماز صبح کی ایک رکعت پڑھ لے تو اس نے گویا تمام نماز کو ادا پڑھا ہے۔ (ایضاً والاستبصار)

عمار ساباطی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: اگر کوئی شخص صبح کی ایک رکعت پڑھ لے اور سورج نکل آئے تو اپنی نماز کو مکمل کرے اس کی نماز درست ہے۔ اور اگر ہنوز ایک رکعت بھی نہیں پڑھی تھی کہ سورج نکل آیا تو اس وقت تک نہ پڑھے جب تک سورج نکل نہ آئے اور اس کی شعاع چلی نہ جائے۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ محمد بن مکی (شہید اول) کتاب الذکریٰ میں فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ فرمایا: جو شخص (وقت کے اندر) ایک رکعت پڑھ لے تو گویا اس نے تمام نماز پڑھ لی ہے۔ (الذکریٰ)

۵۔ نیز انہی حضرت سے مروی ہے فرمایا: جو شخص دن ڈوبنے سے پہلے نماز عصر کی ایک رکعت پڑھ لے تو اس نے گویا سورج کو پالیا ہے (یعنی ادا پڑھی ہے)۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اوقات نماز میں حیض کے آنے کا حکم اس سے پہلے (ج ا باب ۴۸ و ۴۹ میں باب الحیض میں) بیان کیا جا چکا ہے (وہاں رجوع کیا جائے)۔

باب ۳۱

دو نمازوں کو ایک وقت میں جماعت کے ساتھ یا فرادیٰ پڑھنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں ایک بارش والی رات میں مسجد نبویؐ میں نماز مغرب کے وقت حاضر ہوا۔ (مغربی) سرخی زائل ہونے کے قریب تھی کہ لوگوں نے اذان واقامت کہہ کر نماز مغرب پڑھی۔ پھر لوگوں کو صرف اس قدر مہلت دی کہ انہوں نے دوگانہ نافلہ ادا کیا۔ پھر وہیں مسجد میں منادی کھڑا ہوا اور اقامت کہی اور لوگوں نے نماز عشاء ادا کی پھر لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ ماجرا بیان کیا! فرمایا: ہاں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ (الفروع)

۲۔ صفوان جمالی بیان کرتے ہیں (ایک مرتبہ) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے زوال آفتاب کے وقت ایک اذان اور دو اقامت کے ساتھ ہمیں نماز ظہر وعصر (اکٹھی) پڑھائی۔ اور فرمایا: میں ایک ضروری کام کے سلسلہ میں جا رہا ہوں۔ تم نوافل پڑھو۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سفر میں ہوتے یا کسی کام کے سلسلہ میں جلدی ہوتی تو ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کو ملا کر پڑھ لیتے تھے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: سفر کی حالت میں اگر مغربی سرخی زائل ہونے سے پہلے نماز عشاء کو پڑھ لیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معاذ بن جبل (صحابی رسولؐ) سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (جنگ) تبوک والے سال ظہر وعصر اور مغرب وعشاء جمع بین الصلوٰتین کرتے ہوئے ملا کر پڑھی۔

(امالی شیخ طوسیؒ)

۵۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود عبداللہ بن میمون القداح سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ (امام محمد باقر علیہ السلام) بچوں کو حکم دیتے تھے کہ وہ جمع بین الصلاتین کریں یعنی ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کو ملا کر پڑھیں۔ فرماتے تھے: جب تک باوضو ہیں (یہ بہتر ہے کہ دونوں نمازیں مل کر پڑھ لیں) قبل اس کے کہ کسی اور کام میں مشغول ہو جائیں۔ (قرب الاسناد)

۶۔ جناب شیخ محمد بن مکی (شہید اول) علیہ الرحمہ عبداللہ بن سنان کی کتاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر میں ظہر وعصر اور مغرب وعشاء میں جمع بین الصلوٰتین کرتے تھے۔ فرمایا: ایسا اس وقت کرتے تھے جب انہیں جلدی ہوتی تھی۔ پھر فرمایا: اور ان کو الگ الگ (وقت فضیلت پر) ادا کرنا افضل ہے۔ (کتاب الذکریٰ)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (ج ا باب ۳ و ۱۹ نواقض وضو اور باب ۴ اعداد الفرائض اور موجودہ ابواب میں سے باب ۸، ۱۰، ۱۹ و ۳۳ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) آئیں گی انشاء اللہ۔

باب ۳۲

بغیر عذر شرعی کے بھی جمع بین الصلاتین جائز ہے۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بغیر کسی اہم علت وسبب کے حضر میں ظہر وعصر کو ایک اذان اور دو اقامتوں

سے اور مغرب و عشاء کو ایک اذان اور دو اقامتوں سے ملا کر پڑھا[1]۔ (الفقیہ)

۲۔ اسحاق بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بغیر کسی علت و سبب کے ایک ہی جگہ ظہر و عصر ملا کر پڑھی جس پر عمر نے کہا جو کہ (آنحضرتؐ پر ایراد کرنے میں) سب سے زیادہ جری تھے "کیا نماز کے متعلق کوئی نیا حکم نازل ہوا ہے؟" فرمایا: نہ! میں نے چاہا کہ امت کے لئے وسعت پیدا کروں (کہ اس طرح بھی کر سکتے ہیں!)۔ (العلل)

۳۔ عبدالملک القمی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا میں بغیر کسی علت کے جمع بین الصلاتین کر سکتا ہوں؟ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے امت کی تخفیف و سہولت کی خاطر ایسا کیا۔ (ایضاً)

۴۔ جناب عبداللہ بن عباس بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بغیر خوف، بغیر سفر اور بغیر بارش کے ظہر و عصر اور مغرب اور عشاء کی نمازیں ملا کر پڑھیں (دوسری روایت میں وارد ہے کہ سفر و حضر میں ایسا کیا)۔ ابن عباس سے پوچھا

---

[1] نماز ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کو باہم ملا کر پڑھنے کا جواز و عدم جواز مشہور اسلامی اختلافی مسائل میں سے ایک مسئلہ سمجھا جاتا ہے۔ حقیقت الامر یہ ہے کہ اکثر اختلافی مسائل کی طرح یہ مسئلہ بھی افراط و تفریط کا شکار ہو گیا ہے یعنی اصل اختلاف تو اس عمل کے جواز میں تھا۔ چنانچہ شیعہ سارے جائز سمجھتے ہیں اور اہل سنت بلا ضرورت اسے ناجائز سمجھتے ہیں اور اس امر میں قطعاً کوئی اختلاف نہیں ہے کہ ہر نماز کو اس کے افضل وقت میں علیحدہ علیحدہ پڑھنا افضل ہے مگر اس افراط و تفریط کا نتیجہ یہ نکلا کہ شیعوں نے اس جواز کو اس طرح حرز جاں بنا لیا ہے کہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر کبھی انہوں نے ان نمازوں کو الگ الگ پڑھ لیا تو وہ سنی بن جائیں گے اور سنیوں نے جمع کو اس طرح شجرہ ممنوعہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر کبھی انہوں نے ان کو ملا کر پڑھ لیا تو وہ شیعہ بن جائیں گے۔

حالانکہ اس جمع بین الصلواتین کا جواز صحاح ستہ کی روایات سے واضح و آشکار ہے چنانچہ بخاری ج ۱ص ۷۱ طبع مصر، باب مواقیت الصلوٰۃ میں جناب عبداللہ بن عباس سے منقول ہے فرمایا: ان النبی صلی بالمدینۃ سبعاً و ثمانیاً الظہر و العصر و المغرب و العشاء۔ یعنی جناب رسولؐ خدا نے مدینہ کے اندر سات اور آٹھ رکعتیں ملا کر پڑھیں یعنی ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کو ملا کر پڑھا (کذا فی ص ۷۳ و ص ۱۴۹) اسی طرح مسلم شریف ج ۱ص ۲۴۶ طبع مصر میں ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ (جمع رسول اللہ بین الظہر و العصر و المغرب و العشاء بالمدینۃ فی غیر خوف و مطر) یعنی "جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مدینہ کے اندر بلا عذر ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کو جمع کر کے پڑھا"۔ یعنی نہ کوئی خوف تھا اور نہ بارش تھی۔ ابن عباس سے دریافت کیا گیا کہ آنحضرتؐ نے ایسا کیوں کیا ہے؟ فرمایا: اراد ان لا یحرج امۃ۔ آنحضرتؐ کا مقصد یہ تھا کہ ان کی امت کو حرج و کوفت نہ ہو۔ کذا فی ص ۲۴۶، اسی صفحہ پر ابن عباس کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ کنا نجمع بین الصلواتین علی عہد رسول اللہ۔ کہ ہم عہد رسالت میں جمع بین الصلواتین کرتے تھے۔ اسی طرح مسند امام احمد بن حنبل ج ۱ص ۲۲۳ طبع مصر میں مذکور ہے: جمع النبی بین الظہر و العصر و المغرب و العشاء بالمدینۃ فی غیر خوف ولا مطر۔ مطلب وہی ہے جو اوپر مذکور ہے اور قرآن مجید کی آیت مبارکہ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوۡکِ الشَّمۡسِ اِلٰی غَسَقِ الَّیۡلِ وَ قُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ۔ (اے پیغمبرؐ) آفتاب کے ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک (ظہر و عصر، مغرب و عشاء کی نماز) پڑھا کرو اور نماز صبح (بھی) اور آیت مقدسہ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّہَارِ وَ زُلَفًا مِّنَ الَّیۡلِ۔ (پ ۱۲، سورۃ ھود، آیت ۱۱۴) اے پیغمبرؐ دن کے دونوں سرے یعنی صبح و شام اور اوائل شب میں نماز پڑھا کرو (ترجمہ نذیری) سے بھی اسی نظریہ کی کھلی تائید ہوتی ہے۔ کیونکہ ان آیات مبارکہ میں پانچ نمازوں کے اوقات تین بیان کئے گئے ہیں یعنی ظہر و عصر کے لئے دلوک الشمس (ان کا ڈھلنا)، مغرب و عشاء کے لئے غسق اللیل (رات کی تاریکی) اور صبح کے لئے قرآن الفجر یا بالفاظ دیگر ظہر و عصر اور نماز صبح کے لئے طرفی النہار (دن کے دونوں سرے) اور مغرب و عشاء کے لئے زلفاً من اللیل (اوائل شب) کما لا یخفی علی العوام فضلاً عن العلماء الاعلام۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

گیا کہ ایسا کیوں کیا؟ کہا: وہ اپنی امت کے لئے وسعت و گنجائش پیدا کرنا چاہتے تھے۔ (دوسری روایت میں وارد ہے "چاہا کہ امت پر وقت وسیع ہو جائے"۔ ایک اور روایت میں ہے "چاہا کہ کسی بندہ مسلمان کو تکلیف نہ ہو")۔ (علل الشرائع)

۵۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زوال آفتاب کے بعد بغیر کسی علت کے ظہر و عصر ملا کر جماعت کے ساتھ پڑھائی۔ اسی طرح مغربی سرخی زائل ہونے سے پہلے مغرب و عشاء جماعت کے ساتھ بغیر کسی سبب کے ملا کر پڑھائی اور یہ کارروائی آنحضرتؐ نے اس لئے فرمائی تا کہ امت کے لئے وقت وسیع ہو جائے۔ (الفروع، التہذیب والاستبصار، العلل)

۶۔ عباس الناقد بیان کرتے ہیں کہ جو کچھ پیسہ ٹکا میرے پاس تھا وہ سب تتر بتر ہو گیا اور جو لوگ میرے شریک کار اور ہم پیشہ تھے وہ مجھ سے جدا ہو گئے۔ میں نے جناب امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں اس چیز کی شکایت کی۔ فرمایا: ظہر و عصر کو ملا کر پڑھو نتیجہ میں وہ کچھ دیکھو گے جو تم پسند کرتے ہو۔ (الفروع، التہذیب)۔

۷۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا میں حضر میں بغیر علت و سبب کے مغربی سرخی زائل ہونے سے پہلے مغرب و عشاء کو ملا کر پڑھ سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں کوئی حرج نہیں ہے۔

(التہذیب والاستبصار)

۸۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظہر و عصر کو ایک اذان اور دو اقامت کے ساتھ اور مغرب و عشاء کو ایک اذان اور دو اقامت کے ساتھ ملا کر پڑھا۔ (ایضاً)

باب ۳۳

جمع بین الصلاتین کی صورت میں درمیان میں نوافل کو مؤخر کرنا مستحب ہے اور درمیان میں پڑھنا بھی جائز ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابان بن تغلب سے روایت کرتے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے بمقام مزدلفہ نماز مغرب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی اقتداء میں پڑھی۔ جب سلام پھیرا تو اقامت کہہ کر نماز عشاء ادا فرمائی، اور ان دونوں نمازوں کے درمیان کوئی رکوع نہیں کیا (کوئی نافلہ نہیں پڑھا)۔ پھر اگلے سال اسی جگہ آنجنابؑ کی اقتداء میں نماز مغرب ادا کی۔ اس سے فارغ ہو کر آپؑ نے چار رکعت نماز نافلہ پڑھی اور اس کے بعد اٹھ کر نماز عشاء پڑھی۔ (الفروع)

۲۔ محمد بن حکیم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ (حقیقی) جمع بین الصلاتین یہ ہے کہ پھر ان کے درمیان نافلہ نہ پڑھا جائے۔ (الفروع، التہذیب)

اور اگر درمیان میں نماز نافلہ پڑھی جائے تو یہ (حقیقی) جمع بین الصلاتین نہیں ہے۔ (ایضاً)

۳۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود حسین بن علوان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میں نے اپنے والد (امام محمد باقر علیہ السلام) اور نانا قاسم بن محمد کو دیکھا ہے کہ وہ ائمہ کے ساتھ بارش والی رات میں نماز مغرب وعشاء ملا کر پڑھتے تھے اور ان کے درمیان کچھ نہیں پڑھتے تھے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں مغربی سرخی زائل ہونے سے پہلے نماز عشاء پڑھنے کے جواز میں (باب ۸ و ۱۹ و ۲۶ و ۳۱ و ۳۲ وغیرہ کے اندر) ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۴ اور اذان کے باب ۳۶ میں) ذکر کی جائینگی انشاءاللہ۔

باب ۳۴

بمقام جمع (مزدلفہ) ایک اذان اور دو اقامت کے ساتھ جمع بین الصلاتین مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود منصور سے روایت کرتے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے جمع (مزدلفہ) کے مقام پر نماز مغرب وعشاء پڑھنے کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: ایک اذان اور دو اقامت کے ساتھ (ملا کر) پڑھو۔ اور ان کے درمیان کچھ نہ پڑھو۔ کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی طرح پڑھی ہے۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں (سابقہ ابواب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب الاذان نمبر ۳۶ میں) ذکر کی جائینگی انشاءاللہ۔

باب ۳۵

نماز فریضہ کے وقت میں اس کے نوافل اور دوسرے نوافل کا پڑھنا جائز ہے۔ جب تک فریضہ کا وقت تنگ نہ ہو جائے البتہ دوسرے نوافل کا اس وقت پڑھنا یا اس کے نوافل کا ان کا وقت گزر جانے کے بعد فریضہ سے پہلے پڑھنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص مسجد میں جاتا ہے اور لوگ نماز فریضہ پڑھ چکے ہیں آیا وہ پہلے نماز فریضہ پڑھے یا پہلے نوافل پڑھے؟ فرمایا: اگر ابھی وقت اچھا (کافی) ہے تو پھر فریضہ سے پہلے نافلہ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اگر اس قدر وقت گزر چکا ہے کہ اگر نافلہ پڑھے گا تو فریضہ کے قضا ہونے کا اندیشہ ہے تو پھر پہلے فریضہ پڑھے جو خدا کا حق ہے۔ اس کے بعد

جس قدر چاہے نوافل پڑھے۔ ان کا وقت وسیع ہے۔ جب تک فریضہ کے قضا ہونے کا اندیشہ نہ ہو اس وقت تک فریضہ سے پہلے پڑھے جا سکتے ہیں۔ ہاں فضیلت اس میں ہے کہ جب آدمی تنہا نماز پڑھے تو جب فریضہ کا وقت داخل ہو تو پہلے اسے پڑھے تا کہ اول وقت میں پڑھنے کی فضیلت حاصل کر سکے لیکن اگر نوافل کو پہلے پڑھے اور فریضہ کے آخری وقت کے قریب تک پڑھتا رہے تو یہ بھی حرام نہیں ہے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۲۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امام جعفر صادق علیہ السلام) کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا میں فریضہ کے وقت میں نافلہ پڑھ سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں اگر ایسے پیش نماز کے ہمراہ (جماعت کے ساتھ) پڑھو جس کی اقتداء کرتے ہو تو پھر اول وقت میں پڑھ سکتے ہو اور اگر تنہا پڑھو تو پھر پہلے فریضہ پڑھو۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار ایک مدنی شخص نے مجھ سے کہا: یا اباجعفر! کیا وجہ ہے کہ میں نے آپ کو اذان و اقامت کے درمیان عام لوگوں کی طرح نافلہ پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا؟ میں نے اس سے کہا کہ جب ہم نافلہ پڑھتے ہیں تو فریضہ کے وقت میں نہیں پڑھتے۔ پس جب فریضہ کا وقت داخل ہو جائے تو پھر مستحبی نماز نہیں ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

۴۔ زیاد بن ابی عتاب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب نماز فریضہ کا وقت داخل ہو جائے تو پہلے اسے ادا کرو۔ اس سے پہلے جو نوافل پڑھے جاتے ہیں اگر انہیں ترک کر دو تو یہ ضرر رساں نہیں ہے۔ (ایضاً)

۵۔ نجیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ نماز فریضہ کا وقت داخل ہو جاتا ہے تو آیا پہلے نافلہ پڑھوں؟ فرمایا: نہ! بلکہ پہلے فریضہ پڑھو اور نافلہ کی بعد میں قضا کرو۔ (التہذیب)

۶۔ ادیم بن الحر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب نماز فریضہ کا وقت داخل ہو جائے تو پھر آدمی نوافل نہ پڑھے۔ بلکہ پہلے فریضہ ادا کرے۔ (ایضاً)

۷۔ جناب ابن ادریس حلی باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: فریضہ کے وقت میں کوئی نافلہ نہ پڑھو۔ کیونکہ فریضہ کے وقت میں نافلہ نہیں پڑھا جا سکتا۔ پس جب فریضہ کا وقت داخل ہو جائے تو پہلے اسے پڑھو۔ (السرائر)

۸۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عمر بن یزید سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس روایت کے متعلق سوال کیا جو بیان کی جاتی ہے کہ فریضہ کے وقت میں نافلہ نہ پڑھا جائے آخر اس کی حد کیا ہے؟ فرمایا: جب آدمی (نماز حاضرہ) کی اقامت کہے! عرض کیا: اقامت کہنے میں تو لوگ باہم مختلف ہوتے ہیں؟ (کوئی پہلے

کہتا ہے اور کوئی بعد میں؟) فرمایا: مراد وہ شخص ہے جس کے ہمراہ وہ نماز پڑھتا ہے (یعنی جب پیشنماز اقامت کہے)۔ (الفقیہ، التہذیب)

۹۔ باسناد خود حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے حدیث اربعمأۃ میں فرمایا: جو شخص نماز کے حق کی معرفت رکھتے ہوئے اسے بجالائے تو خدا اسے بخش دیتا ہے! (پھر فرمایا) کوئی شخص بغیر عذر کے فریضہ کے وقت میں نافلہ نہ پڑھے البتہ ممکن ہو تو فریضہ کی ادائیگی کے بعد ان کی قضا کرے۔ چنانچہ خداوند عالم فرماتا ہے: "الذین هم علی صلاتهم دائمون" مطلب یہ ہے کہ ان کے جو نوافل رات میں قضا ہو جائیں ان کو دن میں ادا کرتے ہیں اور جو دن میں قضا ہو جائیں ان کو رات میں ادا کرتے ہیں۔ نماز فریضہ کے وقت میں نافلہ نہ پڑھا جائے پہلے فریضہ پڑھو۔ اس کے بعد جو چاہو پڑھو۔ (الخصال)

۱۰۔ اسماعیل حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اے اسماعیل! جانتے ہو کہ (زوال کے بعد نماز ظہر وعصر کے لئے) ایک ہاتھ اور دو ہاتھ کیوں مقرر کئے گئے ہیں؟ عرض کیا: نہ! فرمایا: اس لئے کہ تا کہ فریضہ کے وقت میں نافلہ نہ پڑھا جائے (بلکہ اس سے پہلے پڑھا جائے)۔ (العلل)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ جن روایتوں میں فریضہ کے وقت میں نافلہ پڑھنے کی ممانعت وارد ہوئی ہے۔ وہ یا اس صورت پر محمول ہے کہ فریضہ کا وقت تنگ ہو۔ یا اس کے مقررہ نوافل کے علاوہ کوئی اور نافلہ پڑھا جائے ۔۔۔ یا مقررہ نوافل اس وقت پڑھے جائیں جب ان کا وقت ختم ہو جائے۔ ورنہ وہ حدیثیں جو بالصراحت جواز پر دلالت کرتی ہیں وہ بہت زیادہ ہیں۔ جو بعض اعداد الفرائض میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد اذان کی بحث میں ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ۔

باب ۳۶

نافلہ ظہر کی فضیلت کا وقت یہ ہے کہ زوال سے لے کر سایہ کے دو قدم ہونے تک اور عصر کے نافلہ کا وقت سایہ کے چار قدم ہونے تک ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: کیا جانتے ہو کہ یہ ایک ہاتھ اور دو ہاتھ کیوں مقرر کئے گئے ہیں؟ عرض کیا: کیوں کئے گئے ہیں؟ فرمایا: نماز فریضہ کی وجہ سے! زوال سے لے کر سایہ کے ایک ہاتھ ہونے تک تمہیں نافلہ پڑھنے کا حق ہے مگر جب سایہ ایک ہاتھ کو پہنچ جائے تو پھر نماز فریضہ پڑھو اور نافلہ کو ترک کر دو۔ (الفروع)

۲۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ جب نماز فریضہ کا وقت داخل ہو جائے تو آیا نفل پڑھوں یا فریضہ شروع کروں؟ فرمایا: فضیلت اس میں ہے کہ فریضہ پہلے پڑھو۔ (ایضاً)

۳۔ دوسری روایت میں انہی حضرت سے وارد ہے کہ نماز ظہر کو سایہ کے ایک ہاتھ ہونے تک اس لئے مؤخر کیا گیا ہے کہ اوّابین و توابین کی نماز (نافلہ ظہر) پڑھی جا سکے۔ (ایضاً)

۴۔ عمر بن اُذینہ چند اصحاب سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا، کہ فرما رہے تھے: حضرت امیر علیہ السلام دن کے وقت جب تک زوال نہیں ہو جاتا تھا کوئی نماز نہیں پڑھتے تھے۔ اور نہ ہی نماز عشاء کے بعد کچھ پڑھتے تھے۔ جب تک آدمی رات نہیں ہو جاتی تھی (اس کے بعد پڑھتے تھے)۔ (الفروع، التہذیب)

۵۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زوال آفتاب تک کوئی نماز نہیں پڑھتے تھے۔ ہاں جب آدمی انگلی کے برابر سایہ ڈھل جاتا تھا تو آٹھ رکعت نافلہ ظہر پڑھتے تھے الخ۔۔۔۔ (التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۶ و ۲۲ و ۲۳ وغیرہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴۰ میں) ذکر کی جائیں گی۔

باب ۳۷

جس شخص کو زوال کے نوافل وغیرہ کے بروقت ادا نہ کر سکنے کا اندیشہ ہو اس کے لئے ان کو اپنے اوقات سے مقدم یا مؤخر کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ جس شخص کو زوال کے وقت مصروفیت کی وجہ سے نوافل نہ پڑھنے کا اندیشہ ہو وہ ان کو دن کے ابتدائی حصہ میں پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں جس کو بوقت زوال مشغولیت کا علم ہو وہ تمام نوافل کو دن کے اوائل میں پڑھ سکتا ہے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ معاویہ بن وہب بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ والے دن حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے کشادہ اور ریت و کنکریاں والی جگہ پر سیاہ بالوں کا خیمہ نصب کیا گیا۔ پھر ایک بڑے پیالہ سے ان پر پانی انڈیلا گیا جس میں آٹے کے آثار موجود تھے (جس سے آپؐ نے وضو فرمایا) پھر آپؐ نے چاشت کے وقت قبلہ کی جستجو کر کے اور رو بقبلہ ہو کر آٹھ رکعت (نافلہ زوال) پڑھے پھر اس سے پہلے یا اس کے بعد آنحضرتؐ نے (نافلہ کے سلسلہ میں) رکوع نہیں کیا۔ (الفروع)

۳۔ عمر بن یزید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نافلہ بمنزلہ ہدیہ کے ہے ان کو جب بھی بجالایا جائے قبول ہو جاتا ہے۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود اسماعیل بن جابر سے روایت کرتے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں (زوال کے وقت) معروف ہو جاتا ہوں۔ (جس کی وجہ سے اس وقت نافلہ نہیں پڑھ سکتا!) فرمایا: اسی طرح کرو جس طرح پہلے کرتے ہو یعنی جب اگلے پہر سورج اتنا بلند ہو جائے جتنا عصر کے وقت (پست) ہوتا ہے یعنی بڑی چاشت کے وقت چھ رکعت نماز پڑھو اور اسے نافلہ زوال میں شمار کرو (اور دو رکعت زوال کے وقت پڑھ لو)۔ (التہذیب والاستبصار)

۵۔ قاسم بن الولید غسانی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: میں آپ پر فدا ہو جاؤں! دن کے کل نوافل کس قدر ہیں؟ فرمایا: سولہ رکعت ہیں (آٹھ ظہر اور آٹھ عصر کے) دن کے جس وقت پڑھنا چاہو پڑھ سکتے ہو۔ ہاں البتہ ان کو اپنے اوقات پر ادا کرنا افضل ہے۔ (ایضاً)

۶۔ علی بن الحکم بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دن کے نوافل سولہ رکعت ہیں دن کے جس حصے میں چاہو اول میں، وسط میں اور آخر میں پڑھ سکتے ہو۔ (ایضاً)

۷۔ عبدالاعلیٰ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دن کے نوافل کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: اس وقت جب طبیعت آمادہ ہو پڑھ سکتے ہو! (پھر فرمایا) حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے دن میں نوافل کے اوقات مقرر کر رکھے تھے۔ لیکن اگر کبھی جائیداد یا حاکم کی وجہ سے کوئی مصروفیت درپیش ہو جاتی تو ان کی قضا کرتے تھے۔ (پھر فرمایا) نافلہ بمنزلہ ہدیہ کے ہے جب بجالایا جائے قبول ہو جاتا ہے۔ (ایضاً) دوسری روایت میں فرمایا ہے جسے چاہو مقدم کرو اور جسے چاہو مؤخر کرو۔ (ایضاً)

۸۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود علی بن جعفرؑ سے اور وہ اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تمہارے نوافل تمہارے صدقات و خیرات ہیں۔ جب اور جس قدر چاہو ان کو (اپنے اوقات سے) مقدم کرو۔ (قرب الاسناد)

۹۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاشت کی نماز کبھی نہیں پڑھی تھی۔ میں نے عرض کیا: کیا آپ مجھے یہ نہیں بتائیں گے کہ آنحضرتؐ دن کے اوائل میں چار رکعت نماز پڑھتے تھے؟ فرمایا: ہاں مگر انہیں زوال کی آٹھ رکعت میں شمار کرتے تھے۔ (الفقیہ)

۱۰۔ ابوالبختری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد (امام محمد باقر علیہ السلام) سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ حضرت امیر علیہ السلام واقعہ صفین میں سواری سے اترے اور زوال سے پہلے چار رکعت نماز پڑھی۔ (التوحید)

باب ۳۸

آیا نوافل[1] مبتدءَ کا طلوع آفتاب کے وقت، غروب کے وقت، دوپہر کے وقت اور صبح وعصر کے بعد پڑھنا مکروہ ہے یا نہ؟

(اس باب میں کل چودہ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کرکے باقی نو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نماز صبح کے بعد طلوع آفتاب تک کوئی نماز نہ پڑھی جائے کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سورج شیطان کے دوسینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے اور اس کے دوسینگوں کے درمیان ہی غروب ہوتا ہے۔ اور فرمایا: عصر کے بعد بھی کوئی نماز نہ پڑھی جائے جب تک نماز مغرب نہ پڑھ لی جائے۔ (التہذیب والاستبصار)

۲۔ علی بن بلال بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امام علی نقی علیہ السلام) کی خدمت میں عرض کیا کہ طلوع فجر سے لے کر طلوع آفتاب تک اور عصر کے بعد غروب آفتاب تک نافلہ کی قضا کرنا کیسا ہے؟ فرمایا: سوائے قضا کئے جانے والے کے اور کسی کو ان اوقات میں نماز پڑھنی چاہیئے۔ (ایضاً)

۳۔ علی بن محمد مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا یہ روایت درست ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ سورج شیطان کے دوسینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے؟ فرمایا: ہاں! شیطان نے زمین وآسمان کے درمیان تخت بنایا ہوا ہے۔ پس جب سورج طلوع ہوتا ہے اور اس وقت لوگ سجدہ کرتے ہیں تو وہ اپنے شیطانوں سے کہتا ہے کہ بنی آدم میرے لئے نماز پڑھ رہے ہیں! (التہذیب، الفروع)

۴۔ محمد بن فرج بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا جس میں چند مسائل دریافت کئے تھے (جن میں چند مخصوص اوقات میں نماز کا پڑھنا بھی شامل تھا) آپ نے مجھے جواب میں لکھا کہ "عصر کے بعد جس قدر چاہو نوافل پڑھو۔ اسی طرح صبح کے بعد بھی جس قدر چاہو نوافل پڑھو۔ (التہذیب والاستبصار)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیث مناہی میں

---

[1] نوافل دو قسم کے ہیں: (۱) مبتدءَ۔ جن کا کوئی ظاہری سبب نہ ہو بلکہ صرف "الصلوٰۃ قربان کل تقی" (کہ نماز ہر متقی کے لئے باعث تقرب خدا ہے) کے عموم کے تحت پڑھے جائیں۔ (۲) دوسرے وہ نوافل جن کا کوئی ظاہری سبب ہو جیسے پنجگانہ نماز کے نوافل یا نماز احرام، نماز استخارہ، نماز حاجت اور نماز جنازہ وغیرہ۔ تو مشہور بین الفقہاء یہ ہے کہ نوافل مبتدءَ کا اوقات مذکورہ میں پڑھنا مکروہ ہے۔ مگر ذات الاسباب نوافل ہر وقت پڑھے جاسکتے ہیں کسی وقت بھی مکروہ نہیں ہیں۔ واللہ العالم۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

(تین اوقات میں) نماز پڑھنے کی مناہی فرمائی ہے: (۱) طلوع کے وقت۔ (۲) دو پہر کے وقت۔ (۳) اور غروب کے وقت۔ (الفقیہ، الامالی)

۶۔ ابوالحسین محمد بن جعفر اسدی بیان کرتے ہیں کہ مجھے جناب ابوجعفر محمد بن عثمان عمری (امام زمانہ کے نائب خاص) کا مکتوب موصول ہوا جو میرے مسائل کے جوابات پر مشتمل تھا (جوانہوں نے صاحب العصرؑ سے حاصل کر کے مجھے بھیجا تھا)۔ اس میں لکھا تھا: "اور تم نے جو سوال کیا ہے کہ آیا طلوع وغروب آفتاب کے وقت نماز پڑھنا جائز ہے؟ تو اگر وہ بات ٹھیک ہے جو لوگ بیان کرتے ہیں کہ سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع وغروب ہوتا ہے تو شیطان کا ناک رگڑنے کے لئے نماز پڑھنے سے بہتر کیا چیز ہو سکتی ہے۔ پس ان اوقات میں نماز پڑھو اور شیطان کی ناک رگڑو۔

(الفقیہ، التہذیب والاستبصار، الاحتجاج، الاکمال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ صدوقؒ نے اس حدیث کو ممانعت والی حدیثوں پر ترجیح دی ہے۔

۷۔ سلیمان بن جعفر جعفری بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے: طلوع آفتاب کے وقت کسی شخص کو نماز نہیں پڑھنی چاہیئے کیونکہ وہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان سے طلوع ہوتا ہے ہاں جب کچھ بلند ہو جائے تو پھر اس وقت نماز قضا وغیرہ کا پڑھنا مستحب ہے اور پھر جب سورہ نصف النہار کو پہنچ جائے تو پھر اس وقت بھی کسی کو نماز نہیں پڑھنی چاہیئے کیونکہ اس وقت آسمان کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں ہاں البتہ جب سورج ڈھل جائے اور (رحمت کی) ہوا چلنے لگے تو پھر پڑھو۔ (علل الشرائع)

۸۔ مؤلف علام نے شیخ صدوق علیہ الرحمہ کی کتاب الخصال کے حوالہ سے بروایت عائشہ چار روایتیں درج کی ہیں۔ جن کا مضمون یہ ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز عصر کے بعد دو رکعت اور نماز صبح کے بعد دو رکعت پڑھنا کبھی قضا نہیں کی تھی اور حتیٰ کہ بیماری و کمزوری کے دوران بیٹھ کر بھی پڑھتے تھے۔ (خصوصاً عصر کے بعد والی دو رکعت)۔ ان سے کہا گیا کہ عمر نے تو ان کی ممانعت کر دی ہے! کہا: ہاں یہ ٹھیک ہے۔ مگر آنحضرت پڑھتے تھے لیکن مسجد میں نہیں پڑھتے تھے تاکہ یہ بات امت پر شاق نہ گزرے جس کی وہ سہولت چاہتے تھے۔ نیز آنحضرتؐ نے فرمایا: جو شخص دو ٹھنڈے اوقات میں نماز پڑھے گا وہ جنت میں داخل ہوگا یعنی نماز صبح کے بعد اور نماز عصر کے بعد۔ (الخصال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ جناب شیخ صدوقؒ نے یہ چار روایتیں درج کر کے فرمایا ہے کہ ان روایتوں کے نقل کرنے سے میرا مقصد یہ ہے کہ مخالفین کے اس نظریہ کو رد کیا جائے جو وہ صبح اور عصر کے بعد نافلہ پڑھنے کے متعلق رکھتے ہیں۔ میں نے چاہا کہ یہ بات واضح کروں کہ وہ اپنی روایتوں کی روشنی میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان کے قول وفعل میں مخالفت کرتے ہیں۔

۹۔ جناب شیخ محمد بن ادریس حلیؒ بحوالہ جامع بزنطی باسناد خود محمد بن فضیل سے روایت کرتے ہیں کہ ایک رات حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے نماز مغرب کسی مکان کی چھت پر پڑھی۔ ان کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ فلاں شخص آپ کے آباء و اجداد کے حوالہ سے یہ فتویٰ دیتا تھا کہ طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک اور عصر کے بعد غروب آفتاب تک نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے؟ فرمایا: خدا اس پر لعنت کرے۔ اس نے میرے آباء پر افترا پردازی کی ہے۔ (السرائر)

مؤلف علام فرماتے ہیں: جناب شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے ان (ممانعت والی) حدیثوں کو کراہت پر محمول کیا ہے۔ کیونکہ جواز والی نصوص صریحہ گزر چکی ہیں۔ نیز انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ ممکن ہے کہ یہ ممانعت والی حدیثیں تقیہ پر محمول ہوں۔ جیسا کہ جناب ابوجعفر عمری والی توقیع سے ظاہر ہوتا ہے۔ اور یہی اقرب ہے۔

باب ۳۹

نماز قضا کا پڑھنا نیز نماز طواف، نماز کسوف، نماز احرام اور نماز جنازہ کسی وقت بھی پڑھنا مکروہ نہیں ہے۔

(اس باب میں کل انیس حدیثیں ہیں جن میں سے سات مکررات کو قلم انداز کرکے باقی بارہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب شیخ صدوق علیہ الرحمہ زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: چار نمازیں ایسی ہیں جن کو ہر وقت پڑھا جا سکتا ہے۔ (۱) قضا شدہ نماز۔ جب بھی یاد آئے تو اسے ادا کرو۔ (۲) فریضہ طواف کی دو رکعت نماز۔ (۳) سورج گہن کی نماز۔ (۴) اور نماز جنازہ۔ یہ وہ نمازیں ہیں جن کو آدمی تمام اوقات میں پڑھ سکتا ہے۔ (الفقیہ، الفروع، الخصال)

۲۔ حماد بن عثمان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر کسی شخص کی کوئی نماز قضا ہو جائے اور اسے طلوع یا غروب آفتاب کے وقت یاد آئے تو؟ فرمایا: جب بھی یاد آئے اسی وقت پڑھے۔ (الفقیہ، الفروع، الخصال)

۳۔ یحییٰ بن حبیب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا کہ میرے ذمہ بہت سے نوافل ہیں۔ کب ان کی قضا کروں؟ فرمایا: شب و روز میں جس وقت چاہو۔ (الفروع، التہذیب)

۴۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ پانچ نمازیں ایسی ہیں جو ہر وقت پڑھی جا سکتی ہیں (۱) نماز طواف۔ (۲) نماز احرام۔ (۳) سورج گہن کی نماز۔ (۴) بھول کر فوت شدہ نماز کی ادائیگی۔ (۵) نماز جنازہ۔ خواہ فجر کے بعد طلوع آفتاب تک پڑھو۔ یا عصر کے بعد رات تک پڑھو۔ (ایضاً)

۵۔ حلبی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص کی دن کی نماز قضا ہو گئی۔ کب اسے ادا کرے؟ فرمایا: جب چاہے خواہ مغرب کے بعد اور خواہ عشاء کے بعد۔ (ایضاً)

۶۔ حسین بن اسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں بازار میں ہوتا ہوں اور

وقت کو پہچانتا ہوں (کہ داخل ہو گیا ہے) مگر یہ بات میرے لئے شاق ہے کہ (اپنی نماز کے مقام میں) داخل ہو کر نماز پڑھوں تو؟ فرمایا: تین اوقات ایسے ہیں کہ جن میں شیطان سورج کے ہمراہ ہوتا ہے (لوگوں کو گمراہ کرتا ہے (۱) جب طلوع ہو۔ (۲) جب آسمان کے وسط میں پہنچ جائے (دوپہر کے وقت)۔ (۳) اور جب ڈوبنے لگے۔ لہٰذا تم زوال کے بعد (اول وقت پر نماز) پڑھو۔ کیونکہ شیطان یہ چاہتا ہے کہ تمہیں ایسی حد تک پہنچادے کہ وہاں رہزنی کرکے اور تمہیں بے وقت نماز پڑھا کے تمہارا ایمان خراب کرے۔ (الفروع)

۷۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود عبداللہ بن ابی یعفور سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اگر کسی شخص کی نماز شب اور رات کو وتر قضا ہو جائے تو آیا اسے فجر کے بعد یا عصر کے بعد قضا کر سکتا ہے؟ فرمایا: (جب چاہے) کوئی حرج نہیں ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

۸۔ ابن ابی یعفور و حسین بن ابوالعلاء حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دن کی نماز قضا ہو جائے تو اسے جب چاہو شب و روز میں ادا کرو۔ سب اوقات برابر ہیں۔ (ایضاً)

۹۔ جمیل بن درّاج بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ نماز شب کی قضا طلوع فجر سے لے کر طلوع آفتاب تک کی جا سکتی ہے؟ فرمایا: ہاں اور عصر سے لے کر رات تک بھی۔ (پھر فرمایا) یہ آل محمد علیہم السلام کے پوشیدہ رازوں میں سے ایک راز ہے۔ (ایضاً) دوسری روایت میں یہ تتمہ بھی وارد ہے کہ اپنے گھر والوں کو یہ بات نہ بتاؤ ورنہ وہ اسے عادت بنالیں گے! (ایضاً)

۱۰۔ نعمان رازی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کی کچھ نمازیں قضا ہو جاتی ہیں اور اسے طلوع یا غروب آفتاب کے وقت یاد آتی ہیں تو؟ فرمایا: جب بھی یاد آئیں اسی وقت پڑھ سکتا ہے۔ (التہذیب)

۱۱۔ سعد بن اسماعیل اپنے باپ اسماعیل سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نماز ظہر پڑھتا ہے۔ پھر نافلہ (عصر) پڑھتا ہے مگر انہیں مکمل کرنے سے پہلے عصر کا وقت داخل ہو جاتا ہے! تو آیا اب نماز عصر نوافل مکمل کرکے پڑھے؟ یا عصر کی نماز فوراً شروع کردے اور باقی نوافل اس کے بعد پڑھے؟ یا انہیں کسی اور وقت پڑھے؟ فرمایا: اس وقت نماز عصر پڑھے اور (باقیماندہ) نوافل کی کسی اور دن قضا کرے۔ (التہذیب والاستبصار)

۱۲۔ قبل ازیں (سابقہ ابواب میں) محمد بن فرج والی روایت گزر چکی ہے جس میں وارد ہے کہ امامؑ نے فرمایا: جب صبح صادق ہو جائے تو پہلے نماز صبح پڑھو۔ اس کے بعد جس نماز کی چاہو قضا کرو۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۸ میں اور ج ا باب ۲۰ مقدمہ عبادات میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴۵ و ۶۱ میں) آئیں گی انشاء اللہ۔ اور جن بعض حدیثوں میں عصر کے بعد قضا کرنے کی منع وارد ہوئی ہے ان میں محمول بر تقیہ ہونے کا برابر احتمال ہے۔

باب ۴۰

جو شخص ظہر یا عصر کے نوافل پڑھنے میں مشغول ہو اگرچہ ابھی ایک رکعت پڑھی ہو کہ وقت ختم ہو جائے تو فریضہ سے پہلے ان کو مکمل کرے گا۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: نماز جمعہ کا وقت جبکہ زوال کے بعد سایہ تسمہ یا اس کے بھی نصف کے برابر ہو جائے۔ اور زوال سے لے کر سایہ کے دو قدم ہونے تک آدمی کو زوال کے نوافل پڑھنے کا حق ہے۔ اور اگر زوال کے بعد اور سایہ کے دو قدم کے برابر ہونے سے پہلے ایک رکعت نماز نافلہ بھی پڑھی ہو تو پھر پوری (آٹھ) رکعت پڑھے گا۔ (اور اس کے بعد نماز فریضہ پڑھے گا) اور اگر ابھی ایک رکعت بھی نماز نافلہ نہیں پڑھی تھی کہ سایہ دو قدم کے برابر ہو گیا تو اب نماز ظہر پڑھے گا۔ اور نوافل اس کے بعد پڑھے گا۔ اور آدمی کو یہ حق ہے کہ ظہر کے بعد سایہ کے چار قدم ہونے تک عصر کے نوافل پڑھے اور اگر سایہ چار قدم کے برابر ہو جائے اور ہنوز اس نے کچھ بھی نوافل نہ پڑھے ہوں تو اب نوافل نہ پڑھے (بلکہ فریضہ عصر پڑھے) اور اگر اس سے پہلے کچھ پڑھ چکا تھا اگرچہ ایک رکعت ہی ہو تو ان کو مکمل کرے گا۔ اور ان سے فارغ ہو کر نماز عصر پڑھے گا۔ نیز فرمایا: اگر اس کے ذمہ ظہر کے نوافل ہیں اور ظہر کا وقت داخل ہو گیا ہے تو اس کے بعد نصف قدم (کے برابر) سایہ ہونے تک انہیں پڑھ سکتا ہے۔ اور اُسے یہ بھی حق ہے کہ اگر عصر کا وقت داخل ہونے سے پہلے ظہر کے کچھ نوافل پڑھ چکا تھا اور کچھ باقی تھے تو عصر کا وقت داخل ہونے کے بعد بھی (سایہ کے) ایک قدم ہونے تک ان کو پڑھ سکتا ہے۔ فرمایا: عصر کے وقت کے بعد ایک قدم اور ظہر کے وقت کے بعد نصف قدم وقت کے اعتبار سے مساوی ہیں۔ الحدیث۔ (تہذیب الاحکام)

باب ۴۱

اوقات نماز پہچاننے کا اہتمام کرنا اور اوقات فضیلت کا بکثرت ملاحظہ کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس دن آسمان پر بادل چھا جائے اور اس کی وجہ سے لوگوں پر زوال کا وقت مخفی ہو جائے تو امامؑ کی جانب سے سورج کو جھڑک دی جاتی ہے تا کہ ظاہر ہو اور ہر بستی کے رہنے والے پر احتجاج کرے کہ کون اپنی نماز کی بجا آوری میں اہتمام کرتا ہے اور کون اسے ضائع کرتا ہے۔ (الفروع)

۲۔ جناب شیخ حسن بن محمد الدیلمی روایت کرتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام ایک دن جب کہ صفین میں جنگ و جدال اور قتل و قتال

میں مصروف تھے مگر اس کے باوجود دونوں صفوں کے درمیان برابر (وقفہ وقفہ سے) سورج پر نگاہ بھی ڈالتے جاتے تھے! ابن عباس نے عرض کیا: یا امیر المومنین یہ کام (بار بار سورج کی طرف دیکھنا) کیسا ہے؟ فرمایا: دیکھ رہا ہوں کہ زوال ہو گیا ہے؟ تا کہ (وقت فضیلت پر) نماز پڑھ سکیں! ابن عباس نے عرض کیا: بھلا یہ بھی نماز پڑھنے کا کوئی وقت ہے؟ ہم تو جنگ میں مصروف ہیں۔ نماز پڑھنے کی فرصت کہاں ہے؟ فرمایا: (اگر نماز نہیں پڑھنی تو) پھر ان سے جنگ کس لئے لڑ رہے ہیں؟ اسی نماز کے لئے تو جنگ لڑ رہے ہیں! راوی کہتا ہے کہ آپ نے کبھی نماز شب ترک نہیں کی تھی حتیٰ کہ لیلۃ الہریر میں بھی۔ (ارشاد القلوب دیلمی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب امیں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیگی انشاءاللہ۔

باب ۴۲

نماز کو اول وقت میں پڑھنا مستحب مؤکد ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن وھب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ گرمیوں کے موسم میں مؤذن حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا اور آپ اس سے فرماتے تھے "ابرد ابرد"۔ جناب شیخ صدوق اس کے معنی یہ کرتے ہیں کہ یہ لفظ "برید" (جس کے معنی ڈاکیہ کے ہیں جو جلدی جلدی ڈاک پہنچاتا ہے) سے مشتق ہے جس کا مطلب ہے جلدی کرو، جلدی کرو۔ (الفقیہ)

۲۔ حضرت ابراہیم کرخی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ظہر کا وقت کب داخل ہوتا ہے؟ فرمایا: جب سورج ڈھل جائے! پھر عرض کیا اور یہ وقت ختم کب ہوتا ہے؟ فرمایا: جب زوال کے بعد سایہ چار قدم ہو جائے (پھر فرمایا) ظہر کا وقت تنگ ہے۔ دوسری نمازوں کی طرح وسیع نہیں ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳ و ۶ و ۴۱ میں اور اس سے پہلے باب ۱۲۸ اعداد الفرائض میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد نماز جمعہ کے بیان میں ذکر کی جائیگی اور وہ حدیثیں بھی پہلے گزر چکی ہیں جو اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ وہ صلوٰۃ وسطیٰ جس کی حفاظت کا خصوصی حکم دیا گیا ہے اس سے مراد نماز ظہر ہے۔

باب ۴۳

نماز شب کا وقت نصف شب کے بعد ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبیداللہ بن زرارہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں

فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز عشاء پڑھ چکتے تھے تو بستر پر تشریف لے جاتے تھے اور آدھی رات ہونے تک کچھ نہیں پڑھتے تھے۔ (الفقیہ)

۲۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ نماز شب کا وقت آدھی رات سے لے کر آخر تک (طلوع فجر تک) ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود فضیل سے اور وہ اماماینؑ میں سے ایک امامؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نصف شب کے بعد تیرہ رکعت نماز (بایں تفصیل کہ آٹھ رکعت نماز شب، دو رکعت شفع اور ایک رکعت وتر اور دو رکعت نافلہ صبح) پڑھتے تھے۔ (التہذیب والاستبصار)

۴۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز عشاء سے فارغ ہوتے تھے تو رخت خواب پر تشریف لے جاتے تھے اور کچھ نہیں پڑھتے تھے مگر آدھی رات کے بعد نہ ماہ رمضان میں اور نہ اس کے علاوہ کسی اور مہینہ میں۔ (ایضاً)

۵۔ سلیمان بن حفص المروزی حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب آدھی رات ہوتی ہے تو وسط آسمان میں لوہے کے ستون جیسی روشنی نمودار ہوتی ہے جس سے دنیا روشن ہو جاتی ہے۔ اور وہ ایک گھنٹہ تک رہتی ہے۔ پھر اندھیرا چھا جاتا ہے! پھر جب رات کا آخری تیسرا پہر باقی رہ جائے تو پھر مشرق کی طرف سے ایک روشنی ظاہر ہوتی ہے جس سے دنیا روشن ہو جاتی ہے اور وہ بھی ایک گھنٹہ تک رہتی ہے پھر چلی جاتی ہے۔ دراصل یہ نماز شب کا وقت ہے۔ پھر صبح صادق سے پہلے اندھیرا چھا جاتا ہے۔ اس کے بعد مشرقی جانب سے صبح صادق طلوع ہوتی ہے۔ فرمایا: اور اگر کوئی نصف شب میں نماز شب پڑھنا چاہے تو اسے اس کا اختیار ہے (پڑھ سکتا ہے)۔ (التہذیب والفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۳ میں و باب ۴۲ و ۴۵ و ۵۳ میں) ذکر کی جائینگی انشاءاللہ۔

باب ۴۴

کسی عذر جیسے سفر، جوانی کی رطوبت، جنابت یا سردی یا نیند کے غلبہ کا خوف ہو یا آدمی مریض ہو تو نماز شب اور نماز وتر کو آدھی رات سے پہلے پڑھنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل انیس حدیثیں ہیں جن میں سے چھ مکررات کو قلمزد کر کے باقی تیرہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود لیث مرادی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ گرمیوں کے موسم میں جبکہ راتیں چھوٹی ہوتی ہیں، نماز شب رات کے پہلے حصہ میں پڑھی جا سکتی ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (پھر فرمایا) تم نے بہت اچھا سوچا اور بہت اچھا کیا ہے! (یعنی سفر میں ایسا کرنا بڑا اچھا ہے۔ پھر سوال کیا کہ اگر کسی شخص کو سفر میں جب ہونے کا یا سردی کا خوف ہو تو اس لئے نماز شب اور وتر کو جلدی اول شب میں پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا:

ہاں۔(الفقیہ، التہذیب والاستبصار)

۲۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر سفر کی حالت میں تمہیں یہ خطرہ ہو کہ آخر شب میں نہیں اٹھ سکو گے یا کوئی اور تکلیف ہو یا ٹھنڈ لگ جائے تو اول شب میں نماز شب و وتر پڑھ سکتے ہو۔(ایضاً)

۳۔ فضل بن شاذان حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: مسافر اور بیمار کے لئے اول شب میں اس لئے نماز شب پڑھنا جائز ہے کہ مسافر اپنی نقل و حرکت اور کوچ کی وجہ سے مشغول ہوتا ہے اور بیمار بیماری کی وجہ سے کمزور ہوتا ہے تو جب یہ اول شب میں نماز شب پڑھ لیں گے تو مطمئن ہو جائیں گے، بیمار آرام کر سکے گا اور مسافر اطمینان سے کوچ کر سکے گا اور اپنے سفر کو جاری رکھ سکے گا۔(الفقیہ، العلل، عیون الاخبار)

۴۔ سماعہ بن مہران بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سفر میں نماز شب کے وقت کے متعلق سوال کیا، فرمایا: نماز عشاء سے فراغت کے بعد سے لے کر صبح کی پو پھٹنے تک۔(الفقیہ، التہذیب، الاستبصار)

۵۔ ابو جریر بن ادریس حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سفر کی حالت میں نماز شب، وتر اور دو رکعت نافلہ صبح اول شب میں محمل کے اوپر بھی پڑھ سکتے ہو۔(الفقیہ)

دوسری روایت میں وارد ہے کہ جب آخر شب میں فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو اول شب میں پڑھی جا سکتی ہے۔

۶۔ حلبی کے ایسے ہی ایک سوال کے جواب میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب سردی کا اندیشہ ہو یا کوئی تکلیف ہو۔ تو اول شب میں پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ فرمایا: مجھے بھی جب اس کا اندیشہ ہو تو ایسا کرتا ہوں۔

(التہذیب والاستبصار والفروع)

۷۔ سماعہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اول شب سے لے کر آخر شب تک نماز شب پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ ہاں افضل یہ ہے کہ نصف شب کے بعد پڑھی جائے۔(التہذیب)

۸۔ محمد بن حمران بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا نماز شب کو اول شب میں پڑھ سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں میں بھی ایسا کرتا ہوں اور جب شتربان زیادہ جلدی کرے تو محمل پر پڑھ لیتا ہوں۔(ایضاً)

۹۔ علی بن بلال بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امام علیہ السلام) کی خدمت میں لکھا کہ نماز شب کا وقت کیا ہے؟ فرمایا: زوال شب یعنی نصف شب کے وقت۔ اور اگر اس وقت نہ پڑھی جا سکے تو پھر اول و آخر شب میں پڑھنی جائز ہے۔(ایضاً)

۱۰۔ محمد بن موسیٰ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امام علیہ السلام) کی خدمت میں خط لکھا کہ میرے آقا! آپؑ کے جدامجد سے یہ روایت ہم تک پہنچی ہے کہ اگر کوئی شخص اول شب میں نماز شب پڑھے تو کوئی حرج نہیں ہے؟ آپؑ نے جواب میں لکھا جس وقت بھی پڑھی جائے جائز ہے۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ عذر شرعی پر محمول ہے جیسا کہ یہ بات اوپر گزر چکی ہے۔

۱۱۔ احمد بن الحجال حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ آنجناب نماز عشاء کے بعد دو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے جن میں قرآن مجید کی سو آیتیں پڑھتے تھے۔ جن کو (پنجگانہ اور ان کے نوافل مقررہ میں) شمار نہیں کرتے تھے۔ ان کے بعد دو رکعت بیٹھ کر پڑھتے تھے جن میں سورہ قل ھو اللہ اور قل یا ایھا الکافرون پڑھتے تھے۔ پس اگر تو (پچھلی رات) جاگ جاتے تو نماز شب اور نماز وتر ادا کرتے اور اگر طلوع فجر تک نہ جاگتے تو وہ دو رکعتیں جو نماز عشاء کے بعد پڑھتے تھے ان کو وتر شمار کرتے تھے۔ (ایضاً)

۱۲۔ ابان بن تغلب بیان کرتے ہیں کہ میں (سفر حج میں) مکہ و مدینہ کے درمیان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ہمراہ تھا۔ آپؑ فرماتے تھے کہ تم لوگ جوان ہو تم تو نماز شب مؤخر کر سکتے ہو۔ مگر میں بوڑھا ہوں اس لئے میں جلدی پڑھتا ہوں چنانچہ آپؑ (اس سفر میں) نماز شب کو اول شب میں پڑھا کرتے تھے۔ (الفروع، التہذیب)

۱۳۔ جناب شیخ محمد بن مکی (شہید اول) نے محمد بن ابوقرہ کی کتاب سے باسناد خود ابراہیم بن سیبہ بیان کرتے ہیں کہ میرے بعض گھر والوں نے حضرت امام ابو محمد علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا کہ آیا نماز شب اول شب میں پڑھی جا سکتی ہے؟ آپؑ نے جواب میں لکھا کہ مسافر کے لئے نماز شب اول شب میں پڑھنا ایسا ہے جیسے حاضر کا آخر شب میں پڑھنا۔ (کتاب الذکریٰ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۲۷ میں) ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ شرعی عذر کی صورت میں نوافل کو اپنے اوقات سے پہلے پڑھا جا سکتا ہے اور کچھ اس کے بعد (باب ۴۵ میں) ذکر کی جائینگی انشاء اللہ۔

باب ۴۵

نماز شب کو اول شب میں پڑھنے سے افضل یہ ہے کہ اس کی بعد میں قضا کی جائے۔ اور تقدیم کی صورت میں ثلث شب تک مؤخر کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن وہب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپؑ کے نیکوکار حب داروں میں سے ایک شخص نے نیند کے غلبہ کی شکایت کرتے ہوئے کہا ہے کہ میں نماز شب کے لئے رات کو اٹھنا چاہتا ہوں۔ مگر نیند کے غلبہ کی وجہ سے صبح تک سویا رہتا ہوں۔ حتیٰ کہ ایک ماہ بلکہ دو ماہ تک مسلسل نماز کی قضا کرتا ہوں اور اس کے بوجھ پر صبر کرتا ہوں! فرمایا: بخدا یہ (کردار) آنکھ کی ٹھنڈک ہے۔ مگر (اول شب میں) نوافل پڑھنے کی رخصت نہ دی۔ (بلکہ) فرمایا: دن کے وقت ان کی قضا کرنا افضل ہے۔ (الفقیہ، الفروع)

شیخ طوسیؒ نے اس کے ساتھ یہ تتمہ بھی ذکر کیا ہے: "میں نے عرض کیا کہ ہماری کچھ نوجوان باکرہ لڑکیاں ایسی بھی ہیں جو نیکی اور نیکوکاروں سے محبت کرتی ہیں۔ جو نماز (شب) پڑھنے کا حرص بھی رکھتی ہیں مگر نیند غالب آجاتی ہے بعض اوقات اس کی قضا کرتی ہیں اور بعض اوقات وہ بھی نہیں کرسکتیں مگر وہ اس پر قادر ہیں کہ اول شب میں اسے ادا کریں۔ تو امامؑ نے انہیں اول شب میں پڑھنے کی رخصت دی کہ جب قضا سے کمزور ہوں اور اسے ضائع کردیں۔ (التہذیب والاستبصار)

۳۔ عمر بن حنظلہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے اٹھارہ راتیں گزر گئی ہیں ہر رات اٹھ کر نماز شب پڑھنے کی نیت کرتا ہوں مگر اٹھ نہیں سکتا، کیا اول شب میں پڑھ لوں؟ فرمایا: نہ! دن کو قضا کرو۔ میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ تم (اول شب پڑھنے کی) عادت بنالو۔ (الفقیہ)

۴۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: نماز صبح اور عصر کے بعد نماز شب کی قضا کرنا آل محمد علیہم السلام کے پوشیدہ اسرار میں سے ایک راز ہے۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمدؒ سے اور وہ امامینؑ میں سے ایک امامؑ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ان کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص کو شب خیزی کی عادت تھی۔ اسے ایک، دو بلکہ تین راتیں گزر جاتی ہیں۔ لیکن وہ اٹھ نہیں سکتا! آیا وہ اول شب میں پڑھے یا قضا کرے؟ آپؑ کو کیا چیز زیادہ پسند ہے؟ فرمایا: قضا کرنا مجھے زیادہ پسند ہے۔ اگرچہ تیس راتیں ہی کیوں نہ گزر جائیں۔ (التہذیب)

۶۔ مرازم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ نماز شب کب پڑھوں؟ فرمایا: آخر شب میں پڑھو! عرض کیا: بیدار نہیں ہوتا؟ فرمایا: ایک مرتبہ بیدار ہو کر (بروقت) پڑھو۔ ایک بار سو جاؤ اور اس کی قضا کرو۔ پس دن میں اس کی قضا کا اہتمام کرو گے تو پھر رات میں بیدار ہونے لگ جاؤ گے! (ایضاً)

۷۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں ان (امامین علیہما السلام میں سے) ایک امامؑ سے سوال کیا کہ ایک شخص ہے۔ جو آخر شب میں بیدار نہیں ہوتا۔ حتیٰ کہ اسے اس طرح پندرہ راتیں گزر جاتی ہیں۔ پس اگر وہ اول شب نماز شب پڑھ لے تو یہ بات آپؑ کو زیادہ پسند ہے۔ یا دن کو اس کی قضا کرے؟ فرمایا: قضا کرنا مجھے زیادہ پسند ہے! کیونکہ میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ وہ اسے (اول شب میں) پڑھنے کو عادت بنائے! جناب زرارہ کہا کرتے تھے وہ نماز کس طرح پڑھی جاسکتی ہے جس کا ہنوز وقت داخل نہیں ہوا۔ اس نماز کا وقت تو نصف شب کے بعد ہے۔ (ایضاً)

۸۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کو اندیشہ ہے کہ وہ آخر شب میں نہیں اٹھ سکے گا! آیا وہ نماز عشاء سے فارغ ہو کر

نمازِ شب پڑھ سکتا ہے؟ آیا یہ کافی ہے یا اسے اس کی قضا کرنی چاہیئے؟ فرمایا: جب تک رات کی ایک تہائی نہ گزر جائے اس وقت تک کوئی نماز نہیں پڑھی جا سکتی۔ مگر دن کو قضا کرنا اس وقت نماز پڑھنے سے افضل ہے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ مطلب یہ ہے کہ ثلث شب تک اس کا مؤخر کرنا مستحب ہے۔ نہ یہ کہ یہ اس کا وقت ہے۔ اسی وجہ سے قضا کو افضل قرار دیا گیا ہے۔ اس سے پہلے (باب ۱۳، اداء الفرائض میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۴۶

نمازِ شب کا آخری وقت طلوعِ فجر ہے اور اگر وقت تنگ ہو تو اسے مختصر کرنا اور اگر قضا ہونے کا اندیشہ ہو تو اس کا وتر سے مؤخر کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسماعیل بن جابر یا عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آخر شب میں ایسے وقت اٹھتا ہوں کہ صبح صادق ہونے کا خطرہ ہے تو (نمازِ شب کا) کیا کروں؟ فرمایا: صرف سورۂ حمد پڑھتے جاؤ (دوسرا سورہ نہ پڑھو) اور جلدی جلدی کرو۔ (الفروع والتہذیب والاستبصار)

۲۔ محمد بن مسلم روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص آخر شب کو اٹھتا ہے۔ مگر اسے اندیشہ ہے کہ اچانک صبح نمودار نہ ہو جائے آیا پہلے وتر پڑھے یا نمازِ شب کو باضابطہ طور پر پڑھے تاکہ وتر کو آخر میں پڑھ سکے؟ فرمایا: (اس صورت میں) پہلے وتر پڑھے (پھر فرمایا: ایسی حالت میں) میں بھی ایسا کرتا ہوں۔ (پھر اگر وقت ہو تو نمازِ شب ادا پڑھ لے گا۔ ورنہ بعد میں قضا کرے گا۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن وہب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ نمازِ صبح سے پہلے اٹھو اور صرف وتر اور نافلۂ صبح پڑھو اور تمہارے نامۂ اعمال میں نمازِ شب کا ثواب لکھا جائے۔ (التہذیب)

۴۔ ابراہیم بن عبدالحمید بعض اصحاب سے (جو غالباً اسحاق بن غالب ہیں) اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص (آخر) شب میں اٹھے اور یہ گمان کرے کہ صبح روشن ہو چکی ہے پھر (جلدی جلدی) نمازِ وتر پڑھے مگر بعد ازاں دیکھے، ہنوز تو کچھ رات باقی ہے تو (سابقہ پڑھی ہوئی) وتر کے ساتھ ایک رکعت کا اضافہ کرے پھر باقاعدہ نمازِ شب پڑھے۔ بعد ازاں وتر پڑھے۔ (ایضاً)

۵۔ علی بن عبداللہ بن عمران حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر تم (اندرون خانہ) نماز صبح پڑھ رہے تھے۔ جب (پڑھ کر) باہر نکلے تو صبح کو دیکھا (تو معلوم ہوا کہ ہنوز کچھ منٹ باقی ہیں تو) سابقہ دو رکعت کے ساتھ ایک رکعت اور شامل کر کے اسے (تین رکعت بنا دو۔ اور نماز صبح بعد میں پڑھ لینا)۔ (ایضاً)

۶۔ اسماعیل بن جابر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: جب صبح صادق طلوع ہو چکی ہو تو نماز وتر پڑھ سکتا ہوں؟ فرمایا: نہ۔ (ایضاً)

۷۔ سعد بن سعد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص گھر کے اندر یہ سمجھ کر کہ ہنوز رات ہے نماز شب پڑھ رہا ہے۔ باہر سے ایک آدمی اس کے پاس آتا ہے اور وہ آ کر اسے بتاتا ہے کہ صبح صادق ہو چکی ہے! آیا اب نماز وتر پڑھے یا نہ؟ اور آیا پڑھی ہوئی نماز شب کا اعادہ (یعنی قضا) کرے یا نہ؟ فرمایا: اگر صبح ہونے کے بعد پڑھی ہے تو اس کا اعادہ کرے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسیؒ نے اس روایت کو (جس میں وارد ہے کہ وتر نہ پڑھے) اس بات پر محمول کیا ہے کہ جب نماز فریضہ کا وقت تنگ ہو۔ (ورنہ پہلے وتر پڑھ سکتا ہے)۔

۸۔ علی بن عبدالعزیز بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں (آخر شب میں) اٹھتا ہوں اور صبح ہونے کا اندیشہ ہے تو؟ فرمایا: صرف نماز وتر پڑھو۔ عرض کیا: (وتر پڑھ کر) جب دیکھتا ہوں تو ابھی رات باقی ہے؟ فرمایا: پھر نماز شب پڑھو۔ (اور پھر وتر آخر میں پڑھو)۔ (ایضاً)

۹۔ عبداللہ بن سنان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب اٹھو اور صبح طلوع ہو چکی ہو تو پہلے وتر پڑھو پھر صبح کا دوگانہ پڑھو اس کے بعد (نماز شب کی) آٹھ رکعتیں (قضا کر کے) پڑھو۔ (ایضاً)

۱۰۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ نماز شب کا وقت آدھی رات سے لے کر آخر شب تک ہے۔ (الفقیہ)

۱۱۔ ابن عمر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نماز شب دو دو رکعت ہے اور جب صبح ہونے کا اندیشہ ہو تو صرف ایک رکعت نماز وتر پڑھو۔ کیونکہ خداوند عالم وتر (طاق) سے محبت کرتا ہے۔ اس لئے کہ وہ خود وتر ہے۔ (علل الشرائع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں (اس سے پہلے باب ۱۰ میں گزر چکی ہیں اور کچھ) اس کے بعد (باب ۵۰ و ۵۳ و ۵۹ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ۔

باب ۴۷

جو شخص نمازِ شب کی چار رکعت پڑھ چکا ہو کہ صبح صادق ہو جائے اس کے لئے مستحب ہے کہ مختصر کر کے (صرف سورہ حمد پڑھ کر) اسے مکمل کرے پھر نماز فریضہ پڑھے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابوجعفر الاحول سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم طلوعِ فجر سے پہلے نمازِ شب کی چار رکعت پڑھ چکے ہو تو اسے مکمل کرو خواہ فجر طلوع ہو یا نہ ہو۔ (التہذیب والاستبصار)

۲۔ یعقوب بزاز بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امام علیہ السلام) کی خدمت میں عرض کیا کہ میں صبح صادق سے تھوڑا سا پہلے اٹھتا ہوں۔ اور نمازِ شب کی چار رکعت پڑھتا ہوں پھر یہ اندیشہ دامن گیر ہوتا ہے کہ فجر نہ طلوع ہو جائے آیا وتر پڑھوں یا کہ نمازِ شب کو مکمل کروں؟ فرمایا: بلکہ وتر پڑھو اور (نمازِ شب کی باقیماندہ) رکعتوں کو دن کے اگلے حصہ میں قضا کرو۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ فضیلت پر اور پہلی روایت جواز پر محمول کیا ہے۔ جیسا کہ جناب شیخ طوسیؒ نے کہا ہے۔ اور ممکن ہے کہ اسے نماز (صبح) کے قضا ہونے کے خوف یا عدمِ خوف پر محمول کیا جائے (کہ اگر خوف ہو تو قضا کرے اور خوف نہ ہو تو مختصراً ادا کرے)۔

باب ۴۸

جو شخص طلوعِ فجر کے بعد بیدار ہو اس کے لئے مستحب ہے کہ جب تک نماز کا وقت تنگ نہ ہو پہلے مختصر طور پر نمازِ شب اور وتر پڑھے اس کے بعد نمازِ صبح پڑھے مگر اس کی عادت بنا لینا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود عمر بن یزید سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا طلوعِ فجر کے بعد نمازِ شب اور وتر کا پڑھنا جائز ہے؟ فرمایا: ہاں طلوعِ فجر کے بعد بھی پڑھ سکتے ہو۔ یہاں تک کہ وہ نمازِ صبح کے وقت (فضیلت) میں پڑھی جائے اور صبح آخر میں! مگر ہر رات عمداً ایسا نہ کرو۔ نیز فرمایا کہ نمازِ شب سے فارغ ہو کر نمازِ وتر بھی پڑھو۔ (التہذیب والاستبصار)

۲۔ اسماعیل بن سعد الاشعری (ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ) میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا صبح طلوع ہو جانے کے بعد نمازِ وتر پڑھی جا سکتی ہے؟ فرمایا: ہاں! بعض اوقات میرے والد بھی طلوعِ صبح کے بعد وتر پڑھا کرتے تھے۔ (ایضاً)

۳۔ سلیمان بن خالد بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے بیان کیا کہ بعض اوقات جب میں اٹھتا ہوں تو نمازِ صبح پڑھتا ہوں! میں نے عرض کیا: تو کیا میں ایسا کر سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں۔ مگر اس کی عادت نہیں بنا لینی

چاہیئے۔(ایضاً)

۴۔ مفضل بن عمر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں (آخر شب میں) اٹھتا ہوں اور شک کرتا ہوں کہ آیا فجر طلوع ہوگئی ہے یا نہ تو؟ فرمایا: اسی شک کی حالت میں نماز شب پڑھو۔ اور جب فجر طلوع ہو جائے تو نماز وتر پڑھ کر نافلہ صبح کا دوگانہ پڑھو۔ اور اگر اس وقت بیدار ہو کہ جب صبح ہو چکی ہو تو پھر پہلے نماز فریضہ پڑھو۔ اور کوئی نماز نہ پڑھو۔ اور جب نماز صبح پڑھ چکو تو فوت شدہ نماز کی قضا کرو۔ اور اسے عادت نہ بناؤ۔ اور اپنے گھر والوں کو اس سے آگاہ نہ کرو۔ ورنہ وہ اسی طرح پڑھیں گے اور رات میں (نماز شب) نہیں پڑھیں گے۔(ایضاً)

۵۔ عمر بن یزید بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں اس وقت اٹھتا ہوں کہ فجر طلوع ہو چکی ہوتی ہے پس اگر میں نماز فریضہ پڑھتا ہوں تو وہ تو وقت فضیلت میں پڑھی جائے گی (لیکن نماز شب رہ جائے گی) اور اگر ان سے نماز شب و وتر پڑھتا ہوں تو نماز فجر ان کے (قضائی) وقت میں (اور وہ نماز صبح کے وقت فضیلت میں) پڑھی جائیگی؟ فرمایا: پہلے نماز شب و وتر پڑھو مگر اسے اپنی عادت نہ بناؤ۔(ایضاً)

۶۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ جب میں اٹھتا ہوں تو فجر طلوع ہو چکی ہوتی ہے مگر میں نے ہنوز نماز شب نہیں پڑھی؟ فرمایا: پہلے نماز شب، وتر اور نافلہ صبح پڑھو (بعد از ں نماز صبح پڑھو)۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۴۷ میں) ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ نوافل کو اپنے مقررہ اوقات سے مقدم و مؤخر کیا جا سکتا ہے اور یہ کہ جب تک نماز فریضہ حاضرہ کا وقت تنگ نہ ہو اس وقت تک اس کے وقت نماز نافلہ ادا و قضا پڑھی جا سکتی ہے۔

باب ۴۹

اگر زوال کے بعد یاد آئے کہ نماز شب نہیں پڑھی۔ تو مستحب ہے کہ نماز ظہر اور اس کے نوافل کے بعد اس کی قضا کرے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود علی بن جعفرؑ سے اور وہ اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ خدمت امامؑ میں عرض کیا کہ ایک شخص نماز شب پڑھنا بھول گیا۔ اور جب نافلہ ظہر پڑھنے کے لئے کھڑا ہوا تب یاد آیا تو؟ فرمایا: پہلے یہ نوافل پڑھے۔ بعد ازاں نماز ظہر ہاں جب نماز ظہر سے فارغ ہو تو اس کے بعد عصر تک یا جب چاہے نماز شب اور وتر (کی قضا) نماز پڑھ سکتا ہے۔(قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی وہ بعض حدیثیں جن میں اس موضوع کے متعلق کچھ اشارات پائے جاتے ہیں وہ اس سے پہلے (باب ۳۵ و ۳۶ و ۴۲ وغیرہ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۵۰

نماز صبح کے دو رکعت نماز نافلہ کا طلوع فجر سے پہلے اور نماز شب کے بعد بلکہ علی الاطلاق (طلوع سے پہلے) پڑھنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن محمد بن ابی نصر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے صبح کے نافلہ کے متعلق سوال کیا (کہ اسے کب پڑھنا چاہیئے) فرمایا: اسے نماز شب میں داخل کرو۔ (التہذیب والاستبصار)

۲۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ نافلہ صبح کب پڑھوں؟ فرمایا: طلوع فجر کے بعد۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے تو مجھے یہ حکم دیا تھا کہ میں انہیں طلوع فجر سے پہلے پڑھوں! فرمایا: اے ابو محمدؑ! شیعہ حضرات میرے والد کے پاس ہدایت حاصل کرنے کی غرض سے آتے تھے اس لئے وہ بھی ان کو محض کڑوے حق کے مطابق جواب دیتے تھے۔ اور جب میرے پاس آئے تو شک وشبہ کرتے ہوئے آئے اس لئے میں نے ان کو تقیہ کے مطابق جواب دیا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ "مطلب یہ ہے کہ امام علیہ السلام نے جو یہ فتویٰ دیا ہے کہ طلوع فجر سے پہلے ان کا پڑھنا جائز نہیں ہے کہ یہ بنا بر تقیہ ہے"۔

۳۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا نماز صبح کا دوگانہ نافلہ فجر سے پہلے پڑھنا چاہیئے یا اس کے بعد؟ فرمایا: پہلے۔ یہ دوگانہ نماز شب میں سے ہے جو کہ (اسی طرح) تیرہ رکعت بنتی ہے۔ (پھر فرمایا) اگر قیاس کرنا چاہو تو سمجھو کہ اگر تمہارے ذمہ ماہ رمضان کے واجبی روزے ہوں تو آیا تم سنتی روزے رکھو گے؟ جب فریضہ کا وقت داخل ہو جائے تو پہلے فریضہ ادا کرو۔ (ایضاً)

۴۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ دو رکعت نافلہ صبح کا اول وقت کیا ہے؟ فرمایا: رات کا آخری چھٹا حصہ۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ صبح کے دو رکعت نافلہ کے پڑھنے کا اصلی وقت کیا ہے؟ فرمایا: طلوع فجر سے پہلے کیونکہ جب فجر طلوع ہو جائے تو پھر تو نماز صبح کا وقت داخل ہو جاتا ہے۔ (الفروع، التہذیب والاستبصار)

۶۔ علی بن مہزیار بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا جسے میں نے پڑھا کہ وہ دوگانہ جو

نمازِ صبح سے پہلے پڑھا جاتا ہے! آیا وہ نمازِ شب سے ہے یا دن کی نماز سے؟ اور اسے کس وقت پڑھوں؟ امامؑ نے اپنے دستخط سے جواب دیا ان کو نمازِ شب میں اسی طرح داخل کرو جس طرح داخل کرنے کا حق ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱۰ و ۴۸ اور اعداد الفرائض باب ۱۴ میں) اسی قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں کہ نوافل میں تقدیم و تاخیر روا ہے۔

باب ۵۱

نمازِ صبح کے نافلہ کا وقت طلوعِ فجر کے بعد مشرقی سرخی کے ظاہر ہونے تک دراز ہے اور اگر کوئی شخص اس سے پہلے پڑھ کر سو جائے تو طلوعِ فجر کے بعد ان کا اعادہ کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کرکے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود علی بن یقطین سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص ہے جس نے ابھی نمازِ صبح نہیں پڑھی۔ جبکہ صبح بالکل روشن ہو گئی ہے بلکہ (افق) پر سرخی ظاہر ہو گئی ہے اور اس نے ابھی نافلہ صبح بھی نہیں پڑھی۔ آیا وہ پہلے نافلہ پڑھے یا اسے مؤخر کرکے پہلے فریضہ ادا کرے؟ فرمایا: ان کو مؤخر کرے۔ (التہذیب)

۲۔ سلیمان بن خالد اور حسین بن ابوالعلاء بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ان دو رکعتوں کے بارے میں سوال کیا جو نمازِ صبح سے پہلے پڑھی جاتی ہیں؟ جب آدمی اس وقت بیدار ہو جب صبح روشن ہو چکی ہو تو؟ فرمایا: پہلے نافلہ پڑھے اس کے بعد نمازِ صبح پڑھے۔ (ایضاً)

۳۔ یعقوب بن سالم بزاز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: طلوعِ فجر کے بعد دوگانہ نافلہ صبح پڑھو اور پہلی رکعت میں (حمد کے بعد) سورہ قل یا ایھا الکافرون اور دوسری میں سورہ قل ھو اللہ احد پڑھو۔ (ایضاً)

۴۔ اسحاق بن عمار بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نمازِ صبح کا دوگانہ نافلہ روشنی کے سر کے بالمقابل آنے تک ادا کر سکتے ہو۔ اس کے بعد پہلے فریضہ صبح ادا کرو (بعد ازاں نافلہ)۔ (ایضاً)

۵۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ (بعض اوقات) میں نمازِ شب اور نافلہ صبح پڑھ کر سو جاتا ہوں اور جب تک خدا چاہتا ہے سوتا رہتا ہوں اور جب طلوعِ فجر کے وقت بیدار ہوتا ہوں تو ان دو رکعتوں کا اعادہ کرتا ہوں۔ (ایضاً)

۶۔ ابوبکر حضرمی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ میں دو رکعت نافلہ صبح کس وقت پڑھوں؟ فرمایا: جب صبحِ صادق (افق) پر پھیل جائے جسے عرب "صدیع" کہتے ہیں۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۵۰ میں) گزر چکی ہیں اور بعض اس کے بعد (باب ۵۲ میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ۔

باب ۵۲

نافلہ فجر کا فجر سے پہلے، فجر کے وقت اور فجر کے بعد پڑھنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ نافلہ فجر، فجر سے پہلے، فجر کے بعد اور فجر کے وقت پڑھو۔ (التہذیب والاستبصار)

۲۔ یہی سوال جب ابن ابی یعفور نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کیا تو انہوں نے بھی وہی جواب دیا جو ان کے والد ماجد نے دیا تھا (قبل الفجر و بعده و بعدهٗ)۔ (ایضاً)

۳۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ وہ دوگانہ جو نماز فجر سے پہلے پڑھا جاتا ہے کب پڑھوں؟ فرمایا: جب مؤذن کہے "قد قامت الصلوٰۃ"۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ نافلہ صبح فجر سے پہلے، فجر کے وقت اور فجر کے بعد پڑھا جا سکتا ہے پہلی رکعت میں سورہ قل یا ایها الکافرون اور دوسری میں قل ھو اللہ احد پڑھو۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۴۴ و ۵۱ و ۵۳ میں) ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں، جو عمومی یا خصوصی طور پر اس موضوع پر دلالت کرتی ہیں (اور کچھ اس کے بعد باب القضاء نمبر ۲ میں ذکر کی جائینگی) انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵۳

نصب شب کے بعد نماز تہجد کا ظہرین اور مغرب کی طرح چار چار اور تین تین کرکے پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن وہب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز کا تذکرہ کرتے ہوئے فرما رہے تھے کہ (جب نماز عشاء سے فارغ ہو جاتے تو) ان کے وضو کے لئے پانی لایا جاتا تھا جسے ڈھانپ کر سرہانے رکھ لیتے اور مسواک کو اپنے بستر کے نیچے رکھ دیتے۔ پھر جس قدر خدا چاہتا سوتے رہتے۔ پس جب بیدار ہوتے تو بیٹھ جاتے اور آسمان کی طرف نگاہ کرکے سورہ آل عمران کی یہ آیتیں تلاوت فرماتے: "ان فی خلق السموات والارض لآیات (تا قولہ انک لا

تسخلف المیعاد) پھر مسواک کرتے اور طہارت کرتے۔ پھر مسجد میں تشریف لے جاتے۔ اور چار رکعت نماز اس طرح پڑھتے کہ ان کے قیام، رکوع اور سجود کا وقت برابر ہوتا۔ رکوع اس قدر طویل کرتے کہ کہا جاتا کہ کب سر اٹھائیں گے، سجدہ اس قدر طویل کرتے کہ کہا جاتا کہ کب سر بلند کریں گے؟ بعد ازاں واپس اپنے بستر پر تشریف لے جاتے۔ پھر جب تک خدا چاہتا سوتے رہتے پھر بیدار ہوتے اور بیٹھ کر اور آسمان پر نگاہ ڈال کر سورہ آل عمران والی سابقہ آیات کی تلاوت کرتے پھر مسواک کرتے اور طہارت کرتے اور مسجد میں تشریف لے جاتے اور حسب سابق پھر چار رکعت نماز پڑھتے۔ پھر واپس رخت خواب پر تشریف لے جاتے اور جب تک خدا چاہتا آرام فرماتے پھر بیدار ہو کر آسمان پر نگاہ ڈالتے اور سابقہ آیات کی تلاوت فرماتے، مسواک کرتے، طہارت کرتے پھر مسجد میں تشریف لے جاتے اور نماز وتر (دو رکعت شفع، ایک رکعت وتر) اور دو رکعت نافلہ صبح ادا فرماتے بعد ازاں نماز پڑھانے کے لئے تشریف لے جاتے۔ (التہذیب)

۲۔ فروع کافی میں بروایت حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اسی طرح اسوہ نبویہ مروی ہے۔ صرف اس میں یہ تتمہ موجود ہے کہ چار اور چار رکعت پڑھتے اور سونے کے بعد تیسری بار قریب صبح اٹھتے اور وتر و دوگانہ صبح ادا فرماتے۔ پھر امامؑ نے یہ آیت پڑھی: "لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ" (جناب رسول خدا کی سیرت و کردار میں تمہارے لئے بہترین نمونہ عمل موجود ہے)۔ راوی نے عرض کیا کہ آپ کس وقت اٹھتے تھے؟ فرمایا: ایک تہائی رات گزر جانے کے بعد اور ایک اور روایت کے مطابق فرمایا: نصف شب کے بعد۔ (الفروع)

۳۔ ابن بکیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: (پہلے دور میں) کسی آدمی کو اس بات پر تعریف نہیں کی جاتی تھی کہ وہ آخر شب میں اٹھتا اور ایک ہی مرتبہ نماز شب پڑھ کے سو جاتا اور چلا جاتا۔ (ایضاً) (بلکہ قابل تعریف تب سمجھا جاتا تھا کہ جب نماز شب کو حسب سابق چار چار اور تین رکعت کر کے الگ الگ پڑھتا تھا)۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی فی الجملہ بعض حدیثیں پہلے (باب ۶ مسواک میں) گزر چکی ہیں اور بعض اس کے بعد (باب ۳۵ تعقیبات میں) آئیں گی انشاء اللہ۔

باب ۵۴

نماز شب کا آخر شب تک مؤخر کرنا اور وتر کا صبح کاذب و صبح صادق کے درمیان پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن وہب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ نماز وتر کا بہترین وقت کون سا ہے؟ فرمایا: پہلی فجر (صبح کاذب)۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ ابان بن تغلب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت رسول خدا صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز وتر کب پڑھا کرتے تھے؟ فرمایا: (صبح صادق سے اس قدر پہلے) جس قدر غروب آفتاب اور نماز مغرب کی درمیان فاصلہ ہوتا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ اسماعیل بن سعد الاشعری بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ نماز وتر کا بہترین وقت کون سا ہے؟ فرمایا: سب سے زیادہ افضل وقت وہ ہے جو صبح کاذب کے نزدیک ہو! پھر سوال کیا: نماز شب کا بہترین وقت کون سا ہے؟ فرمایا: رات کی آخری تہائی۔ (ایضاً)

۴۔ جناب شیخ محمد بن مکی (شہید اول) علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے جناب امیر علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا وتر اول شب میں پڑھی جاتی ہے؟ آپؑ نے اسے کوئی جواب نہ دیا حتیٰ کہ جب صبح کاذب اور صبح صادق کے درمیان کا وقت تھا تو جناب امیر علیہ السلام مسجد میں تشریف لے گئے اور انہوں نے فرمایا: وتر کے بارے میں سوال کرنے والا کہاں ہے؟ یہ وقت وتر کا بہترین وقت ہے۔ پھر کھڑے ہو کر نماز وتر پڑھی۔ (کتاب الذکریٰ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے اعداد الفرائض وغیرہ میں اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں اور بعض ایسی حدیثیں بھی ذکر کی جا چکی ہیں جو نصب شب کے افضل ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ تو وہ افضلیت نسبتی ہے یعنی نماز شب کو اول شب میں پڑھنے یا اس کی قضا کرنے سے افضل نصف شب ہے (لیکن یہ آخر شب علی الاطلاق افضل ہے)۔

باب ۵۵

آدھی رات کس طرح معلوم ہوتی ہے؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عمر بن حنظلہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ زوال آفتاب تو چونکہ دن میں ہوتا ہے جسے ہم جانتے ہیں۔ پس رات کی کیا کیفیت ہے؟ فرمایا: جس طرح دن میں زوال ہوتا ہے اسی طرح رات میں بھی زوال ہوتا ہے؟ عرض کیا: اسے کس طرح معلوم کیا جائے؟ فرمایا: ستاروں کے گرنے سے! (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ تارے جو اول شب کو طلوع ہوتے ہیں وہ نصف کو غروب ہوتے ہیں۔

۲۔ جناب ابن ادریس حلیؒ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: "دلوک الشمس" سے مراد زوال آفتاب ہے اور "غسق اللیل" سے مراد نصف شب ہے جو بمنزلہ دن کے زوال کے ہے۔ (السرائر)

باب ۵۶

جب نماز شب قضا ہو جائے تو اس کی قضا نماز صبح اور نماز عصر کے بعد مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل بن دراج سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا طلوع فجر کے بعد طلوع آفتاب تک نماز شب کی قضا کی جا سکتی ہے؟ فرمایا: ہاں! (بلکہ) عصر کے بعد سے لے کر رات تک بھی! (پھر فرمایا) اور یہ آل محمد علیہم السلام کے پوشیدہ رازوں میں سے ایک راز ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

۲۔ مفضل بن عمر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میری نماز شب قضا ہو جاتی ہے تو کیا نماز صبح سے فارغ ہو کر وہیں جائے نماز پر طلوع آفتاب سے پہلے اس فوت شدہ نماز کو پڑھ سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں۔ مگر اپنے گھر والوں کو اس کی خبر نہ ہونے دو ورنہ وہ اسے اپنا طریقہ اور وطیرہ بنالیں گے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے ظاہر یہ ہوتا ہے کہ قضا کرنے پر اکتفا کرتے ہوئے نماز شب کا ترک کرنا مرجوح ہے (یعنی ایسا نہیں کرنا چاہیے)۔

نیز فرماتے ہیں کہ قبل ازیں (باب ۴۸ میں) ایسی کئی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ نماز شب کی قضا مستحب ہے اور وہ ہر وقت پڑھی جا سکتی ہے۔

باب ۵۷

فوت شدہ نمازوں کی جلدی قضا کرنا مستحب ہے اگرچہ دن کی نمازوں کی قضا رات میں اور رات کی نمازوں کی قضا دن میں کرنی پڑے اور قضا و ادا کے وقت میں موافقت بھی جائز ہے۔

(اس باب میں کل سولہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر کے باقی چودہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے بغیر طہارت کے نماز پڑھی یا چند نمازیں پڑھنا بھول گیا۔ یا سویا رہا (اور نہ پڑھ سکا) تو؟ فرمایا: جب بھی یاد آئے خواہ دن میں یا رات میں ان کی قضا کرے۔ (التہذیب، الفروع، الاستبصار)

۲۔ عنبسہ العابد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے خدا کے اس ارشاد "وهو الذى جعل الليل و النهار خلفة لمن اراد ان يذكر او اراد شكوراً" کے مطلب کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: مطلب یہ ہے کہ رات کی قضا شدہ نماز کی دن میں اور دن کی فوت شدہ نمازوں کی قضا رات میں کی جا سکتی ہے۔ (التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود بریدبن معاویہ العجلی سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: رات کی فوت شدہ نماز کی قضا کے سلسلہ میں افضل یہ ہے کہ آخر شب میں اسی وقت ادا کی جائے جس میں وہ فوت ہوئی تھی! اور اگر اس کی قضا دن میں بھی کرو تو کوئی حرج نہیں ہے۔ اور زوال آفتاب سے پہلے۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس معنی پر محمول ہے کہ اس شخص کو وہ فوت شدہ نماز یاد ہی آخر شب میں آئے یا پھر یہ تقیہ پر محمول ہے۔

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو نماز دن میں قضا ہوئی ہے اس کی قضا دن میں اور جو رات میں قضا ہوئی ہے اس کی قضا رات میں کرو۔ عرض کیا: آیا میں ایک رات میں دو (فوت شدہ) وتروں کی قضا کر سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں ہمیشہ وتر کی قضا کر سکتے ہو۔ (الفروع، التہذیب)

۵۔ اسماعیل جعفی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: افضل یہ ہے کہ جو نوافل رات میں قضا ہوں ان کی قضا رات میں اور جو دن میں قضا ہوں ان کی قضا دن میں کی جائے! عرض کیا: آیا دو وتر ایک رات میں پڑھے جا سکتے ہیں؟ فرمایا: نہ! عرض کیا: پھر آپ نے ایک رات میں مجھے دو دو وتر پڑھنے کا حکم کیوں دیا ہے؟ فرمایا: وہ اس طرح کہ ایک قضا (اور دوسرا ادا)۔ (ایضاً)

۶۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کا اگر کوئی (نافلہ شب) قضا ہو جاتا تھا تو اس کی قضا دن کو اور اگر کوئی (نافلہ دن) قضا ہو جاتا تو اس کی قضا دوسرے دن کو کرتے تھے یا جمعہ کے دن یا پورے مہینے میں اور جب کئی (نوافل کی قضا) جمع ہو جاتی تو ان کی قضا شعبان میں کرتے تھے تاکہ سال بھر کا عمل مکمل ہو جائے۔ (التہذیب)

۷۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر طاقت و قوت ہو تو دن کی نماز کی قضا رات کو بجا لاؤ۔ (ایضاً)

۸۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر شب و روز کی کوئی مستحبی نماز قضا ہو جائے تو اس کی قضا زوال کے وقت، ظہر کے بعد، عصر کے وقت، مغرب کے بعد، عشاء کے بعد اور آخر سحر میں بجا لاؤ۔ (ایضاً)

۹۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نماز شب کی قضا کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: اس کی قضا اس کے اسی وقت میں کرو جس میں پڑھتے تھے! عرض کیا: اس طرح تو ایک رات میں دو وتر اکٹھے ہو جائیں گے؟ فرمایا: یہ ایک رات میں دو وتر نہیں ہیں۔ ایک تو سابقہ فوت شدہ کی قضا ہے۔ (ایضاً)

۱۰۔ ابوالعلاء حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر دن کی نماز فوت ہو جائے تو اس کی قضا شب و روز

میں جب چاہو کر سکتے ہو سب اوقات برابر ہیں۔ (ایضاً)

۱۱۔ ذریح بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ سفر میں میری نماز شب قضا ہوگئی۔ آیا اس کی دن میں قضا کر سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں۔ اگر طاقت رکھتے ہو تو۔۔۔ (ایضاً)

۱۲۔ عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک آدمی طلوع آفتاب تک سوتا رہا اور اس کی نماز صبح قضا ہوگئی جبکہ وہ سفر کی حالت میں تھا! اب وہ کیا کرے؟ آیا اس کے لئے جائز ہے کہ دن میں اس کی قضا کرے؟ فرمایا: نماز نافلہ ہو یا فریضہ اس کی دن میں قضا نہ کرے یہ نہ جائز ہے نہ اس کے نامہ اعمال میں درج ہوگی۔ ہاں اس کو مؤخر کرے اور رات میں اس کی قضا کرے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ خبر شاذ و نادر ہے لہٰذا ان اخبار و آثار کا معارضہ کرنے کی تاب نہیں رکھتی جو ظاہر قرآن کے مطابق ہیں۔ مؤلف وسائل فرماتے ہیں: علاوہ بریں یہ سفر کے ساتھ مخصوص ہے لہٰذا یہ ممکن ہے کہ سفر کی مصروفیت اور شغل و اشغال کی کثرت کی بنا پر ایسا فرمایا ہو کہ آدمی ادھر توجہ نہیں کر سکتا۔

۱۳۔ حضرت شیخ محمد بن مکی (شہید اول) کتاب الذکریٰ میں بیان کرتے ہیں کہ ابن ابی قرہ نے باسناد خود اسحاق بن عمار سے روایت کی ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ساتھ بمقام قادسیہ ملاقات کی جبکہ وہ ابوالعباس کے پاس تشریف لے جا رہے تھے۔ چنانچہ ہم اکٹھے چلتے ہوئے بمقام "طرناباذ" پہنچے تو دیکھا کہ ایک آدمی چھوٹی سی نہر کے کنارے نماز پڑھ رہا ہے۔ جبکہ سورج کافی بلند ہو چکا تھا۔ امام علیہ السلام اس کے پاس جا کر کھڑے ہوگئے اور فرمایا: اے اللہ کے بندے! یہ کون سی نماز ہے جو تم اس وقت پڑھ رہے ہو؟ عرض کیا: نماز شب قضا ہوگئی تھی اس کی قضا دن میں کر رہا ہوں! یہ سن کر امامؑ نے اپنے غلام (معتب) کو حکم دیا: اے معتب! یہیں سامان اُتار دو تاکہ ہم دوپہر کا کھانا اس شخص کے ہمراہ کھائیں جو نماز شب کی قضا دن میں کرتا ہے! میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہو جاؤں! آیا آپؑ اس سلسلہ میں کوئی روایت بیان فرمائیں گے؟ فرمایا: ہاں میرے والد نے اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کی ہے فرمایا: خدا اس بندے پر بزم ملائکہ میں فخر و ناز کرتا ہے جو رات کی نماز دن میں قضا کرتا ہے۔ اور فرماتا ہے کہ اے میرے ملائکہ! میرے بندے کی طرف دیکھو جو اس نماز کی قضا کر رہا ہے جو میں نے اس پر واجب نہیں کی۔ گواہ رہنا میں نے اسے بخش دیا ہے۔ (الذکریٰ)

۱۴۔ جناب شیخ علی بن ابراہیم قمی باسناد خود جمیل سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے آپؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ بعض اوقات میری نماز شب ایک ماہ، دو ماہ یا تین ماہ تک قضا ہو جاتی ہے آیا اس کی قضا دن میں کر سکتا ہوں؟ امامؑ نے تین بار فرمایا: "بخدا! تیری آنکھ کی ٹھنڈک ہے"۔ خدا فرماتا ہے: "ھو الذی جعل اللیل و

النهار خلفة لمن اراد ان يذكر او اراد شكوراً" فرمایا: اس کا مطلب یہ ہے کہ دن کی فوت شدہ نماز کی قضا رات میں اور رات کی فوت شدہ نماز کی قضا دن میں کی جائے۔ (پھر فرمایا) یہ آل محمد علیہم السلام کے پوشیدہ رازوں میں سے ایک راز ہے۔ (تفسیر قمی)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (اعداد الفرائض باب ۱۸، ۲۲، ۳۶، اور موجودہ باب ۳ میں) گزر چکی ہیں اور آئندہ بھی (باب ۶۱ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ۔

باب ۵۸

وقت کے داخل ہونے کا علم و یقین حاصل کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب شیخ محمد بن ادریس علیہ الرحمہ اپنی کتاب سرائر کے آخر میں احمد بن ابی نصر بزنطی کے نوادر کے حوالہ سے عبداللہ بن عجلان سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تمہیں زوال کے ہونے میں شک ہو تو دو رکعت (مستحبی) نماز پڑھو۔ اور جب زوال کا یقین ہو جائے تو پھر نماز فریضہ پڑھو۔ (السرائر)

۲۔ جناب سید علی بن الحسین الموسوی المرتضیٰ علیہ الرحمہ اپنے رسالہ محکم و متشابہ میں تفسیر نعمانی کے حوالہ سے اسماعیل بن جابر سے وہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ جب خداوند عالم اپنے بندوں سے آفتاب کو پوشیدہ کر دے جسے اوقات کا راہنما قرار دیا ہے تو پھر لوگوں کو نمازیں مؤخر کرنے کی گنجائش ہے تا کہ ان پر وقت واضح ہو جائے اور زوال آفتاب کا یقین ہو جائے۔ (رسالہ محکم و متشابہ)

۳۔ اس سے قبل (باب ۲۷ میں) علی بن مہزیار از امام محمد باقر علیہ السلام کی یہ حدیث گزر چکی ہے جس میں آپؑ نے فرمایا: فجر کیا ہے؟ وہ سفید دھاگہ جو افق پر پھیلا ہوا ہوتا ہے پس سفر ہو یا حضر۔ اس وقت تک نماز نہ پڑھو جب تک اس کا طلوع واضح نہ ہو جائے! کیونکہ خداوند عالم نے اپنی مخلوق کو کسی قسم کے شک و شبہ میں نہیں رکھا۔ چنانچہ فرماتا ہے کہ اس وقت تک برابر کھاؤ، پیو جب تک فجر کا سفید دھاگہ سیاہ دھاگے (فجر کاذب) سے جدا نہ ہو جائے۔

۴۔ جناب شیخ محمد بن مکی (شہید اولؒ) باسناد خود علی بن جعفر سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص صبح کی اذان سنتا ہے اور اسے ظن غالب یہی ہوتا ہے کہ صبح صادق ہو گئی ہے مگر اسے یقین نہیں ہے کہ فجر طلوع ہوئی ہے یا نہ؟ آیا وہ نماز پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا: جب تک اس کے طلوع کا یقین نہ ہو۔ اس وقت تک نہیں پڑھ سکتا۔ (الذکریٰ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۵۹ میں) یہ بات ذکر کی جائے گی کہ ثقہ آدمی کی اذان پر اعتماد کر کے نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ مگر یہاں اس پر اعتماد کرنے کی نفی کی گئی ہے تو ان میں درحقیقت کوئی منافات نہیں ہے۔ کیونکہ یہ حدیث یا اس صورت پر محمول ہے کہ جب مؤذن ثقہ اور عادل نہ ہو۔ یا یہ بات اذان صبح کے ساتھ مخصوص ہے کیونکہ وہ طلوع فجر سے پہلے دی جا سکتی ہے۔ (بخلاف دوسری اذانوں کے کہ وہ وقت کے داخل ہونے کے بعد دی جاتی ہیں)۔

باب ۵۹

وقت کے (داخل ہونے کے متعلق) قابل وثوق آدمی کی خبر یا اس کی اذان پر بھروسہ کیا جا سکتا ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں "جس کو چاند نے دھوکہ دیا تھا اور وہ نماز صبح اس وقت پڑھ کر سو گیا تھا جب ابھی رات تھی اور جب بیدار ہوا تو سورج نکل چکا تھا۔ اسے بتایا گیا کہ اس نے نماز صبح رات میں پڑھی ہے؟" فرمایا: وہ اپنی نماز کا اعادہ کرے۔ (التہذیب، الفروع)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن عبداللہ القروی سے اور وہ اپنے باپ (عبداللہ) سے روایت کرتے ہیں کہ وہ ایک بار (ہارون عباسی کے داروغہ زندان) فضل بن ربیع کے پاس گئے جو کوٹھے کی چھت پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ میرے قریب آؤ۔ چنانچہ میں قریب گیا اور جب بالکل اس کے سامنے آ گیا۔ تو مجھ سے کہا: گھر کا جو کمرہ ہے اس میں جھانک کر دیکھو! چنانچہ میں نے دیکھا! پوچھا: کیا دیکھا ہے؟ میں نے کہا: ایک کپڑا پڑا ہوا ہے! کہا: اچھی طرح دیکھو جب دوبارہ غور سے دیکھا اور حقیقت حال کا علم ہوا تو کہا: ایک آدمی ہے جو سجدہ میں پڑا ہے؟ ۔۔۔۔۔۔ کہا: یہ ابوالحسن امام موسیٰ کاظم بن جعفر (علیہ السلام) ہیں۔ میں ان کی دن رات نگرانی کرتا ہوں۔ میں نے ان کو جب بھی کسی وقت دیکھا ہے تو اس حالت میں پایا ہے، جس کا میں تم سے تذکرہ کر رہا ہوں! یہ صبح کی نماز پڑھتے ہیں اس کے ایک گھنٹہ تک تعقیبات پڑھتے ہیں۔ یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جاتا ہے پھر سجدہ میں جاتے ہیں اور زوال آفتاب تک برابر سجدہ میں پڑے رہتے ہیں انہوں نے ایک آدمی مقرر کر رکھا ہے جو ان کو زوال کی (اور صبح کی اور دیگر اوقات) کی خبر دیتا ہے مجھے معلوم نہیں وہ ان کو کب زوال آفتاب کی خبر دیتا ہے کہ آپؑ نے چونک کر سجدے سے سر اٹھاتے ہیں اور بغیر وضو کئے نماز شروع کر دیتے ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ سجدہ میں نہ سوئے ہیں اور نہ ہی بے ہوش ہوئے ہیں (وعنہ تجدید وضو کرتے) برابر نماز پڑھتے رہتے ہیں حتیٰ کہ جب نماز عصر سے فارغ ہو جاتے ہیں تو سجدہ میں سر رکھ دیتے ہیں اور غروب تک سجدہ میں پڑے رہتے ہیں۔ اور جب سورج غروب ہو جاتا ہے تو چونک کر اٹھتے ہیں تو بغیر پیشاب کئے (اور بغیر وضو کئے) نماز مغرب پڑھتے ہیں اور پھر برابر تعقیبات میں مشغول رہتے ہیں

یہاں تک کہ نماز عشاء پڑھتے ہیں جب اس سے فارغ ہوتے ہیں تو تھوڑے سے بھنے ہوئے گوشت سے روزہ افطار کرتے ہیں جوان کے لئے لایا جاتا ہے۔اس کے بعد وضو کی تجدید کرتے ہیں۔پھر سجدہ میں سر رکھ دیتے ہیں پھر اس سے سر اٹھاتے ہیں اور تھوڑی سی دیر کے لئے سو جاتے ہیں! پھر اٹھتے ہیں اور وضو کرتے ہیں۔پھر برابر ساری رات طلوع فجر تک نماز پڑھتے رہتے ہیں۔مجھے معلوم نہیں کہ کب ان سے غلام کہتا ہے کہ صبح صادق ہو گئی ہے! کہ وہ نماز صبح کے لئے ایک دم کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ایک سال سے برابر ان کا یہ طریقہ کار ہے۔(جب سے وہ یہاں میری تحویل میں ہیں)۔(عیون الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (اذان کے باب ۳ میں) ایسی حدیثیں بیان کی جائیں گی جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ثقہ آدمی کی اذان پر بھروسہ کیا جا سکتا ہے اور اس سے پہلے (باب ۵۸ میں) ایسی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں جو بظاہر اس کے منافی ہیں مگر ہم نے وہاں اس کی مناسب توجیہ وتاویل بیان کر دی ہے۔

باب ۶۰

جس شخص کو شک پڑ جائے کہ اس نے نماز پڑھی ہے یا نہ؟ مگر ہنوز وقت باقی ہو تو اس پر واجب ہے کہ وہ نماز پڑھے۔اور اگر وقت کے بعد شک پڑے تو اس کا کوئی اعتبار نہیں ہاں اگر یقین ہو تو قضا کرے۔اور یہی حکم دوسری نماز پڑھ چکنے کے بعد پہلی میں شک پڑنے کا ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ اور فضیل سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ جب بھی کسی نماز کے بارے میں وقت کے اندر نہ پڑھنے کا یقین ہو جائے یا شک پڑ جائے کہ وہ نماز پڑھی ہے یا نہ؟ یا وقت کے بعد نہ پڑھنے کا یقین ہو جائے تو اس نماز کو پڑھو! اور اگر وقت کے بعد اور دوسری نماز کے درمیان میں حائل ہونے کے بعد شک پڑ جائے کہ پڑھی ہے یا نہ! تو اس شک کی بنا پر اعادہ لازم نہیں ہے۔ہاں اگر یقین ہو جائے تو پھر جس حال میں بھی ہو اس کا اعادہ (یعنی قضا) کرو۔(الفروع،التہذیب)

۲۔ جناب ابن ادریس حلی علیہ الرحمہ حریز بن عبداللہ کی کتاب سے نقل کرتے ہوئے زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب آدمی کو دوسری نماز کے حائل ہو جانے کے بعد یقین ہو جائے کہ پہلی نماز نہیں پڑھی تو اس کی قضا کرے گا۔اور اپنے یقین پر عمل کرتے ہوئے پہلے اس نماز کی، پھر اس کے بعد والی حائل شدہ نماز کی قضا کرے گا۔پس اگر عصر کی نماز پڑھنے سے پہلے ظہر میں شک پڑ جائے کہ پڑھی ہے یا نہ؟ تو اسے بجا لائے اور اگر عصر پڑھ چکنے کے بعد یہ شک پڑے تو پھر یہی سمجھے کہ پڑھ چکا ہے۔کیونکہ عصر درمیان میں حائل ہو گئی ہے اور حائل شک کو نہیں باقی چھوڑتا۔ہاں اگر یقین ہو جائے (کہ نہیں پڑھی) تو پھر اعادہ کرے گا۔(السرائر)

باب ۶۱

جس شخص کے ذمہ نماز فریضہ ہو وہ ادا یا قضا نوافل پڑھ سکتا ہے البتہ مستحب یہ ہے کہ پہلے فریضہ پڑھے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ان کو فرماتے ہوئے سنا کہ ایک بار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوئے اور ان پر نیند کا ایسا غلبہ ہوا کہ جب تک آفتاب کی حرارت نے ان کو تکلیف نہ دی وہ بیدار نہ ہوئے[۱]۔۔۔ پس جب بیدار ہوئے تو اسی وقت اپنی بزم میں تشریف لائے اور پہلے دو رکعت نماز نافلہ پڑھی اور پھر نماز صبح پڑھی پھر بلالؓ سے فرمایا: اے بلال تمہیں کیا ہو گیا؟ (کہ اذان نہ دی؟) عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے بھی اسی نے سلایا جس نے آپ کو سلایا تھا۔ آپؐ نے اس جگہ ٹھہرنے کو ناپسند فرمایا اور کہا تم شیطان کی وادی میں سوئے ہو۔ (التہذیب والاستبصار)

۲۔ ابوبصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اگر کوئی شخص صبح سورج نکلنے تک سوتا رہ جائے تو؟ فرمایا: (پہلے) دو رکعت نافلہ پڑھے۔ بعد ازاں نماز صبح (قضا) پڑھے۔ (ایضاً)

۳۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے بغیر طہارت کے نماز پڑھی، یا بھول کر چند نمازیں نہیں پڑھیں! یا سوتا رہا۔ (اور نماز قضا ہو گئی) تو؟ فرمایا: شب و روز میں جس وقت بھی یاد آئے اسی وقت قضا کرے اور جب تک سب فریضہ ادا نہ کر لے اس وقت تک کوئی مستحبی نماز نہ پڑھے۔ (التہذیب والاستبصار والفروع)

۴۔ یعقوب بن شعیب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص صبح تک سوتا رہتا ہے اور اس وقت جاگتا ہے جب سورج نکل آتا ہے! آیا جاگتے ہی نماز قضا کر سکتا ہے یا سورج کے پھیلنے کا انتظار کرے؟ فرمایا: اٹھتے ہی پڑھے۔ کہا: پہلے وتر یا دوگانہ نافلہ پڑھے؟ فرمایا: نہ۔ بلکہ پہلے نماز فریضہ پڑھے۔ (التہذیب والاستبصار)

۵۔ عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر فریضہ نماز کے لئے دو رکعت نماز نافلہ ہوتی ہے۔ سوائے عصر کے کہ اس کی یہ دو رکعت اس سے مقدم ہوتی ہیں جن سے مل کر ظہر کے بعد عصر کے آٹھ رکعت نوافل ہو جاتے ہیں۔ پس جب نماز فریضہ وغیرہ کی قضا کرنا چاہو تو پہلے فریضہ حاضرہ کے دو رکعت نافلہ پڑھو پھر جس قدر چاہو قضا کرو۔ (اور بعد ازاں

---

[۱] فریقین کے علماء اعلام کی تحقیق یہ ہے کہ عام حالات میں پیغمبر اسلامؐ پر اس طرح نیند وغیرہ کا غلبہ نہیں ہوتا تھا کہ جس سے کوئی فریضہ ترک ہو جائے۔ اسی لئے بعض اخبار میں وارد ہے کہ وہ نیند میں بھی وہ کچھ دیکھتے تھے جو بیداری میں دیکھتے تھے۔ مگر فریقین آنحضرتؐ کے اس مخصوص میں سو جانے اور اس کی وجہ سے آپ کی نماز صبح کے قضا ہو جانے کی روایات نقل کی ہیں تو فضلاء کرام نے اس کی یہ توجیہ بیان کی ہے کہ عام حالات میں ایسا نہیں ہوتا لیکن اگر خداوند علیم کسی خاص حکمت و مصلحت کے تحت ایسا کرنا چاہے تو وہ کر سکتا ہے۔ چنانچہ فروع کافی کی روایت صادقیؑ میں وارد ہے کہ "انا منہ اللہ" کہ اللہ نے آنحضرتؐ کو سلا دیا اور ان پر نیند کو غالب کر دیا۔۔۔ تا کہ کوئی شخص کسی ایسے شخص کو جس کی کوئی نماز قضا ہو جائے طعنہ نہ دے سکے۔ (مرآۃ العقول از علامہ مجلسیؒ)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

نماز حاضرہ کو پڑھو)۔(ایضاً)

۶۔ شہید اول اپنی کتاب الذکریٰ میں باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب نماز فریضہ کا وقت داخل ہو جائے تو جب تک پہلے نماز فریضہ نہ پڑھی جائے اس وقت تک نماز نافلہ نہیں پڑھی جا سکتی۔ اس کے بعد میں کوفہ گیا۔ حکم بن عتیبہ اور اس کے اصحاب کو یہ حدیث سنائی جسے انہوں نے بخوشی قبول کر لیا۔ جب دوسرا سال آیا۔ اور میری حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو آپؑ نے مجھ سے یہ حدیث بیان فرمائی کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعض سفروں میں سو گئے۔ اور فرمایا: کون ہماری حفاظت کرے گا؟ بلالؓ نے کہا: میں! پھر آنحضرتؐ اور آپؐ کے اصحاب بھی سو گئے اور بلالؓ بھی! یہاں تک کہ سورج نکل آیا! آنحضرتؐ نے فرمایا: اے بلال! تمہیں کس چیز نے سلا دیا؟ عرض کیا: یا رسول اللہ! میری جان کو اسی نے پکڑا جس نے آپ کی جانوں کو پکڑا۔ (یعنی خدا نے) آنحضرتؐ نے فرمایا: اٹھو اور اس جگہ کو بدلو۔ جس میں تم پر غفلت طاری ہوئی ہے۔ نیز فرمایا: اے بلال! اذان دو۔ چنانچہ بلالؓ نے اذان دی اور آنحضرتؐ نے پہلے صبح کی دو رکعت (نافلہ) پڑھی (قضا کی) اور اپنے اصحاب کو بھی پڑھنے کا حکم دیا۔ لہٰذا انہوں نے بھی پڑھی۔ پھر اٹھ کر ان کو صبح کی نماز (قضا) باجماعت پڑھائی۔ اور فرمایا جس کی کوئی نماز پڑھنا بھول جائے اسے چاہیئے کہ جب بھی اسے یاد آئے اسے بجا لائے۔ کیونکہ خداوند عالم فرماتا ہے "اقم الصلوٰۃ لذکری" (میری یاد کی خاطر نماز پڑھو)۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث پھر حکم بن عتیبہ اور اس کے اصحاب تک پہنچائی۔ انہوں نے (یہ حدیث سن کر) کہا کہ تم نے اس سے پہلے حدیث کو توڑ دیا (جس میں تھا کہ جب فریضہ کا وقت داخل ہو جائے تو مستحبی نماز نہیں پڑھنی چاہیئے اور اس میں ہے کہ آنحضرتؐ اور آپؐ کے اصحاب نے پہلے دوگانہ صبح ادا کی)۔۔۔ جب میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کو اس بات کی اطلاع دی جو ان لوگوں نے کہی تھی تو آپؑ نے فرمایا: اے زرارہ! تم نے ان کو کیوں نہ یہ جواب دیا کہ یہاں تو دونوں نمازوں کا وقت ختم ہو چکا تھا اور آنحضرتؐ قضا کر رہے تھے (اور وہ ممانعت نماز فریضہ کے وقت کے اندر تھی)۔ (کتاب الذکریٰ)

۷۔ جناب سید رضی علیہ الرحمہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں فرمایا: جب نوافل کا پڑھنا فرائض کو نقصان پہنچائے تو ان سے (خدا کا) تقرب حاصل نہیں کیا جا سکتا! (نہج البلاغہ)

۸۔ نیز فرمایا: جب نوافل فرائض کو ضرر پہنچائیں تو ان کو چھوڑ دو۔ (ایضاً)

۹۔ جناب سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص کے ذمہ قضا نمازیں تھیں جنہیں وہ پڑھ رہا تھا۔ اسے اندیشہ ہوا کہ نماز صبح کا وقت داخل نہ ہو جائے۔ اس لئے وہ اس رات کی نماز شب نہ پڑھ سکا۔ فرمایا: وہ اپنی قضا کو مؤخر کر کے پہلے اس رات والی نماز شب

پڑھے۔ (کتاب غیاث سلطان الوریٰ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳۵ و ۳۶ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (اذان کے باب ۴۴ میں) بیان کی جائینگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶۲

جب تک حاضرہ نماز فریضہ کا وقت تنگ نہ ہو جائے تب تک اس کے وقت میں فرائض کی قضا پڑھنا جائز ہے اور فوت شدہ نماز کے حاضرہ پر مقدم کرنے کا بیان

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جب نماز (فریضہ) کا وقت داخل ہو جائے اور تا حال وہ پوری قضا نمازیں نہ پڑھ چکا ہو۔ تو اسے چاہیئے کہ جب تک حاضرہ کے وقت کے نکل جانے کا خطرہ نہ ہو برابر قضا نماز پڑھے۔ (لہٰذا جب اس کا وقت تنگ ہونے لگے تو پھر) حاضرہ کو پڑھے کیونکہ وہ اپنے وقت کی زیادہ حقدار ہے! اور جب قضا کرے تو پہلے فوت شدہ کو پڑھے۔

(التہذیب والاستبصار، الفروع)

۲۔ عبید بن زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تمہاری کوئی نماز قضا ہو جائے اور کسی اور نماز کے وقت میں یاد آئے! تو اگر تم یہ جانتے ہو کہ فوت شدہ نماز کو پڑھنے کے بعد بھی حاضرہ کا وقت باقی رہ جائے گا۔ تو پھر پہلے اس قضا شدہ کو پڑھو۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے: "اقم الصلوٰۃ لذکری" (کہ میری یاد منانے کے لئے نماز پڑھو)۔ اور اگر یہ اندیشہ ہو کہ اگر وہ فوت شدہ نماز پڑھوگے تو اس سے حاضرہ قضا ہو جائے گی تو پھر پہلے یہ حاضرہ پڑھو۔ اس کے بعد اس فوت شدہ کی قضا کرو۔ (ایضاً)

۳۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر کوئی شخص (رات کو جلدی) سو جائے اور مغرب و عشاء کی نماز نہ پڑھ سکے۔ یا ان کا پڑھنا بھول جائے۔ تو اگر تو طلوع فجر سے اس قدر پہلے جاگے کہ دونوں نمازوں کو پڑھ سکتا ہو تو پھر دونوں کو (بقصد قربت مطلقہ (نہ ادا نہ قضا) پڑھے۔ اور اگر ایک کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو (یعنی فجر سے پہلے صرف ایک پڑھ سکتا ہو) تو پھر پہلے نماز عشاء پڑھے۔ اور اگر طلوع فجر کے بعد جاگے تو پھر پہلے نماز صبح پڑھے اس کے بعد مغرب کی (قضا) کرے اس کے بعد عشاء۔ مگر طلوع آفتاب سے پہلے اور اگر یہ اندیشہ ہو کہ اگر دونوں کی قضا کرے گا تو سورج نکل آئے گا تو پھر صرف مغرب کی قضا کرے اور عشاء کو رہنے دے۔ ہاں جب سورج نکل آئے اور اس کی شعاعیں پھیل جائیں تو پھر پڑھے۔ (التہذیب والاستبصار)

(نوٹ): ایسی ہی ایک اور روایت میں طلوع آفتاب سے پہلے قضا کرنے کا حکم وارد ہے۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ ان دو حدیثوں میں جو یہ وارد ہے کہ اگر طلوع آفتاب کا اندیشہ ہو تو پھر نماز عشاء کی قضا کو مؤخر کرے تو شیخ طوسیؒ نے انہیں تقیہ پر محمول کیا ہے کیونکہ اس سے پہلے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ ہر وقت قضا نماز ادا کی جا سکتی ہے۔ اور ان حدیثوں سے جو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ان میں سے مغرب و عشاء کا وقت طلوع فجر تک باقی رہتا ہے۔ یہ بھی تقیہ پر محمول ہے۔ علاوہ بریں یہ حدیثیں بالصراحت اس مطلب پر دلالت نہیں کرتیں کہ یہ ادا بھی[1] ہیں۔

۴۔ عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اگر کسی شخص کی نماز مغرب قضا ہو جائے اور عشاء کا وقت داخل ہو جائے تو؟ فرمایا: اگر چاہے تو پہلے مغرب کی (قضا) پڑھے پھر عشاء (کی ادا)۔ اور اگر چاہے تو پہلے عشاء پڑھے اس کے بعد مغرب کی (قضا)۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسیؒ نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث شاذ و نادر ہے (جس کی وجہ سے ناقابل عمل ہے)۔ عمل سابقہ اخبار و آثار کے مطابق کیا جائے گا۔ کہ جب حاضرہ نماز کا وقت وسیع ہو تو پہلے سابقہ قضا نماز پڑھی جائے گی۔ اور اگر وقت تنگ تو پھر پہلے حاضرہ پڑھی جائے گی۔

۵۔ جناب شیخ جعفر بن الحسن محقق حلیؒ جمیل سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص کی نماز ظہر و عصر اور مغرب قضا ہو جاتی ہیں اور اسے نماز عشاء کے (وقت داخل ہونے کے) بعد یاد آتی ہیں تو؟ فرمایا: پہلے اپنے وقت والی نماز (عشاء) پڑھے کیونکہ وہ موت سے مامون نہیں ہے (نہ معلوم کب آ جائے) ایسا نہ ہو کہ اس فریضہ کا تارک قرار پائے جس کا وقت داخل ہو چکا تھا۔ اس کے بعد ترتیب سے قضا شدہ نمازوں کی قضا کرے۔(کتاب المعتبر للمحقق)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی بھی وہی تاویل کی جائے گی جو اس سے پہلی کی شیخ طوسیؒ نے کی ہے (کہ ادا کا وقت تنگ ہو)۔

۶۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود صفوان بن یحییٰ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نماز ظہر پڑھنا بھول گیا۔ جبکہ عصر پڑھی تھی۔ اب سورج ڈوب گیا تو؟ فرمایا: امام محمد باقر علیہ السلام یا فرمایا: میرے والد (امام جعفر صادق علیہ السلام) فرمایا کرتے تھے کہ اگر اس کے لئے یہ ممکن ہو کہ نماز مغرب کے قضا ہونے سے پہلے پڑھ سکے تو ضرور ایسا کرے۔ ورنہ پہلے نماز مغرب پڑھے۔ اس کے بعد قضا کرے۔

(الفروع، التہذیب)

---

[1] چونکہ انہی حدیثوں کی بنا پر بعض علماء اس بات کے قائل ہیں کہ اس صورت میں جس کا تذکرہ ان حدیثوں میں کیا گیا ہے طلوع فجر تک مغرب و عشاء کو بقصد ادا پڑھا جا سکتا ہے! اگرچہ یہ بات خلاف تحقیق ہے۔ کیونکہ بنابر تحقیق ان نمازوں کا آخری آدھی رات ہے۔ تاہم احوط یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی شرعی عذر کی بنا پر نصف شب کے بعد یہ نمازیں پڑھے تو بقصد قربت مطلقہ پڑھے ادا و قضا کا قصد ہی نہ کرے واللہ العالم۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۷۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (اماميںؑ میں سے ایک امام علیہ السلام) سے سوال کیا کہ ایک شخص نماز ظہر پڑھنا بھول گیا۔ یہاں تک کہ عصر کا وقت داخل ہوگیا؟ فرمایا: پہلے ظہر کی (قضا) کرے (پھر فرمایا) سب نمازوں کا یہی حکم ہے کہ پہلے فوت شدہ کو پڑھے (پھر حاضرہ کو) مگر یہ کہ حاضرہ کا وقت اس قدر تنگ ہو کہ اس کے قضا ہونے کا اندیشہ ہو اس صورت میں پہلے حاضرہ کو پڑھے۔ پھر قضا شدہ کی قضا کرے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳۹ میں) گزر چکی ہیں اور بعض اس کے بعد (باب ۶۳ میں) ذکر کی جائیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۶۳

نمازہائے فریضہ ادا ہوں یا قضا ان میں ترتیب کالحاظ رکھنا واجب ہے۔ اگر لاحقہ نماز پڑھتے وقت یاد آجائے کہ اس کے ذمہ سابقہ ہے تو ادا ہو یا قضا، جماعت ہو یا فرادیٰ سابقہ کی طرف نیت کا عدول کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی نماز پڑھنا بھول جاؤ۔ یا اسے وضو کے بغیر پڑھو۔ اور تمہارے ذمہ کئی نمازیں ہوں تو پہلی سے ابتداء کرو۔ اور اس کے لئے اذان واقامت دونوں کہو۔ پھر اسے پڑھو۔ اس کے بعد ہر نماز کے لئے صرف اقامت کہتے جاؤ۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر امام علیہ السلام نے (تفصیل بتاتے ہوئے) فرمایا کہ اگر نماز ظہر پڑھ چکنے کے بعد یاد آئے کہ تم نے صبح کی نماز نہیں پڑھی تو اسی وقت جب یاد آئے اس کی قضا کرو۔ اگرچہ عصر کے بعد ہو۔ اسی طرح جب بھی کوئی فوت شدہ نماز یاد آئے تو اسے بجالاؤ۔ فرمایا: اور اگر ظہر کی بھول جاؤ اور عصر پڑھتے وقت یا اس اسے پڑھ چکنے کے بعد یاد آئے تو ظہر کی نیت کرلو۔ اور عصر بعد میں پڑھو۔ کیونکہ یہ چار رکعت اس چار رکعت کے قائم مقام ہو جائیگی۔ اگر نماز عصر کی دو رکعت پڑھ چکنے کے بعد یاد آئے کہ ظہر نہیں پڑھی تو اثناء نماز میں ظہر کی نیت کرلو۔ اور باقی ماندہ دو رکعت اسی کی طرف سے پڑھو۔ اس کے بعد عصر کی نماز پڑھو۔ اور اگر نماز مغرب کا وقت داخل ہونے کے بعد یاد آئے کہ تم نے عصر نہیں پڑھی اور مغرب کے قضا ہونے کا اندیشہ بھی نہ ہو (وقت وسیع ہو) تو پہلے عصر کی نماز (قضا) پڑھو۔ پھر مغرب کی اور اگر مغرب کی نماز پڑھ چکنے کے بعد یاد آئے تو پھر اس کے بعد عصر کی قضا کرو۔ اور اگر مغرب کی دو رکعت پڑھ چکنے کے بعد یاد آئے کہ عصر نہیں پڑھی تو اب عصر کی نیت کر کے اور مزید دو رکعت پڑھ کے نماز مکمل کرو۔ پھر سلام پھیر کر مغرب کی نماز پڑھو اور نماز عشاء پڑھ چکنے کے بعد یاد آئے کہ مغرب نہیں پڑھی۔ تو اسے پڑھو۔ اور اگر نماز عشاء کے اثناء میں دو رکعت پڑھنے کے بعد یا تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہونے کے بعد یاد آئے کہ

مغرب نہیں پڑھی تو ابھی سے نیت تبدیل کرلو۔ اور اسے مغرب قرار دے کر تیسری رکعت پر سلام پھیرو۔ اس کے بعد عشاء کی نماز پڑھو۔ اور اگر عشاء کی نماز پڑھنا بھول جاؤ حتی کہ نماز صبح پڑھ چکنے کے بعد یاد آئے تو اب عشاء کی (قضا) پڑھو۔ اور اگر نماز صبح کی پہلی یا دوسری رکعت میں یاد آئے تو نیت کو اس کی طرف پھیر کر چار رکعت نماز مکمل کرو۔ بعد ازاں اذان و اقامت کہہ کر صبح کی نماز پڑھو۔ اور اگر مغرب و عشاء کی دونوں نمازیں قضا ہو جائیں اور (صبح کے وقت یاد آئیں تو) پہلے (بالترتیب) وہ پڑھو۔ یعنی پہلے مغرب پھر عشاء۔ بعد ازاں صبح اور اگر یہ خوف دامن گیر ہو کہ دونوں فوت شدہ نمازیں پڑھو گے تو صبح کا وقت ختم ہو جائے گا تو پھر صرف مغرب کی (قضا) پڑھ کر صبح کی پڑھو۔ اس کے بعد صبح کی نماز پڑھ کر عشاء کی پڑھو۔ اور اگر صبح کا (وقت اس قدر مختصر ہو کہ) اگر مغرب کی بھی پڑھو گے تو صبح کی نماز قضا ہو جائے گی۔ تو پھر پہلے صبح کی ادا پڑھو۔ بعد ازاں ترتیب وار مغرب و عشاء کی قضا کرو۔ کیونکہ یہ دونوں قضا ہیں۔ پس جب یاد آئیں تو آفتاب کی شعاعیں بلند ہونے کے بعد پڑھو۔ عرض کیا: کیوں؟ فرمایا: اب ان کے فوت ہونے کا خطرہ نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ عبدالرحمن بن ابوعبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص ایک نماز پڑھنا بھول گیا یہاں تک کہ دوسری نماز کا وقت داخل ہو گیا تو؟ فرمایا: جب کبھی کوئی شخص نماز پڑھنا بھول جائے یا سو جائے۔ تو جب بھی یاد آئے تو اس کی قضا کرے! اور اگر اسے اثناء نماز میں یاد آئے تو پہلے فراموش شدہ پڑھے۔ اور اگر پیش نماز کے ساتھ با جماعت نماز مغرب پڑھ رہا ہو کہ اسے یاد آئے (کہ ظہر یا عصر کی نماز نہیں پڑھی) تو (نیت تبدیل کر کے) مغرب کے ساتھ ایک رکعت اور شامل کر کے نماز مکمل کرے اس کے بعد مغرب پڑھے۔ پھر عشاء۔ اور اگر عشاء کی نماز فرادیٰ پڑھ رہا تھا کہ دو رکعت پڑھ چکنے کے بعد یاد آیا کہ اس نے مغرب نہیں پڑھی۔ تو (نیت بدل کر اور) ایک رکعت مزید پڑھ کر سلام پھیرے۔ یہ اس کی تین رکعت نماز مغرب بن جائے گی۔ بعد ازاں عشاء کی نماز پڑھ لے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص ایک گروہ کو عصر کی نماز با جماعت پڑھا رہا تھا کہ اثناء نماز میں اسے یاد آیا کہ اس نے تو ہنوز نماز ظہر نہیں پڑھی تو؟ فرمایا: (نیت بدل کر) اس نماز کو نماز ظہر قرار دے دے۔ اور اس کے بعد عصر کی نماز از سر نو پڑھے۔ اور لوگوں کی نماز (عصر) ہو جائے گی۔ (التہذیب والفروع)

۴۔ حلبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امام جعفر صادق علیہ السلام) سے سوال کیا کہ ایک شخص نماز ظہر پڑھنا بھول گیا۔ اور نماز عصر پڑھ بیٹھا تو؟ فرمایا: اس پڑھی ہوئی نماز کو ظہر کی قرار دے دے اور بعد ازاں عصر کی پڑھے۔ (التہذیب والاستبصار)

ابواب قبلہ

(اس باب میں کل اُنیس (۱۹) ابواب ہیں)

باب ۱

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ نماز کے فرائض کیا ہیں؟ فرمایا: (۱) وقت۔ (۲) طہارت۔ (۳) قبلہ۔ (۴) روبقبلہ ہونا۔ (۵) رکوع۔ (۶) سجود۔ (۷) دعا۔ عرض کیا اور اس کے سوا جو کچھ ہے وہ؟ فرمایا: وہ فریضہ میں سنت ہے! (التہذیب، الفروع)

۲۔ ابوبصیر مرادی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے خدا کے اس ارشاد "فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا" "تو (اے رسولؐ) تم باطل سے کترا کے اپنا رخ دین کی طرف کیے رہو" کے بارے میں سوال کیا کہ اس کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا: خدا نے ان کو حکم دیا کہ قبلہ رو ہو کر اخلاص کے ساتھ خدا کی اس طرح عبادت کریں کہ اس میں بتوں پر پرستش کا کوئی شائبہ تک نہ ہو۔ (التہذیب)

۳۔ نیز ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے آیت مبارکہ "وَاَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ" "اور (یہ بھی فرمایا ہے کہ) ہر نماز کے وقت اپنے اپنے منہ (قبلہ کی طرف) سیدھے کر لیا کرو" کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: اس سے مراد یہی قبلہ ہے۔ (ایضاً)

۴۔ نیز ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیت مبارکہ "وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ" "اور (اے رسولؐ) جس قبلہ کی طرف تم پہلے (سجدہ کرتے) تھے ہم نے اس کو صرف اس وجہ سے (قبلہ) قرار دیا تھا (کہ جب قبلہ بدلا جائے تو) ہم ان لوگوں کو جو رسول کی پیروی کرتے ہیں ان لوگوں سے الگ دیکھ لیں جو الٹے پاؤں پھرتے ہیں" میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے آیا خدا نے آنحضرت کو حکم دیا تھا؟ فرمایا: ہاں! حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا منہ آسمان کی طرف پھیرتے تھے تو خداوند عالم نے ان کی منشاء کو سمجھ کر فرمایا: "قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا" "(اے رسولؐ قبلہ

بدلنے کے واسطے) بیشک تمہارا (بار بار) آسمان کی طرف منہ کرنا ہم دیکھ رہے ہیں تو ہم ضرور تم کو ایسے قبلہ کی طرف پھیر دیں گے کہ تم نہال ہو"۔ (ایضاً)

۵۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے آیت مبارکہ "وَاَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ" کے متعلق فرمایا: یہ مساجد تو بعد میں بنی ہیں دراصل خدا نے لوگوں کو یہ حکم دیا تھا کہ وہ مسجد الحرام کی طرف منہ کریں (جس میں کعبہ موجود ہے)۔ (ایضاً)

۶۔ جناب شیخ علی ابن ابراہیم قمی باسناد خود ربعی بن عبید اللہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے خدا کے اس فرمان "فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا" کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: اس کا مطلب یہ ہے کہ اس طرح رو بقبلہ ہو کر کھڑے ہو کہ دائیں بائیں طرف توجہ نہ کرو۔ (تفسیر قمی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۳ و ج ا، باب ۳۵ نماز جنازہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲ و ۶ و ۸ و ۹ و ۱۳ و ۱۹ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ۔

باب ۲

جو قریب ہیں ان کا قبلہ عین کعبہ ہے اور جو دور ہیں ان کا قبلہ جہت قبلہ ہے۔

(اس باب میں کل سترہ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی چودہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خانہ کعبہ کی طرف کب منہ کیا؟ فرمایا: جنگ بدر کے بعد (جو ماہ رمضان سنہ ۲ ہجری میں واقع ہوئی)۔

(دوسری روایت کے مطابق ہجرت کے بعد سترہ ماہ تک بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی پھر کعبہ کی طرف منہ پھرایا گیا۔

۲۔ ابو بصیر نے امامینؑ میں سے ایک امام علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: خداوند عالم نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم دیا تھا؟ فرمایا: ہاں۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ خدا فرماتا ہے: "وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ" (الآیۃ)، پھر فرمایا: بنی اشہل کے پاس جب تحویل قبلہ کی اطلاع ملی تو وہ نماز عصر کی دو رکعت بیت المقدس کی طرف منہ کر کے پڑھ چکے تھے چنانچہ ان سے کہا گیا کہ تمہارے نبیؐ نے کعبہ کی طرف منہ پھیر لیا ہے۔ تو انہوں نے اسی وقت اسی حالت میں اس طرح کعبہ کی طرف منہ پھیرا کہ عورتیں (جو پہلے ان کے پیچھے کھڑی تھیں) ان کے آگے ہو گئیں اور مرد (جو پہلے آگے کھڑے تھے اب وہ) پیچھے ہو گئے۔ اور انہوں نے باقی ماندہ دو رکعت نماز کعبہ کی طرف پڑھی۔ اس طرح انہوں نے ایک نماز دو قبلوں کی طرف پڑھی اسی بنا پر ان کی مسجد کا نام "مسجد ذوالقبلتین" پڑ

گیا۔ (المہذب رسالہ ازاحۃ العلۃ لابی الفضل بن شاذان بن جبرئیل قمی)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت المقدس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے تھے؟ فرمایا: ہاں! عرض کیا: کیا وہ کعبہ کو پس پشت قرار دیتے تھے؟ فرمایا: جب تک مکہ میں تھے تو وہاں تو ایسا نہیں تھا۔ (کیونکہ وہاں سے کعبہ بیت المقدس کی سمت پر ہے)۔ ہاں البتہ جب ہجرت کرکے مدینہ تشریف لائے تو پھر ایسا کرتے تھے! یہاں تک کہ ان کا منہ قبلہ کی طرف پھیرا گیا۔ (الفروع)

۴۔ عیسیٰ بن یونس ایک طویل حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "جبکہ ان کے خانہ کعبہ کا طواف کرنے پر اعتراض کیا گیا تھا" یہ اللہ کا گھر ہے۔ خدا نے اس جگہ بندوں سے عبادت کرنے کا تقاضا کرکے ان کی (اطاعت کا) امتحان لیا ہے کہ آیا یہاں آتے ہیں (یا نہ؟) اس لئے ان کو اس کی تعظیم و تکریم اور اس کی زیارت کرنے پر آمادہ کیا ہے۔ اور اسے انبیاء کے اترنے کا مقام اور نماز گزاروں کا قبلہ بنایا ہے۔ (الفروع، العلل، الامالی، التوحید)

۵۔ ابراہیم اور عبدالرحمن بن کثیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم نے جناب جبرئیل کو حضرت آدمؑ کی خدمت میں بھیجا وہ ان کو لے کر ایک خاص جگہ پر پہنچے۔ پھر خدا نے ان پر بادل کا ایک ٹکڑا نازل کیا جو اس جگہ پر سایہ فگن ہوا۔ جبرئیل نے کہا: یا آدم! جہاں بادل سایہ فگن ہے یہاں اپنے پاؤں سے خط کھینچو! کیونکہ یہ تمہارا اور آپ کے بعد آپ کی آخری اولاد کا قبلہ ہے۔ (الفروع)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بنی آدم جس قدر (برے) عمل کرتے ہیں ان سب میں ان تین کاموں جیسا کوئی برا عمل نہیں ہے (۱) جو کوئی کسی نبی کو قتل کرے۔ (۲) یا کوئی اس قبلہ کو گرائے جسے خدا نے اپنے بندوں کا قبلہ بنایا ہے۔ (۳) یا کوئی اپنا پانی (منی) بطور حرام کسی عورت (کی فرج) میں ڈالے۔ (الفقیہ)

۷۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کوئی نماز نماز نہیں جب تک قبلہ کی طرف نہ ہو۔ راوی نے عرض کیا اور قبلہ کی حد کیا ہے؟ فرمایا: مشرق و مغرب کے درمیان (دائیں بائیں) سب کا سب قبلہ ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ شہید اول نے کتاب الذکریٰ میں اس حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ یہ حدیث (دور والوں کے لئے) جہت کے قبلہ ہونے پر نص صریح ہے۔

۸۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم کی تین ایسی قابل احترام چیزیں ہیں کہ ان جیسی اور کوئی نہیں ہے۔ (۱) اس کی کتاب (قرآن) جو کہ حکمت و نور ہے۔ (۲) اس کا گھر (کعبہ) جو کہ لوگوں کا

قبلہ ہے جو بندہ ادھر منہ نہ کرے خدا اس کا کوئی عمل قبول نہیں کرتا۔ (۳) اور تمہارے نبیؐ کی عترت (طاہرہ)۔ (معانی الاخبار و الامالی، الخصال، قرب الاسناد)

۹۔ جناب سید مرتضیٰ (علم الہدیٰ) باسناد خود حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابتدائے بعثت سے لے کر نبوت کی پوری مکی زندگی (۱۳ سال) تک اور ہجرت کے بعد چند مہینوں (سترہ یا انیس ماہ) تک بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے حتیٰ کہ جب یہودیوں نے ان کو یہ طعنہ دیا کہ آپ تو ہمارے قبلہ کے تابع ہیں۔ اس چیز نے آنحضرت کو صدمہ پہنچایا۔ اور وہ بار بار آسمان کی طرف منہ اٹھاتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے منتظر تھے کہ خدا نے یہ آیت نازل فرمائی "قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ" (اے رسول قبلہ بدلنے کے واسطے) بیشک تمہارا (بار بار) آسمان کی طرف منہ کرنا ہم دیکھ رہے ہیں تو ہم ضرور تم کو ایسے قبلہ کی طرف پھیر دیں گے کہ تم نہال ہو جاؤ (اچھا) تو (نماز ہی میں) تم مسجد محترم (کعبہ) کی طرف منہ کر لو"۔ (رسالہ محکم و متشابہ)

۱۰۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعثت کے بعد تیرہ سال مکہ میں اور ہجرت کے بعد اُنیس ماہ مدینہ میں بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی۔ پھر یہودیوں نے ان کو طعنہ دیا کہ آپ تو ہمارے قبلہ کے تابع ہیں۔ آنحضرتؐ کو اس طعنہ زنی سے سخت رنج ہوا۔ چنانچہ آپ بعض راتوں میں بیت الشرف سے باہر تشریف لاتے اور بار بار آسمان کی طرف منہ بلند کرتے۔ ایک بار جب صبح ہوئی اور نماز صبح پڑھی۔ اور جب آپ نماز ظہر کی دو رکعت پڑھ چکے تھے تو جبرئیلؑ نے آ کر رب جلیل کا یہ پیغام پہنچایا۔ "قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ" ۔ (الآیہ) پھر جبرئیلؑ نے آنحضرتؐ کا بازو پکڑ کر ان کا چہرہ کعبہ کی طرف پھیر دیا۔ اور جو آپؐ کے پیچھے کھڑے (ہوئے نماز پڑھ رہے) تھے انہوں نے بھی اپنے چہرے کعبہ کی طرف اس طرح پھیرے کہ مرد عورتوں کی جگہ (پیچھے) اور عورتیں مردوں کی جگہ (آگے) ہو گئیں۔ اس طرح آنحضرتؐ کی نماز کا پہلا حصہ بیت المقدس کی طرف اور آخری حصہ کعبہ کی طرف تھا۔ اور جب یہ تحویل قبلہ والی خبر مدینہ کی ایک مسجد والوں (بنی اشہل) کو پہنچی جو کہ عصر کی نماز کی دو رکعتیں پڑھ چکے تھے تو انہوں نے اپنے منہ کعبے کی طرف پھیر لئے (اور بقایا دو رکعت ادھر منہ کر کے پڑھیں) اس طرح ان کی نماز کی ابتداء بیت المقدس کی طرف اور انتہاء کعبہ کی طرف تھی۔ اسی بنا پر اس مسجد کا نام "مسجد ذو القبلتین" پڑ گیا۔ (الفقیہ)

۱۱۔ جناب فاضل طبرسی باسناد خود امام حسن عسکری علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشرکوں پر احتجاج کرتے ہوئے فرمایا: ہم خدا کے بندے اور مخلوق ہیں۔ اس کے مربوب ہیں (وہ ہمارا رب ہے) جن اچھے

کاموں کا وہ ہمیں حکم دیتا ہے ہم اس کی تعمیل کرتے ہیں اور جن برے کاموں سے روکتا ہے ہم ان سے رک جاتے ہیں۔۔۔ پس جب اس نے ہمیں حکم دیا کہ کعبہ کی طرف منہ کر کے اس کی عبادت کریں تو ہم نے اس کی اطاعت کرتے ہوئے ایسا کیا۔ پھر اس نے حکم دیا کہ تمام شہروں میں ادھر منہ کر کے اس کی عبادت کریں تو ہم نے اس کی اطاعت کی۔ تمام معاملات میں اس کے حکم کی اطاعت سے الگ ہو کر کوئی کام نہیں کیا گیا۔ (احتجاج طبرسیؒ)

۱۲۔ جناب مستطاب سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا: یا علیؑ! میری امت میں تیری مثال کعبہ جیسی ہے جسے خدا نے بطور علم ونشان نصب کر رکھا ہے دور دراز علاقوں سے لوگ اس کے پاس آتے ہیں مگر کعبہ کسی کے پاس چل کر نہیں جاتا۔ (کتاب الطرف لابن طاؤس)

۱۳۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ رقمطراز ہیں کہ نیمہ رجب سنہ ۲ ہجری میں بیت المقدس سے کعبہ کی طرف قبلہ تبدیل ہوا۔ جبکہ نماز عصر کی نماز پڑھ رہے تھے اسی حالت میں کعبہ کی طرف رخ موڑ لئے۔ (مسار الشیعہ)

۱۴۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود ابوالبختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (ہجرت کے بعد) اُنیس (یا سترہ) ماہ تک بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے پھر ان کا رخ کعبہ کی طرف پھرایا گیا جبکہ وہ نماز عصر پڑھ رہے تھے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس (۱۹ یا ۱۷ ماہ) سے مراد ہجرت کے بعد والی مدت ہے۔ ورنہ اس سے پہلے مکہ میں تو پورے تیرہ سال بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی تھی۔

باب ۳

کعبہ اس شخص کا قبلہ ہے جو مسجد الحرام میں ہو اور مسجد اس کا قبلہ ہے جو حرم میں ہو اور پھر حرم تمام دنیا کا قبلہ ہے اور (دور ہونے سے) جہت کعبہ وسیع ہوتی ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود بروایت عبداللہ بن محمد الحجال اور وہ بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ خداوند عالم نے مسجد الحرام والوں کا قبلہ کعبہ کو، اہل حرم کا قبلہ مسجد کو اور تمام اہل دنیا اور تمام اہل عالم کا قبلہ حرم کو قرار دیا ہے۔ (التہذیب، الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوغرہ سے روایت کرتے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ کعبہ مسجد الحرام کا قبلہ ہے اور مسجد مکہ کا قبلہ ہے اور مکہ حرم کا قبلہ ہے اور حرم تمام دنیا کا قبلہ ہے۔ (علل الشرائع)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس کے بعد (باب ۴ میں) یہ بات ذکر کی جائے گی کہ نماز کے لئے قدرے بائیں طرف رخ موڑنا مستحب ہے۔ یہ اسی بات پر مبنی ہے کہ حرم کی طرف توجہ کرنا ہے۔ بعض محققین نے ذکر کیا ہے کہ اس بات اور سابقہ باب کی حدیثوں میں کوئی اختلاف نہیں ہے کیونکہ آدمی جس قدر کعبہ سے دور ہوتا جائے محاذات (برابر) کی جہت وسیع سے وسیع تر ہوتی جاتی ہے اسی طرح یہ حدیثیں، اور وہ حدیثیں جو اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ مشرق و مغرب کے درمیان سب قبلہ ہے اور جن آیات و روایات میں مسجد الحرام کی طرف توجہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے ان سب میں اسی بات کی طرف اشارہ ہے کہ محاذات کی جہت بہت وسیع ہے اور معاملہ ایسا ہی ہے اور اس کی تائید مزید اس سے بھی ہوتی ہے کہ ایک بڑی اقلیم کے رہنے والے ایک ہی علامت پر اکتفا کرتے ہیں (مثلاً عراق والے قطب تارے کو دائیں کاندھے کے پیچھے اور ہمارے ملک والے اس کو دائیں کاندھے کے بالمقابل قرار دیتے ہیں۔

باب ۴

اہل عراق اور ان کے قرب و جوار میں رہنے والوں کے لئے قدرے بائیں طرف مڑنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن محمد سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ان کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ نماز گزار نماز میں قدرے بائیں طرف رخ موڑتا ہے؟ فرمایا: اس لئے کہ کعبہ کے چھ حدود ہیں جن میں سے چار بائیں جانب ہیں اور دو دائیں جانب، اس لئے بائیں طرف رخ موڑنے کا حکم دیا گیا ہے۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود مفضل بن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ہمارے اصحاب بائیں طرف کیوں انحراف کرتے ہیں اس کا کیا سبب ہے؟ فرمایا: جب حجر اسود جنت سے اتارا گیا اور اپنے مقام پر نصب کیا گیا تو حجر اسود کی روشنی پہنچنے کے اعتبار سے حرم کا نصاب اس طرح مقرر کیا گیا کہ کعبہ کے دائیں جانب چار میل اور بائیں جانب آٹھ میل، یہ کل بارہ میل بنتے ہیں۔ لہٰذا اگر کوئی شخص حرم کی دائیں جانب مڑے گا تو قبلہ کی حدود سے خارج ہو جائے گا کیونکہ اس جانب نصاب بھی کم ہے۔ اور اگر بائیں جانب انحراف کرے گا تو قبلہ کی حد سے خارج نہیں ہوگا (کیونکہ اس جانب نصاب حرم زیادہ ہے)۔ (الفقیہ، التہذیب، العلل)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اہل عراق یا اہل مشرق میں سے رو بقبلہ ہو کر (نماز پڑھنا چاہے) تو اسے چاہیئے کہ وہ تھوڑا سا بائیں طرف رخ پھیرے تا کہ حرم کی طرف اس کی توجہ ہو جائے یہ چیز ائمہ اطہارؑ کے بعض آثار میں وارد ہوئی ہے۔ (النہایہ)

باب ۵

قبلہ کی معرفت کے سلسلہ میں جدی (قطب جنوبی) پر عمل کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے امامینؑ میں سے ایک امام علیہ السلام سے سوال کیا کہ قبلہ کے پہچاننے کا کیا طریقہ ہے؟ فرمایا: جدی (قطب جنوبی) کو اپنے پس گردن قرار دو اور نماز پڑھو۔ (التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں بعض اوقات سفر میں ہوتا ہوں اور رات کے وقت قبلہ کا پتہ نہیں چلتا۔ تو کیا کروں؟ امامؑ نے فرمایا: اس ستارے کو جانتے ہو جسے جدی (قطب جنوبی) کہا جاتا ہے؟ عرض کیا: ہاں! فرمایا: اس کو اپنے دائیں کاندھے کے پیچھے قرار دو۔ اور جب سفر حج میں جا رہے ہو تو اسے اپنے دونوں کاندھوں کے درمیان قرار دو۔ (الفقیہ)

مؤلف علامؒ فرماتے ہیں کہ جناب سید محمد صاحب المدارک نے فرمایا ہے کہ اولیٰ یہ ہے کہ پہلی اور تیسری علامت کو عراق کی مغربی جانب جیسے سنجار اور اس کے مضافات پر اور دوسری علامت کو وسط عراق جیسے کوفہ و بغداد اور اس کے مشرقی اطراف جیسے بصرہ وغیرہ پر محمول کیا جائے۔ کیونکہ ان کو مغرب کی جانب زیادہ انحراف کرنا پڑتا ہے۔ اور یہی حکم خراسان کے شہروں کا ہے۔

۳۔ جناب محمد بن مسعود عیاشی باسناد خود اسماعیل بن زیاد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے آیت مبارکہ "وبالنجم هم يهتدون" (کہ وہ ستارے سے راہنمائی حاصل کرتے ہیں) کی تفسیر میں فرمایا کہ اس ستارے سے مراد جدی (قطب جنوبی) ہے کیونکہ یہ وہ ستارہ ہے جو اپنی جگہ سے ادھر ادھر نہیں ہٹتا اور اس پر قبلہ کی بنیاد ہے اور اسی سے خشکی اور تری والے لوگ راہنمائی حاصل کرتے ہیں۔ (تفسیر عیاشی)

مؤلف علامؒ فرماتے ہیں: اس کے بعد (باب ۶ میں) کچھ ایسی حدیثیں ذکر کی جائیں گی جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۶

اگر قبلہ میں اشتباہ واقع ہو جائے تو اس کی پہچان کے سلسلہ میں جد و جہد کرنا واجب ہے اور معصومؑ کے ارشادات وغیرہ پر عمل کرنا لازم ہے اور اگر علم و یقین حاصل نہ ہو سکے تو ظن پر عمل کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب قبلہ کا رخ معلوم نہ ہو تو ہمیشہ جستجو کرنا کافی ہوتی ہے۔ (الفروع والتہذیب)

۲۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امامین علیہم السلام میں سے ایک امام علیہ السلام) سے سوال کیا کہ جب ایسی شب و روز میں نماز پڑھنا پڑے کہ جب نہ دن کو سورج نظر آئے اور نہ رات میں چاند و تارے دکھائی دیں تو؟ فرمایا: اس بارے میں پوری جدوجہد کرو۔ اور اپنی پوری طاقت صرف کر کے قبلہ کو تلاش کرو (اور پھر اپنی کوشش و کاوش کے نتیجہ پر عمل کرو)۔ (ایضاً)

۳۔ جناب سید مرتضیٰ علیہ الرحمہ تفسیر نعمانی سے نقل کرتے ہیں: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے "فولّ وجھک شطر المسجد الحرام" کی تفسیر میں ارشاد فرمایا: "شطر" کے معنی طرف اور جانب کے ہیں یعنی اگر مسجد الحرام نظر آئے تو اس کی جانب منہ کرو۔ اور اگر نظر نہ آئے تو دلائل اور علامات کے ذریعہ سے اسے پہچانو۔ پس اگر تو جہت قبلہ کا علم و یقین ہو تو ادھر رخ کرنا واجب ہے۔ اور کسی دلیل و علامت کے نہ ہونے سے اس کی جہت کا علم نہ ہو سکے اور تمام جہات برابر نظر آئیں تو اسے چاہیئے کہ جدوجہد کرے اور پھر اس کے نتیجہ میں جدھر قبلہ کے ہونے کا یقین ہو ادھر منہ کر کے نماز پڑھے۔ اور اگر اپنی تحقیق کے نتیجہ پر عمل نہ کرے یہاں تک کہ مشرق کو مغرب اور مغرب کو مشرق قرار دے دے تو پھر جدوجہد کرنے کا مقصد ہی فوت ہو جائے گا۔ اور اس کا اجتہاد و اعتقاد غلط ہو جائے گا۔ جبکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بسند صحیح ثابت ہے کہ فرمایا کہ جو دلائل اور علامات بنے بنائے قبلہ کی معرفت کے لئے مقرر کی گئی ہیں۔ حوادث روزگار میں سے کوئی حادثہ ان کو خراب نہیں کر سکتا۔ یہ خالق دو جہان کا اپنے بندوں پر احسان ہے تاکہ وہ اس کے فرائض کو ادا کر سکیں۔ (رسالہ محکم و متشابہ)

۴۔ جناب ابوالفضل بن شاذان قمی اپنے رسالہ "القبلہ" میں تحریر فرماتے ہیں: قبلہ کی معرفت کبھی تو بالمشاہدہ (آنکھوں سے دیکھ کر) حاصل ہوتی ہے، یا مشاہدہ کی ایسی خبر جس سے علم و یقین ہو جائے جیسے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی مسجد تعمیر کریں یا کرائیں جیسے مسجد نبویؐ، مسجد قبا، یا جن مساجد میں کبھی آنحضرتؐ نے سفر میں یا کسی غزوہ میں نماز پڑھی ہو جو کہ اب تک مشہور مساجد ہیں جیسے فضیح، مسجد الاعمیٰ، مسجد الاجابہ، مسجد البغلہ، مسجد الفتح اور سلع وغیرہ یا وہ قبریں جو آنحضرتؐ کی موجودگی میں (رو بقبلہ) بنائی گئی ہوں۔ جیسے آنحضرتؐ کے صاحبزادہ ابراہیم یا حضرت فاطمہ بنت اسد کی قبر یا بمقام احد حضرت حمزہ سید الشہداء کی قبر وغیرہ۔ یا جن مساجد و مقابر کو آئمہ طاہرین علیہم السلام میں سے کسی امامؑ نے بنایا یا بنوایا ہو یا ہم فیصلہ کریں کہ انہوں نے ادھر رخ کر کے نماز پڑھی ہے جیسے کوفہ اور بصرہ وغیرہ۔ ان سب باتوں سے قبلہ معلوم ہو جاتا ہے۔ (ازاحۃ العلۃ عن القبلہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس کے بعد (باب ۱۳ میں) ذکر کی جائینگی انشاءاللہ۔

باب ۷

اندھے آدمی کے لئے واجب ہے کہ اس شخص کے قول کی طرف رجوع کرے جو قبلہ کی معرفت رکھتا ہو۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبید اللہ بن علی الحلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر (مقتدی) لوگ نابینا آدمی کو روبقبلہ کر دیں تو وہ ان کو نماز با جماعت پڑھا سکتا ہے۔(التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک حدیث کے ضمن میں بیان کیا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا میں ایک نابینا آدمی کی اقتداء میں نماز پڑھ سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں جب وہ تمام مقتدیوں سے افضل ہو اور کوئی اسے روبقبلہ کھڑا کرنے والا بھی ہو (تو پھر اس کی اقتداء میں نماز پڑھ سکتے ہو)۔(الفروع)

۳۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام سے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ نابینا آدمی جنگل میں نماز نہیں پڑھا سکتا۔ مگر یہ کہ اسے روبقبلہ کر دیا جائے۔(ایضا)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس سے پہلے (باب ۲ و ۶ میں) کچھ ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو عمومی طور پر اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۸

جب قبلہ میں اشتباہ ہو جائے اور کسی جہت کو ترجیح نہ دی جا سکے تو پھر ایک نماز کا چاروں جہتوں کی طرف پڑھنا واجب ہے۔ اور اگر وقت تنگ ہو تو پھر ایک ہی جہت کی طرف پڑھنا کافی ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ مروی ہے کہ جو شخص کسی لق ودق صحراء میں ہو اور اسے قبلہ کا پتہ نہ چل سکے تو اسے چاہیئے کہ چاروں جہات کی طرف منہ کرکے (ایک ایک نماز کو چار چار بار) پڑھے۔(الفقیہ)

۲۔ محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص قبلہ کے بارے میں حیران و پریشان ہو اور معلوم نہ ہو سکے کہ قبلہ کس طرف ہے تو اُس کے لئے ہمیشہ یہ بات کافی ہے کہ جس طرف چاہے منہ کرکے نماز پڑھ لے۔(ایضا)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اصحاب نے اسے اس صورت پر محمول کیا ہے کہ جب تنگیٔ وقت کی بنا پر چاروں طرف نماز پڑھنا ممکن نہ ہو۔

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ جو شخص قبلہ کے بارے میں متحیر ہو اس کو کس طرف منہ کرکے نماز پڑھنی چاہیئے؟ فرمایا: جدھر چاہے۔(الفروع)

۴۔ نیز فرماتے ہیں: یہ بھی مروی ہے کہ ایک نماز کو چاروں جہتوں کی طرف منہ کرکے پڑھے۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود خروش سے اور وہ بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپؑ پر فدا ہوں ہمارے مخالفین کہتے ہیں کہ جب آسمان پر بادل چھا جائے یا تاریکی چھا جائے اور آسمان (اور اس کے تارے) نظر نہ آئیں تو پھر تو ہم تم قبلہ کی جستجو میں جدوجہد کرنے میں برابر ہو جائیں گے! امامؑ نے فرمایا: حقیقت حال اس طرح نہیں ہے جس طرح وہ کہتے ہیں! جب کبھی ایسی صورت حال پیش آجائے تو چاروں طرف منہ کرکے نماز پڑھے۔ (التہذیب والاستبصار)

۶۔ اس سے پہلے (ج ا، نواقض وضو کے باب ا میں) زرارہ از امام محمد باقر علیہ السلام کی یہ حدیث گزر چکی ہے کہ کبھی یقین کو شک سے نہ توڑو۔ بلکہ یقین کو یقین سے توڑو۔

باب ۹

اگر جان بوجھ کر قبلہ سے منہ موڑ کر نماز پڑھی جائے تو وہ نماز باطل ہے اور اس کا اعادہ کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: صرف پانچ چیزوں کی وجہ سے نماز کا اعادہ کیا جاتا ہے (۱) طہارت (کے بغیر پڑھی جائے)۔ (۲) وقت (سے پہلے پڑھی جائے)۔ (۳) قبلہ (سے منہ موڑ کے پڑھی جائے)۔ (۴) رکوع۔ (۵) سجود (کے بغیر پڑھی جائے)۔ (الفقیہ، التہذیب)

۲۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تک روبقبلہ ہو کر نہ پڑھی جائے اس وقت تک کوئی نماز نماز نہیں ہے! عرض کیا: قبلہ کی حد کیا ہے؟ فرمایا: مشرق و مغرب کے درمیان سب قبلہ ہے۔ (صرف پشت بقبلہ نہ ہو) عرض کیا کہ جو شخص قبلہ سے انحراف کرکے نماز پڑھے یا بادل والے دن وقت سے پہلے پڑھے تو؟ فرمایا: وہ نماز کا اعادہ کرے۔ (الفقیہ)

۳۔ نیز زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ان سے فرمایا: "روبقبلہ ہو کر نماز پڑھو۔ اور قبلہ سے منہ نہ پھیرو۔ ورنہ تمہاری نماز باطل ہو جائے گی۔ کیونکہ خداوند عالم فرماتا ہے: "فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ"۔ اور سیدھے کھڑے ہو کر نماز پڑھو کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص نماز (کے قیام) میں اپنی کمر سیدھی نہیں کرتا اس کی نماز نہیں ہے! اور اپنی نگاہ کو خدا کے خوف و خشیہ سے نیچے جھکاؤ اور اسے آسمان کی طرف نہ اٹھاؤ۔ بلکہ اسے اپنے چہرہ کے سامنے جائے سجدہ پر رکھو۔

(الفقیہ، الفروع، التہذیب)

۴۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر تو نماز کے اثناء میں کلام کرو یا قبلہ سے منہ پھیر دو تو نماز کا اعادہ کرو۔ (الفقیہ)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معمر بن یحییٰ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے غلط سمت کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی اور جب اصل حقیقت کا انکشاف ہوا کہ (قبلہ کدھر ہے) تو دوسری نماز کا وقت داخل ہو چکا تھا؟ فرمایا: اس حاضرہ نماز کو پڑھنے سے پہلے اس نماز کا اعادہ کرے۔ (التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ اس صورت پر محمول ہے کہ یا تو عمداً قبلہ سے انحراف کیا ہو۔ یا قبلہ کی تلاش میں جستجو نہ کی ہو۔ یا پھر یہ اعادہ استحباب پر محمول ہے۔

باب ۱۰

جو شخص قبلہ کی تلاش میں پوری جدوجہد کرے اور ظن غالب کی بنا پر ایک طرف منہ کر کے نماز پڑھے مگر بعد میں انکشاف ہو کہ وہ قبلہ سے منحرف تو تھا مگر مشرق و مغرب کے درمیان تھا تو اس کی پڑھی ہوئی نماز درست ہے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے اور اگر اثناء نماز میں اصل حقیقت کھل جائے تو روبقبلہ ہو کر نماز مکمل کرے ہاں اگر بالکل پشت بقبلہ ہو کر پڑھی ہو تو پھر از سر نو پڑھے گا۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے۔ اور اس سے فارغ ہونے کے بعد اسے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے قبلہ سے دائیں بائیں جانب کچھ انحراف کر کے پڑھی ہے تو؟ فرمایا: اس کی نماز درست ہے کیونکہ مشرق و مغرب کے درمیان سب قبلہ ہے۔ (الفقیہ، التہذیب)

۲۔ نیز زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سوائے قبلہ کے کوئی نماز نماز نہیں ہے۔ عرض کیا: قبلہ کی حد کیا ہے؟ فرمایا: مشرق و مغرب کے درمیان سب قبلہ ہے۔ (الفقیہ)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود قاسم بن ولید سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (امام علیہ السلام) سے سوال کیا کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا کہ اسے معلوم ہو گیا کہ وہ قبلہ سے منحرف ہے؟ فرمایا: جب یہ بات ثابت ہو جائے تو اسی وقت روبقبلہ ہو جائے! اور اگر فارغ ہونے کے بعد انکشاف ہو تو پھر اعادہ کی ضرورت نہیں ہے (یعنی جب صرف دائیں بائیں جانب پڑھی ہو)۔ (التہذیب، الاستبصار)

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس

شخص کے بارے میں جس شخص کو اثناء نماز میں یہ معلوم ہو جائے کہ وہ قبلہ سے منحرف ہے؟ فرمایا: اگر تو اس کا انحراف مشرق و مغرب کے بین بین ہے تو اسی وقت رو بقبلہ ہو جائے جب یہ علم ہو۔ (اور پھر نماز مکمل کرے) اور اگر یہ انحراف پشت بقبلہ کی حد تک ہو تو پھر نماز کو توڑ کر اور رو بقبلہ ہو کر نماز کو از سر نو پڑھے۔ (الفروع، التہذیب والاستبصار)

۵۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود حسین بن علوان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص قبلہ سے (قدرے) منحرف ہو کر اور یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ منحرف ہے نماز پڑھے، بعد میں اصل حقیقت کا انکشاف ہو مگر یہ انحراف مشرق و مغرب کے بین بین ہو۔ (پشت قبلہ کی حد تک نہ ہو) تو اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (ج ۱ نماز جنازہ باب ۳۵ وغیرہ میں) گزر چکی ہیں (اور کچھ اس کے بعد باب ۱۱ میں آئیں گی انشاء اللہ)۔

باب ۱۱

جب کوئی شخص یہ گمان کر کے نماز پڑھے کہ وہ رو بقبلہ ہے مگر بعد میں پتہ چلے کہ اس نے خلاف قبلہ پڑھی ہے تو وقت کے اندر اعادہ واجب ہے وقت کے بعد نہیں۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن ابوعبداللہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم اس حالت میں نماز پڑھو کہ تمہارا رخ سیدھا قبلہ کی طرف نہ ہو اور نماز پڑھ چکنے کے بعد اس کا انکشاف ہو تو اگر وقت باقی ہے تو اس کا اعادہ کرو۔ اور اگر وقت ختم ہو جائے تو اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ (التہذیب، الاستبصار، الفروع)

۲۔ یعقوب بن یقطین بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اس وقت قبلہ سے ہٹ کر نماز پڑھی جب کہ آسمان پر بادل چھائے ہوئے تھے۔ پھر سورج نکل آیا جب کہ ہنوز وقت باقی تھا آیا اس نماز کا اعادہ کرے؟ اور اگر کوئی قبلہ کی پوری جستجو کر کے نماز پڑھے (مگر در حقیقت منحرف ہو) تو وہ پڑھی ہوئی نماز کافی ہے؟ فرمایا: وقت کے اندر اعادہ کرے۔ مگر وقت کے بعد قضا کی ضرورت نہیں ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

۳۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر تم نے (مغربین کی نماز) قبلہ سے ہٹ کر پڑھی ہو اور صبح صادق سے پہلے حقیقت حال کا انکشاف ہو جائے تو اپنی نماز کا اعادہ کرو۔ (ایضاً)

۴۔ محمد بن الحصین بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں مکتوب ارسال کیا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا گیا تھا کہ ایک شخص ایک ایسے دن میں جس میں آسمان پر بادل چھایا ہوا تھا جنگل میں نماز پڑھی۔ اور جہت قبلہ کا علم

نہ تھا۔ جب نماز پڑھ چکا تو سورج نکل آیا اور معلوم ہوا کہ اس نے قبلہ سے ہٹ کر نماز پڑھی ہے! آیا وہ اس نماز کو کافی سمجھے یا اس کا اعادہ کرے؟ امامؑ نے جواباً لکھا: جب تک وقت ختم نہ ہو جائے نماز کا اعادہ کرے! (وقت کے بعد نہ) آیا وہ یہ نہیں جانتا کہ خدا فرماتا ہے: "فاینما تولوا فثم وجہ اللہ" (جدھر بھی منہ پھیرو گے ادھر ہی خدا ہے)۔ (ایضاً)

(نوٹ):۔ دوسری روایت سلیمان بن خالد از صادق علیہ السلام میں وارد ہے کہ اگر وقت نکل گیا ہے تو پھر اپنی تحقیق کے مطابق پڑھی ہوئی نماز کافی ہے۔ (ایضاً و الفروع)

۵۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک نابینا آدمی نے اس حالت میں لوگوں کو نماز پڑھائی کہ وہ روبقبلہ نہ تھا تو؟ فرمایا: وہ نماز کا اعادہ کرے گا مگر وہ نہیں کریں گے کیونکہ انہوں نے تحقیق کرکے نماز پڑھی تھی (یہ الگ بات ہے کہ ان کی تحقیق غلط تھی)۔ (الفروع)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود بصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ اگر اندھا قبلہ سے ہٹ کر نماز پڑھے تو؟ وقت کے اندر اعادہ کرے اور اگر وقت کے بعد انکشاف ہو تو پھر اعادہ لازم نہیں ہے۔ (الفقیہ)

۷۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ اگر کسی شخص نے بالکل پشت بقبلہ ہو کر نماز پڑھی ہو اور وقت کے نکل جانے کے بعد معلوم ہو تو اس پر نماز کی قضا واجب ہے یہی احوط ہے اور اسی پر عمل ہے۔ (النہایہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس سے پہلے (باب ۱۰ میں) ایسی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۱۲

مسجد میں تھوکنا، ناک کا پانی روبقبلہ پھینکنا مکروہ ہے اور نماز گزار کا اس دیوار کی طرف منہ کرکے کھڑے ہو کر نماز پڑھنا مکروہ ہے جس سے غلاظت بہہ رہی ہو اور ذبح کے وقت حتی الامکان روبقبلہ ہونا واجب ہے اور پیشاب کرتے وقت ادھر منہ اور پیٹھ کرنا حرام ہے اور مقاربت کے وقت ادھر رخ کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن حمزہ سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی نماز گزار نماز پڑھ رہا ہو اور جانب قبلہ ایسی دیوار ہو جس سے پاخانہ کا (غلیظ) پانی بہہ رہا ہو تو اسے کسی چیز سے ڈھانپ دے۔ (الفقیہ)

۲۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے روبقبلہ تھوکنے سے ممانعت کی ہے۔ (ایضاً)

۳۔ نیز آنحضرتؐ نے روبقبلہ اور پشت بقبلہ ہو کر پیشاب و پاخانہ کرنے کی ممانعت فرمائی ہے۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص نماز کی حالت میں قبلہ کی طرف اور دائیں جانب نہ تھوکے جبکہ اپنی بائیں جانب تھوک سکتا ہے۔ (ایضاً)

۶۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص نماز کی حالت میں خدائے عزوجل کی جلالت کے پیش نظر اپنی تھوک روکے گا تو اس کے نتیجہ میں خدا اسے موت کے وقت تک صحت عطا فرمائے گا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (ج ا باب ۲ آداب تخلی) میں کچھ ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو ان احکام پر دلالت کرتی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۸ مکان مصلی و باب ۱۹ و ۲۰ احکام مساجد وغیرہ ۔۔۔) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۳

کشتی میں نماز با جماعت اور فرادیٰ پڑھنا جائز ہے اور حتی الامکان رو بقبلہ اگرچہ تکبیرۃ الاحرام کی حد تک ہو، ہونا واجب ہے اور سخت ضرورت کے تحت کسی اور جہت کی جانب بھی جائز ہے اور یہی حکم نماز خوف کا ہے۔

(اس باب میں کل سترہ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلم زد کرکے باقی بارہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبید اللہ بن علی الحلبی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ آیا کشتی میں نماز پڑھنا درست ہے؟ فرمایا: ہاں رو بقبلہ ہو کر اور قدم جما کر کھڑا ہو جائے (اور پڑھے) اور جب کشتی قبلہ کی سمت سے منحرف ہو تو اگر اس کے لئے ممکن ہو تو قبلہ کی طرف متوجہ ہو ورنہ جدھر کشتی کا رخ مڑتا جائے یہ ادھر ہی نماز پڑھتا جائے اور اگر کھڑے ہو کر پڑھنا ممکن ہو تو کھڑے ہو کر ورنہ بیٹھ کر نماز پڑھے۔ (الفقیہ)

۲۔ زرارہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا آدمی کشتی میں نوافل پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں کشتی کے سر کی طرف رخ کرکے پڑھے۔ (ایضاً) دوسری روایت میں وارد ہے کہ قبلہ تلاش کرے اور اگر پتہ نہ چل سکے تو پھر کشتی کے سر کی طرف پڑھے۔ (الفروع)

۳۔ جمیل بن درّاج نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر کشتی زمین کی سطح کے قریب ہو تو آیا اس سے نکل کر (زمین پر) نماز پڑھوں؟ فرمایا: اسی (کشتی میں) نماز پڑھو۔ کیا تم حضرت نوحؑ کی طرح (کشتی میں) نماز پڑھنے پر راضی نہیں ہو؟ (ایضاً)

۴۔ ابراہیم بن میمون نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم لوگ کشتیوں میں سوار ہو کر اہواز کی طرف جاتے ہیں۔ آیا ان میں نماز با جماعت پڑھ سکتے ہیں؟ فرمایا: ہاں کوئی حرج نہیں ہے۔ پھر عرض کیا: (بوقت ضرورت) جو کچھ کشتی میں ہے اس پر سجدہ کر سکتا ہوں حتی کہ اس سیاہ روغن پر بھی جو کشتیوں پر ملا جاتا ہے (یا تارکول پر؟)۔ فرمایا: ہاں۔ (ایضاً)

۵۔ یونس بن یعقوب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا نہر فرات یا اس سے بھی چھوٹی نہروں میں کشتی کے اندر نماز پڑھی جا سکتی ہے؟ فرمایا: اگر کشتی میں پڑھو تو بھی ٹھیک ہے اور اگر کشتی سے باہر پڑھو تو بھی ٹھیک ہے! (ایضاً)

۶۔ اسی راوی نے انہی حضرت سے کشتی میں نماز فریضہ پڑھنے کے متعلق سوال کیا جبکہ اس کا رخ کبھی مشرق کی طرف ہو اور کبھی مغرب کی طرف؟ فرمایا: ایک بار رو بقبلہ ہو کر تکبیرۃ الاحرام کہہ لے پر جدھر اس کا رخ پھرتا جائے تو بھی اس کے ساتھ ساتھ پھرتا جا (اور نماز پڑھتا جا)۔ (ایضاً)

۷۔ فرمایا: مروی ہے کہ جب سخت ہوا کے تھپیڑوں کی وجہ سے کشتی والے قبلہ کی طرف منہ برقرار نہ رکھ سکیں تو کشتی کے سینہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھیں۔ (ایضاً)

۸۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن ابراہیم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) سے سوال کیا کہ آیا کشتی میں نماز پڑھی جا سکتی ہے؟ فرمایا: اگر کشتی میں قیام ممکن نہ ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھے۔ اور اگر کنارے پر پڑھ سکتا ہے تو (فریضہ) نماز کشتی میں نہ پڑھے۔ فرمایا اور جب کشتی میں پڑھے تو (تکبیرۃ الاحرام کہتے وقت) اپنا منہ قبلہ کی طرف پھیرے۔ پھر جدھر کشتی پھرتی جائے یہ ادھر بھی منہ کر کے نماز پڑھتا جائے۔ (التہذیب)

۹۔ یعقوب بن شعیب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کشتی میں نماز باجماعت پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۱۰۔ صالح بن الحکم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کشتی میں نماز پڑھنے کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: یہی سوال ایک شخص نے میرے والد (امام محمد باقر علیہ السلام) سے کیا تھا آپؑ نے اس کے جواب میں فرمایا: کیا تم جناب نوحؑ کی نماز سے روگردانی کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا: سجدہ کرنے کے لئے اپنے ہمراہ کوئی ڈھیلا رکھوں؟ فرمایا: ہاں۔ (ایضاً)

۱۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عیسیٰ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا جبکہ ان سے کشتی میں نماز پڑھنے کے متعلق سوال کیا گیا تھا، فرما رہے تھے: اگر اتر کر سطح زمین پر پڑھ سکتے ہو تو وہاں پڑھو۔ اور اگر نہیں اتر سکتے تو کشتیوں میں کھڑے ہو کر پڑھو۔ اور اگر کھڑے نہ ہو سکو تو پھر بیٹھ کر پڑھو۔ اور قبلہ کی تحقیق کر کے پڑھو۔ (الفروع)

۱۲۔ جناب محمد بن مسعود عیاشی باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا سفر کی حالت میں کشتی اور محمل میں نماز پڑھنا برابر ہے؟ فرمایا: جہاں تک نماز نافلہ کا تعلق ہے وہ تو سب برابر ہے۔ جدھر تمہاری سواری اور کشتی کا رخ بدلتا جائے ادھر ہی اشارہ کے ساتھ نماز پڑھتے جاؤ! اور جہاں تک نماز

فریضہ کا تعلق ہے تو وہ محمل سے نیچے اتر کر پڑھو مگر یہ کہ اترنے میں کچھ خوف و خطرہ ہو تو پھر وہیں اشارہ سے پڑھو۔ اور وہاں کشتی میں کھڑے ہو کر اور مقدور بھر قبلہ کی جستجو کر کے پڑھو۔ کیونکہ جناب نوحؑ نے کشتی میں روبقبلہ کھڑے ہو کر نماز پڑھی تھی۔! جبکہ ہمہ گیر بادل اوپر چھایا ہوا تھا! میں نے عرض کیا کہ اس حالت میں وہ قبلہ کی سمت کس طرح معلوم کرتے تھے؟ فرمایا: جبرئیلؑ آ کر ان کو قبلہ رخ کرتے تھے! عرض کیا: تو کیا ہر تکبیر کے وقت میرا قبلہ رخ ہونا ضروری ہے؟ فرمایا: نافلہ میں تو ضروری نہیں۔ قبلہ کے علاوہ بھی تم تکبیر یعنی "اللہ اکبر" کہہ سکتے ہو۔ پھر فرمایا: "نفل پڑھنے والے کے لئے تو سب قبلہ ہے۔ "فاینما تولوا فثم وجہ اللہ" (جدھر بھی متوجہ ہو ادھر ہی خدا ہے) البتہ فریضہ میں حتی الامکان تکبیر کا روبقبلہ ہو کر کہنا لازم ہے)۔

(تفسیر عیاشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس مطلب پر دلالت کرنے والی بعض حدیثیں اس کے بعد (باب ۱۴ میں اور قیام کے باب ۳۷ میں) اور نماز خوف پر دلالت کرنے والی حدیثیں اور اس کا حکم (ج ۴ باب ۳، ۴، ۵، ۶ میں) ذکر کیا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۴

نماز فریضہ اور نماز نذر کا اختیاری حالت میں سواری اور محمل پر پڑھنا جائز نہیں ہے ہاں البتہ بوقت ضرورت جائز ہے مگر حتی الامکان روبقبلہ ہونا واجب ہے۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن ابوعبداللہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بیمار کے سوا اور کوئی شخص نماز فریضہ سواری پر نہ پڑھے اور وہ (بیمار) بھی روبقبلہ ہو کر پڑھے اور اس کے لئے صرف سورہ فاتحہ کافی ہے۔ اور (سجدہ میں) جس چیز پر ممکن ہو پیشانی رکھے اور نماز نافلہ تو صرف اشارہ سے پڑھ سکتا ہے۔

(تہذیب الاحکام)

۲۔ محمد بن عذافر ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص ہے (جو کسی سواری پر سوار ہے اور) اس کے لئے برف، پانی، بارش اور کیچڑ کی وجہ سے زمین پر کھڑے ہو کر قیام و قعود اور رکوع و سجود کرنا (کامل نماز پڑھنا) ممکن نہیں ہے، آیا وہ محمل میں نماز فریضہ پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں وہ (سواری) بمنزلہ کشتی کے ہے اگر ممکن ہو تو کھڑے ہو کر ورنہ بیٹھ کر پڑھے۔ جب بھی کبھی ایسی صورت حال پیش آئے تو خدا سب سے زیادہ عذر قبول کرنے والا ہے چنانچہ خدا فرماتا ہے: "بل الانسان علی نفسہ بصیرۃ" (ہر شخص اپنے حالات کو بہتر جانتا ہے)۔ (ایضاً)

۳۔ محمد (بن مسلم) بیان کرتے ہیں کہ میں نے اماموںؑ میں سے ایک امامؑ سے سوال کیا کہ اگر کوئی عورت محمل میں کسی مرد کے ہمراہ

سوار ہو تو آیا دونوں بیک وقت نماز پڑھ سکتے ہیں؟ فرمایا: نہ! البتہ پہلے مرد پڑھے جب وہ فارغ ہو چکے تو پھر عورت پڑھے۔ (ایضاً والفروع)

۴۔ عبداللہ بن سنان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: آیا کوئی شخص سواری پر نماز فریضہ پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا: نہ۔ مگر سخت ضرورت کے وقت۔ (التہذیب)

۵۔ عبداللہ بن جعفر حمیری بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں مکتوب ارسال کیا: خدا مجھے آپ کا فدیہ قرار دے آپ کے موالی آپ کے آباء طاہرینؑ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارش (اور کیچڑ) والے ایک دن سواری پر نماز فریضہ پڑھی تھی ہم بھی بعض اوقات سواریوں پر سوار ہوتے ہیں۔ بارش برس رہی ہوتی ہے، زمین بالکل گیلی ہوتی ہے اور (اترتے ہیں تو) بارش اذیت پہنچاتی ہے آیا اس حالت میں ہمارے لئے جائز ہے کہ ہم محمل میں یا سواری کے اوپر نماز فریضہ پڑھ لیں؟ امامؑ نے اپنے دستخطوں سے جواب لکھا کہ ہاں سخت ضرورت کے تحت ایسا کرنا جائز ہے انشاء اللہ۔ (ایضاً)

۶۔ علی بن جعفرؑ اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے دریافت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے چند رکعت پڑھنے کی منت مانی۔ (پھر منت پوری ہوگئی) آیا سفر کی حالت میں وہ شخص یہ نماز سواری پر پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (ایضاً)

۷۔ منصور بن حازم بیان کرتے ہیں کہ احمد بن نعمان نے ان (امام جعفر صادق علیہ السلام) سے سوال کیا کہ جب میں بیمار ہوں تو آیا محمل میں نماز پڑھ سکتا ہوں؟ فرمایا: جہاں تک نماز نافلہ کا تعلق ہے وہ تو ہاں! مگر فریضہ نہ! پھر احمد نے اپنی شدت مرض کا تذکرہ کرتے ہوئے بیان کیا کہ میں سخت بیماری میں مبتلا تھا پس جب نماز کا وقت ہوتا تو میں ان (حشم وخدم) کو حکم دیتا وہ مجھے اٹھا بٹھاتے اور مجھے بستر سمیت نیچے رکھا جاتا۔ وہاں نماز پڑھتا۔ پھر مجھے بستر سمیت اٹھا کر محمل میں سوار کرایا جاتا۔ (ایضاً)
حضرت شیخ طوسیؒ نے اسے استحباب پر محمول کیا ہے (کہ ایسی بیماری میں بھی نیچے اتر کر نماز پڑھنا مستحب ہے)۔

۸۔ جناب شیخ احمد بن علی طبرسی باسناد خود محمد بن عبداللہ بن جعفر حمیری سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام العصر والزمان علیہ السلام کی خدمت میں خط ارسال کیا کہ ایک شخص سفر کی حالت میں محمل پر سوار ہے۔ اور زمین پر قد آدم کے برابر برف موجود ہے۔ اسے اندیشہ ہے کہ اترا تو اس میں دھنس جائے گا اور بعض اوقات برف باری ہو رہی ہوتی ہے۔ اور وہ محمل میں سوار ہوتا ہے اور اس کی کثرت کی وجہ سے اسے ہٹانا بھی ممکن نہیں ہے! آیا اس حالت میں محمل میں نماز پڑھ سکتا ہے؟ کیونکہ ہم نے کچھ دنوں تک اس طرح نماز پڑھی ہے۔ آیا ہم پر اس کا اعادہ لازم ہے یا نہ؟ آنجنابؑ نے جواب دیا: بوقت ضرورت اور شدت وسختی کے وقت ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (الاحتجاج)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد بھی (باب ۱۶ وغیرہ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۵

سفر ہو یا حضر، عذر ہو یا نہ ہو نماز نافلہ کا سواری پر اور محمل میں اشارہ سے پڑھنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل چوبیس حدیثیں ہیں جن میں سے چھ مکررات کو قلمزد کر کے باقی اٹھارہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن الحجاج سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر کوئی شخص مختلف شہروں میں سواری پر نماز نافلہ اس طرح پڑھے کہ جدھر سواری کا رخ پھرتا جائے یہ بھی ادھر منہ پھیرتا جائے تو؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ (الفقیہ، التہذیب، الفروع)

۲۔ ابراہیم الکرخی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں محمل میں بیٹھ کر بھی رو بقبلہ ہو سکتا ہوں تو؟ فرمایا: یہ تنگی ہے! کیا تمہارے لئے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کی سیرت میں بہترین نمونہ عمل موجود نہیں ہے (کہ جو محمل میں اشارہ سے نماز پڑھتے تھے اور ادھر رخ کرکے پڑھتے تھے جدھر سواری کا رخ ہوتا تھا)۔ (الفقیہ، التہذیب)

۳۔ سعد بن سعد نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ محمل میں ایک شخص کے ہمراہ حیض والی عورت موجود ہے آیا وہ اس کی موجودگی میں نماز پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (الفقیہ)

۴۔ سعید بن یسار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص سواری پر سوار ہے اور اسی حالت میں نماز شب پڑھ رہا ہے۔ آیا (مثلاً سا مار کر) اپنا منہ ڈھانپ سکتا ہے؟ فرمایا: قرأت کرتے وقت تو ایسا کر سکتا ہے مگر جب سواری کی رفتار کے مطابق سجدہ کے لئے چہرہ سے اشارہ کرے تو اسے کھول دے۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود جناب محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: نماز شب، وتر اور دو رکعت نافلہ صبح محمل میں پڑھو۔ (التہذیب)

۶۔ حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا نماز نافلہ اونٹ، گھوڑے اور گدھے پر پڑھی جا سکتی ہے؟ فرمایا: ہاں منہ جدھر بھی ہو۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا ہی کیا ہے۔ (التہذیب)

فروع کافی میں اس قدر اضافہ ہے کہ راوی نے عرض کیا کہ جب تکبیر کہنا چاہوں تو قبلہ کی طرف رخ کروں؟ فرمایا: نہ۔ بلکہ تمہارا جدھر بھی منہ ہو ادھر ہی تکبیر کہو۔ کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا ہی عمل کیا ہے۔ (الفروع)

۸۔ علی بن مہزیار بیان کرتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن محمد کے اس مکتوب میں پڑھا ہے جو انہوں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو لکھا تھا کہ ہمارے اصحاب نے دو رکعت نافلہ صبح کے متعلق سفر میں محمل پر پڑھنے کے متعلق حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت نقل کرنے میں اختلاف کیا ہے۔ بعض نے یہ روایت اس طرح نقل کی ہے کہ فرمایا: محمل میں پڑھو۔ اور بعض

نے اس طرح نقل کی ہے کہ فرمایا: نہ پڑھو۔ مگر زمین پر! مجھے یہ فرمائیں کہ آپ کس طرح عمل کرتے ہیں تا کہ میں اس سلسلہ میں آپ کی اقتداء کرسکوں؟ آپؑ نے اپنے دستخطوں سے لکھا کہ جس طریقہ کار پر بھی عمل کرو درست ہے۔ (ایضاً)

۹۔ محمد بن ابی عمیر نے بعض اصحاب سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے محمل میں نماز پڑھنے کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: التی پالتی مار کر پڑھو۔ یا پاؤں دراز کر کے پڑھو۔ جس طرح بھی ممکن اور آسان ہو اسی طرح پڑھ سکتے ہو۔ (ایضاً)

۱۰۔ معاویہ بن وھب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ میرے والد ماجد سفر میں محمل میں تشریف فرما ہوتے تھے کہ وضو کے لئے پانی طلب فرماتے تو ان کی خدمت میں پانی کا آفتابہ پیش کیا جاتا۔ وضو کرتے پھر آٹھ رکعت نماز شب اور تین رکعت (شفع اور) وتر محمل میں ہی پڑھتے۔ اس کے بعد جب سواری سے اترتے تو دو رکعت نافلہ صبح اور نماز صبح ادا فرماتے۔ (ایضاً)

۱۱۔ عبدالرحمٰن بن حجاج بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ جب میں سواری پر سوار ہو کر کوفہ کے گھروں کے قریب کہیں جاؤں یا کوفہ کے اندر سوار ہوں اور بہت جلدی میں ہوں تو آیا حضر میں سواری کی پشت پر نماز پڑھ سکتا ہوں؟ فرمایا: اگر بہت جلدی ہو کہ اتر نہ سکو۔ اور اترنے تک اگر مؤخر کرو تو اس کے فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو تو پھر اسی حالت میں پڑھ سکتے ہو۔ ورنہ تمہارا زمین پر نماز پڑھنا مجھے زیادہ پسند ہے۔ (ایضاً)

۱۲۔ عبدالرحمٰن بن ابی نجران بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا سفر میں محمل پر نماز شب پڑھی جا سکتی ہے؟ فرمایا: اگر تمہارا رخ قبلہ کی طرف ہو تو روبقبلہ ہو کر تکبیرۃ الاحرام کہو۔ پھر ادھر رخ کر کے نماز پڑھتے جاؤ۔ جدھر تمہارا اونٹ مڑتا جائے۔ میں نے عرض کیا میں آپ پر فدا ہوں! آیا اول شب میں نماز شب پڑھ سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں اگر آخر شب میں اس کے فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو۔ تو پڑھ سکتے ہو۔ (ایضاً)

۱۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یعقوب بن شعیب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا کوئی شخص سواری کے اوپر نماز پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں! البتہ اشارہ سے پڑھے گا۔ اور سجدہ کے لئے رکوع کی نسبت زیادہ جھکے گا۔ (الفروع)

۱۴۔ حضرت شیخ احمد بن محمد البرقی باسناد خود علی بن الحکم سے اور وہ ایک شخص سے نقل کرتے ہیں اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو محمل میں کاغذ پر سجدہ کرتے ہوئے دیکھا ہے اور اکثر و بیشتر تو صرف اشارہ سے پڑھتے تھے۔ (المحاسن)

۱۵۔ مفسر قرآن شیخ فضل بن الحسن الطبرسی امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہما السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: آیت مبارکہ

''فاینما تولوا فثم وجه الله'' منسوخ نہیں ہے بلکہ اس کا حکم نوافل کے ساتھ اور وہ بھی سفر میں مخصوص ہے۔ (مجمع البیان)

۱۶۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے آیت مبارکہ ''فاینما تولوا فثم وجه الله'' کے متعلق فرمایا کہ یہ نوافل کے ساتھ اور وہ بھی سفر کی حالت میں مخصوص ہے۔ اور جہاں تک فرائض کا تعلق ہے تو ان میں استقبال قبلہ ضروری ہے۔ (النہایہ)

۱۷۔ عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود حماد بن عیسیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبوک کی طرف جاتے وقت محمل میں نماز شب و وتر اشارہ کے ساتھ جدھر سواری کا رخ ہوتا ادھر ہی رخ کرکے پڑھتے تھے۔ دوسری روایت میں وارد ہے کہ جب حضرت امیر علیہ السلام کو جلدی ہوتی تھی تو وہ بھی اسی طرح کرتے تھے۔ (قرب الاسناد)

۱۸۔ جناب عیاشی باسناد خود امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے آیت مبارکہ ''فاینما تولوا فثم وجه الله ان الله واسع علیم'' کے متعلق فرمایا: یہ نوافل کے ساتھ مخصوص ہے اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اشارہ کے ساتھ سواری پر اس کے رخ کے مطابق نماز پڑھی ہے۔ خیبر جاتے وقت اور مکہ سے واپس (مدینہ) آتے وقت جبکہ قبلہ آپؐ کی پشت پر تھا۔ (تفسیر عیاشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (ج ۱، باب ۳۰ نجاسات اور ج ۳ باب ۲۲، ۲۴، ۲۶ اور ۳۳ اعداد الفرائض میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۶ میں اور مکان مصلی باب ۱۰ میں) اور نماز سفر کے بیان میں ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ۔

باب ۱۶

بوقت ضرورت چلتے ہوئے نماز فریضہ پڑھی جا سکتی ہے اور نماز نافلہ تو بہر حال جائز ہے اور تا بامکان روبقبلہ ہونا واجب ہے اگرچہ تکبیرۃ الاحرام کے وقت ہی سہی۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر کوئی شخص سفر میں چلتے ہوئے نماز شب پڑھے تو کوئی حرج نہیں ہے اور اگر رات کو نماز شب قضا ہو جائے تو دن کو چلتے ہوئے اس کی قضا کر سکتا ہے بشرطیکہ روبقبلہ ہو۔ پھر چلتا بھی جائے تو قرأت بھی کرتا جائے پھر جب رکوع کرنا چاہے تو منہ قبلہ کی طرف کرے اور سجدہ کرکے پھر چلنا شروع کر دے۔ (تہذیب الاحکام)

۲۔ ابراہیم بن میمون حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر تم چلتے ہوئے نماز پڑھنا چاہو تو تکبیرۃ

الاحرام کہو اور چلتے بھی جاؤ اور قرأت بھی کرتے جاؤ۔ اور جب رکوع کرنا چاہو تو (سر سے) اشارہ کرو۔ پھر سجدہ کے لئے اشارہ کرو اور سفر میں مستحبی نماز نہیں ہے۔ (ایضاً)

۳۔ یعقوب بن شعیب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا سفر میں چلتے ہوئے نماز پڑھنا جائز ہے؟ فرمایا: ہاں اشارہ سے پڑھتے جاؤ اور سجود کے لئے رکوع سے زیادہ جھکو۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حریز سے اور وہ اس شخص سے جس نے ان سے یہ حدیث بیان کی کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام چلتے ہوئے نماز پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں جانتے تھے۔ لیکن (فرماتے تھے کہ) اونٹوں کو نہ ہانکے۔ (الفقیہ)

۵۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ امامؑ سے دریافت کیا گیا کہ اگر کسی شخص کو بہت جلدی ہو تو وہ سواری پر نماز پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں کوئی حرج نہیں ہے وہ اشارے کرے گا۔ اور یہی حکم پیادہ چلنے والے کا ہے کہ جب بحالت اضطرار چلتے ہوئے نماز پڑھنی پڑے (تو اشارہ سے پڑھے گا)۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس کے بعد (نماز خوف کے باب ۳و۴و۵ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ۔

باب ۱۷

کعبہ کے اندر نماز فریضہ پڑھنا مکروہ ہے ہاں البتہ وہاں نوافل پڑھنا اور تمام دیواروں کی طرف رخ کرنا مستحب ہے

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ امامینؑ میں سے ایک امامؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نماز فریضہ کعبہ کے اندر نہ پڑھو۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت کلینیؒ فرماتے ہیں کہ ایک اور حدیث میں مروی ہے کہ اگر وہاں نماز پڑھنے پر مجبور ہو جائے تو اس کی تمام جانبوں کی طرف پڑھے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ جناب شہید اول نے کتاب الذکریٰ میں اس حدیث کے سلسلہ میں فرمایا ہے کہ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہاں قبلہ تمام کعبہ ہے پس جب اس کی چاروں جہتوں کی طرف نماز پڑھے گا۔ تو گویا اس نے تمام کعبہ کی طرف رخ کیا ہے۔

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نماز فریضہ کعبہ کے اندر نہ پڑھو۔ کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی حج وعمرہ کے موقع پر کعبہ کے اندر داخل نہیں ہوئے ہاں البتہ فتح مکہ کے وقت اندر داخل ہوئے تھے اور ستونوں کے درمیان دو رکعت (مستحبی) نماز پڑھی تھی۔ جبکہ آپؐ کے ہمراہ اسامہ بن زید بھی تھا۔ (التہذیب)

۴۔ محمد امامینؑ میں سے ایک امامؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کعبہ کے اندر نماز فریضہ پڑھنا درست نہیں ہے۔ (ایضاً)

۵۔ ایسی ہی دوسری روایت میں اسی راوی اور انہی حضرت سے یوں مروی ہے کہ کعبہ کے اندر نماز فریضہ پڑھنا درست

ہے۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس نسخہ میں جسے جناب شیخ طوسیؒ کے خط سے مقابلہ کیا گیا ہے اس میں حرف ''لا'' موجود نہیں ہے۔ مگر بعض دوسرے نسخوں میں یہ حرف ''لا'' موجود ہے۔ بہر حال اگر موجود نہ ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ جوف کعبہ میں جائز ہے (حرام نہیں ہے) اور پہلی حدیثوں کا مطلب یہ ہوگا کہ مکروہ ہے۔(واللہ العالم)

۶۔ یونس بن یعقوب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں کعبہ کے اندر موجود تھا کہ نماز فریضہ کا وقت داخل ہو گیا آیا میں وہیں نماز پڑھ سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں پڑھو۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ جناب شیخ طوسیؒ نے اس کے متعلق فرمایا ہے کہ یہ وقت ضرورت پر محمول ہے علاوہ بریں یہ صرف مکروہ ہے حرام تو نہیں ہے۔

۷۔ محمد بن عبد اللہ بن مروان بیان کرتے ہیں کہ میں نے بمقام منیٰ یونس کو حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے یہ مسئلہ پوچھتے ہوئے دیکھا کہ اگر کوئی شخص کعبہ کے اندر موجود ہو اور نماز فریضہ کا وقت داخل ہو جائے اور (کسی وجہ سے) اس کے لئے وہاں سے نکلنا ممکن نہ ہو۔ تو؟ فرمایا: گردن کے بل چت لیٹ جائے اور پھر اشارہ سے نماز پڑھے۔ پھر اللہ تعالیٰ کا یہ کلام یاد فرمایا: ''فاینما تولوا فثم وجه الله''۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ بعض اصحاب نے اسے ضرورت اور اس صورت پر محمول کیا ہے کہ جب قیام کرنے سے عاجز ہو۔(واللہ العالم)

۸۔ جناب عبد اللہ بن جعفر حمیری باسناد خود عبد اللہ بن میمون سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کو کعبہ کے اندر دو رکعت (مستحبی) نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔(قرب الاسناد) کیونکہ وہاں مستحبی نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔(المقنعہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ کتاب الحج میں بعض ایسی حدیثیں بیان کی جائیں گی جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں انشاء اللہ۔

باب ۱۸

کوہ ابوقبیس وغیرہ پر جو کعبہ سے زیادہ بلند ہیں یا ان پر جو کعبہ سے پست ہیں جہت قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں ان میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبد اللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ میں نے نماز عصر کوہ ابوقبیس پر پڑھی ہے کہ جبکہ کعبہ میرے نیچے تھا۔ آیا وہ نماز کافی ہے؟ فرمایا: ہاں! کیونکہ قبلہ اپنی جگہ سے لے کر آسمان تک قبلہ ہے۔(التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادخود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کعبہ کی بنیاد نچلی ساتویں زمین کی پستی سے لے کر اوپر والی ساتویں زمین کی بلندی تک جاتی ہے۔(الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں جو اپنے عموم واطلاق کی بنا پر اس موضوع پر دلالت کرتی ہیں کچھ اس سے پہلے (باب ۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۹ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۹

کعبہ کی چھت پر نماز پڑھنے کا حکم؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادخود جناب حسین بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حدیث مناہی میں کعبہ کی چھت پر نماز پڑھنے کی ممانعت فرمائی ہے۔(الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود عبدالسلام بن صالح سے اور وہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جو کعبہ کی چھت پر موجود ہو اور نماز کا وقت داخل ہو جائے فرمایا کہ اگر وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھے گا تو اس کا کوئی قبلہ نہ ہوگا۔ لہٰذا اسے چاہیئے کہ گردن کے بل چت لیٹ جائے اور آنکھیں آسمان کی طرف کھلی رکھے اور دل میں اس قبلہ کی طرف توجہ کا قصد کرے جو آسمان میں ہے جس کا نام بیت المعمور ہے اور قرأت کرے اور جب اشارہ کے ساتھ رکوع کرنے کا ارادہ کرے تو آنکھیں بند کرے اور جب اس سے سر بلند کرنے کا ارادہ کرے تو آنکھیں کھول دے اور سجود بھی اسی طرح (آنکھیں بند کرکے اور کھول کر کرے)۔(الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسیؒ نے تو اس روایت کے مضمون پر عمل کرنے پر اجماع کا دعویٰ کیا ہے۔ مگر فقہاء متاخرین کی ایک جماعت نے اس کے مضمون پر عمل کرنے میں توقف کیا ہے! کیونکہ یہ روایت بظاہر قیام، رکوع، سجود اور استقبال کعبہ کے وجوب کے منافی ہے۔ اس لئے انہوں نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ جو شخص کعبہ کی چھت پر نماز پڑھے وہ اپنے آگے کچھ جگہ خالی چھوڑ دے (بالکل کنارے پر کھڑا نہ ہو تا کہ اس کی نماز قبلہ کی طرف ہو) مگر پوشیدہ نہیں ہے کہ اس روایت میں نماز فریضہ کے اس طرح پڑھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ لہٰذا ممکن ہے کہ اسے نماز نافلہ پر محمول کیا جائے! یا اس صورت پر جب کسی وجہ سے قیام ممکن نہ ہو۔ یا کسی سخت ضرورت پر اور آگے کچھ جگہ خالی چھوڑنا بھی ممکن نہ ہو مگر یہ تاویلیں تو تب کریں کہ جب اس روایت کے بالمقابل کوئی خصوصی روایت موجود ہو۔ اور اگر کوئی پائی گئی تو وہ محمول بر تقیہ ہوگی۔ مگر یہ عبدالسلام بن صالح والی روایت تقیہ کے مطابق نہیں ہے۔(لہٰذا اس کے مضمون کے مطابق عمل درآمد کرنا چاہیئے)۔ واللہ العالم۔

﴿نماز گزار کے لباس کے ابواب﴾

(اس سلسلہ میں کل چونسٹھ (۶۴) ابواب ہیں)

باب ۱

مردار کے چمڑے میں نماز پڑھنا جائز نہیں ہے اگرچہ اسے رنگا بھی گیا ہو۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ان (امامین علیہم السلام میں سے ایک امام) سے سوال کیا کہ مردار کا چمڑا جبکہ اسے رنگا گیا ہو، پہن کر نماز پڑھی جا سکتی ہے؟ فرمایا: اگرچہ اسے ستر بار بھی رنگا گیا ہو تاہم اس میں نماز نہیں پڑھی جا سکتی۔ (التہذیب والفقیہ)

۲۔ محمد بن ابی عمیر کئی افراد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام روایت کرتے ہیں کہ ان سے مردار کے چمڑے کے متعلق سوال کیا گیا؟ فرمایا: اس نماز نہ پڑھو اگرچہ جوتے کا تسمہ ہی کیوں نہ ہو۔ (التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے خدا کے اس ارشاد کہ "فاخلع نعلیک فانک بالواد المقدس طوىً" (اے موسیٰ اپنے جوتے اتار دو۔ کیونکہ تم طویٰ نامی مقدس وادی میں موجود ہو) کے متعلق دریافت کیا گیا (کہ جناب موسیٰ کو جوتے اتارنے کا حکم کیوں دیا گیا تھا؟) فرمایا: اس لئے کہ ان کے جوتے مردہ گدھے کے چمڑے کے تھے۔ (الفقیہ، العلل)

مؤلف علام فرماتے ہے کہ اگرچہ اس حدیث سے اشارۃً معلوم ہوتا ہے کہ نماز کے علاوہ مردار کا چمڑا پہنا جا سکتا ہے۔ مگر اس میں تقیہ روایتی پر محمول کرنے کا احتمال ہے۔ اور خود حضرت صدوق علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب اکمال الدین میں حضرت صاحب العصر الزمان سے ایک حدیث نقل کی ہے جس میں اس روایت کا انکار کیا گیا ہے اور اسے مخالفین کی طرف نسبت دی گئی ہے۔ اور ممکن ہے کہ حضرت موسیٰ کی شریعت ہمارے لئے حجت نہیں ہے علاوہ بریں روایت میں یہ تو نہیں ہے کہ آنجناب یہ جوتے نماز میں پہنا کرتے تھے۔ اور نہ ہی روایت میں اس بات کا کوئی اشارہ ہے کہ آپ کو یہ علم تھا کہ یہ مردہ گدھے کے چمڑے کے ہیں۔ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (ج ۱، باب ۳۴ و ۴۹ و ۵۰ اور باب ۱۶۱، ابواب نجاست میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد رنگے ہوئے چمڑے کو حلال سمجھنے والوں کی اور درندوں کے چمڑوں والی حدیثوں میں آئیں گی انشاءاللہ۔

باب ۲

جن حیوانوں کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کے چمڑے کی پوستینوں، چمڑوں، اون، بال وغیرہ میں نماز پڑھنی جائز ہے مگر چمڑے میں شرط ہے کہ ان حیوانوں کو حلال کیا گیا ہو۔ اور اگر یہ چیزیں ان حیوانوں کی ہوں جن کا گوشت نہیں کھایا جاتا تو پھر ان میں نماز پڑھنا جائز نہیں ہے اگرچہ ان کو ذبح بھی کیا جائے ہاں البتہ ہر قسم کی نباتات میں جائز ہے۔

(اس باب میں آٹھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن بکیر سے روایت کرتے ہیں انکا بیان ہے کہ زرارہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت دریافت کیا کہ آیا لومڑی فنک[۱] اور سنجاب[۲] کی اون میں نماز پڑھنا جائز ہے؟ امامؑ نے ایک کتاب نکالی جس کے بارے میں آپکا خیال تھا کہ یہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی املاء کردہ (اور امیر علیہ السلام کے دست مبارک کی لکھی ہوئی کتاب الجامعہ یا کتاب الفرائض ہے) جس میں درج تھا کہ ہر وہ حیوان جس کا گوشت نہیں کھایا جاتا اس کے بال، اون، چمڑے، بول، گوبر وغیرہ ہر چیز میں نماز پڑھنا باطل ہے۔ وہ نماز قبول نہیں ہوتی جب تک اسے ماکول اللحم کی ان چیزوں میں نہ پڑھا جائے۔ فرمایا: اے زرارہ! یہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد اسے یاد کرلو۔ پس جس حیوان کا گوشت کھایا جاتا ہے اسکی اون، بال، بول، گوبر، دودھ اور اسکی ہر چیز میں نماز جائز ہے۔ بشرطیکہ یہ علم ہو کہ اس کا تزکیہ کیا گیا ہے یعنی ذبح نے اسے پاک کردیا ہے۔ اور اگر یہ چیزیں اس حیوان کی ہیں جس کا گوشت کھانا ممنوع اور حرام ہے تو پھر ان چیزوں میں نماز پڑھنا حرام ہے اور باطل بھی خواہ اس کا تزکیہ کیا گیا ہو یا نہ؟ (الفروع، التہذیب، والاستبصار)

۲۔ علی ابن ابی حمزہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام یا امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے فراء[۳] (پوستین) کے پہننے اور اس میں نماز پڑھنے کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: سوائے اس کے جس کا تزکیہ کیا گیا ہو اور کسی میں نماز نہ پڑھو۔ عرض کیا آیا تزکیہ ہی نہیں ہے کہ اسے لوہے سے ذبح کیا جائے؟ فرمایا: ہاں۔ بشرطیکہ اس کا گوشت بھی کھایا جاتا ہو۔ (ایضاً)

۳۔ ابوثمامہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہمارے شہر بڑے ٹھنڈے ہیں تو آپ اس اون (سے تیار کردہ گرم کپڑوں) کے پہننے کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ جس حیوان کا گوشت کھایا جاتا ہے اور فروخت کرنے والے نے اس کے تزکیہ کی ضمانت دی ہے فرمایا: اسے پہن سکتے ہو۔ (الفروع)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم بن محمد ہمدانی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان کہ میں نے ان (امام رضاؑ یا امام

---

[۱] لومڑی کی جنس سے ایک جانور جو لومڑی سے کچھ چھوٹا ہوتا ہے۔ جس کی کھال کی پوستین عمدہ ہوتی ہے۔ (المنجد)

[۲] چوہے سے بڑا ایک جانور جس کی دم گھنے بالوں والی اور اٹھی ہوئی ہوتی ہے اس کی کھال سے پوستین تیار کرتے ہیں۔ (ایضاً)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

[۳] وہ پوستین جس کا اندرونی حصہ (لومڑی، بلی وغیرہ) جانوروں کی کھال سے تیار کیا جاتا ہے۔ (المنجد)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

محمد تقیؑ یا امام علی نقی علیہ السلام[1] کی خدمت میں خط لکھا کہ میرے کپڑے پر اس حیوان بال اور وبر[2] گرتی ہے جس کا گوشت بغیر تقیہ اور سخت ضرورت کے نہیں کھایا جاتا ہے۔ تو اس کپڑے میں نماز جائز نہیں ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

۵۔ حسن علی الوشاء بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ہر اس چیز کی وبر (بال) میں نماز پڑھنے کو مکروہ جانتے تھے جس کا گوشت نہیں کھایا جاتا۔ (التہذیب والعلل)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے حضرت علی علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: یا علیؑ! اس حیوان کے چمڑے میں نماز نہ پڑھو جس کا دودھ پیا نہیں جاتا اور گوشت نہیں کھایا جاتا۔ (الفقیہ)

۷۔ باسناد مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس حیوان کا گوشت نہیں کھایا جاتا اس کے بال و وبر میں نماز پڑھنا جائز نہیں ہے کیونکہ ایسے حیوان اکثر مسخ شدہ ہیں۔ (العلل)

۸۔ جناب شیخ حسن بن علی باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جو چیز زمین سے اگتی ہے اس کے پہننے اور اس میں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور جس حیوان کا گوشت کھایا جاتا ہے اس کے تزکیہ شدہ چمڑے، اون اور بال وغیرہ میں نماز پڑھنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ لیکن اگر اون، بال، پر اور وبر کسی حیوان کے ہوں۔ یا غیر تزکیہ شدہ مردار کے ہوں۔ تو ان کے پہننے اور ان میں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (تحف العقول)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں جو اس مطلب پر عمومی یا خصوصی طور پر اور بعض افراد کے استثناء پر دلالت کرتی ہیں وہ اس کے بعد (باب ۳، ۴، ۵، ۶، ۷ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ۔

باب ۳

سنجاب، فراء اور حواصل میں نماز پڑھنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کئی چیزوں کے متعلق سوال کیا منجملہ ان کے ایک فراء و سنجاب (پوستینوں) میں نماز پڑھنے کے بارے میں تھا؟ فرمایا: ان میں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (التہذیب)

---

[1] یہ تین اسماء مبارک اس لئے لکھے گئے ہیں کہ ابراہیم بن محمد ہمدانی ان تینوں اماموںؑ کے صحابی ہیں۔ (ملاحظہ ہو جامع الرواۃ و رجال ابوعلی حائری وغیرہ)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

[2] اونٹ اور خرگوش کے (کھردرے) بال کو وبر کہا جاتا ہے۔ (المنجد)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود مقاتل بن مقاتل سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سمور[1] سنجاب اور لومڑی کے چمڑے میں نماز پڑھنے کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: ان میں سوائے سنجاب کے اور کسی میں کوئی خیر و خوبی نہیں ہے البتہ سنجاب وہ جانور ہے جو گوشت نہیں کھاتا۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ علی بن ابی حمزہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام و امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے فراء کے پہننے اور اس میں نماز پڑھنے کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: سوائے اس کے جس کا تزکیہ کیا گیا ہو اور کسی میں نماز نہ پڑھو۔ میں نے عرض کیا کہ کیا تزکیہ شدہ وہی نہیں ہے جس کا لوہے کے آلہ سے تزکیہ کیا جائے؟ فرمایا: ہاں بشرطیکہ اس کا گوشت بھی کھایا جاتا ہو! میں نے عرض کیا اور بھیڑ بکری کے علاوہ جس کا گوشت نہیں کھایا جاتا ہے (مگر اس کا تزکیہ کیا جائے تو؟ فرمایا: البتہ سنجاب میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کیونکہ ایک تو ایسا جانور ہے جو گوشت خور نہیں ہے۔ دوسرے یہ ان حیوانوں میں سے نہیں ہے جن کی حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ممانعت فرمائی ہے۔ کیونکہ انہوں نے صرف داڑھ اور ناخن والے (درندوں) ممانعت فرمائی ہے۔ (ایضاً)

۴۔ بشیر بن بشار بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امام علی نقی علیہ السلام) سے دریافت کیا کہ وہ فنک، فراء سنجاب، سمور، اور حواصل[2] جن کا بلاد شرک یا بلاد اسلام میں شکار کیا جاتا ہے (اور ان کو پکڑا جاتا ہے) آیا بغیر تقیہ کے ان میں نماز پڑھنا جائز ہے؟ فرمایا: سنجاب اور خوارزمی حواصل میں نماز پڑھ سکتے ہو۔ مگر ثعالب (لومڑی) اور سمور نہ! (التہذیب والاستبصار و السرائر)

۵۔ ابو علی بن راشد بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ پوستین میں نماز پڑھنے کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: کون سی پوستین؟ عرض کیا: فنک و سنجاب میں تو پڑھو مگر سمور میں نہ پڑھو۔ (تہذیب واستبصار و فروع)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود یحییٰ بن ابی عمران سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا جس میں سنجاب، فنک اور خز[3] میں نماز پڑھنے کے متعلق سوال کیا تھا اور ساتھ یہ بھی عرض کیا کہ میں آپ پر فدا ہو جاؤں! میں چاہتا ہوں کہ آپ تقیہ کے مطابق مجھے جواب نہ دیں! امامؑ نے اپنے خط مبارک سے لکھا کہ "ان میں نماز پڑھ سکتے ہو"۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی بعض حدیثیں اس کے بعد کچھ (باب ۴ میں) اور کچھ کتاب الاطعمہ میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

---

[1] نیولے کے مشابہ اور اس سے قدرے بڑا ایک جانور ہے اس کی کھال سے قیمتی پوستین تیار ہوتے ہیں اس کی کھال کو بھی "سمور" کہتے ہیں۔ (المنجد)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

[2] حواصل جمع ہے حوصل کی۔ یہ ایک بڑا آبی پرندہ ہے جس کا پوٹا بہت بڑا ہوتا ہے جس سے پوستینیں بنائی جاتی ہیں حیاۃ الحیوان دمیری)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

[3] ریشم اور اون کا بنا ہوا کپڑا۔ (المنجد)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۴

سوائے مقام تقیہ وضرورت کے سمور فنک میں نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سعد بن سعد اشعری بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے سمور کے چمڑے کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: وہ کیا چیز ہے بھورے رنگ کی؟ عرض کیا: وہ سیاہ رنگ کا ہوتا ہے! فرمایا: آیا وہ شکار کرتا ہے؟ عرض کیا: ہاں! وہ مرغی اور کبوتر کا شکار کرتا ہے! فرمایا: پھر نہ! (تہذیب واستبصار)

۲۔ حلبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے فراء، سنجاب اور لومڑیوں اور ان جیسی چیزوں کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: ان میں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (ایضاً)

مولف علام فرماتے ہیں کہ فراء اور سنجاب کے علاوہ دوسری چیزوں کا حکم تقیہ پر محمول ہے۔ جیسا کہ سابقہ اور آئندہ حدیثوں سے ظاہر ہوتا ہے شیخ طوسیؒ اور دیگر علماء نے یہ بات ذکر کی ہے۔

۳۔ محمد بن علی بن عیسیٰ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا جس میں یہ سوال کیا تھا کہ وبر (بال) کی کس قسم میں نماز پڑھنا زیادہ بہتر ہے؟ آپ نے جواب میں لکھا کہ میں اس کی کسی قسم میں بھی نماز پڑھنا پسند نہیں کرتا! میں نے اس کے جواب میں پھر مکتوب ارسال کیا کہ ہم یہاں لوگوں کے ساتھ تقیہ میں رہتے ہیں۔ ہمارے شہر بہت ٹھنڈے ہیں۔ یہاں کوئی شخص ان اونی (گرم) کپڑوں کے علاوہ سفر نہیں کر سکتا۔ اور اگر ان کو اتار دے تو اسے جان کا خطرہ ہوتا ہے اور عام لوگوں کے لئے وہ ممکن نہیں ہے جو کہ ائمہ کے لئے ہوتا ہے۔ ان حالات میں آپ کیا فرماتے ہیں کہ ہم کیا کریں؟! اس کے جواب میں امامؑ نے لکھا: "فنک اور سنجاب پہن سکتے ہو"۔ (السرائر ابن ادریس حلی)

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سفیان بن سمط سے روایت کرتے ہیں انہوں نے محمد بن ابراہیم کا خط امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے نام جس میں 'فنک،، میں نماز پڑھنے کے متعلق سوال کیا تھا۔ اور امام کا جواب پڑھا جس میں لکھا تھا کہ کوئی حرج نہیں ہے اور یہ بھی دریافت کیا تھا کہ خرگوشوں کے چمڑے میں نماز پڑھنی کیسی ہے؟ امامؑ نے جواب میں لکھا تھا کہ مکروہ ہے (الفروع)

۵۔ جناب شیخ حسن بن فضل الطبرسی روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے لومڑی، سنجاب اور سمور کے چمڑے پہننے کے متعلق سوال کیا گیا ہے اور انہوں نے مجھے لومڑی اور سمور سے منع کیا تھا۔ (مکارم الاخلاق)

۶۔ جناب شیخ عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود عبداللہ بن الحسن سے اور وہ اپنے جد علی بن جعفر سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سمور، سنجاب اور فنک کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: نہ انہیں پہنا جائے اور نہ ہی

ان میں نماز پڑھی جائے مگر یہ کہ ان کا تزکیہ کیا گیا ہو۔ (قرب الاسناد)

مولف علام فرماتے ہیں کہ یہ سنجاب کیساتھ مخصوص ہے (اس کے علاوہ جن دوسرے چمڑوں میں نماز پڑھنے کا جواز مروی ہے وہ تقیہ یا ضرورت پر محمول ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

باب ۵

سوائے کتے اور خنزیر کے باقی وہ تمام حیوان جن کا گوشت کھایا نہیں جاتا اگر ان کا تزکیہ کر دیا جائے تو نماز کے علاوہ ان کے چمڑے، بال اور اون سے انتفاع حاصل کیا جا سکتا ہے اور انہیں پہنا بھی جا سکتا ہے اور سوائے ممنوعہ چمڑوں کے باقی میں نماز پڑھی جا سکتی ہے

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن یقطین سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے فراء، سمور، فنک، ثعالب (کی پوستینوں) اور ہر قسم کے چمڑے کی مصنوعات کے پہننے کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

۲۔ ریان بن الصلت بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے فراء، سمور، سنجاب اور حواصل اور ان جیسی پوستینوں کے پہننے، کمر بند باندھنے، کیمخت اور جن میں خز بھرا ہوا ہو اور حواصل اور مختلف چمڑوں سے تیار کردہ موزے پہننے کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: سوائے لومڑی (چمڑے) کے ان سب میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۳۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امام جعفر صادق علیہ السلام) سے سوال کیا کہ درندوں کے گوشت اور چمڑے کا کیا حکم ہے؟ فرمایا: جہاں تک پرندوں اور حیوانوں میں سے درندوں کے گوشت کا تعلق ہے ہم اسے ناپسند کرتے ہیں اور جہاں تک ان کے چمڑے کا تعلق ہے تو تم ان پر (بطور زین وغیرہ استعمال کر کے) سوار تو ہو سکتے مگر بطور لباس استعمال کر کے ان میں نماز نہیں پڑھ سکتے۔ (التہذیب، الفروع، الفقیہ، المحاسن)

۴۔ علی بن جعفرؑ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے درندوں کے چمڑے پر سوار ہونے کے متعلق دریافت کیا؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں مگر ان پر سجدہ نہ کیا جائے! (المحاسن)

مولف علام سماعہ والی روایت پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ نماز کے وقت کے ساتھ مخصوص ہے (یعنی نماز پڑھتے وقت یہ چمڑا استعمال نہیں کر سکتے) نیز اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ یہ اس چمڑے کے ساتھ مخصوص ہو جس کا تزکیہ نہ کیا گیا ہو اور ممکن ہے کہ کراہت پر محمول ہو اس قسم کی بعض حدیثیں اس کے بعد (باب ۱۴ میں) ذکر کی جائیں گی اور کتے اور خنزیر کے نجس العین ہونے پر دلالت کرنے والی حدیثیں اس سے پہلے (ج انجاسات کے باب ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۶

درندوں کے چمڑے اور ان کے بالوں اور پشم میں نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔

(اس میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود اسماعیل بن سعد بن الاحوص سے روایت کرتے ہیں انکا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے درندوں کے چمڑے میں نماز پڑھنے کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: ان میں نماز نہ پڑھو۔(الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود قاسم الخیاط سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو حیوان پتے اور درخت (یعنی نباتات) کھائے اس (کے چمڑے) میں نماز پڑھنا جائز ہے اور جو مردار کھائے اس میں نماز نہ پڑھو۔(الفقیہ)

۳۔ فضل بن شاذان حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے مامون عباسی کے نام ارسال کردہ مکتوب گرامی میں لکھا کہ "مردار کے چمڑے اور درندوں کے چمڑے میں نماز نہ پڑھی جائے۔(العیون)

۴۔ اعمش حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے حدیث شرائع الدین میں فرمایا کہ "مردار کا چمڑا اگرچہ ستر بار رنگا جائے اس میں نماز نہ پڑھی جائے اور نہ ہی درندوں (شیر اور چیتا وغیرہ) کے چمڑے میں پڑھی جائے (اگرچہ ان کا تزکیہ بھی کیا گیا ہو)۔(الخصال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (ج انجاسات کے باب ۴۹ اور موجودہ ابواب نمبر ۳، ۴ اور ۵ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۷ اور ج ۴ جماعت باب ۱۱ میں) بیان کی جائیں گی انشاءاللہ۔

باب ۷

لومڑیوں، خرگوشوں کے چمڑے، رومال وغیرہ میں نماز پڑھنا جائز نہیں ہے اگرچہ ان کا تزکیہ بھی کیا جائے اور جو چمڑا اس چمڑے سے متصل ہو اس میں نماز مکروہ ہے ہاں البتہ جب ان کا تزکیہ کر دیا جائے تو نماز کے علاوہ ان کا پہننا جائز ہے۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی نو (۹) کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے لومڑیوں کے چمڑے کے متعلق سوال کیا کہ آیا اس میں نماز پڑھی جائے؟ فرمایا: میں اس بات کو پسند کرتا کہ اس میں نماز پڑھوں۔(التہذیب)

۲ محمد بن ابراہیم بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امام جعفر صادق علیہ السلام) کی خدمت میں خط لکھا جس میں پوچھا تھا کہ

آیا خرگوش کے چمڑے میں نماز پڑھی جا سکتی ہے؟ آپؑ نے جواباً لکھا: ان میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ (ایضاً)

مولف علام فرماتے ہیں کہ یہاں کراہت بمعنی حرمت ہے یا تخت یا تقیہ پر محمول ہے۔

۳۔ ابراہیم بن عقبہ نے ان (امام علی نقی علیہ السلام) کو خط لکھا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ ہمارے ہاں کچھ ایسی جرابیں اور ازار بند ہیں جو خرگوشوں کے بالوں سے بنائے جاتے ہیں آیا خرگوشوں کے بالوں میں بغیر ضرورت اور بغیر تقیہ کے نماز پڑھی جا سکتی؟ امامؑ نے جواب میں لکھا: ان میں نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔ (التہذیب، الاستبصار، الفروع)

(نوٹ): یہی روایت بروایت احمد بن اسحاق ابہری اسی طرح انہی امام علیہ السلام سے مروی ہے۔ (تہذیبین)

۴۔ ابوعلی بن راشد ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے جناب امام محمد علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا لومڑیوں (کے چمڑے اور بالوں میں) نماز پڑھی جا سکتی ہے؟ فرمایا: نہیں! لیکن نماز کے علاوہ پہن سکتے ہو۔ پھر عرض کیا: آیا اس کپڑے میں نماز پڑھ سکتا ہوں جو لومڑی کے چمڑے سے متصل ہوتا ہے؟ فرمایا: نہ! (ایضاً)

۵۔ ولید بن ابان نے (ایک حدیث کے ضمن میں) حضرت امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا کہ آیا لومڑی کے چمڑے میں جبکہ اس کا تزکیہ کیا گیا ہو! نماز پڑھی جا سکتی ہے؟ فرمایا: اس میں نماز نہ پڑھو۔ (تہذیب واستبصار)

۶۔ علی بن مہزیار بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا کہ آیا لومڑیوں کے چمڑوں میں نماز پڑھی جا سکتی ہے؟ آپؑ نے ان میں ممانعت فرمائی۔ اور اس کپڑے میں، بھی جو ان سے متصل ہو! مگر میں یہ نہ سمجھ سکا کہ کون سا کپڑا مراد ہے۔ آیا وہ جو لومڑی کے بالوں والے بالائی حصے سے ملا ہوا ہوتا ہے۔ یا چمڑے والے زیریں حصہ سے؟ تو آپؑ نے اپنے (دستخطوں سے) جواب لکھا: اس سے مراد وہ کپڑا ہے جو چمڑے سے ملا ہوا ہوتا ہے۔ علی بن مہزیار بیان کرتے ہیں کہ میں نے خود آنجنابؑ سے یہ مسئلہ دریافت فرمایا: نہ بالائی حصے (بالوں سے) متصل میں نماز پڑھو اور نہ زیریں حصے (چمڑے سے) متصل کپڑے میں پڑھو۔ (تہذیب، واستبصار، الفروع)

۷۔ جمیل بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا لومڑیوں کے چمڑے میں نماز پڑھی جا سکتی ہے؟ فرمایا: ہاں اگر تزکیہ شدہ ہوں تو جائز ہے۔ (تہذیب واستبصار)

۸۔ ایسی ہی ایک حدیث بروایت عبدالرحمن بن الحجاج حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے۔ جس میں آپؑ سے ان موزوں کے متعلق سوال کیا گیا جو لومڑی یا ایک قسم کے چوہے کی کھال سے بنائے گئے ہوں فرمایا ہے: جب تزکیہ شدہ ہوں تو جائز ہے۔ (ایضاً)

مولف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے ان دو روایتوں کے متعلق فرمایا ہے کہ یہ تقیہ کے مقام میں وارد ہوئی ہیں کیونکہ تمام مخالفین کا یہی نظریہ ہے اور یہ اس کے موافق ہیں۔

۹۔ جناب شیخ احمد بن علی بن ابی طالب طبرسی باسناد خود روایت کرتے ہیں کہ محمد بن عبداللہ بن جعفر حمیری نے حضرت امام العصر والزمان عجل اللہ فرجہ الشریف کی خدمت میں خط لکھا کہ "بعض علماء نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے اس ارشاد کے معنی کے متعلق سوال کیا ہے کہ لومڑی، خرگوش اور اس کپڑے میں نماز نہ پڑھو جو ان سے ملا ہوا ہو؟ امامؑ نے اس سے ان چیزوں کا چمڑا مراد لیا ہے نہ کچھ اور! (احتجاج طبرسی)

مولف علامؒ فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲ و ۳ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۹، ۱۴ و ۱۷ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۸

خز[1] کے چمڑے اور اس کے خالص بالوں میں نماز پڑھنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ سلیمان بن جعفر جعفری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے دیکھا کہ حضرت امام رضا علیہ السلام خز کے جبہ میں نماز پڑھ رہے تھے۔ (الفقیہ، التہذیب)

۲۔ علی بن مہز یار بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام محمد تقی علیہ السلام کو فاروی خز کے جبہ میں فریضہ اور غیر فریضہ نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ اور مجھے بھی خز کا جبہ پہنایا اور بتایا کہ انہوں اسے پہنا بھی ہے اور اس میں نماز بھی پڑھی ہے اور مجھے بھی اس میں نماز پڑھنے کا حکم دیا۔ (الفقیہ)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اپنے عزیز مرحوم کی نماز جنازہ پڑھانے کے لئے برآمد ہوئے جبکہ آپؑ کے بدن پر زرد رنگ کے خز کا جبہ اور زرد رنگ کے خز ہی کی نقش نگار والی چادر تھی۔ (الفروع)

۴۔ ابن ابی یعفور بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ خز کا کام کرنے والوں میں سے ایک شخص آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہو جاؤں! آپؑ خز میں نماز پڑھنے کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: اس میں نماز پڑھنے کے بارے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے! اس نے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا! وہ تو مردار ہے۔ یہ میرا کاروبار ہے میں اسے اچھی طرح جانتا ہوں! امام نے اس سے فرمایا: میں اسے تجھ سے بہتر جانتا ہوں۔ اس شخص نے عرض کیا: وہ میرا کاروبار ہے اور مجھ سے بڑھ کر اسے کوئی نہیں جانتا! امام مسکرائے پھر اس سے فرمایا: تو یہی کہتا ہے کہ وہ ایک جانور ہے جو پانی سے نکلتا ہے یا پانی سے اس کا شکار کیا جاتا ہے! اور جب اسے پانی نہیں ملتا تو مر جاتا ہے! یہ سن کر اس

---

[1] ایک دریائی چار ٹانگوں والا چھوٹا سا جانور ہے جس کے چمڑے اور پشم سے پوشتینیں تیار کی جاتی ہیں۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

شخص نے کہا: جی ہاں ٹھیک فرماتے ہیں وہ ایسا ہی ہے! پھر امامؑ نے اس سے فرمایا: تو یہ بھی کہتا ہے کہ وہ جانور چار ٹانگوں پر چلتا ہے اور وہ مچھلیوں میں شمار نہیں ہوتا۔ کہ اس کا تزکیہ پانی سے باہر نکلنا قرار پائے؟ اس شخص نے کہا: ہاں بخدا وہ ایسا ہی ہے اور میں یہی کہتا ہوں۔ امامؑ نے فرمایا: خدا نے اسے حلال قرار دیا ہے اور اس کا تزکیہ اس کی موت کو قرار دیا ہے جس طرح مچھلیوں کو حلال قرار دیا ہے اور (پانی سے باہر) ان کی موت کو ان کا تزکیہ قرار دیا ہے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

مولف علام فرماتے ہیں کہ ہمارے علماء کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ امامؑ کے اس کلام کہ "خدا نے اسے حلال قرار دیا ہے" سے مراد یہ نہیں ہے کہ اس کا گوشت کھانا حلال ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ اس کا چمڑا اور پشم کا استعمال کرنا حلال ہے اور اس میں نماز پڑھنا حلال ہے۔ (واللہ العالم)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معمر بن خلاد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے خز میں نماز پڑھنے کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: ہاں پڑھ سکتے ہو۔ (التہذیب)

۶۔ اس سے پہلے (اعداد الفرائض باب ۳۰ میں) دعبل خزاعی والی حدیث گزر چکی ہے جس میں مذکور ہے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے (ان کے قصیدہ تائیہ سے متاثر ہو کر بطور صلہ وخلعت) ان کو خز کی ایک (قیمتی) چادر عطا فرمائی جس کے متعلق فرمایا کہ اسے محفوظ رکھ کہ میں نے اس میں ایک ہزار رات میں ہر رات ایک ہزار رکعت نماز پڑھی ہے۔

مولف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (ج ا باب ۱۵ از نماز جنازہ اور باب ۱۸۵ از دفن میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۹، ۱۰، اور ۲۰، از لباس و باب ۲۳، از مساجد میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۹

اس خز میں نماز پڑھنا جائز نہیں جس میں خرگوش اور لومڑی کے بالوں کی آمیزش ہو۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ایوب بن نوح سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خالص خز میں نماز پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے مگر جس میں خرگوش یا اس جیسی کسی شئی (جیسے لومڑی وغیرہ) کی پشم کی آمیزش کر دی جائے اس میں نماز نہ پڑھو۔ (التہذیب، الاستبصار، العلل، الفروع)

مولف علام فرماتے ہیں کہ جناب محقق حلی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب المعتبر میں ہمارے علماء کی ایک جماعت سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے اس روایت کے مضمون پر عمل درآمد کرنے کے بارے میں اجماع کا دعویٰ کیا ہے۔

۲۔ بشیر بن بشار بیان کرتے ہیں کہ امام نے ان (امام علی نقی علیہ السلام) سے اس خز کے بارے میں سوال کیا کہ جس میں خرگوش کے بالوں کی آمیزش ہو اس میں نماز پڑھی جا سکتی ہے؟ انہوں نے جواب میں لکھا: ہاں جائز ہے۔ (تہذیبین والفقیہ)

مولف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی نے اسے تقیہ پر محمول کیا ہے۔ نیز اسے سخت ضرورت پر بھی محمول کیا جا سکتا ہے۔

باب ۱۰

خز کے چمڑے اور پشم کا پہننا جائز ہے اگرچہ اس میں ریشم کی آمیزش ہو۔

(اس باب میں کل سولہ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کرکے باقی گیارہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمن بن الحجاج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ مسئلہ پوچھا۔ جبکہ میں وہاں موجود تھا کہ خز کے چمڑے میں نماز پڑھی جا سکتی ہے؟ امام نے فرمایا: ہاں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اس شخص نے عرض کیا میں آپ پر فدا ہو جاؤں! یہ میرا کاروبار ہے یہ (خز) تو کتے ہیں جو پانی سے نکلتے ہیں؟ (لہٰذا ان کے چمڑے میں کس طرح نماز پڑھی جا سکتی ہے؟) امامؑ نے فرمایا: جب وہ پانی سے باہر نکلتا ہے تو پانی سے باہر رہ کر زندہ بھی رہتا ہے؟ عرض کیا: نہیں! فرمایا: کوئی حرج نہیں۔ (کیونکہ وہ مچھلی کی طرح مخصوص آبی جانور ہے کتا نہیں ورنہ باہر زندہ رہتا۔ (الفروع، العلل)

۲۔ ابوداؤد بن یوسف بن ابراہیم بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں اس حال میں حاضر ہوا کہ وہ ایسے خز کی عبا جس کا استر بھی خز کا تھا اور خز کی ہی وہ سبز چادر اوڑھے ہوئے تھے جو مشائخ اوڑھتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ میں نے ایک ایسا کپڑا پہنا ہوا ہے جس کا پہننا میں پسند نہیں کرتا! فرمایا: وہ کون سا کپڑا ہے؟ عرض کیا وہ میری یہ خز کی سبز چادر ہے! اسے کیا ہے؟ عرض کیا کہ یہ خز کی بنی ہوئی ہے! فرمایا اور خز کو کیا ہے؟ عرض کیا کہ اس کا تانا ریشم کا ہے! فرمایا اور ریشم کو کیا ہے؟ پھر فرمایا: اگر کسی کپڑے کا تانا ریشم کا ہو تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے (مطلب یہ کہ صرف خالص ریشم مرد کے لئے حرام ہے نہ مخلوط)۔ (الفروع، مجمع البیان)

۳۔ ابو جمیلہ ایک شخص سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہم آل محمد (علیہم السلام) خز اور یمنی کپڑے پہنتے ہیں۔ (الفروع)

۴۔ جعفر بن عیسیٰ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا جس میں ان چوپایوں کے متعلق استفسار کیا تھا کہ جن کی پشم سے خز بُنا جاتا ہے آیا وہ درندے ہوتے ہیں؟ امامؑ نے جواب میں لکھا: حضرت امام حسین علیہ السلام نے بھی خز پہنا ہے اور ان کے بعد میرے جد (امام جعفر صادق علیہ السلام) نے بھی اسے زیب بدن کیا ہے۔ (الفروع)

۵۔ حسن بن علی الوشاء بیان کرتے ہیں کہ امام رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت امام زین العابدین علیہ سردیوں میں خز کا جبہ، خز کی منقش چادر اور خز کی ہی ٹوپی استعمال فرماتے تھے اور جب گرمیوں کا موسم شروع ہوتا تھا تو وہ منقش چادر فروخت کر دیتے تھے اور اس کی قیمت بطور صدقہ (غربا و مساکین میں تقسیم کر دیتے تھے) اور پھر یہ آیت پڑھا کرتے تھے: من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ و الطیبات من الرزق" (کہ اللہ کی زیب و زینت کو کس نے حرام قرار دیا ہے اور پاکیزہ

رزق کو؟ (ایضاً)

۶۔ جابر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام شہید کیے گئے تو ان کے جسم اقدس پر خیالے رنگ کا خزی جبہ موجود تھا جس پر لوگوں نے تلواروں، نیزوں اور تیروں کے (بڑے بڑے) تریسٹھ نشانات دیکھے تھے۔ (ایضاً)

۷۔ یعقوب بن جعفر بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تھا کہ وہاں ایک راہب حاضر ہوا۔ امامؑ نے اس طویل گفتگو کہ جس کے نتیجہ میں وہ مسلمان ہو گیا تو امامؑ نے خوش ہو کر اسے خز کا جبہ، قوہی قمیص، سبز رنگ کی مخصوص چادر، موزہ اور ٹوپی عنایت فرمائی۔ (اصول کافی)

۸۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود علی بن یقطین کے مؤذن حفص بن محمد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو ایک باغیچہ میں ناشپاتی رنگ کا خزی جبہ پہنے ہوئے دیکھا۔ (قرب الاسناد)

۹۔ بروایت ابوالبختری امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ امام حسن علیہ السلام کی خدمت میں قبیلہ ہمدان کے ایک شخص نے خز کی لمبی ٹوپی پیش کی جسے آپؑ نے قبول فرمالیا ہے۔ (ایضاً)

۱۰۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سعد بن سعد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ خز کے چمڑے کا استعمال جائز ہے؟ فرمایا: ہم خود اسے پہنتے ہیں! عرض کیا کہ میں آپؑ پر فدا۔ اس کی پشم؟ فرمایا: جب چمڑے کا استعمال حلال ہے تو پشم بھی حلال ہی ہوگی۔ (التہذیب، الفروع)

۱۱۔ جناب شیخ احمد بن علی طبرسی محمد بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے صاحب العصر والزمان عجل اللہ فرجہ الشریف کی خدمت میں خط لکھا کہ ہم تک امام حسن عسکری علیہ السلام سے دو مختلف قسم کی روایتیں پہنچی ہیں ایک میں ہے کہ آپ سے پوچھا گیا کہ اس خز میں نماز جائز ہے جس میں خرگوش کی پشم کی آمیزش ہو؟ تو فرمایا: ہاں جائز ہے اور یہ روایت بھی ہے کہ آپؑ نے اس سوال کے جواب میں فرمایا: جائز نہیں ہے! تو آپ فرمائیں کہ ہم ان میں سے کس روایت پر عمل کریں؟ امامؑ نے جواب میں لکھا: "جب چمڑا اور پشم دونوں ہوں تو حرام ہیں اور جب تنہا پشم ہو تو سب جائز ہے"۔ (الاحتجاج)

مولف علام فرماتے ہیں کہ شاید یہ چمڑے کی حرمت خرگوش کے چمڑے سے خاص ہے (خز کو شامل نہیں ہے) اور خرگوش کی پشم کو حلال قرار دینا شاید تقیہ پر محمول ہے۔ (واللہ العالم)

مولف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۸ میں اور ج ا باب ۶۸ از نجاسات میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۰ و ۳۱ از لباس اور باب ۲۳ از مساجد میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۱

مرد کے لئے خالص ریشم میں نماز پڑھنا جائز نہیں ہے ہاں البتہ اس کا فروخت کرنا جائز ہے مگر اس کا پہننا جائز نہیں ہے اور یہی حکم قز (کچے ریشم) کا ہے۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو قلمزد کرکے باقی گیارہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسماعیل بن سعد الاحوص سے روایت کرتے ہیں وہ ایک طویل حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا مرد ریشم جیسے کپڑے میں نماز پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا: نہ۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ محمد بن عبدالجبار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں مکتوب ارسال کیا جس میں یہ سوال کیا تھا کہ آیا خالص ریشم کی ٹوپی یا دیباج[1] کی ٹوپی پہن کر نماز پڑھی جا سکتی ہے؟ آپ نے جواب میں لکھا کہ خالص حریر میں نماز جائز نہیں ہے۔ (ایضاً)

۳۔ محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ریشم اور دیباج کا لباس ٹھیک نہیں ہے مگر ہاں ان کے فروخت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (الفروع)

۴۔ عباس بن موسیٰ اپنے باپ (موسیٰ) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) سے ریشم اور قز (کچے ریشم) کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: دونوں برابر ہیں (یعنی دونوں مرد کے لئے حرام ہیں)۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوالجارود سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امیر علیہ السلام سے فرمایا: یا علی! میں تمہارے لئے وہی چیز پسند کرتا ہوں جو اپنے لئے پسند کرتا ہوں اور تمہارے لئے وہی چیز ناپسند کرتا ہوں۔ لہٰذا میں تم سے کہتا ہوں کہ سونے کی انگوٹھی نہ پہننا۔ اور ریشم کا کپڑا نہ پہننا ورنہ جس دن خدا کی بارگاہ میں حاضر ہو گے وہ تمہارے چہرے کو جلائے گا۔ (الفقیہ، العلل)

۶۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوالحارث سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا مرد ریشم کے کپڑے میں نماز پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا: نہ۔ (التہذیب والاستبصار)

۷۔ عمار بن موسیٰ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اس کپڑے میں نماز پڑھی جا سکتی ہے جس کا نقش دیباج کا ہو؟ فرمایا: نہ۔ (ایضاً)

مولف علام فرماتے ہیں کہ یہ اس صورت میں ہے کہ جب باقی کپڑا کچے یا پکے ریشم کا ہو۔ یا یہ نہی کراہت پر محمول ہے۔ (ورنہ

---

[1] وہ کپڑا جس کا تانا بانا ریشم کا ہو۔ (المنجد)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

ظاہر ہے کہ اگر کپڑے کا صرف نقش دیباج کا ہو اور باقی قطن و کتان وغیرہ کا ہو تو اس میں نماز جائز ہے)۔

۸۔ جراح مدائنی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ آپؑ اس قمیص کے پہننے کو ناپسند کرتے تھے جس کے کف دیباج کے ہوں۔ اور ریشم کے کپڑے اور نقش و نگار والے کپڑے پہننے کو مکروہ جانتے تھے۔ اور سرخ رنگ کے تہمد کو بھی مکروہ جانتے تھے کیونکہ وہ شیطان کا تہمد ہے۔ (التہذیب والفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہاں ریشم کے متعلق لفظ "کراہت" بمعنی "حرمت" ہے۔ جیسا کہ قبل ازیں گزر چکا ہے اور بعد ازیں بھی ذکر کیا جائے گا (کہ ریشم کا کپڑا پہننا مرد کے لئے حرام ہے)۔

۹۔ محمد بن اسماعیل بن بزیع بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ دیباج کے کپڑے میں نماز پڑھی جا سکتی ہے؟ فرمایا: اگر اس میں تماثیل و تصاویر نہ ہوں تو کوئی حرج نہیں ہے (تہذیب و استبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس حدیث کی تاویل کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ یہ حالت جنگ کے ساتھ مخصوص ہے۔ یا اس صورت کے ساتھ کہ جب اس کپڑے کا تانا قطن و کتان (کپاس اور پٹ سن) کا ہو۔ نیز اسے تقیہ پر بھی محمول کیا جا سکتا ہے!

۱۰۔ جناب شیخ عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود مسعدہ بن صدقہ سے اور وہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو سات چیزوں سے منع کیا ہے منجملہ ان کے استبرق (موٹا ریشم)، ریشم، کچا ریشم اور سرخ رنگ کا لباس پہننا بھی ہے۔ (قرب الاسناد)

۱۱۔ علی ابن جعفر اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کرتے ہیں کہ آیا اس مخصوص چادر کا اوڑھنا جائز ہے جس میں دیباج اور کچھ ریشم کی آمیزش ہو؟ فرمایا: ہاں کوئی حرج نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس کے بعد (باب ۱۲، ۱۳، ۱۴، و ۱۶ میں) آئیں گی انشاءاللہ۔

باب ۱۲

حالت جنگ اور سخت ضرورت کی حالت میں مردوں کے لئے ریشم کا کپڑا استعمال کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ السلام باسناد خود اسماعیل بن فضل سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سوائے حالت جنگ کے مرد کے لئے ریشم کا پہننا درست نہیں ہے۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ بن مہران سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ریشم اور دیباج کا لباس پہننے کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: ہاں جنگ کی حالت میں پہنا جا سکتا ہے۔ اگرچہ اس

میں تماثیل وتصاویر بھی ہوں۔ (کتب اربعہ)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مردوں میں سے سوائے عبدالرحمن بن عوف کے اور کسی شخص کو ریشم کا کپڑا پہننے کی اجازت نہیں دی تھی۔ کیونکہ ان کو جوئیں زیادہ پڑتی تھیں۔ (الفقیہ) (اور ریشم کے کپڑے میں جوئیں نہیں پڑتیں)۔

۴۔ شیخ عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود حسین بن علوان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام جنگ کی حالت میں (مرد کے لئے) ریشم کا کپڑا پہننے میں کوئی مضائقہ نہیں جانتے تھے بشرطیکہ اس میں تصویریں نہ ہوں۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ سماعہ والی روایت میں ہے کہ اگرچہ اس میں تصویریں ہوں۔ اس میں ہے کہ نہ ہوں۔ ان میں اس طرح جمع کی جائے گی کہ جنگ کی حالت میں ہیں تو دونوں حلال۔ لیکن اگر اس میں تصویر ہوئی تو کراہت باقی رہے گی اور اگر نہ ہوئی تو کراہت ختم ہو جائے گی۔ یا سماعہ والی روایت کو اس بات پر محمول کیا جائے گا کہ ویسے یہ کپڑا پہنا جائے مگر اس میں نماز نہ پڑھی جائے۔

۵۔۶۔ بوقت ضرورت ریشمی کپڑا پہننے کے جواز پر بہت سی حدیثیں دلالت کرتی ہیں جو قیام کے باب ۱، بیہوش آدمی کو قضاء نماز اور کتاب الاطعمہ والاشربہ میں بیان کی جائیں گی جیسے ائمہ طاہرین علیہم السلام کا یہ ارشاد کہ خدا نے جو چیز حرام قرار دی ہے اسے اضطرار کے وقت جائز قرار دیا ہے۔ یا یہ حدیث کہ جب بندہ مجبور ہو جائے تو اس کی شرعی تکلیف ختم ہو جاتی ہے وغیرہ۔

باب ۱۳

جب ریشم خالص نہ ہو بلکہ اس میں اس چیز کی آمیزش ہو جس میں نماز پڑھنا صحیح ہے تو اس کا پہننا جائز ہے اگرچہ ریشم نصف سے زائد ہو۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن ابونصر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا اس کپڑے میں نماز پڑھی جا سکتی ہے جس کا تانا بانا کچے ریشم اور کپاس کا ہو۔ مگر کچا ریشم نصف سے زیادہ ہو؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ پھر فرمایا: امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے پاس اس قسم کے کئی جبے تھے۔ (الفروع)

۲۔ زرارہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ریشم کے اس کپڑے کے پہننے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے جس کا تانا یا بانا کپاس یا پٹ سن کا ہو۔ (ایضاً)

۳۔ ابوالحسن الاحمسی بیان کرتے ہیں کہ ابوسعید نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس سیاہ کنارے والے جبہ کے پہننے کے

متعلق سوال کیا جس کا تانا ریشم کا ہو؟ جبکہ میں بھی وہاں موجود تھا۔ اور اسے سردی بھی لگ رہی تھی امامؑ نے اسے پہننے کا حکم دیا۔ (ایضاً)

۴۔ اسماعیل بن فضل حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس کپڑے کے متعلق جس میں ریشم تھا فرمایا: جب اس میں کسی اور چیز کی آمیزش ہو تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ وہ مردوں، عورتوں کو ریشم کا لباس پہننے سے منع کرتے تھے مگر یہ کہ جس میں کسی اور چیز کی آمیزش ہو یعنی اس کا تانا یا بانا کپاس یا پٹ سن کا ہو۔ ہاں البتہ خالص ریشم مردوں، عورتوں کے لئے مکروہ ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

مؤلف علامؒ فرماتے ہیں کہ بعض علماء نے جمع بین الاخبار کرتے ہوئے ذکر کیا ہے کہ یہاں کراہت سے مراد مرجوحیت ہے (یعنی مرد ہو یا عورت دونوں کے لئے راجح یہ ہے کہ وہ ریشم سے اجتناب کریں) اور مردوں کے لئے کراہت بمعنی حرمت ہے۔ جیسا کہ یہ بات پہلے بھی گزر چکی ہے اور آئندہ بھی ذکر کی جائے گی۔

۶۔ یوسف بن ابراہیم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس کپڑے کا تانا، بٹن اور نقش ریشم کا ہو اس کے پہننے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے ہاں البتہ صرف خالص ریشم مردوں کے لئے مکروہ (حرام ہے) ہے۔ (التہذیب و الاستبصار والفقیہ)

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن مہزیار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا کہ جس میں قرمزی کی رنگ (سرخ) کے کپڑے میں نماز پڑھنے کے متعلق سوال کیا تھا اور لکھا تھا کہ ہمارے اصحاب اس رنگ والے کپڑے میں نماز پڑھنے میں توقف کرتے ہیں؟ امامؑ نے جواب میں لکھا: مباح ہے کوئی حرج نہیں ہے الحمد للہ۔ (الفقیہ)

حضرت شیخ صدوقؒ فرماتے ہیں کہ یہ جواز اس صورت میں ہے کہ جب وہ قرمزی رنگ والا کپڑا خالص ریشم کا نہ ہو اور جو ممنوع ہے وہ خالص ریشم ہے۔

۸۔ جناب شیخ احمد بن علی الطبرسی باسناد خود محمد بن عبداللہ بن جعفر حمیری سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے صاحب العصر والزمان عجل اللہ فرجہ الشریف کی خدمت میں خط لکھا کہ اصفہان میں کچھ ایسے ریشمی کپڑے تیار کیے جاتے ہیں جن میں نقش و نگار بھی ہوتے ہیں آیا ان میں بھی نماز پڑھی جا سکتی ہے؟ امامؑ نے جواب میں لکھا کہ ریشم کے صرف اس کپڑے میں نماز جائز ہوتی ہے جس کا تانا یا بانا کپاس یا پٹ سن کا ہو۔ (الاحتجاج)

مؤلف علامؒ فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱۰ میں) خز کے متعلق کئی حدیثیں گزر چکی ہیں کہ اگر اس میں کسی چیز کی آمیزش ہو تو پھر اس کا پہننا جائز ہے اور آئندہ بھی (باب ۱۶ وغیرہ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ۔

باب ۱۴

اس چیز کا حکم کہ جس میں اس کے چھوٹے ہونے کی وجہ سے تنہا نماز نہیں پڑھی جا سکتی اگر وہ ریشم کی ہو یا نجس ہو یا مردار یا اس کی جزء جس کا گوشت نہیں کھایا جاتا؟

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن عبدالجبار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ آیا وہ ٹوپی پہن کر نماز پڑھی جا سکتی ہے جو خالص ریشم کی ہو یا دیباج کی ہو؟ امامؑ نے جواب میں لکھا کہ خالص ریشم میں نماز نہیں ہو سکتی۔ (الفروع، التہذیب والاستبصار)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر وہ چیز جس میں تنہا نماز نہیں پڑھی جا سکتی (یعنی اس کے ساتر عورتین نہ ہونے کے) جیسے ریشمی ازار بند، ٹوپی، موزہ، ریشم کی چھوٹی گولیاں جو شلوار میں ہوں ان میں نماز پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب)

۳۔ محمد بن عبدالجبار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا جس میں یہ مسئلہ پوچھا کہ آیا اس ٹوپی میں نماز پڑھی جا سکتی ہے جس پر اس چیز کی پشم ہو جس کا گوشت نہیں کھایا جاتا۔ یا خالص ریشم کا ازار بند ہو یا خرگوش کی پشم سے تیار شدہ کمر بند ہو؟ آپؑ نے جواب میں لکھا کہ خالص ریشم میں نماز جائز نہیں ہے اور اگر پشم تزکیہ شدہ حیوان کی ہے تو پھر اس میں نماز پڑھنا جائز ہے انشاءاللہ۔ (التہذیب والاستبصار)

۴۔ ابن ابی عمیر کئی اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے مردار کے متعلق فرمایا کہ اس سے تیار شدہ کسی چیز میں حتیٰ کہ جوتے کے تسمے میں بھی نماز نہ پڑھو۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ بعض اصحاب نے ان بظاہر مختلف حدیثوں میں اپنی فہم کے مطابق یوں جمع کی ہے کہ جو چیزیں خالص ریشم یا غیر ماکول اللحم کے چمڑے سے تیار کی گئی ہوں مگر اس قدر مختصر ہوں کہ ان میں تنہا نماز نہ پڑھی جا سکتی ہو ان میں نماز پڑھنا کراہت کے ساتھ جائز ہے (یعنی نہی والی حدیثوں کو کراہت پر اور جواز والی حدیثوں کو اباحت پر محمول کیا ہے) مگر بعض ان میں نماز پڑھنے کو ممنوع و ناجائز جانتے ہیں انہوں نے جواز والی حدیثوں کو تقیہ پر محمول کیا ہے اور یہی قول احوط ہے۔ قبل ازیں بعض ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو ان چیزوں کی نجاست پر مگر ان میں نماز پڑھنے کے جواز پر دلالت کرتی ہیں (ج ۱، باب ۳۱ از نجاسات) اور کچھ اس کے بعد (باب ۵۵ میں بھی) آئیں گی انشاءاللہ۔

باب ۱۵

ریشم کو بطور فرش فروش استعمال کرنا اور اسے بچھا کر اس پر نماز پڑھنا اور یا اسے قرآن کا غلاف بنانا جائز ہے اور اگر کسی کی کف ریشم کی ہو تو اس کا اور کعبہ کے ریشمی غلاف کا حکم؟

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ محدث کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا خالص ریشم کا اور دیباج کا فرش بنانا اور سونا اور تکیہ لگانا اور ریشم کا مصلیٰ بنانا اور اس پر نماز پڑھنا جائز ہے؟ فرمایا: ہاں اس کو فرش بنانا اور اس پر بیٹھنا جائز ہے مگر اس پر سجدہ نہ کیا جائے۔ (الفروع، التہذیب، مسائل بحارالانوار)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود مسمع بن عبدالملک البصری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر کوئی شخص خانہ کعبہ کا دیباج لے کر اس سے قرآن کا غلاف بنائے یا جائے نماز بنائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفقیہ)

۳۔ قبل ازیں (باب ۱۱ حدیث ۹ پر) حراج مدائنی کی یہ حدیث گزر چکی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اس قمیص کے پہننے کو مکروہ جانتے تھے جس کے کف دیباج کے ہوں۔ فراجع۔

باب ۱۶

عورتوں کیلئے خالص ریشم کا پہننا جائز ہے اور ان کے اس میں نماز پڑھنے کا حکم؟

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت محدث کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوداؤد بن یوسف بن ابراہیم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میری یہ مخصوص چادر خز کی ہے؟ فرمایا: اور خز کو کیا ہے؟ عرض کیا کہ اس کا تانا ریشم کا ہے! فرمایا: اور ریشم کو کیا ہے؟ پھر فرمایا: اگر کسی کپڑے کا تانا یا بٹن یا اس کا نقش و نگار ریشم کا ہو تو مکروہ نہیں ہے ہاں البتہ خالص ریشم مردوں کے لئے مکروہ (حرام) ہے اور وہ بھی عورتوں کے لئے مکروہ (حرام) نہیں ہے۔ (الفروع)

۲۔ لیث مرادی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسامہ بن زید کو خالص ریشم کا حلّہ عنایت فرمایا اور وہ اسے زیب بدن کر کے باہر نکلے۔ آنحضرتؐ نے (دیکھ کر) فرمایا: اے اسامہ! ٹھہر جاؤ۔ یہ لباس وہ شخص پہنتا ہے جس کا (آخرت میں) کوئی حصہ نہ ہو اسے اپنی عورتوں میں تقسیم کردو۔ (ایضاً)

۳۔ ابن بکیر بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عورتیں ریشم و دیباج پہن سکتی

ہیں سوائے حالت احرام کے۔ (ایضاً)

۴۔ سماعہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عورت کو بھی خالص ریشم نہیں پہننا چاہیئے (مرجوح ہے) کیونکہ وہ (مردوں پر) حرام ہے۔ ہاں سخت سردی و گرمی (سے حفاظت کے لئے استعمال کرنے) میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے حدیث مناہی میں خالص ریشم، دیباج (جس کا تانا بانا ریشم کا ہو) اور قز (کچے ریشم) کے پہننے کی مردوں کو ممانعت فرمائی اور فرمایا کہ عورتوں کے لئے کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفقیہ)

۶۔ جابر جعفی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ عورتوں پر اذان نہیں ہے۔ عورت کے لئے نماز و احرام کے علاوہ ریشم و دیباج کا پہننا جائز ہے مگر مردوں پر بسوائے میدان جہاد کے حرام ہے۔ اور عورت سونے کی انگوٹھی پہن سکتی ہے اور اس میں نماز بھی پڑھ سکتی ہے مگر مردوں کے لئے سوائے جہاد کے (عام حالات میں سونا) حرام ہے۔ (الخصال)

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: یہ تو اخبار و آثار میں وارد ہے کہ عورتیں ریشم پہن سکتی ہیں۔ مگر یہ کسی حدیث میں وارد نہیں ہوا کہ وہ اس میں نماز بھی پڑھ سکتی ہیں۔ (الفقیہ)

۸۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود عبداللہ بن الحسن سے اور وہ اپنے جد علی بن جعفرؑ سے اور وہ اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ عرض کیا آیا عورتوں کے لئے دیباج کا پہننا جائز ہے؟ فرمایا: ہاں کوئی حرج نہیں ہے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد احرام کے تذکرہ (ج ۵، باب ۳۳ از احرام) میں ذکر کی جائیں گی انشاءاللہ۔

باب ۱۷

اس کپڑے میں نماز پڑھنے کا حکم جس کے ساتھ غیر ماکول اللحم کی پشم چمٹی ہوئی ہو؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم بن محمد ہمدانی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (امام علی نقی علیہ السلام) کی خدمت میں خط لکھا جس میں یہ سوال کیا تھا کہ میرے کپڑے پر اس حیوان کی پشم اور بال گرتے ہیں جس کا گوشت

نہیں کھایا جاتا نہ مقام تقیہ ہے اور نہ کوئی سخت ضرورت! تو؟ آپ نے جواب میں لکھا اس میں نماز جائز نہیں ہے۔

(التہذیب، الاستبصار)

۲۔ حسن بن علی الوشاء بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ہر اس حیوان کی پشم میں نماز پڑھنے کو مکروہ جانتے تھے جس کا گوشت نہیں کھایا جاتا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱۴ میں) ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ (ریشم اور غیر مأکول اللحم کی) ان مختصر چیزوں میں نماز پڑھی جا سکتی ہے جن میں تنہا نماز نہیں پڑھی جا سکتی۔ مگر وہ اس جواز کراہت کے منافی نہیں ہے۔ (ممکن ہے کہ ایک ہی چیز مکروہ بھی ہو اور جائز بھی) مگر اس جواز میں تقیہ کا برابر احتمال ہے۔

باب ۱۸

اس کپڑے میں نماز پڑھنا جائز ہے جس کے ساتھ انسان کا بال یا ناخن چمٹا ہوا ہو۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن الریان بن الصلت سے روایت کرتے ہیں کہ ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص بال اور ناخن کٹواتا ہے اور ان کو کپڑے سے جھاڑے بغیر نماز پڑھنا شروع کر دیتا ہے تو؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ (الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن الریان سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں مکتوب ارسال کیا جس میں یہ مسئلہ پوچھا تھا کہ آیا اس کپڑے کو جھاڑے بغیر جس کے ساتھ کوئی انسانی بال یا ناخن چمٹا ہوا ہو نماز پڑھی جا سکتی ہے؟ آپ نے جواب میں لکھا: ہاں جائز ہے۔ (التہذیب)

باب ۱۹

موزہ، عمامہ اور چادر (عبا) کے سوا سیاہ رنگ کا کپڑا پہننا مکروہ ہے اور تقیہ کے مقام میں کراہت زائل ہو جاتی ہے اور لباس وغیرہ میں دشمنانِ خدا سے مشابہت حرام ہے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت محدث کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن محمد سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ہر چیز میں سیاہ رنگ کو مکروہ جانتے تھے سوائے تین چیزوں کے (۱) موزہ۔ (۲) عمامہ۔ (۳) کساء (چادر)۔ (الفروع، التہذیب)

(نوٹ): یہی روایت انہی الفاظ کے ساتھ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی مروی ہے۔

(الفروع، الفقیہ، العلل، الخصال)

۲۔ جناب کلینیؒ فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ فرمایا: سیاہ رنگ کے کپڑے میں نماز نہ پڑھو۔ ہاں البتہ موزہ، عمامہ اور چادر سیاہ ہوں تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں کہ منجملہ ان چیزوں کے جو حضرت امیر علیہ السلام نے اپنے اصحاب کو تعلیم دی تھیں ایک یہ بھی تھی کہ ان سے فرمایا: سیاہ رنگ کے کپڑے نہ پہنو کہ فرعون کا لباس ہے۔ (الفقیہ، العلل، الخصال)

۴۔ نیز جناب شیخ موصوف روایت کرتے ہیں کہ ایک بار جبرئیل امینؑ سیاہ رنگ کی ایسی قبا پہن کر آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے جس میں خنجر پیوست تھا آنحضرتؐ نے یہ منظر دیکھ کر پوچھا: جبرئیل! یہ کیا وضع ہے؟ کہا: یہ آپ کے چچا عباس کی اولاد (بنی عباس) کی وضع ہے! یا محمدؐ! آپ کے چچا عباس کی اولاد کی جانب سے آپ کی اولاد کے لئے افسوس ہے الخ۔۔۔۔۔ (الفقیہ، العلل)

۵۔ حذیفہ بن منصور بیان کرتے ہیں کہ میں بمقام حیرہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ابوالعباس (سفاح پہلا عباسی خلیفہ) کا ایلچی آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور پیغام دیا کہ خلیفہ نے بلایا ہے۔ آپؑ نے بارش سے بچنے والا وہ چغہ طلب کیا جس کا ایک سرا سیاہ اور دوسرا سفید تھا اسے (تقیۃً) زیب تن فرمایا اور ساتھ ہی فرمایا کہ میں اسے (بامر مجبوری) پہن تو رہا ہوں مگر جانتا ہوں کہ یہ جہنمیوں کا لباس ہے۔ (الفقیہ، العلل، الفروع)

شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے وضاحت کی ہے کہ آپؑ نے (عباسی خلیفہ سے) تقیہ کرتے ہوئے سیاہ رنگ استعمال کیا تھا۔

۶۔ اسماعیل بن مسلم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ خداوند عالم نے اپنے نبیوں میں سے ایک نبی کو وحی فرمائی کہ مومنوں سے کہو کہ میرے دشمنوں والا لباس نہ پہنیں، میرے دشمنوں والا طعام نہ کھائیں اور میرے دشمنوں کے راستوں پر نہ چلیں ورنہ وہ بھی میرے اسی طرح دشمن سمجھے جائیں گے جس طرح وہ دشمن ہیں۔ (الفقیہ، العلل، عیون الاخبار)

(نوٹ) تہذیب الاحکام کی روایت میں آخری جملہ یوں ہے "اور میرے دشمنوں والی وضع قطع نہ بنائیں"۔

۷۔ داؤد رقی بیان کرتے ہیں کہ شیعہ حضرات بالعموم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سیاہ لباس کے متعلق سوال کرتے رہتے تھے۔ ایک دن ہم نے امامؑ کو اس حالت میں بیٹھے ہوئے دیکھا کہ سیاہ رنگ کا جبہ در بر، سیاہ رنگ کی ٹوپی بر سر اور سیاہ رنگ کا موزہ در پا تھا جس میں کپاس بھی سیاہ رنگ کی تھی چنانچہ آپؑ نے ایک طرف سے اسے پھاڑا اور سیاہ رنگ کی کپاس باہر نکالی پھر فرمایا: اپنے دل کو سفید رکھو اور جو جی چاہے پہنو۔ (العلل)

• حضرت شیخ صدوق بیان کرتے ہیں کہ آپؑ نے تقیۃً ایسا کیا ہے کیونکہ مخالفین میں مشہور تھا کہ آپؑ سیاہ رنگ کو جائز نہیں جانتے (جبکہ اس دور کی خلافت کا قومی شعار ہی سیاہ رنگ تھا) اس لئے امامؑ نے ہر ممکن صورت سے تقیہ کیا۔ حتیٰ کہ موزہ کی کپاس کو بھی سیاہ رنگ میں رنگ دیا۔

۸۔ جناب کشی باسنادخود علی بن مغیرہ سے اور وہ امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: "گویا کہ میں عبداللہ بن شریک عامر کو اس حال میں دیکھ رہا ہوں کہ ان کے سر پر سیاہ رنگ کا عمامہ ہے جس کے دونوں سرے ان کے کاندھوں کے درمیان لٹک رہے ہیں اور وہ چار ہزار کے لشکر کے ساتھ ہمارے قائم آل محمدؑ کے روبرو نعرہ تکبیر بلند کرتے ہوئے اور حملہ کرتے ہوئے پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ رہے ہیں۔ (رجال کشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس کے بعد (باب ۲۰ میں) کچھ ایسی حدیثیں بیان کی جائیں گی جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں اور اس بات پر کہ سیاہ رنگ کے موزے مکروہ نہیں ہیں۔

باب ۲۰

سیاہ رنگ کی ٹوپی اور دیگر سیاہ رنگ کے کپڑوں میں نماز پڑھنا مکروہ ہے سوائے ان کپڑوں کے جو اس سے مستثنیٰ ہیں۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود محسن بن احمد سے اور وہ بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ان سے پوچھا کہ آیا سیاہ ٹوپی میں نماز پڑھ سکتا ہوں؟ فرمایا: اس میں نماز نہ پڑھو کیونکہ یہ دوزخیوں (بنی عباس) کا لباس ہے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں مروی ہے کہ فرمایا: سیاہ رنگ کے کپڑے میں نماز نہ پڑھو سوائے موزہ، چادر اور پگڑی کے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۹ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۴ از ملابس میں) ذکر کی جائیں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۱

جو باریک کپڑا ساتر عورت نہ ہو اس میں نماز پڑھنا جائز نہیں ہے اسی طرح عورت کے لئے اس باریک کپڑے کا پہننا جائز ہے جو کسی چیز کو نہ ڈھانپے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک حدیث کے ضمن میں کہا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا صرف ایک قمیص میں نماز پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا: جب موٹی ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔ پھر عرض کیا کہ عورت صرف قمیص یا اوڑھنی میں نماز پڑھ سکتی ہے؟ فرمایا: ہاں جب قمیص موٹی اور ساتر ہو تو پڑھ

سکتی ہے۔(الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۲۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک مسلمان عورت کے لئے جائز ہے کہ ایسا دوپٹہ یا کرتہ زیب بدن کرے جو (باریک ہونے کی وجہ سے جسم کی) کسی چیز کو نہ چھپائے۔(الفروع، التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں آداب حمام (ج ا، باب ۱۶ میں) ایسی کئی حدیثیں گزر چکی ہیں جو عورت کے لئے باریک کپڑے پہننے کے ممنوع ہونے پر دلالت کرتی ہیں اور خاوند کے لئے بھی ممانعت وارد ہوئی ہے کہ بیوی کو اس قسم کے کپڑے پہننے کی اجازت دے۔

۳۔ احمد بن حماد مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: باریک اور شفاف کپڑے اور اس کپڑے میں جو جسم کی حکایت کرے اس میں نماز نہ پڑھو۔(الفروع، التہذیب)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں آپؑ نے حدیث اربعمأۃ میں فرمایا: تم پر لازم ہے کہ موٹے کپڑے زیب تن کیا کرو کیونکہ جس کا کپڑا پتلا ہوگا اس کا دین بھی پتلا ہوگا۔ تم میں سے کوئی شخص اس حال میں اپنے پروردگار کی بارگاہ میں کھڑا نہ ہو جبکہ اس کے بدن پر ایسا شفاف کپڑا موجود ہو (جس سے آر پار سب کچھ نظر آتا ہے) ہاں البتہ آدمی کے لئے ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھنا کافی ہے جبکہ اس کے دونوں سروں کو گردن میں باندھ دے اور اس موٹے قمیص میں بھی کافی ہے جس کے بٹن لگے ہوئے ہوں۔(الخصال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ وہ سب حدیثیں جو ستر عورتین پر دلالت کرتی ہیں جو آداب حمام (باب ۱۶) میں گزر چکی ہیں وہ سب اس موضوع پر دلالت کرتی ہیں اور بعد ازیں بھی (باب ۲۲ و ۲۷ میں) ذکر کی جائیں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۲

آدمی، پیشنماز یا مقتدی اس کے لئے ایسے ایک کپڑے میں نماز پڑھنا جائز ہے جو اس مقدار کو ڈھانپ لے جس کا ڈھانپنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل سولہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی چودہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو صرف ایک ایسی تہمد میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا جو زیادہ کشادہ بھی نہیں تھی۔ آپؑ نے اسے گردن پر گرہ دی ہوئی تھی۔ میں نے عرض کیا: آپ کیا فرماتے ہیں آیا کوئی شخص صرف ایک قمیص میں نماز پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں جب موٹی اور گھنی ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔(الفروع، التہذیب)

۲۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا: آیا آدمی صرف ایک قمیص میں یا

صرف ایسی قبا میں جس کا استر نہ ہو یا اس قبا میں جو بھری ہوئی ہو مگر اس کے بٹن نہ ہوں نماز پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں موٹی اور گھنی قمیص میں اور اس قبا میں جس کا گریبان بہت طویل نہ ہو نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ اور وہ ایک کپڑا جو (بطور توشیح) پہنا جاتا ہے یا شلوار سب میں جائز ہے اور جب صرف پائجامہ پہن کر نماز پڑھے تو اس کا کچھ حصہ کاندھے پر بھی رکھے اگرچہ ڈوری ہی کیوں نہ ہو۔ (ایضاً)

۳۔ رفاعہ بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے دریافت کیا گیا کہ آیا کوئی شخص ایک کپڑے میں تہمد باندھ کر نماز پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں جب اسے اپنے پستانوں تک بلند کرے تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔ (ایضاً)

۴۔ جمیل بیان کرتے ہیں کہ مرازم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا جبکہ میں بھی اس کے ہمراہ حاضر تھا کہ آیا ایک حاضر شخص صرف ایک تہمد باندھ کر نماز پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں مگر اپنی گردن (اور سر) پر کوئی رومال یا عمامہ بطور چادر قرار دے۔ (ایضاً)

۵۔ سفیان بن السمط حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: جب کوئی شخص صرف ایک تہمد میں نماز پڑھنا چاہے تو جب اسے اپنے پستانوں تک باندھ لے تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۶۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابومریم انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک حدیث کے ضمن میں روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ہمیں صرف ایک قمیص میں نماز پڑھائی جبکہ ان کی نہ تہمد تھی اور نہ چادر۔ پھر فرمایا: میری یہ قمیص موٹی ہے لہٰذا یہ کافی ہے اگرچہ تہمد اور چادر نہ ہو۔ (التہذیب)

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفر سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا کوئی شخص صرف پائجامہ پہن کر اور چادر اوڑھ کر نماز پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں کوئی حرج نہیں ہے۔ (الفقیہ)

۸۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو (اپنی زندگی کی) آخری نماز لوگوں کو پڑھائی وہ صرف ایک کپڑے میں تھی جس کے دونوں سروں کو ایک دوسرے پر ڈالا ہوا تھا۔ پھر امامؑ نے فرمایا: آیا میں تجھے وہ کپڑا دکھا نہ دوں؟ عرض کیا: ہاں! چنانچہ امامؑ نے (تبرکات میں سے) ایک بڑی سی چادر نکالی۔ جب میں نے اس کو ذراع سے ناپا تو سات ہاتھ + آٹھ بالشت تھی۔ (ایضاً)

۹۔ ابوبصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ کپڑے کی وہ کمترین مقدار کس قدر ہے جس میں آدمی نماز پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا: امام حسین علیہ السلام نے ایک ایسے کپڑے میں نماز پڑھی جو آپؑ کی نصف ساق سے بھی کم تھا۔ آپؑ

نے اپنے دونوں گھٹنے باہم ملائے ہوئے تھے اور آپؑ کے کاندھے پر خطاف نامی سیاہ رنگ کے پرندے کے دو پروں کے برابر کپڑا تھا جب آپؑ رکوع میں جاتے تھے تو وہ کپڑا کاندھوں سے گر جاتا تھا۔ اور جب سجدہ میں جاتے تھے تو وہ آپؑ کی گردن پر آ جاتا تھا۔ امامؑ ہاتھ سے اسے کاندھے پر رکھتے تھے برابر اسی طرح کرتے رہے یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہوئے۔ (ایضاً)

۱۰۔ علی بن جعفرؑ نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا کوئی شخص صرف ایک قمیص میں یا صرف ایک قبا میں نماز پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں مگر کچھ کپڑا اپنی پشت پر بھی ڈال لے۔ (بحار الانوار)

۱۱۔ عرض کیا آیا کوئی شخص صرف برساتی یا صرف جبہ پہن کر نماز پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا: جب اس کے نیچے قمیص ہو تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔ (ایضاً)

۱۲۔ عرض کیا: کوئی شخص قمیص کی بجائے صرف تہمند باندھ کر نماز پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (ایضاً)

۱۳۔ عرض کیا: آیا کوئی شخص صرف شلوار اور ٹوپی میں نماز پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا: اچھا نہیں ہے۔ (ایضاً)

۱۴۔ آیا کوئی شخص شلوار اور چادر میں نماز پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۱ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۳ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۳

بٹن کھول کر اور کپڑے کو کھلا چھوڑ کر مرد کے لئے نماز پڑھنا ہے تو جائز مگر مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زیاد بن سوقہ اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر تم میں سے کوئی شخص ایک کپڑے میں اس طرح نماز پڑھے کہ اس کے بٹن کھلے ہوئے ہوں تو کوئی مضائقہ نہیں ہے کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دین آسان ہے اس کی کوئی تنگی نہیں ہے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر کوئی شخص اس حالت میں نماز پڑھے کہ اس کی پشت اور کاندھوں پر کپڑا ہو جسے زمین تک دراز کر دے اور اسے لپیٹے نہ۔ تو کوئی حرج نہیں ہے۔ ابو بصیر بیان کرتے ہیں کہ مجھے اس شخص نے اس بات کی اطلاع دی ہے کہ جس نے آپ کو اس طرح کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ (الفروع)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود غیاث بن ابراہیم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کوئی آدمی بٹن کھول کر نماز نہ پڑھے جب تک اس پر چادر نہ ہو۔ (التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ جناب شیخ طوسیؒ نے اسے استحباب پر محمول کیا ہے نیز اسے تقیہ پر بھی محمول کیا جا سکتا ہے اور اس

صورت پر بھی جبکہ نماز کی بعض حالت میں اس سے ستر عورتین نہ ہو سکے۔

۴۔ علی بن فضال ایک شخص سے روایت کرتے ہیں اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ جو شخص بٹن کھول کر اور ہاتھوں کو قمیص میں داخل کر کے نماز پڑھے تو گویا اس نے ننگے نماز پڑھی ہے؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۵۔ زیاد بن منذر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ نماز میں بٹنوں کا کھولنا قوم لوط کا عمل ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام اس کی وجہ حدیث نمبر ۳ کے ذیل میں بیان کی جا چکی ہے (نوٹ) ایک اور روایت میں بٹن کھول کر نماز پڑھنے کے سوال پر امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: "لا ینبغی" (ایسا نہیں کرنا چاہیئے)۔ (ایضاً)

۶۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص اس حالت میں نماز پڑھتا ہے کہ پشت پر اس طرح کپڑا اوڑھتا ہے کہ اس کا ایک سرا پچھلی جانب سے اور دوسرا سرا اگلی جانب سے زمین پر ڈال دیتا ہے اور اسے لپیٹتا نہیں ہے آیا ایسا کرنا ٹھیک ہے؟ (نماز ہو جاتی ہے؟) فرمایا: ہاں! (قرب الاسناد)

۷۔ نیز سوال کیا کہ ایک شخص نماز پڑھتے ہوئے کپڑے کو بطور توشح پہنتا ہے یا کپڑا کاندھے سے گزر کر لٹکتا ہوا زمین تک پہنچ جاتا ہے تو؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۲۴ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں بیان کی جائیں گی۔ انشاء اللہ۔

باب ۲۴

قمیص کے اوپر توشح[۱] کرنا یا قمیص کے اوپر تہمند باندھنا مکروہ ہے بالخصوص پیش نماز کے لئے مگر حرام نہیں ہے۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو بصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نماز پڑھتے ہوئے قمیص کے اوپر بطور زینت تہمند نہیں باندھنا چاہیئے اور نہ ہی نماز پڑھ کر قمیص کے اوپر تہمند باندھنا چاہیئے کیونکہ یہ زمانہ جاہلیت کی وضع ہے۔ (الفروع، التہذیب)

---

[۱] توشح کی تفسیر میں ارباب لغت اور شراح حدیث میں خاصا اختلاف ہے۔ بظاہر جو معنی صاحب مجمع البحار نے بیان کئے ہیں وہ زیادہ مناسب معلوم ہوتے ہیں اور وہ یہ ہیں کہ "کپڑے کا ایک کنارہ بائیں ہاتھ کی بغل کے تلے سے لے جا کر داہنے مونڈھے پر ڈالنا اور دوسرا کنارہ دائیں ہاتھ کی بغل کے تلے سے بائیں مونڈھے پر ڈالنا پھر دونوں کناروں کو ملا کر سینہ پر گرہ دے دینا مخالفت بین الطرفین اور اشتمال بالثوب کے معنی بھی یہی ہیں۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ جو شخص لوگوں کو نماز پڑھاتا ہے اس کے لئے توشح کرنا جائز ہے؟ فرمایا: ایسا کرنے والا آدمی لوگوں کو نماز نہ پڑھائے اگرچہ اس پر بہت سے کپڑے ہوں۔ کیونکہ پیش نماز کے لئے اس حالت میں نماز پڑھانا جائز نہیں ہے۔ (التہذیب، العلل)

۳۔ محمد بن اسماعیل بعض اصحاب سے اور وہ امامین میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نماز کے اندر توشح کر کے اس کے اوپر چادر اوڑھنا مکروہ ہے۔ اسی طرح قمیص کے اوپر توشح کرنا بھی مکروہ ہے۔ (تہذیب و استبصار)

۴۔ زیاد بن منذر بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا جبکہ میں بھی وہاں حاضر تھا کہ ایک شخص حمام سے باہر نکلتا ہے یا ویسے غسل کرتا ہے اور بعد ازاں توشح کرتا ہے اور تہمند کے اوپر قمیص پہنتا ہے پھر اسی حالت میں نماز پڑھتا ہے تو؟ فرمایا: یہ قوم لوط کا فعل ہے! عرض کیا: وہ قمیص کے اوپر توشح کرتا ہے تو؟ فرمایا: یہ تکبر میں سے ہے۔ پھر عرض کیا کہ قمیص باریک ہے اس لئے اسے اوڑھ لیتا ہے تو؟ فرمایا: ہاں ٹھیک ہے! پھر فرمایا: نماز میں بٹن کھولنا، ایک دوسرے کو کنکریاں مارنا اور محافل کے اندر اور راستہ چلتے ہوئے گندر چبانا قوم لوط کا عمل ہے۔ (التہذیب و الفقیہ)

۵۔ موسیٰ بن عمر بن بزیع بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں قمیص کے اوپر بٹن اور رومال باندھتا ہوں تو؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ (ایضاً)

۶۔ موسیٰ بن القاسم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کو قمیص کے اوپر رومال باندھ کر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ (تہذیب و استبصار)

۷۔ حسن بن علی بن یقطین نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا کہ کیا اس حال میں آدمی نماز پڑھ سکتا ہے کہ اس کے اوپر تہمند ہے جو اس نے قمیص کے اوپر بطور توشح باندھا ہوا ہے؟ امامؑ نے جواب میں لکھا: ہاں (جائز ہے)۔ (ایضاً)
جناب شیخ طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ان حدیثوں میں توشح سے مراد یہ ہے کہ آدمی اس طرح اپنے اوپر چادر لپیٹے کہ اس کے بدن کا جو حصہ خالی ہے وہ ڈھپ جائے۔
مؤلف علام فرماتے ہیں: اقرب یہ ہے کہ اس جواز کو اس بات پر محمول کیا جائے کہ ایسا کرنا حرام نہیں ہے (اگرچہ مکروہ ہے) اور سابقہ نہی کو کراہت پر محمول کیا جائے۔

۸۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ قمیص کے اوپر تہمند سے توشح کرنے کی رخصت جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام اور امام علی نقی علیہ السلام سے مروی ہے۔ میں اس پر عمل کرتا ہوں اور اسی کے مطابق فتویٰ دیتا ہوں۔ (الفقیہ)

۹۔ جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپؑ نے حدیث اربعماۃ میں فرمایا کہ بطور توشح قمیص پہن کر آدمی کو نماز نہیں پڑھنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ قوم لوط کا عمل ہے۔ (الخصال)۔ دوسری حدیث میں وارد ہے کہ فرمایا: یہ جابروں کا عمل ہے۔ (العلل)

۱۰۔ یونس بن عبدالرحمن اصحاب کی ایک جماعت سے اور وہ جناب امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے دریافت کیا گیا کہ کس وجہ سے آدمی قمیص کے اوپر توشح کر کے نماز نہیں پڑھ سکتا؟ فرمایا: جہاں ذلت و عاجزی کرنی چاہیئے وہاں اس فعل سے تکبر و بڑائی کا اظہار ہوتا ہے۔ (العلل)

باب ۲۵

چادر کو لٹکانا اور اشتمال صماء کرنا اور چادر کے دونوں سروں کو بائیں کاندھے پر ڈالنا مکروہ ہے۔ البتہ ان کو دائیں کاندھے پر ڈالنا یا اپنی حالت پر چھوڑنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خبردار! اشتمال صماء سے اجتناب کرنا۔ عرض کیا کہ اشتمال صماء کیا ہے؟ فرمایا: کپڑے کو بغل کے نیچے سے نکال کر ایک کاندھے پر ڈال دینا۔ (کتب اربعہ و معانی الاخبار)

۲۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امامینؑ میں سے ایک امام علیہ السلام) سے سوال کیا کہ اگر ایک شخص ایک ہی کپڑے کو بطور اشتمال صماء اوڑھے تو؟ فرمایا: ایسا نہ کرے! ہاں اگر بطور توشح کپڑا اوڑھ کر اپنے کاندھوں کو ڈھانپے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار حضرت امیر علیہ السلام برآمد ہوئے تو دیکھا کہ ایک گروہ اس طرح نماز پڑھ رہا ہے کہ اس نے اپنی چادروں کو (وسط سے سر پر رکھ کر اس کے سروں کو دائیں بائیں) لٹکا رکھا ہے یہ منظر دیکھ کر آپؑ نے ان سے فرمایا: تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ تم نے اس طرح اپنے کپڑوں کو لٹکا رکھا ہے جیسے تم یہودی ہو جو اپنی عبادت گاہوں سے نکلے ہوں۔ خبردار! اس طرح کپڑے نہ لٹکایا کرو۔ (الفقیہ، المقنع)

۴۔ عبداللہ بن بکیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نماز پڑھتا ہے اور اپنے کپڑے کے دونوں سرے چھوڑ دیتا ہے؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے (یعنی حرام نہیں ہے گو مکروہ ہے)۔ (الفقیہ)

۵۔ قاسم بن سلام مرفوعاً حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے دو قسم کے لباس پہننے سے منع

فرمایا۔ ایک "اشتمال صماء"[1] سے۔ دوسرا بطور "احتبا"[2] اس طرح کپڑا باندھنا کہ اس کی شرم گاہ اور آسمان کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہو۔ (معانی الاخبار)

۶۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "اشتمال صماء" یہ ہے کہ آدمی چادر کو بدن پر اوڑھے اور اس کے دونوں سروں کو ایک بغل کے نیچے سے گزار کر ایک کاندھے پر ڈال دے۔ (جس طرح متکبر مزاج زمیندار اور مالدار کیا کرتے ہیں)۔

۷۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے اور وہ اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں انہوں نے پوچھا: کیا آدمی اپنی چادر کے دونوں سرے اپنے بائیں کاندھے پر ڈال سکتا ہے؟ فرمایا: بائیں کاندھے پر ڈالنا ٹھیک نہیں ہے۔ یا تو ان کو دائیں کاندھے پر ڈالو یا پھر ان کو اپنی حالت پر چھوڑ دو۔ (التہذیب، المسائل بحار)

۸۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: چادر کا دراز چھوڑنا اس وقت مکروہ ہے جب قمیص نہ ہو۔ لیکن اگر قمیص یا جبہ پہنے ہوئے ہو تو اس پر چادر کے دراز چھوڑنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (قرب الاسناد)

باب ۲۶

عمامہ باندھتے وقت، کسی حاجت براری کی کوشش کرتے وقت اور سفر کے لئے گھر سے نکلتے وقت تحت الحنک کا ترک کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کرکے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن ابی عمیر سے اور وہ اس شخص سے جس نے ان سے یہ حدیث بیان کی کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص عمامہ باندھے مگر تحت الحنک نہ رکھے اگر اسے کوئی لاعلاج بیماری لاحق ہو جائے تو اپنے سوا اور کسی کی ملامت نہ کرے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ عیسیٰ بن حمزہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص عمامہ باندھے مگر اس کا ایک پیچ حنک کے نیچے نہ پھیرے تو اگر وہ ایسی بیماری میں مبتلا ہو جائے جس کا کوئی علاج نہ ہو تو اپنے سوا اور کسی کو ملامت نہ کرے۔

(ایضاً والمحاسن)

---

[1] سرکار علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے مرآۃ العقول میں مختلف اہل لغت کے کلام سے "اشتمال صماء" کی مختلف تفسیریں ذکر کرنے کے بعد آخر میں فیصلہ یہ کیا ہے کہ "والمعتبر ما دلّ علیه الخبر" یعنی ان سب تعبیروں اور تفسیروں میں سے زیادہ معتبر وہی تفسیر ہے جو خود حدیث کے اندر مذکور ہے اور یہی ہماری ناچیز رائے ہے واللہ العالم۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

[2] اس کا طریقہ یہ ہے کہ آدمی پاؤں پر بیٹھ کر ٹانگوں اور پیٹھ کو کپڑے سے باندھ کر سہارا لیتا ہے (جس طرح پرانے زمیندار لوگ اپنے ڈیروں پر بیٹھتے ہیں)۔ (المنجد)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۳۔ علی بن الحکم مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص تحت الحنک والا عمامہ باندھ کر سفر پر گھر سے نکلے تو وہ اس سفر میں چوری سے، جلنے سے اور کسی بھی ناملائم امر سے محفوظ رہے گا۔ (الفروع)

۴۔ شیخ کلینیؒ فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ طابقیہ شیطان کی پھونچھی ہے۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص عمامہ باندھ کر گھر سے نکلے گا میں اس کا ضامن ہوں کہ وہ بہ سلامت واپس گھر والوں کے پاس آئے گا۔ (الفقیہ)

۶۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جو شخص تحت الحنک والا عمامہ باندھ کر کسی حاجت براری کے لئے کہیں جاتا ہے مجھے تعجب ہے کہ اس کی وہ حاجت کس طرح پوری نہیں ہوتی؟ (ایضاً)

۷۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود ابوالبختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہمارے اور مشرکوں کے درمیان عمامہ باندھنے میں فرق یہ ہے کہ ہم تحت الحنک پھیرتے ہیں۔ (قرب الاسناد)

۸۔ جناب احمد بن ابوعبداللہ البرقی فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ وہ مخلص زدہ اہل ایمان جو اپنی نشانیوں سے (بروز قیامت) پہچانے جائیں گے وہ عمامہ پوش ہیں۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (ملابس باب ۳۰ میں) حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ طاہرین علیہم السلام کے عمامہ باندھنے کی کیفیت کا تذکرہ کیا جائے گا انشاء اللہ۔ جو بظاہر ان حدیثوں کے خلاف ہے مگر اس کا ازالہ اس طرح ممکن ہے کہ ان حدیثوں میں تو صرف عمامہ باندھتے وقت، سفر کے لئے گھر سے نکلتے وقت اور حاجت براری کی کوشش کرتے وقت تحت الحنک پھیرنے کا تذکرہ ہے۔ ان کے علاوہ دوسری حالتوں پر کوئی دلالت نہیں کرتیں۔ اور ہمارے علماء کرام کی ایک جماعت نے جن میں حضرت شیخ بہاء الدین العاملی بھی ہیں یہ ذکر کیا ہے کہ عین نماز کی حالت میں تحت الحنک کے استحباب پر ان کو کوئی نص نہیں ملی۔ واللہ العالم۔

باب ۲۷

نماز وغیرہ ہر حالت میں آدمی کے لئے شرم گاہ کا ڈھانپنا واجب ہے اور لاعلمی کی صورت میں اس کے ترک کرنے سے نماز باطل نہیں ہوتی اور شرم گاہ کی حد کیا ہے؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفر سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اگر کوئی شخص اس طرح نماز پڑھے کہ اس کی شرم گاہ ظاہر ہو۔ مگر اسے علم نہ ہو تو اس پر نماز کا اعادہ

واجب ہے یا نہ؟ فرمایا: (اگر لاعلمی میں ایسا ہوا ہے تو) اس پر اعادہ واجب نہیں ہے اس کی نماز ہوگئی ہے۔

(التہذیب، السرائر)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس مطلب پر دلالت کرنے والی بعض حدیثیں اس سے پہلے (ج ۱ ابواب ۴۵/۴۶ از نجاسات) اور شرم گاہ کی حد کیا ہے؟ اس پر دلالت کرنے والی حدیثیں آداب حمام (باب ۴ میں) نیز اس موضوع پر دلالت کرنے والی کچھ حدیثیں یہاں باب ۲۱، ۲۲ اور ۲۳ میں بھی گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴۰، ۵۰ و ۵۲ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۸

جو عورت آزاد ہو اور بالغ اس کی نماز بغیر قمیص اور دوپٹہ کے یا ایسے بڑے کپڑے کے جو منہ، دونوں ہاتھوں اور قدموں کے سوا باقی سارے بدن کو ڈھانپ لے اور یہی حکم اس عورت کا ہے جس کا بعض حصہ آزاد ہو چکا ہو۔

(اس باب میں کل سترہ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کرکے باقی بارہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود فضیل سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے قمیص میں نماز پڑھی جبکہ ان کا دوپٹہ ان کے سر پر تھا اور وہ صرف اس قدر تھا کہ ان کے بالوں اور کانوں کو چھپاتا تھا۔ (الفقیہ)

۲۔ علی بن جعفر نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ جس عورت کے پاس سوائے ایک بڑی چادر کے اور کوئی کپڑا موجود نہ ہو وہ کس طرح نماز پڑھے؟ فرمایا: وہ اس میں لپٹ جائے اور اپنے سر کو ڈھانپ کر نماز پڑھے پس اگر اس صورت میں اس کا پاؤں ننگا بھی ہو جائے جبکہ وہ اس سے زیادہ پر قدرت نہ رکھتی ہو تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

(الفقیہ، مسائل بحار الانوار)

۳۔ محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عورت قمیص اور اوڑھنی میں نماز پڑھ سکتی ہے جبکہ وہ ایسی دبیز (موٹی) ہو جس سے ستر کامل ہو جائے۔ (الفقیہ)

۴۔ یونس بن یعقوب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا مرد ایک کپڑے میں نماز پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں! پھر عرض کیا: اور عورت؟ فرمایا: وہ ایک کپڑے میں نہیں پڑھ سکتی۔ آزاد عورت کو جب حیض آئے (بالغ ہو جائے) تو اس کے لئے (قمیص کے علاوہ) دوپٹہ ضروری ہے مگر یہ کہ (بامر مجبوری) دستیاب نہ ہو۔ (ایضاً)

۵۔ معلّی بن خنیس حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کرتے ہیں کہ ایک عورت صرف قمیص اور بڑی چادر میں نماز پڑھتی ہے۔ اس کے تہمد اور اوڑھنی نہیں ہے تو؟ فرمایا: جب ان دو کپڑوں سے اپنے آپ کو لپیٹ لے تو پھر کوئی حرج نہیں ہے اور اگر

یہ عرض میں کافی نہ ہوں تو طول میں قرار دے۔(ایضاً)

۶۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ آٹھ قسم کے لوگ ایسے ہیں جن کی نماز خدا قبول نہیں کرتا۔ منجملہ ان کے ایک وہ بالغ عورت ہے جو دوپٹہ کے بغیر نماز پڑھتی ہے۔(الفقیہ، المحاسن)

(نوٹ): یہ پوری حدیث ج اوضو کے باب ۲ میں گزر چکی ہے۔ وہاں رجوع کیا جائے۔

۷۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن ابی یعفور سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عورت تین کپڑوں میں نماز پڑھے، تہمند، قمیص اور اوڑھنی اور اس کے لئے یہ چیز ضرر رساں نہیں ہے۔ کہ اوڑھنی کا نقاب بنائے۔ اور اگر تین کپڑے دستیاب نہ ہوں تو دو پر اکتفا کرے ایک کو بطور تہمند باندھے اور دوسرے کو نقاب بنائے۔ عرض کیا کہ اگر وہ دو کپڑے قمیص اور بڑی چادر ہوں اور مقنعہ نہ ہو تو؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ وہ چادر سے ہی مقنعہ کا کام لے لے۔ اگر عرضاً کافی نہ ہوں تو طولاً پہن لے۔(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۸۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ کم از کم کتنے کپڑوں میں عورت نماز پڑھ سکتی ہے؟ فرمایا: دو کپڑوں میں! ایک قمیص، دوسری بڑی چادر، جسے سر پر اوڑھے گی اور اپنے بدن کو ڈھانپے گی۔(التہذیب، الاستبصار)

۹۔ عبدالرحمن بن الحجاج حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: کنیزوں پر نماز میں سر پر اور منہ کا ڈھانپنا واجب نہیں ہے اور عورت کو چاہیئے کہ وہ دو کپڑوں میں نماز پڑھے۔(ایضاً)

۱۰۔ جمیل بن دراج بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا عورت ایک اوڑھنی میں نماز پڑھ سکتی ہے؟ فرمایا: ایک بڑی چادر بھی ہونی چاہیئے جسے اپنے اوپر لپیٹے۔(ایضاً)

مولف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی نے فرمایا ہے کہ یہ بات یا تو فضیلت کی زیادتی پر محمول ہے یا اس بات پر محمول ہے قمیص اور اوڑھنی اس قدر چھوٹی ہوں کہ وہ اس کے جسم کو نہ چھپا سکیں۔

۱۱۔ حمزہ بن عمران بیان کرتے ہیں کہ میں نے امامین میں سے ایک امام علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے اپنی کنیز کو آدھا آزاد کر دیا......... میں نے عرض کیا: آیا اب وہ اس سے اپنا سر چھپائے۔ کیونکہ اس نے اس کا نصف آزاد کر دیا؟ فرمایا: ہاں۔ اور اب سر پر اوڑھنی لے کر نماز پڑھے گی۔(ایضاً)

۱۲۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود ابوالبختری سے اور وہ حضرت امام صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرینؑ کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب لڑکی کو حیض آئے تو وہ اوڑھنی کے بغیر نماز نہ پڑھے۔(قرب الاسناد)

مولف علام فرماتے ہیں: لڑکی سے مراد وہ لڑکی ہے جو آزاد ہو۔ اور حیض آنے سے مراد اس کا بالغ ہونا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر اس خون کے آنے سے ہی بالغ ہو تو اس کے منقطع ہونے کے بعد نماز پڑھے گی۔

۱۳۔ علی بن جعفر نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا (آزاد) عورت صرف چادر اور اوڑھنی میں نماز پڑھ سکتی ہے۔ جبکہ قمیص بھی رکھتی ہو؟ فرمایا: اسے قمیص بھی ضرور پہننی چاہیے۔ (مسائل بحار الانور)

مولف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی حدیثیں اس سے پہلے گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۹ میں) ذکر کی جائینگی۔ انشاء اللہ۔

باب ۲۹

کنیز پر نماز میں سر ڈھانپنا واجب نہیں ہے اور یہی حکم نابالغ آزاد لڑکی کا ہے اور یہی حکم ام الولد[۱] کنیز اور مدبرہ[۲] اور مکاتبہ مشروطہ[۳] کا ہے۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی نو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک حدیث کے ضمن میں عرض کیا کہ آیا کنیز جب نماز پڑھے تو سر چھپائے؟ فرمایا: کنیز کے لئے مقنعہ ضروری نہیں ہے (جس سے سر، بال اور گردن چھپ جائے)۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب لڑکے کو احتلام ہو تو اس پر (بوجہ بلوغت) روزہ رکھنا واجب ہے۔ اور لڑکی کو جب حیض آئے تو (بوجہ بلوغت) اس پر روزہ رکھنا اور سر پر اوڑھنی لینا واجب ہے۔ مگر یہ ہے کہ اوڑھنی کو پسند کرے ہاں البتہ روزہ بہر حال واجب ہے۔ (التہذیب)

۳۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت عرض کیا کہ آیا کنیز پر سر کا ڈھانپنا واجب ہے؟ فرمایا: نہ۔ اور نہ ہی ام الولد کنیز پر سر ڈھانپنا لازم ہے جبکہ اس کا بیٹا نہ ہو (مر جائے)۔ (ایضاً)

۴۔ عبداللہ بن بکیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مسلمان آزاد عورت کے لئے سر ننگے نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ایک ایسی ہی دوسری روایت میں صرف ''مسلمان عورت،، کے الفاظ وارد ہے۔ اس میں ''آزاد'' کا لفظ نہیں ہے۔ (تہذیب واستبصار)

---

[۱] وہ کنیز جو صاحب اولاد ہو۔ اس میں آزادی کا ایک شائبہ آ جاتا ہے کیونکہ یہ اپنے مالک کی موت کے بعد خود بخود آزاد ہو جاتی ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

[۲] وہ غلام جس سے مالک یہ کہہ دے کہ تو میری موت کے بعد آزاد ہے۔ اس طرح اس میں بھی آزادی کی ایک کرن نظر آتی ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

[۳] وہ غلام جس کا مالک اس کی قیمت مقرر کر کے کہے کہ یہ قیمت ادا کر دے تو تو آزاد ہو جائے گا۔ اس کی دو قسمیں ہیں: (۱) مطلق۔ (۲) مشروط۔ مطلق وہ ہے کہ جس قدر قیمت ادا کرتا جائے گا اسی قدر آزاد ہوتا جائے گا۔ اور مشروط وہ ہے کہ جب تمام قیمت ادا کرے گا تو پورا آزاد ہو جائے اور اگر تھوڑی کی رہ گئی تو پورا غلام رہے گا۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

مولف علام فرماتے ہیں کہ جناب شیخ طوسیؒ نے اس روایت کی چند تاویلیں کی ہیں مثلاً یہ کہ (۱) چھوٹی لڑکی ہو۔ بالغہ نہ ہو۔ (۲) جب اوڑھنی میسر نہ ہو۔ (۳) سر سے پاؤں تک کسی بڑے کپڑے میں لپٹی ہوئی ہو۔ (۴) دوسری روایت میں تو چونکہ "آزاد" کا لفظ نہیں ہے۔ لہذا ممکن ہے کہ اس سے مراد کنیز ہو۔ (واللہ العالم)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کنیز پر، مدبرہ پر نماز میں دوپٹہ واجب نہیں ہے۔ اور نہ ہی اس مکاتبہ مشروطہ کے لئے ضروری ہے جس سے اس کا مالک شرط مقرر کرے۔ تو وہ جب تک اپنی تمام قیمت ادا نہیں کرے گی وہ مملوکہ سمجھی جائے گی اور اس پر تمام حدود و قیود میں مملوکہ والے احکام لاگو ہوں گے۔ راوی نے عرض کیا: جب کوئی کنیز ام الولد بن جائے تو اس پر دوپٹہ لینا واجب ہے؟ فرمایا: اگر اب واجب ہوتا تھا تو اس وقت واجب ہوتا جب اسے حیض آیا تھا (اور بالغ ہوئی تھی) الغرض اس پر نماز میں دوپٹہ لینا واجب نہیں ہے۔ (الفقیہ، العلل، الفروع)

۶۔ حماد اللحام بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا خادمہ (کنیز) نماز میں سر پر دوپٹہ لے سکتی ہے؟ فرمایا: (اگر وہ ایسا کرے تو) تو اسے اتارو تا کہ آزاد (جو دوپٹہ لیتی ہے) اور کنیز میں پہچان ہو سکے (جو دوپٹہ نہیں لیتی)۔ (العلل)

۷۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود علی بن جعفر سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا کنیز صرف ایک قمیص میں نماز پڑھ سکتی ہے؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ (قرب الاسناد)

۹۔ حضرت شیخ محمد بن مکی شہید اولؒ ابو خالد قماط روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا: آیا کنیز سر پر دوپٹہ لے؟ فرمایا: چاہے تو لے نہ چاہے تو نہ لے! میں نے اپنے والد ماجد سے سنا ہے کہ ان کو (دوپٹہ لینے) پر پیٹا جاتا تھا اور ان سے کہا جاتا تھا کہ اپنے تئیں آزاد عورتوں سے مشابہہ نہ بناؤ۔ (کتاب الذکریٰ)

مولف علام فرماتے ہیں کہ اسی قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۸ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (ج ۷ باب ۴۱ مقدمات نکاح میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ۔

باب ۳۰

مرد کے لئے سونے کا پہننا اور اس میں نماز پڑھنا جائز نہیں ہے اگرچہ بطور انگوٹھی ہو ہاں البتہ عورت اور بچہ کے لئے ایسا کرنا جائز ہے اور دوسری چند مناہی کا بیان۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی نو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود روح بن عبدالرحیم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں

فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امیر علیہ السلام سے فرمایا: سونے کی انگوٹھی (دنیا میں) نہ پہنو کیونکہ یہ آخرت میں آپ کی زینت ہے۔ (الفروع)

۲۔ جراح مدائنی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اپنے ہاتھ میں انگوٹھی نہ پہنو۔ (ایضاً)

۳۔ ابن قداح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے بائیں ہاتھ (کی چھوٹی انگلی) میں سونے کی انگوٹھی پہن کر باہر نکلے تو لوگوں نے (از راہ تعجب) اسے دیکھنا شروع کیا۔ آپؐ نے فوراً اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں کی چھوٹی انگلی پر رکھا (جس میں وہ انگوٹھی تھی) اور واپس گھر تشریف لے گئے اور اسے اتار کر پھینک دیا اور پھر کبھی نہیں پہنی۔ (ایضاً)

مولف علام فرماتے ہیں کہ یہ بات یا تو نسخ پر محمول ہے (کہ پہلے جائز تھی بعد میں منسوخ ہوگئی) اور یا پھر آنحضرتؐ کے ساتھ (یہ جواز) مختص ہے۔ اسی لئے تو آپؐ نے اس پر دایاں ہاتھ رکھ کر اسے چھپا دیا تا کہ دوسرے لوگ اس میں آپؐ کی تاسی و پیروی نہ کریں۔

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عمار بن موسیٰ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: کوئی شخص سونے کی انگوٹھی نہ پہنے اور نہ ہی اس میں نماز پڑھے۔ کیونکہ یہ اہل جنت کا لباس ہے (جسے صرف جنت میں ہی پہنا جاسکتا ہے۔ اس سے پہلے نہ)۔ (التہذیب، العلل)

۵۔ موسیٰ بن اکیل نمیری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے لوہے کے متعلق فرمایا: یہ دوزخیوں کا زیور ہے اور سونے کے متعلق فرمایا کہ یہ جنتیوں کا زیور ہے جسے خدا نے دنیا میں عورتوں کی زیور بنایا ہے اور مردوں پر اس کا پہننا اور اس میں نماز پڑھنا حرام قرار دیا ہے۔ (التہذیب)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوالجارود سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امیر علیہ السلام سے فرمایا: یا علیؑ! میں آپؑ کے لئے وہی کچھ پسند کرتا ہوں جو اپنی ذات کے لئے پسند کرتا ہوں اور آپ کے لئے وہی کچھ ناپسند کرتا ہوں جو اپنی ذات کے لئے ناپسند کرتا ہوں! یا علیؑ! سونے کی انگوٹھی نہ پہنو کیونکہ یہ آخرت میں آپ کی زینت ہے۔ (الفقیہ، العلل)

۷۔ عبداللہ بن علی الحلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے (خصوصی طور پر) چند چیزوں سے روکا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ تمہیں روکا ہے (۱) سونے کی انگوٹھی پہننے سے۔ (۲) ثیاب قسی سے (ان خاص قسم کے کپڑوں سے جو مصر سے لائے جاتے تھے جن میں ریشم کی آمیزش ہوتی تھی)۔ (۳) ارجوانی (سرخ رنگ کے) کپڑوں سے۔ (۴) گہرے رنگ کی سرخ چادروں سے۔ (۵)

رکوع کی حالت میں قرأت قرآن سے۔ (معانی الاخبار)

۸۔ براء بن عازب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے سات چیزوں سے روکا اور سات چیزوں کا حکم دیا (۱) ہمیں سونے کی انگوٹھی پہننے سے روکا۔ (۲) سونے چاندی کے برتنوں میں پانی وغیرہ پینے سے روکا اور فرمایا جو دنیا میں ان برتنوں میں پئے گا وہ آخرت (جنت میں) ان میں نہیں پی سکے گا۔ (۳) ارجوانی رنگ سے۔ (۴) قسی (ریشم کی آمیزش والے مصری) کپڑوں سے۔ (۵) ریشم۔ (۶) دیباج۔ (۷) اور استبراق کے پہننے سے۔ (اور جن سات چیزوں کا حکم دیا وہ یہ ہیں (۱) جنازہ کے پیچھے چلنے کا۔ (۲) بیمار کی بیمار پرسی کرنے کا۔ (۳) چھینکنے والے کے حق میں دعائے خیر کرنے کا۔ (۴) مظلوم کی نصرت کرنے کا۔ (۵) سلام کو عام کرنے کا۔ (۶) دعوت کے قبول کرنے کا۔ (۷) اور قسم کے پورا کرنے کا۔ (الخصال)

۹۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود علی بن جعفر سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا مرد کے لئے سونے کی انگوٹھی پہننا جائز ہے؟ فرمایا: نہیں۔ (قرب الاسناد، مسائل بحار الانوار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۶۳ از ملابس وغیرہ میں) ایسی حدیثیں ذکر کی جائیں گی جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ عورتوں اور بچوں کے لئے سونا پہننا جائز ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۱

ضرورت کے وقت سونے سے اور اس کی تاروں سے دانتوں کو مضبوط کرنا جائز ہے اور اسی طرح کسی تزکیہ شدہ یا مردہ جانور کا دانت لگوانا بھی جائز ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے دانت (بڑھاپے میں) کمزور اور ڈھیلے ہو گئے تھے جنہیں آپؑ نے سونے (کی تاروں) سے مضبوط کیا تھا۔ (الفروع)

۲۔ جناب شیخ حسن بن فضل طبرسی باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر اگلے دو دانت ہلنے لگیں تو انہیں سونے کی تاروں سے مضبوط کیا جا سکتا ہے۔ اور اگر چاہے تو ان کی جگہ بکری کے دانت لگوا سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں اگر چاہے تو ایسا کر سکتا ہے بشرطیکہ بکری کا تزکیہ کیا گیا ہو۔ (مکارم الاخلاق)

۳۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا جبکہ میں بھی وہاں حاضر تھا کہ ایک آدمی کا دانت گر جاتا ہے اور وہ کسی مردہ آدمی کا دانت لے کر اس کی جگہ لگوا لیتا ہے تو؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں [1] ہے۔ (ایضاً)

---

[1] کیونکہ دانت ہڈیاں یہ ان چیزوں میں سے ہیں جن میں زندگی نہیں ہوتی۔ لہٰذا یہ ہر حال میں پاک ہوتے ہیں۔ حتیٰ کہ مردہ حیوان کے بھی۔ سوائے کتے اور خنزیر کے کہ ان کے بال اور ہڈیاں بھی بنابر مشہور نجس ہیں۔ کما تقدم۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۳۲

بغیر ضرورت کے کھلے ہوئے لوہے میں اور حدید چینی کے سوا تانبے یا لوہے کی انگوٹھی میں اور خماھن کے نگینہ میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی نو کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی شخص اس حالت میں نماز نہ پڑھے جبکہ اس کے ہاتھ میں لوہے کی انگوٹھی ہو۔(الفروع، الفقیہ)

۲۔ محمد بن ابوالفضل مدائنی اس شخص سے جس نے ان سے بیان کیا اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب آدمی کے اندر ازار بند کے ساتھ لوہے کی چابی بندھی ہوئی ہو تو اس حالت میں نماز نہ پڑھے۔(الفروع)

۳۔ جناب کلینیؒ فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ اگر چابی کسی غلاف میں بند ہو تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے(خلاصہ یہ کہ کھلا لوہا ہمراہ نہ ہو)۔(ایضاً)

۴۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے: سوائے چاندی کے اور کسی (دھات) کی انگوٹھی نہ پہنو کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ وہ ہتھیلی کبھی پاک نہیں ہوتی (یا بروایت دیگر خدا اس ہاتھ کو کبھی پاک نہیں کرتا) جس میں لوہے کی انگوٹھی ہو۔(الفروع، الفقیہ)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عمار بن موسیٰ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے پوچھا گیا: اگر کوئی شخص لوہے کی انگوٹھی پہن کر نماز پڑھے تو؟ فرمایا: نہیں۔ پھر فرمایا: کسی شخص کو لوہے کی انگوٹھی نہیں پہننی چاہیئے کیونکہ یہ دوزخیوں کا لباس ہے۔(التہذیب، الفقیہ، العلل)

۶۔ موسیٰ بن اکیل نمیری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے لوہے کے متعلق فرمایا کہ یہ دوزخیوں کا زیور ہے۔۔۔ خدا نے دنیا میں لوہے کو جنوں اور شیطانوں کی زینت بنایا ہے پس مسلمان مرد کے لئے نماز میں اس کا پہننا حرام قرار دیا ہے مگر یہ کہ (حالت جنگ میں) دشمن کے مقابل ہو تو پھر (ہتھیار بند ہو کر نماز پڑھنے میں) کوئی حرج نہیں ہے۔ راوی نے عرض کیا کہ ایک آدمی سفر میں ہے اور اس کے پاس چھری ہے جس کی اسے ضرورت ہے اور اس کے موزے میں یا پائجامہ کے اندر بندھی ہوئی ہے؟ یا اس کے ہمراہ لوہے کی چابی ہے جس کے متعلق اسے اندیشہ ہے کہ اسے الگ رکھے گا تو تلف ہو جائے گی۔ یا اس نے لوہے کا کمر بند باندھا ہوا ہے تو؟ فرمایا: جب ضرورت ہو تو مسافر کے لئے چھری اور کمر بند ہمراہ رکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اسی طرح اگر چابی کی گمشدگی یا بھول جانے کا خطرہ ہو تو اس کے ہمراہ رکھنے میں بھی کوئی حرج

نہیں ہے۔ نیز حالت جنگ میں تلوار اور دیگر آلات حرب وضرب میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے لیکن عام حالات میں لوہے میں نماز پڑھنا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ نجس ہے اور مسخ شدہ ہے۔ (التہذیب والفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں: قبل ازیں ج ا، باب النجاسات میں لوہے کی طہارت کا تذکرہ گزر چکا ہے اور یہ کہ یہاں نجاست (اور حرمت) کے معنی کراہت کے ہیں۔ یا اس کے لغوی معنی مراد ہیں کہ یہ صاف ستھرا نہیں ہے۔

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حدیث مناہی میں پیتل اور لوہے کی انگوٹھی پہننے کی ممانعت فرمائی ہے۔ (الفقیہ)

۸۔ شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبد خیر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے پاس چار انگوٹھیاں تھیں جنہیں وہ پہنا کرتے تھے (۱) یاقوت کی نیل مرام کے لئے۔ (۲) فیروزہ کی فتح و نصرت کے لئے۔ (۳) حدید چینی کی قوت و طاقت کے لئے۔ (۴) عقیق (سرخ) کی حفاظت و حراست کے لئے۔ (العلل)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ یا تو حرمت کی نفی پر محمول ہے یا حدید چینی کے ساتھ مخصوص ہے۔

۹۔ جناب احمد بن علی الطبرسی باسناد خود محمد بن عبداللہ بن جعفر حمیری سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے امام صاحب العصر والزمان عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی خدمت میں خط لکھا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ اگر "خماھن" کے نگینہ کی انگوٹھی پہن کر نماز پڑھی جائے تو جائز ہے؟ امامؑ نے جواب میں لکھا کہ اس طرح نماز پڑھنا مکروہ ہے نیز یہ مسئلہ بھی دریافت کیا تھا کہ اگر کوئی شخص اس حالت میں نماز پڑھے کہ اس کی آستین میں یا پائجامہ میں چھری یا لوہے کی چابی ہو تو یہ جائز ہے؟ آپؐ نے جواب میں لکھا ہاں یہ جائز ہے۔ (الاحتجاج طبرسی، الفقیہ للشیخ طوسیؒ)

باب ۳۳

نماز میں عورت کے لئے منہ کا چھپانا واجب نہیں ہے بلکہ کھلا رکھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ان (اماموںؑ میں سے ایک امام علیہ السلام) سے سوال کیا کہ ایک عورت منہ پر نقاب ڈال کر نماز پڑھے تو؟ فرمایا: جب جائے سجدہ (پیشانی) کو کھلا رکھے تو کوئی حرج نہیں ہے لیکن اگر چہرہ کھلا رکھے تو افضل ہے۔ (تہذیب الاحکام)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۸ میں) گزر چکی ہیں اور بعض اس کے بعد (باب ۳۵ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۴

جب اشارہ کے ساتھ نماز پڑھنی ہو تو وہاں مقام سجدہ کے کھلا رکھنے کا حکم؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود علی بن نعمان سے اور وہ اس شخص سے جس نے ان سے یہ حدیث بیان کی، روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص (پگڑی باندھ کر) سواری پر اشارہ سے نماز پڑھ رہا ہے تو؟ فرمایا: مقام سجدہ (پیشانی) کو کھلا رکھے۔(الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود سعید بن یسار سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص سواری پر نماز شب پڑھ رہا ہے۔ آیا وہ منہ پر کپڑا ڈال کر نماز پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا: قرأت کے وقت تو ایسا کر سکتا ہے لیکن جب سجدہ کرنے کے لئے اشارہ کرے تو چہرہ سے کپڑا ہٹا دے۔(الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳۳ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۳۵

مرد کے لئے ناک اور منہ پر کپڑا لپیٹ کر نماز پڑھنا مکروہ ہے بشرطیکہ قرأت سے مانع نہ ہو ورنہ حرام ہے اسی طرح عورت کے لئے منہ پر نقاب ڈال کر نماز پڑھنا ہے تو جائز مگر مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا کوئی شخص منہ و ناک پر کپڑا لپیٹ کر نماز پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا: زمین پر ایسا نہیں کر سکتا مگر سواری پر (گرد و غبار سے بچنے کے لئے) ایسا کر سکتا ہے۔(کتب اربعہ)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ آیا کوئی شخص منہ پر کپڑا ڈال کر نماز میں قرأت کر سکتا ہے؟ فرمایا: ایسا کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔(الفقیہ)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا کوئی شخص منہ پر کپڑا ڈال کر قرأت کر سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں جب اپنی قرأت کا آپ ہمہمہ (آواز) سنے تو کوئی حرج نہیں ہے۔(کتب اربعہ)

۴۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امام جعفر صادق علیہ السلام) سے سوال کیا کہ آیا کوئی شخص ناک و منہ پر کپڑا لپیٹ کر نماز

میں قرآن کی تلاوت کر سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن اگر منہ سے کپڑا ہٹا کر پڑھے تو افضل ہے۔ پھر عورت کے متعلق پوچھا کہ آیا وہ منہ پر نقاب ڈال کر نماز پڑھ سکتی ہے؟ فرمایا: اگر مقام سجدہ (پیشانی) کو کھلا رکھے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ اور اگر تمام چہرہ کھلا رہے تو افضل ہے۔ (التہذیب)

باب ۳۶

اگر مرد بالوں کا جوڑا باندھ کر نماز پڑھے تو جائز نہیں ہے اور اس نماز کا اعادہ واجب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود مصادف سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ امامؑ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص اپنے بالوں کا جوڑا باندھ کر نماز فریضہ پڑھتا ہے تو؟ فرمایا: (بطور استحباب) وہ اس نماز کا اعادہ کرے۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب الخلاف میں اس فعل کی حرمت پر اجماع [1] نقل کیا ہے۔

باب ۳۷

پاک اور تزکیہ شدہ چمڑے کے جوتے میں نماز پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن ابوعبداللہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب نماز پڑھو تو اپنے پاک جوتوں میں پڑھو کیونکہ ایسا کرنا سنت ہے۔ (الفقیہ)

(نوٹ) یہی روایت انہی الفاظ کے ساتھ بروایت عبداللہ بن مغیرہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے۔ (التہذیب)

۲۔ حسن بن علی بن فضال بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام (کو مسجد نبویؐ میں) حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سرہانے کی جانب جوتوں سمیت چھ اور آٹھ رکعت نماز پڑھتے ہوئے دیکھا [2]۔ (عیون اخبار الرضا)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن اسماعیل سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (امام جعفر صادق علیہ السلام) کو جوتوں سمیت نماز پڑھتے ہوئے دیکھا کہ انہوں نے جوتے نہیں اتارے تھے۔ راوی کا بیان ہے: میرا خیال ہے کہ انہوں نے دو رکعت نماز طواف کا تذکرہ کیا۔ (التہذیب)

---

[1] سرکار علامہ مجلسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اجماع ممنوع ہے اور روایت ضعیف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر فقہاء نے اس فعل کی کراہت کا فتویٰ دیا ہے۔ علاوہ بریں یہ حکم مردوں سے مختص ہے۔ (مرآۃ العقول)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

[2] بھلا کیونکر ایسا نہ ہو؟ آخر جوتا بھی تو از قسم لباس ہے۔ لہٰذا دوسرے لباس کی طرح اگر یہ بھی پاک ہو تو اسے پہن کر نماز پڑھنے میں کیا اشکال ہے؟ ہمارے مغرب زدہ جاہل معاشرہ کے قول و قرار کا کیا اعتبار؟ (احقر مترجم عفی عنہ)

۴۔ معاویہ بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے کئی بار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو جوتوں سمیت نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے اور میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ انہوں نے جوتے اتار کر نماز پڑھی ہو۔ (ایضاً)

۵۔ علی بن مہزیار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو دیکھا کہ ترویہ (آٹھویں ذی الحجہ) کے دن مقام ابراہیم کے پیچھے جوتوں سمیت چھ رکعت نماز پڑھ رہے تھے اور جوتے اتارے نہیں تھے۔ (ایضاً)

۶۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن رزین سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کو مسجد نبویؐ میں بیت فاطمہؑ کے پاس جوتے اتار کر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور کئی دن تک اسی مقام پر جوتوں سمیت نماز پڑھتے ہوئے بھی دیکھا۔ (اصول کافی)

۷۔ محمد بن الحسین بعض طالبیین سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا، فرمارہے تھے کہ نماز میں دونوں قدم رکھنے کا افضل مقام دونوں جوتے ہیں۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۲ میں بعض) ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو کہ تزکیہ پر دلالت کرتی ہیں۔ اور آئندہ بھی (باب ۶۳ میں) اس مطلب پر دلالت کرنے والی بعض حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاءاللہ اور ابھی (باب ۳۸ میں) بیان کیا جائے گا کہ سندھی جوتے میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

باب ۳۸

موزہ میں اور جرموق (بڑے موزہ وغیرہ میں) جن کی ساق (لمبائی) ہوتی ہے اور جن کی ساق نہیں ہوتی ان کا حکم؟ یا جو جوتا بازار سے خریدا جائے یا کہیں پڑا ہوا مل جائے اس کا حکم؟

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم بن مہزیار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس بڑے موزہ میں نماز پڑھنے کے بارے میں سوال کیا (جو عام موزوں کے اوپر پہنا جاتا ہے) اور پھر ایک ایسا موزہ پیش بھی کیا جسے میں نے ہی آپ کی خدمت میں بھیجا تھا۔ فرمایا: اس میں نماز پڑھی جاسکتی ہے۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ان موزوں کے متعلق سوال کیا جو بازار میں فروخت کئے جاتے ہیں؟ فرمایا: خریدو۔ اور جب تک یہ علم و یقین نہ ہو کہ وہ مردار کے چمڑے سے تیار کئے گئے ہیں۔ اس وقت تک ان میں نماز بھی پڑھو۔ (التہذیب)

۳۔ اسماعیل بن الفضل بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ان چمڑوں، موزوں اور جوتوں کے پہننے اور ان میں نماز پڑھنے کے متعلق سوال کیا جو نماز گزاروں کی زمین سے نہ آئے ہوں؟ فرمایا: موزوں اور جوتوں میں کوئی حرج

نہیں ہے (جب تک ان کے مردار کے جسم سے تیار ہونے کا علم نہ ہو)۔ (ایضاً)

۴۔ جناب شیخ احمد بن علی الطبرسی باسناد خود محمد بن عبداللہ بن جعفر حمیری سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام العصر و الزمان عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی خدمت میں خط لکھا کہ آیا آدمی کے لئے اس حالت میں نماز پڑھنا جائز ہے کہ جب اس کے پاؤں میں ایسا موزہ ہو جو ٹخنوں کو نہ چھپاتا ہو (اس کی ساق نہ ہو)۔ آپؑ نے جواب میں لکھا کہ ہاں جائز ہے۔ پھر یہ سوال کیا کہ آیا اس جوتے کو پہن کر نماز پڑھی جاسکتی ہے جسے گوبر اور نمک میں رنگا گیا ہو جس کی وجہ سے اس سے بدبو آئے؟ جواب میں آپؑ نے لکھا: ہاں اس میں بھی جائز ہے۔ (الاحتجاج)

۵۔ جناب شیخ حسن بن فضل طبرسی باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے: میرے والد ماجد کے لئے عراق سے ایک پوستین کا جبہ ہدیۃً بھیجا گیا۔ (آپؑ اسے زیب تن بھی فرماتے تھے مگر) جب نماز پڑھنا چاہتے تو اسے اتار کر پھینک دیتے تھے۔ (مکارم الاخلاق)

۶۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تمہارے پاس یمن کا رنگا ہوا جو چمڑا آئے اس کے بارے میں سوال نہ کرو۔ اس میں نماز پڑھ سکتے ہو۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے نجاسات (ج ۱، باب ۳۶ و ۵۰ میں) ایسی کئی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں اور علامہ حلی نے کتاب مختلف الشیعہ وغیرہ میں ابن حمزہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے ان چیزوں میں "سندھی جوتے" اور "شمشک" (بغدادی جوتے) کو بھی شمار کیا ہے جن میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

۷۔ چنانچہ علامہؒ فرماتے ہیں مروی ہے کہ سندھی جوتے اور شمشک میں نماز پڑھنا حرام ہے مگر شیخ طوسی اور دیگر علماء کی ایک جماعت نے اسے مکروہ قرار دیا ہے۔ (المختلف)

باب ۳۹

جس مرد یا عورت نے خضاب کیا ہوا ہو وہ اسی حالت میں نماز پڑھ سکتے ہیں بشرطیکہ سجدہ اور قرأت کر سکیں ہاں البتہ مکروہ ہے جبکہ اس کا ازالہ ممکن ہو۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا: مرد اور عورت خضاب کرتے ہیں تو آیا اسی حالت میں جبکہ مہندی اور وسمہ لگا ہوا ہو، نماز پڑھ سکتے ہیں؟ فرمایا: جب منہ اور ناک باہر ہوں تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب، الاستبصار، بحار الانوار، قرب الاسناد، الفقیہ)

۲۔ رفاعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ جس شخص نے خضاب کیا ہوا ور وہ سجدہ بھی

کر سکے اور قرأت بھی تو آیا اس حالت میں نماز پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں جب اس کا کپڑے کا ٹکڑا (جو مہندی پر باندھا جاتا ہے) پاک ہو اور وہ باوضو بھی ہو تو پڑھ سکتا ہے۔ (تہذیب واستبصار والفقیہ)

۳۔ عمار ساباطی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ جب کسی عورت کے دونوں ہاتھوں مہندی کی وجہ سے بندھے ہوں تو نماز پڑھ سکتی ہے؟ فرمایا: اگر وہ باوضو ہے تو بے شک اس کے ہاتھ مہندی کی وجہ سے بندھے ہوئے بھی ہوں تو وہ نماز پڑھ سکتی ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبکر حضرمی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ جب کسی آدمی نے خضاب کیا ہوا ہو تو وہ نماز پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا: اس حالت میں نماز نہ پڑھے مگر خضاب کو زائل کرکے! عرض کیا: مہندی اور کپڑا دونوں پاک ہیں تو؟ فرمایا: پھر بھی اس حالت میں نہ پڑھے۔ پھر فرمایا: عورت کا حکم بھی یہی ہے کہ وہ خضاب کی حالت میں نماز نہ پڑھے۔ (الفروع، التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ جناب شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس کو استحباب پر محمول کیا ہے یعنی مستحب ہے کہ خضاب کا ازالہ کرکے نماز پڑھی جائے مگر ایسا کرنا واجب نہیں ہے۔

۵۔ جناب شیخ صدوقؒ العلل میں، جناب احمد برقی نے المحاسن میں (تھوڑے سے اختلاف الفاظ کے ساتھ) باسناد خود مسمع بن عبدالملک سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے: کوئی جب آدمی خضاب نہ کرے، کوئی خضاب والا آدمی مجامعت نہ کرے اور کوئی خضاب والا نماز نہ پڑھے؟ راوی نے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہو جاؤں؟ وہ مجامعت کیوں نہ کرے اور نماز کیوں نہ پڑھے؟ فرمایا: اس لئے کہ وہ مختضب[۱] ہے! محتضر ہے، محتضر ہے! (العلل، المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ اس شکل میں ہے کہ جب وہ بعض واجبات کو ادا نہ کر سکے جیسا کہ اس سے اگلی روایت سے واضح ہے یا یہ نہی محمول بر کراہت ہے (جیسا کہ عنوان سے ظاہر ہے)۔

۶۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ جب آدمی کی مونچھوں پر مہندی لگی ہوئی ہو (اور اوپر کپڑا لپیٹا ہوا ہو) تو وہ نماز نہیں پڑھ سکتا؟ فرمایا: اس لئے کہ وہ قرأت قرآن کرنے اور دعا مانگنے پر قدرت نہیں رکھتا۔ (العلل)

۱۔ روایت کے الفاظ میں اختلاف ہے بعض نسخوں میں "مختضب" ہے جس کے معنی ہیں کہ اس نے خضاب کیا ہوا ہے۔ بعض میں "محتضر" ہے یعنی وہ اس حالت میں گرفتار ہے جس میں قریب بمرگ گرفتار ہوتا ہے اور بعض میں "محصر" ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ اس کے سر اور ڈاڑھی پر خضاب ہے اور پر کپڑا لپیٹا ہوا ہے جس کی وجہ سے اسے بولنے میں تکلیف ہوتی ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۴۰

اگر نماز گزار کے ہاتھ سجدہ وغیرہ میں کپڑوں کے اندر بھی ہوں تو بھی جائز ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر کوئی شخص اس طرح نماز پڑھے کہ ہاتھوں کو کپڑے سے باہر نہ نکالے تو؟ فرمایا: اگر نکال لے تو اچھا ہے اور اگر نہ بھی نکالے تو کوئی حرج نہیں ہے۔(التہذیب والاستبصار، الفقیہ)

۲۔ حسن بن علی بن فضال ایک شخص سے روایت کرتے ہیں وہ کہتا ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ جب کوئی شخص اس حالت میں نماز پڑھے کہ اس کے بٹن کھلے ہوئے ہوں اور اس کے ہاتھ قمیص کے اندر ہوں تو وہ ایسے ہے جیسے اس نے ننگے نماز پڑھی ہے؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔(التہذیب والاستبصار)

۳۔ عبدالرحمن بن الحجاج بیان کرتے ہیں کہ میں نے عبدالملک قمی کو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ سوال کرتے ہوئے دیکھا کہ اگر کوئی شخص نماز کی حالت سجود میں اپنے ہاتھ کپڑے کے اندر داخل کر لے تو؟ فرمایا: اگر چاہو تو! (ایسے کر سکتے ہو! پھر فرمایا) بخدا مجھے اس قسم کی (معمولی) باتوں سے تمہارے متعلق کوئی اندیشہ نہیں ہے۔(التہذیب والفروع)

۴۔ عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر کوئی شخص نماز پڑھتے وقت ہاتھوں کو کپڑے میں داخل کرے تو؟ فرمایا: اگر اس پر کوئی اور کپڑا ہے جیسے تہبند یا پائجامہ تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے اور اگر اور کوئی کپڑا نہیں ہے (ماسوا اس کے جس میں ہاتھ داخل کیا ہے) تو پھر ایسا کرنا جائز نہیں ہے! اور اگر (اسی حالت میں) صرف ایک ہاتھ اندر داخل کرے (اور دوسرا باہر رکھے) تو کوئی حرج نہیں ہے۔(التہذیب، الاستبصار، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسیؒ نے استحباب پر محمول کیا ہے (کہ کپڑے میں ہاتھ داخل نہ کرنا مستحب ہے) یا یہ محمول بر تقیہ ہے۔ یا اس صورت پر محمول ہے کہ اس کی وجہ سے بعض حالات میں ستر عورت نہ ہو سکے۔

باب ۴۱

جب مشک کا نافہ ہمراہ ہو تو نماز پڑھنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفرؒ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر مشک کا نافہ نماز گزار کی جیب یا کسی کپڑے میں ہو تو؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے۔(الفقیہ، التہذیب)

۲۔ عبداللہ بن جعفر بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان یعنی امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں مکتوب ارسال کیا جس میں یہ سوال کیا تھا کہ آیا جائز ہے کہ کوئی مشک کا نافہ ہمراہ رکھ کر نماز پڑھے؟ آپؑ نے جواب میں لکھا ہے کہ ہاں جب تزکیہ شدہ ہو تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔(التہذیب)

باب ۴۲

برطلہ (لمبوتری سی مخصوص قسم کی ٹوپی) پہننا مکروہ ہے مگر اس میں نماز پڑھنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن الحکم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ برطلہ[۱] کے پہننے کو مکروہ جانتے تھے۔(الفروع)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود یونس بن یعقوب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص برطلہ پہن کر نماز پڑھتا ہے تو؟ فرمایا: یہ چیز اس کے لئے ضرر رساں نہیں ہے۔(التہذیب، الفقیہ)

باب ۴۳

مشک وغیرہ کوئی خوشبو لگا کر نماز پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت محدث کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک مشک دانی تھی جب وضو کر لیتے تو اسے تر ہاتھوں سے اٹھاتے (اور اس میں سے مشک لگاتے اور جب لگا کر) برآمد ہوتے تو لوگ اس خاص خوشبو کی وجہ سے پہچان لیتے تھے کہ یہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔(الفروع)

۲۔ علی بن ابراہیم مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: خوشبو لگا کر نماز پڑھنے والے شخص کی نماز بغیر خوشبو والے کی ستر نمازوں سے افضل ہے۔(ایضاً)

۳۔ حسین بن علی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے سجدہ کا مقام ان کی خوشبو کی وجہ سے پہچان لیا جاتا تھا۔(ایضاً)

۴۔ عبداللہ بن الحارث بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے پاس مشک کی ایک شیشی تھی جو مسجد میں رکھی

---

[۱] یہ ٹوپی بالعموم یہودی پہنتے تھے۔(احقر مترجم عفی عنہ)

رہتی تھی۔ جب نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں داخل ہوتے تھے تو اس سے تھوڑا سا مشک لگاتے تھے (اور پھر نماز پڑھتے تھے)۔(ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود مفضل بن عمر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص عطر لگا کر دو رکعت نماز پڑھے اس کی یہ دو رکعتیں اس شخص کی ستر رکعتوں سے افضل ہیں جو بغیر عطر لگائے پڑھے۔(ثواب الاعمال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (ج ا، ابواب آداب حمام باب ۸۹ و ۹۵ وغیرہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (ج ا، نماز جمعہ باب ۴۷ و نماز عیدین باب ۱۴ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۴

قرمز (سرخ رنگ) کے کپڑے میں نماز پڑھنا جائز ہے بشرطیکہ خالص ریشم کا نہ ہو ورنہ ناجائز ہوگی۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن مہزیار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا جس میں یہ سوال کیا تھا کہ آیا قرمزی کپڑے میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟ کیونکہ ہمارے اصحاب اس میں نماز پڑھنے میں توقف کرتے ہیں؟ امامؑ نے جواب میں لکھا: اس میں ہرگز کوئی مضائقہ نہیں ہے والحمدللہ۔(التہذیب، الفقیہ)

شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: یہ اس صورت میں ہے کہ جب یہ قرمزی رنگ والا کپڑا خالص ریشم کا نہ ہو۔ اور جن حدیثوں میں اس کی ممانعت وارد ہوئی ہے ان سے مراد وہ قرمز ہے جو خالص ریشم کا ہو۔

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوالجارود سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک حدیث کے ضمن میں حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا: یا علیؑ! قرمز نہ پہنو کیونکہ یہ شیطان کی چادروں میں سے ایک ہے۔(الفقیہ، العلل)

(نوٹ): اس کی وجہ ابھی اوپر معلوم ہو چکی ہے فراجع۔

باب ۴۵

تصویروں میں، تصویروں پر، تصویروں کے ہمراہ اور تصویروں کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنا مکروہ ہے مگر یہ کہ ان کی ہیئت بدل دی جائے، یا ان کو ڈھانپ دیا جائے یا مجبوراً پڑھنی پڑ جائے یا ان کو قدموں کے تلے رکھا جائے۔

(اس باب میں کل چوبیس حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کرکے باقی بیس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے امامینؑ میں سے ایک امام علیہ

السلام سے ان تصویروں کے بارے میں سوال کیا جو گھر میں ہوں؟ فرمایا: اگر وہ تمہارے دائیں، بائیں یا پچھلی جانب ہوں یا پاؤں کے تلے ہوں تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ ہاں البتہ اگر قبلہ کی طرف ہوں تو ان پر کوئی کپڑا ڈال دو۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ عبداللہ بن سنان بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص ایسے کپڑے میں نماز پڑھے جس میں تصویریں بنی ہوئی ہوں تو نماز مکروہ ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ان سیاہ رنگ کے درہموں کے متعلق سوال کیا گیا جن پر تصویریں بنی ہوئی تھیں کہ اگر کسی نماز گزار کے پاس بندھے ہوئے یا کھلے ہوئے ہوں تو؟ فرمایا: میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ کوئی شخص اس حالت میں نماز پڑھے کہ اس کے پاس یہ درہم ہوں جن پر تصویریں بنی ہوئی ہیں۔ پھر فرمایا: یہ ٹھیک ہے کہ لوگوں کے لئے اپنے مال و متاع کی حفاظت ضروری ہے لہٰذا اگر اس حال میں نماز پڑھنی پڑ جائے تو ان درہموں کو اپنے پیچھے رکھے (باندھے) اپنے اور اپنے قبلہ کے درمیان نہ رکھے۔ (الفقیہ، الفروع)

۴۔ محمد بن اسماعیل بن بزیع نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے اس کپڑے میں نماز پڑھنے کے متعلق سوال کیا جس پر نقش و نگار کیا ہوا ہو؟ فرمایا: اس میں نماز پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ اس میں تصویریں ہیں۔ (الفقیہ، العیون)

۵۔ حضرت امیر علیہ السلام نے حدیث اربعمأۃ میں فرمایا: کوئی شخص کسی تصویر کے اوپر سجدہ نہ کرے اور نہ اس فرش پر کرے جس میں کوئی تصویر ہو۔ ہاں اگر وہ تصویر اس کے قدموں کے تلے ہو تو یا اس پر کوئی ایسی چیز ڈال دے جو اسے چھپا دے تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اور جن درہموں پر تصویریں ہوں ان کو نماز گزار کپڑے میں باندھ کر بھی نماز نہ پڑھے مگر یہ کہ وہ کسی ہمیانی یا کپڑے میں بندھے ہوئے ہوں اور ان کو اپنی پشت پر رکھ لے۔ (الخصال)

۶۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں اس حال میں نماز پڑھتا ہوں کہ میرے سامنے تصویریں موجود ہیں جن پر میں نگاہ ڈالتا رہتا ہوں تو؟ فرمایا: نہ! ان پر کپڑا ڈال دو۔ پھر فرمایا: اگر یہ تصویریں تمہاری دائیں، بائیں یا پچھلی طرف ہوں یا قدموں کے نیچے یا سر کے اوپر ہوں تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ لیکن اگر قبلہ رخ ہوں تو پھر پہلے ان پر کوئی کپڑا ڈال دو اور پھر نماز پڑھو۔ (التہذیب والاستبصار)

۷۔ محمد بن ابی عمیر بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر فرش پر تصویریں بنی ہوئی ہوں اور ان کی دو آنکھیں بھی ہوں اور آپ وہاں نماز پڑھنا چاہتے ہیں تو؟ فرمایا: اگر ان کی ایک آنکھ ہے تو پھر کوئی حرج نہیں ہے اور اگر دو آنکھیں ہیں تو پھر نہیں۔ (التہذیب والفروع)

۸۔ حماد بن عثمان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر کسی شخص کے پاس وہ سیاہ درہم

موجود ہوں جن پر تصویریں بنی ہوئی ہیں تو وہ اس حالت میں نماز پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا: اگر چھپے ہوئے ہوں تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۹۔ محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر قسم کی تصویروں کو اگر پاؤں کے نیچے قرار دو تو ان پر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (التہذیب)

۱۰۔ لیث مرادی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ گھر میں ایسے تکیے موجود ہیں جن پر تصویریں بنی ہوئی ہیں۔ اور وہ (نماز گزار کے) دائیں بائیں جانب موجود ہیں تو؟ فرمایا: جب تک قبلہ کی جانب نہ ہوں تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اور اگر ان میں سے کوئی (تکیہ) تمہارے آگے یعنی قبلہ کی جانب ہو تو اسے ڈھانپ دو اور نماز پڑھو۔ اور اگر تمہارے پاس وہ سیاہ درہم موجود ہوں جن پر تصویریں بنی ہوئی ہیں تو ان کو اپنے آگے نہ رکھو بلکہ اپنے پیچھے رکھو (اور نماز پڑھو)۔ (ایضاً)

۱۱۔ محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کسی کپڑے پر تصویریں بنی ہوئی ہوں (اور تم اس میں نماز پڑھنا چاہو) تو اگر تم اس صورت کی شکل بگاڑ دو تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۱۲۔ سعد ابن اسماعیل اپنے باپ (سعد) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک مصلیٰ یا بچھونا ایسا ہے جس پر تصویریں بنی ہوئی ہیں یا آیا آدمی اس پر کھڑا ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ فرمایا: بخدا میں تو اسے ناپسند کرتا ہوں! پھر عرض کیا کہ ایک شخص کسی دوسرے شخص کے پاس گیا وہاں ایک بچھونا تھا جس پر تصویر بنی ہوئی تھی تو؟ فرمایا: نہ اس پر بیٹھو اور نہ ہی اس پر نماز پڑھو۔ (التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ جناب شیخ طوسیؒ نے اسے کراہت پر محمول کیا ہے۔

۱۳۔ عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے آپؑ سے سوال کیا کہ اگر کسی کپڑے کے نقش و نگار پر پرندہ وغیرہ کی تصویر بنی ہوئی ہو تو آیا اس کپڑے میں نماز پڑھی جا سکتی ہے؟ فرمایا: نہیں! پھر پوچھا: اگر کسی شخص نے ایسی انگوٹھی پہنی ہو جس پر کسی پرندہ وغیرہ کی تصویر نقش ہو تو؟ فرمایا: اس میں بھی نماز جائز نہیں ہے۔ (التہذیب، الفقیہ)

۱۴۔ جناب احمد بن ابوعبداللہ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے اور وہ اپنے باپ (جعفرؑ) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا کوئی شخص ایسے مکان میں نماز پڑھ سکتا ہے جس کے بیرونی دروازہ پر ایک ایسا پردہ آویزاں ہو جس میں تصویریں بنی ہوئی ہوں اور اس کی اس طرف (اندرونی جانب) دوسرا پردہ ہو جس پر کوئی تصویر نہ ہو تو آیا وہ اس پردہ کو لٹکا دے جس پر کوئی تصویر نہیں ہے تاکہ یہ اس کے اور پردہ کے درمیان حائل ہو جائے جس پر تصویریں بنی ہوئی ہیں یا

سوال کیا کہ اگر کسی کپڑے میں یا اس کے نقش و نگار میں کوئی تصویر ہو تو آیا اس میں نماز پڑھی جا سکتی ہے؟ فرمایا: نہیں! (المحاسن، قرب الاسناد)

۱۵۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری نے عبداللہ بن الحسن سے اور انہوں نے اپنے دادا علی بن جعفرؑ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا کوئی شخص اس گھر میں نماز پڑھ سکتا ہے جس میں کچھ ایسے تکیے موجود ہوں جن پر تصویریں بنی ہوئی ہوں۔ مگر ان کو ڈھانپ دیا گیا ہو؟ فرمایا: ہاں کوئی حرج نہیں ہے۔ (قرب الاسناد)

۱۶۔ اسی سلسلہ سند سے مروی ہے کہ (علی بن جعفرؑ نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے) سوال کیا کہ ایک مکان ہے جس میں کسی پرندہ یا مچھلی وغیرہ کی تصویر بنی ہوئی ہے جس سے گھر والے کھیلتے ہیں آیا اس مکان میں نماز پڑھی جا سکتی ہے؟ فرمایا: جب تک اس کا سر نہ توڑ دیا جائے یا کسی اور طریقہ سے اس کا حلیہ نہ بگاڑ دیا جائے۔ اس وقت تک وہاں نماز نہیں پڑھی جا سکتی! اور اگر اس حالت میں نماز پڑھ چکا ہو تو اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ (ایضاً)

۱۷۔ پھر سوال کیا: گھر میں ایسے سیاہ درہم موجود ہیں جن پر تصویریں بنی ہوئی ہیں مگر وہ بٹوے میں ہیں یا فرش کے نیچے ہیں یا گھر کے ایک کونے میں رکھے ہوئے ہیں آیا ایسے گھر میں نماز پڑھی جا سکتی ہے؟ فرمایا: ہاں اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۱۸۔ پھر سوال کیا کہ ایک مکان میں یا اس کے پردہ پر تصویریں تھیں مگر اسے اس کا علم نہ تھا اور لاعلمی میں وہاں نماز پڑھتا رہا۔ کچھ عرصہ کے بعد علم ہوا تو اب کیا کرے؟ فرمایا: جب اسے علم نہیں تھا تو اس پر کچھ بھی نہیں ہے۔ ہاں اب جبکہ علم ہو گیا تو اب پردہ کو اتار دے اور تصویروں کے سر توڑ دے۔ (ایضاً)

۱۹۔ پھر سوال کیا کہ ایک شخص مسجد میں ایسے مصلّی پر نماز پڑھتا ہے جس کے نیچے ایسے پیسے یا سفید و سیاہ درہم موجود ہیں (جن پر تصویریں بنی ہوئی ہیں) آیا اس مصلّی پر کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۲۰۔ پھر سوال کیا: ایک انگوٹھی میں کسی درندے یا پرندے کی تصویر نقش ہے۔ وہ پہن کر نماز پڑھی جا سکتی ہے؟ فرمایا: ہاں[1]۔ (ایضاً و السرائر)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۱ و ۱۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴۶ میں) اور مکان مصلّی (باب ۳۲) میں اور مساکن (باب ۳۔۴) اور تجارت (ج ۶ باب ۱۴ میں) ذکر کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

---

[1] مطلب یہ ہے کہ حرام نہیں ہے جبکہ سابقہ حدیث نمبر ۱۳ میں ممانعت کا مطلب کراہت ہے۔ لہٰذا ان کے درمیان کوئی منافات نہیں ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۴۶

اس انگوٹھی کا پہننا جائز ہے جس میں گلاب کے پھول یا چاند یا حیوان یا پرندہ کی تصویر بنی ہوئی ہو اور اس میں نماز بھی جائز ہے مگر کراہت کے ساتھ۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن محمد بن ابونصر سے اور وہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں ان (احمد) کو حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی ایک انگوٹھی دکھائی جس کے بالائی حصہ پر گلاب اور پہلی کے چاند (الغرض غیر جانداروں) کی تصویر بنی ہوئی تھی۔(الفروع)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حدیث مناہی میں انگوٹھی پر کسی حیوان کی تصویر کشی کی ممانعت فرمائی۔(الفقیہ، الامالی)

۳۔ قبل ازیں (باب ۳۵ میں) عمار از امام جعفر صادق علیہ السلام کی وہ حدیث گزر چکی ہے جس میں وارد ہے کہ آپؑ نے اس انگوٹھی میں نماز پڑھنے کے متعلق جس پر کسی پرندہ وغیرہ (جاندار) کی تصویر موجود ہو۔فرمایا: جائز نہیں ہے۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳۵ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (ج ۶، باب ۹۳ از مکاسب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۷

اس کپڑے میں نماز پڑھنا جائز ہے جس میں کچا ریشم بھرا ہوا ہو۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن سعید سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے محمد بن ابراہیم کا وہ خط جو انہوں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کو لکھا تھا جس میں یہ پوچھا تھا کہ "آیا اس کپڑے میں نماز پڑھی جا سکتی ہے جس میں (روئی کی بجائے) کچا ریشم بھرا ہوا ہو؟ اور امامؑ کا یہ تحریری جواب کہ "ہاں اس میں نماز پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے" بچشم خود پڑھا ہے۔(التہذیب)

۲۔ ریان بن ابوالصلت نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے بہت سی چیزوں کے متعلق استفسار کیا منجملہ ان کے ایک یہ بھی تھا کہ آیا اس کپڑے میں نماز پڑھنی جائز ہے جو کچے ریشم سے بھرا ہوا ہو؟ فرمایا: ہاں ان سب میں کوئی حرج نہیں ہے۔(ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم بن مہزیار سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ

السلام کی خدمت میں خط لکھا جس میں یہ سوال کیا تھا کہ ایک شخص اپنے جبہ میں روئی کے بجائے کچا ریشم بھرتا ہے آیا وہ اس میں نماز پڑھ سکتا ہے؟ امامؑ نے جواب میں لکھا: ہاں کوئی حرج نہیں ہے۔ (الفقیہ)

باب ۴۸

سرخ رنگ کے کپڑے پر سوار ہونا مکروہ ہے مگر حرام نہیں ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود جراح المدائنی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اس قمیص کے پہننے کو ناپسند کرتے تھے جس کے کف ریشم کے ہوں نیز ریشم کے لباس کو بھی ناپسند کرتے تھے اور نقش و نگار والے کپڑے کو اور سرخ رنگ کی چادر کو کیونکہ یہ شیطان کی چادر ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ ابراہیم بن ابو یحیٰ مدنی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سرخ رنگ کی مخملی چادر پر سوار ہوتے تھے۔ (الفروع، المحاسن، التہذیب)

۳۔ عفان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ سے فرمایا: یا علیؑ! سرخ رنگ کے کپڑے پر سوار نہ ہونا کیونکہ یہ شیطان کا کپڑا ہے۔ (ایضاً)

باب ۴۹

عورت کے کپڑے میں نماز پڑھنا جائز ہے اور اگر وہ نجاست و طہارت کا خیال نہ رکھنے میں متہم ہو تو پھر مکروہ ہے اور یہی حکم کسی مرد کے کپڑے میں نماز پڑھنے کا ہے اور کسی غیر کے کپڑے میں اس کی اجازت یا اس کے بغیر نماز پڑھنے کا حکم؟

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عیص بن قاسم اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ امامؑ سے دریافت کیا گیا کہ آیا مرد عورت کی تہمند اور اس کے کپڑے میں نماز پڑھ سکتا ہے اور اس کی اوڑھنی کو بطور عمامہ باندھ سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں جب عورت امین ہو۔ (الفقیہ، الفروع، التہذیب)

۲۔ محمد بن یحییٰ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تم اپنے اس تولیہ میں تو نماز پڑھ سکتے ہو جو تم خود استعمال کرتے ہو۔ مگر اس تولیہ میں نماز نہ پڑھو جسے کوئی اور استعمال کرتا ہے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ اس صورت میں محمول ہے کہ جب وہ شخص متہم بالنجاسہ ہو لہٰذا اس کے تولیہ سے اجتناب کرنا مستحب

ہے (یا زیادہ سے زیادہ) یہ کراہت پر محمول ہے۔

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک تولیہ جسے استعمال کیا جاتا ہے آیا کوئی نماز گزار اسے کاندھوں پر ڈال کر یا بطور تہمد باندھ کر اس میں نماز پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (ج ا باب ۷ و ۱۸ از اسآء و باب ۱۲۸ از نجاسات میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (مکان مصلی باب ۲ و ۳ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵۰

نماز میں مخصوص مقام کا ڈھانپنا واجب ہے اگرچہ گھاس سے ہو۔ اور اگر کوئی چیز نہ ملے تو پھر اشارہ کے ساتھ ننگے نماز پڑھے۔ اگر کوئی دیکھنے والا نہ ہو تو کھڑے ہو کر ورنہ بیٹھ کر اور ہاتھ شرم گاہ پر رکھے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص پر ڈاکہ پڑا (اور ڈاکو تمام کپڑے لے گئے) یا اس کا سب مال و متاع غرق ہو گیا اب وہ ننگا دھڑنگا رہ گیا ہے اور نماز کا وقت بھی داخل ہو گیا ہے۔ لہٰذا وہ نماز کس طرح پڑھے؟ فرمایا: اگر اسے گھاس ہی مل جائے جس سے شرم گاہ کو ڈھانپ سکے تو پھر تو رکوع و سجود کے ساتھ مکمل نماز پڑھے۔ اور اگر ستر عورت کے لئے بالکل کوئی چیز نہ مل سکے تو پھر کھڑے ہو کر (اگر کوئی دیکھنے والا نہ ہو تو) اشارہ کے ساتھ نماز پڑھے۔ (اور اگر کوئی دیکھنے والا ہو) تو پھر اشارہ کے ساتھ بیٹھ کر پڑھے)۔ (التہذیب، المسائل، بحار الانوار)

۲۔ ایوب بن نوح اپنے بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: وہ ننگا آدمی جس کے پاس کوئی کپڑا (وغیرہ) نہیں ہے۔ اگر اسے کوئی گڑھا مل جائے تو اس میں داخل ہو کر رکوع و سجود کے ساتھ (مکمل) نماز پڑھے (ورنہ حسب سابق اشارہ کے ساتھ)۔ (التہذیب)

۳۔ ابن مسکان اپنے بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس ننگے شخص کے بارے میں جو ننگا ہو اور نماز کا وقت داخل ہو جائے۔ فرمایا: اگر کوئی دیکھنے والا نہ ہو تو کھڑے ہو کر (مگر اشارہ کے ساتھ) اور اگر کوئی دیکھنے والا ہو تو بیٹھ کر (اشارہ کے ساتھ) نماز پڑھے۔ (ایضاً)

۴۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں (ننگے آدمی کی نماز کے متعلق) فرمایا کہ اگر اس کے پاس کوئی کپڑا نہ ہو مگر تلوار ہو تو اسے پہلو سے لٹکا کر اور کھڑا ہو کر نماز

پڑھے۔(التہذیب، الفقیہ)

۵۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص ہے جو کشتی سے ننگا باہر نکلا۔ یا اس کے کپڑے چھین لئے گئے اب نماز پڑھنے کے لئے اس کے پاس کوئی چیز نہیں ہے تو وہ کیا کرے؟ فرمایا: اشارہ سے نماز پڑھے۔ اور عورت ہو یا مرد اپنی شرم گاہ پر ہاتھ رکھے۔ اور پھر بیٹھ کر اشارہ سے نماز پڑھیں اور رکوع و سجود نہ کریں تا کہ ان کا پیچھا ظاہر نہ ہو جائے۔ وہ صرف سر کے اشارہ سے نماز پڑھیں گے۔ اور اگر وہ پانی یا گہرے سمندر میں ہیں تو اس پر سجدہ نہیں کریں گے صرف اشارہ سے نماز پڑھیں گے اور ان سے توجہ (بوقت نیت روبقبلہ ہونا یا زمین کی طرف سجدہ کے لئے جھکنا) اٹھا لیا گیا ہے ان کا (اشارہ سے) سر اٹھانا اور جھکانا ہی توجہ ہے۔(الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (ج ا، باب ۴۵ و ۴۶ از نجاسات میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۵۱ و ۵۲ میں) بیان کی جائیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۵۱

ننگے آدمیوں کے لئے جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا مستحب ہے اور اس کی کیفیت؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

ا۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا: چند ایک ننگے آدمی ہیں جو نماز با جماعت پڑھنا چاہتے ہیں تو کس طرح پڑھیں؟ فرمایا: سب اکٹھے بیٹھ جائیں اور پیش نماز صرف اپنے گھٹنے ان سے آگے نکالے اور ان کو (اشارہ) کے ساتھ نماز پڑھائے۔(التہذیب)

۲۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک گروہ پر ڈاکہ پڑا اور ان کے تمام کپڑے چھین لیے گئے اور وہ ننگے دھڑ نگے رہ گئے۔ ادھر نماز کا وقت بھی ہو گیا وہ کس طرح نماز پڑھیں؟ فرمایا: ان کا پیشنماز (تھوڑا سا آگے) بڑھ کر بیٹھ جائے اور وہ (تھوڑا سا) پیچھے ہٹ کر بیٹھ جائیں۔ وہ رکوع و سجود کے لئے صرف اشارہ کرتا جائے اور وہ اس کے پیچھے چہروں سے رکوع و سجود کرتے جائیں۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس کے بعد (باب ۵۲ میں) بعض ایسی حدیثیں بھی آئینگی جو بظاہر اس کے منافی ہیں اور ہم وہاں اس کی وجہ بیان کریں گے انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۵۲

اگر ننگے آدمی کو کسی ساتر عورت کے ملنے کی امید ہو تو پھر آخر وقت تک نماز کا مؤخر کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود ابوالبختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کے کپڑے غرق ہو جائیں اسے چاہیئے کہ جب تک وقت کے ختم ہونے کا اندیشہ دامن گیر نہ ہو جائے اس وقت تک نماز نہ پڑھے۔ بلکہ کپڑوں کی تلاش جاری رکھے۔ ہاں اگر آخر وقت تک کپڑا نہ ملے تو پھر بیٹھ کر اشارہ کے ساتھ نماز پڑھے۔ سجدہ کے لئے رکوع سے بھی زیادہ نیچے سر جھکائے۔ اور اگر ایسے لوگوں کا پورا ایک گروہ ہو تو پھر ایک دوسرے سے دور دور بیٹھ جائیں اور اشارہ کے ساتھ اپنی اپنی فرادیٰ نماز پڑھیں۔(قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس سے پہلے (باب ۵۱ میں) ایسے لوگوں کا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا استحباب گزر چکا ہے۔ تو وہ افضل ہے اور یہ (فرادیٰ پڑھنا) جائز ہے یا یہ تقیہ پر محمول ہے۔

باب ۵۳

چادر کے بغیر نماز پڑھانا مکروہ ہے اور پیش نماز کے لئے (اور جو صرف ایک کپڑے میں نماز پڑھ رہا ہو) چادر مستحب ہے اور کم از کم آزار بند یا تلوار کافی ہے مگر یہ واجب نہیں ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سلیمان بن خالد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس شخص کے متعلق سوال کیا جو صرف ایک قمیص پہن کر چادر اوڑھے بغیر لوگوں کو نماز با جماعت پڑھاتا ہے؟ فرمایا: اسے چادر کے بغیر یا عمامہ کے بغیر جسے بطور چادر اوڑھے، ایسا نہیں کرنا چاہیئے۔(التہذیب، الفروع)

۲۔ علی بن جعفر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا کوئی شخص صرف پائجامہ اور ٹوپی پہن کر نماز پڑھا سکتا ہے؟ فرمایا: نہیں! پھر سوال کیا: آیا تہمند کی جگہ پائجامہ کافی ہے؟ فرمایا: ہاں۔(التہذیب)

۳۔ عبداللہ بن سنان بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نماز پڑھنا چاہتا ہے مگر اس کے پاس صرف ایک پائجامہ ہے؟ فرمایا: اسی کا آزار بند کھول کر کاندھے پر ڈالے اور نماز پڑھے۔ فرمایا: اور اگر اس کے پاس کوئی کپڑا نہ ہو مگر صرف تلوار ہو تو اسے پہلو سے لٹکا کر کھڑے ہو کر نماز پڑھے۔(التہذیب والفقیہ)

۴۔ جمیل بیان کرتے ہیں کہ مرازم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا جبکہ میں بھی وہاں حاضر تھا۔ ایک حاضر آدمی صرف تہمند باندھ کر نماز پڑھتا ہے؟ فرمایا: اپنے کاندھے پر تولیہ یا عمامہ بطور چادر اوڑھ لے (الغرض کاندھے پر کچھ

ڈالنے کی بہت تاکید وارد ہوئی ہے)۔ (التہذیب)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کم از کم کپڑے کی وہ مقدار (جو ستر عورت کے علاوہ) نماز میں ضروری ہے۔ وہ خطاف نامی پرندہ کے دو پروں کے برابر کاندھوں پر ڈالنا ہے۔ (الفقیہ)

۶۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا کوئی شخص چادر کے بغیر لوگوں کو نماز باجماعت پڑھا سکتا ہے؟ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف ایک کپڑا اوڑھ کر لوگوں کو نماز پڑھائی تھی۔ پھر عرض کیا: اور جب کپڑے موجود ہوں تو آیا آدمی صرف پائجامہ پہن کر نماز پڑھا سکتا ہے؟ فرمایا: نہیں۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۵۷ میں) ذکر کی جائیںگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵۴

مستحب یہ ہے کہ جب خلوت میں نماز پڑھی جائے تو سب سے زیادہ سخت اور درشت لباس پہنا جائے اور لوگوں کے سامنے سب سے عمدہ و اعلیٰ لباس زیب بدن کیا جائے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن الحسین بن کثیر خزاز سے اور وہ اپنے والد (حسین) سے نقل کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو دیکھا کہ ان کے کپڑوں کے نیچے ایک سخت درشت اور کھردری قسم کی قمیص تھی جس پر پشم کا جبہ تھا اور اس کے اوپر موٹی سی قمیص تھی۔ میں نے اسے ہاتھ لگاتے ہوئے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہو جاؤں! لوگ تو پشم کا لباس ناپسند کرتے ہیں؟ فرمایا: ہرگز ایسا نہیں ہے! میرے والد امام محمد باقر علیہ السلام یہ پہنا کرتے تھے اور حضرت امام زین العابدین علیہ السلام بھی زیب تن کیا کرتے تھے اور یہ سب بزرگوار جب نماز پڑھنے لگتے تھے تو درشت لباس پہنا کرتے تھے۔ اس لئے ہم بھی ایسا ہی کرتے ہیں! (الفروع)

۱۔ حریز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اپنے گھر میں ایک مسجد (جائے نماز) بناؤ۔ جب کسی قسم کا خوف لاحق ہو تو درشت ترین لباس میں سے دو کپڑے پہن کر نماز پڑھو (اور پھر خوف کے ازالہ کی دعا مانگو)۔ (ایضاً)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنی نماز میں اپنے کپڑے سے ڈرے (کہ لوگ چہ میگوئیاں کریںگے) تو اس نے خدا کے لئے لباس نہیں پہنا ہے۔ (الفقیہ)

۴۔ مفسر قرآن جناب شیخ فضل بن الحسن الطبرسی باسناد خود حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے آیت مبارکہ خذوا زینتکم عند کل مسجد (ہر نماز کے وقت زینت کرو) کی تفسیر میں فرمایا کہ نماز جمعہ وعیدین میں اپنے وہ بہترین کپڑے پہنو جن سے تم زینت کرتے ہو۔ (مجمع البیان)

۵۔ مفسر عیاشی باسناد خود روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام جب نماز پڑھتے تھے تو اپنے بہترین کپڑے زیب تن فرماتے تھے! چنانچہ جب اس سلسلہ میں ان سے بات کی گئی تو فرمایا: خداوند عالم جمیل ہے اور وہ جمال کو پسند کرتا ہے اس لئے میں اپنے پروردگار کے لئے جمال اختیار کرتا ہوں۔ وہ فرماتا ہے: خذوا زینتکم عند کل مسجد۔ اس لئے میں پسند کرتا ہوں کہ اپنے خوبصورت ترین کپڑے پہنوں۔ (تفسیر عیاشی)

۶۔ جناب حسن بن الفضل الطبرسی باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میرے والد ماجد (امام محمد باقر علیہ السلام) کے پاس دو درشت اور کھردرے کپڑے تھے جن میں وہ نماز پڑھا کرتے تھے اور جب خدا سے کوئی حاجت طلب کرنا چاہتے تھے تو وہ پہن کر (عاجزانہ شان سے) خدا سے حاجت برآری کی استدعا کرتے تھے۔ (مکارم الاخلاق)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ تم عنوان کے اندر ان بظاہر مختلف حدیثوں کے درمیان جمع کی وجہ معلوم کر چکے ہو (کہ درشت کپڑے والی حدیثیں خلوت پر اور اعلیٰ والی جلوت پر محمول ہیں) نیز ہر حالت میں تخییر کا بھی احتمال ہے کہ نمازی کو درشت یا اعلیٰ لباس کے پہننے کا اختیار ہے۔

باب ۵۵

جو کپڑے یا چمڑے (مسلمانوں کے) بازار سے خریدے جاتے ہیں ان میں نماز پڑھنی جائز ہے جب تک یہ علم و یقین نہ ہو کہ وہ نجس ہیں یا مردار کے ہیں اور اس سلسلہ میں سوال کرنا واجب نہیں ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن محمد بن ابونصر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام رضا علیہ السلام) سے سوال کیا کہ ایک شخص بازار میں جاتا ہے اور ایک فرو کا جبہ خرید کرتا ہے مگر یہ نہیں جانتا کہ وہ تزکیہ شدہ ہے یا نہیں؟ آیا اس میں نماز پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں! (پھر فرمایا) تم پر (خریدتے وقت) سوال کرنا لازم نہیں ہے۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ خارجیوں نے اپنی جہالت کی وجہ سے (سوال و جواب کر کے) اپنے اوپر قافیہ تنگ کیا اللہ کا دین اس سے بہت وسیع تر ہے۔ (التہذیب، الفقیہ)

۲۔ علی بن ابی حمزہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا جبکہ میں بھی وہاں موجود تھا کہ

ایک شخص تلوار پہلو میں لٹکا کر نماز پڑھتا ہے؟ فرمایا: ہاں! (ٹھیک ہے)۔ عرض کیا کہ (اس کا میان) کیمخت کا ہے؟ فرمایا: وہ کیا ہے؟ عرض کیا: وہ ایک حیوان کا چمڑا ہے جو کبھی تزکیہ شدہ ہوتا ہے اور کبھی غیر تزکیہ شدہ؟ فرمایا: جس کے متعلق علم و یقین ہو کہ وہ تزکیہ شدہ نہیں ہے اس میں نہ پڑھو۔ (التہذیب)

۳۔ اسحاق بن عمار حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: یمنی پوستین اور جو کچھ اسلام کی سرزمین میں تیار کیا جاتا ہے اس میں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے! عرض کیا: اگر وہاں غیر مسلمان بھی ہوں تو؟ فرمایا: جب مسلمان غالب ہوں اور اکثریت میں تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود جعفر بن محمد بن یونس سے اور وہ اپنے والد (محمد) سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام (یا امام رضا علیہ السلام) کی خدمت میں خط لکھا جس میں یہ سوال کیا تھا کہ آیا میں ایسی پوستین اور ایسا موزہ پہن کر نماز پڑھ سکتا ہوں جس کے متعلق علم نہیں کہ وہ تزکیہ شدہ ہے؟ یا نہ؟ امامؑ نے جواب میں لکھا کہ "اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔" (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے نجاسات (ج ۱، باب ۵۰ میں اور کچھ یہاں باب ۳۸ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد اطعمۂ محرمہ (ج ۸، باب ۳۳ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵۶

حلال جانور کے وہ اعضاء جن میں زندگی نہیں ہوتی جیسے پشم اور بال، اگر وہ مردار سے حاصل کئے جائیں تو ان میں نماز پڑھی جاسکتی ہے بشرطیکہ کاٹے جائیں اور اگر اکھیڑے جائیں تو ان کا وہ حصہ دھولیا جائے جو چمڑے سے متصل تھا۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مردہ حیوان کی پشم (سے تیار شدہ کپڑے) میں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ پشم میں روح نہیں ہوتی۔ (التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو حریز قمی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا پرندہ کا پر تزکیہ شدہ ہے؟ فرمایا: میرے والد ماجد (حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) پروں کا تکیہ استعمال کرتے تھے۔ (الفروع)

۳۔ قبل ازیں (ج ۱، باب ۶۸ از نجاسات میں) بروایت زرارہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی یہ حدیث گزر چکی ہے جس میں وارد ہے کہ بال، پشم، ہڈی، پر اور (جسم حیوانی پر) ہر اگنے والی چیز مردہ نہیں ہوتی۔

۴۔ جناب شیخ عبداللہ بن جعفر حمیری باسنادِ خود مسعدہ بن صدقہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ جناب جابر بن عبداللہ انصاری کہا کرتے تھے کہ پشمینہ اور بالوں کی دباغت (رنگنا) پانی سے ہوتا ہے اور بھلا پانی سے بڑھ کر پاک کرنے والی اور کیا چیز ہے؟ (قرب الاسناد)

۵۔ ابوالبختری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مردہ پشمینہ کا تزکیہ اس کا پانی سے دھونا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: یہ اس صورت میں ہے کہ جب پشم (قینچی سے) کاٹی نہ جائے (بلکہ مردہ جسم سے اکھیڑی جائے) ورنہ کاٹنے کی صورت میں دھونے کی ضرورت نہیں ہے) نیز اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (ج ۱، باب ۶۸ از نجاسات میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (ج ۸، باب ۳۴ از اطعمہ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵۷

تلوار، کمان اور کیمخت میں نماز پڑھنا جائز ہے ہاں البتہ بغیر ضرورت کے پیشنماز کے لئے تلوار لٹکا کر یا تلوار کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود علی بن جعفرؑ سے اور وہ ایک حدیث کے ضمن میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ان سے دریافت کیا کہ آیا تلوار بمنزلہ چادر کے ہے (جو پیشنماز کے لئے مستحب ہے) آیا کوئی شخص (چادر کی بجائے) تلوار لٹکا کر لوگوں کو نماز پڑھا سکتا ہے؟ فرمایا: حالت جنگ کے سوا نہیں پڑھا سکتا۔ (التہذیب)

۲۔ وھب بن وھب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ پیش نماز کے علاوہ عام آدمی کے لئے) تلوار بمنزلہ چادر کے ہے جب تک اس میں خون نہ دیکھو اس میں نماز پڑھ سکتے ہو اور کمان بھی بمنزلہ چادر کے ہے۔ (التہذیب، قرب الاسناد، الفقیہ)

۳۔ جناب شیخ صدوق علیہ الرحمہ مرسلاً حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں (پھر سابقہ روایت نقل کی ہے جس میں یہ تتمہ بھی ہے فرمایا) تلوار کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا جائز نہیں ہے کیونکہ قبلہ امن (کی علامت) ہے (اور تلوار جنگ کی علامت ہے)۔ (الفقیہ)

۴۔ قبل ازیں (باب ۵۳ میں) بروایت ابن سنان یہ حدیث صادقیؑ گزر چکی ہے کہ جب نمازی کے پاس کوئی کپڑا نہ ہو مگر تلوار ہو تو اسے لٹکا کر اور کھڑے ہو کر نماز پڑھے۔

۵۔ نیز اسی باب میں بروایت ریان امام رضا علیہ السلام کی یہ حدیث گزر چکی ہے جس میں امامؑ نے کیمخت میں نماز پڑھنے کے متعلق فرمایا کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

باب ۵۸

زیورو زینت کے بغیر عورت کے لئے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود غیاث بن ابراہیم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ عورت بغیر زیور کے نماز نہ پڑھے۔(التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عورت کے لئے یہ شایاں نہیں ہے کہ وہ اپنے نفس کو زیور وغیرہ کی زینت سے بے بہرہ رکھے۔ اور نہیں تو گلے میں کوئی ہار ہی ڈال لے۔ اور نہ ہی اس کے شایان شان ہے کہ اپنے ہاتھوں کو کسی قسم کے خضاب (رنگ) سے خالی رکھے۔ اگرچہ عمر رسیدہ ہو۔ اور کچھ نہیں تو تھوڑی سی مہندی ہی لگا لے۔(الفقیہ، الامالی)

باب ۵۹

سرخ، زعفرانی، زرد اور گہرے سرخ رنگ کے کپڑے میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود مالک بن اعین سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک بار میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دیکھا کہ وہ گہرے سرخ رنگ کی بڑی چادر اوڑھے ہوئے بیٹھے ہیں۔ یہ منظر دیکھ کر میری ہنسی نکل گئی۔ امامؑ نے فرمایا: گویا کہ میں جانتا ہوں کہ تم کیوں ہنسے ہو؟ اسی (سرخ) کپڑے کی وجہ سے جو میرے بدن پر ہے! (پھر فرمایا) میری بیوی ثقفیہ نے جس سے میں محبت کرتا ہوں اس نے اس کے پہننے پر مجھے مجبور کیا (تو میں نے پہن لیا) مگر ہم اس میں نماز نہیں پڑھتے اور نہ ہی تم گہرے سرخ کے کپڑے میں نماز پڑھو۔ راوی کہتا ہے (کچھ عرصہ کے بعد) جب میں پھر آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تو معلوم ہوا کہ آپؑ نے اس (ثقفیہ) کو طلاق دے دی ہے! (وجہ پوچھنے پر) فرمایا: میں نے سنا کہ وہ حضرت علی علیہ السلام سے برأت کرتی تھی (خارجیہ تھی) لہٰذا اب میرے لئے اس کو اپنے پاس رکھنے کی کوئی گنجائش نہ تھی جبکہ وہ آنجنابؑ سے برأت کرتی تھی۔(الفروع)

۲۔ حماد بن عثمان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: گہرے سرخ رنگ میں رنگے ہوئے کپڑے میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔(الفروع، التہذیب)

۳۔ یزید بن صنیعہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ گہرے زرد رنگ اور زعفران سے رنگے ہوئے کپڑے میں نماز پڑھنا مکروہ جانتے تھے۔(التہذیب)

باب ۶۰

اگر نماز گزار بغیر ضرورت کے گدھے یا خچر کے چمڑے کا بنا ہوا تیل کا برتن یا ان کا نعل ہمراہ رکھ کر نماز پڑھے تو مکروہ ہے۔ اسی طرح آستین میں کوئی پرندہ چھپا کر نماز پڑھنا بھی مکروہ ہے۔ ہاں البتہ اگر کوئی موتی یا موتیوں کی لڑی منہ میں رکھ کر نماز پڑھے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے بشرطیکہ قرأت سے مانع نہ ہو۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص آستین میں کوئی پرندہ چھپا کر نماز پڑھے تو؟ فرمایا: (اگر چھوڑنے سے) اس کے تلف ہونے کا اندیشہ ہو تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔ (الفروع، الفقیہ، قرب الاسناد)

۲-۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے باسناد خود علی بن جعفرؑ والی یہی روایت نقل کی ہے جس میں یہ تتمہ بھی ہے کہ "میں نے آپؑ سے سوال کیا کہ ایک شخص نماز پڑھتا ہے جبکہ اس کے پاس گدھے یا خچر کے چمڑے کا وہ چھوٹا سا برتن ہو جس میں تیل رکھا جاتا ہے؟ فرمایا: عام حالات میں تو ایسا نہیں کرنا چاہیئے۔ ہاں البتہ اس کے ضائع ہونے کا خوف ہو تو پھر اسے ہمراہ لے کر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ پھر عرض کیا کہ ایک شخص اس حالت میں نماز پڑھتا ہے کہ اس کے منہ میں موتی ہوں یا وہ ڈوری ہو جس میں موتی پروئے ہوئے ہوں تو؟ فرمایا: اگر تو یہ قرأت سے مانع ہو تو پھر نہیں ورنہ کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

باب ۶۱

اس چمڑے میں نماز پڑھنا مکروہ ہے جو ایسے (حنفی) مسلمان سے خریدا جائے جو مردار کے چمڑے کو رنگنے سے حلال جانتا ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: پوستین میں نماز پڑھنا مکروہ ہے مگر وہ جو حجاز میں تیار کی جائے یا جس کے متعلق علم ہو کہ وہ تزکیہ شدہ (جانور کے چمڑے اور ریشم سے تیار کی گئی ہے) ہے۔ (الفروع)

۲۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوستین میں نماز پڑھنے کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: حضرت امام زین العابدین علیہ السلام ایک ایسے شخص تھے جن کو سردی زیادہ لگتی تھی اور حجاز کی تیار کردہ پوستین ان کو گرمی نہیں پہنچاتی تھی کیونکہ اس کا چمڑا (قرظ (سلم) نامی درخت کے پتوں میں رنگا جاتا ہے (جو کہ سرد ہے) اس لئے وہ تمہارے علاقہ یعنی عراق سے آدمی بھیج کر پوستین منگواتے تھے۔ اور اسے زیب تن فرماتے تھے مگر نماز کے وقت اسے اور اس کپڑے کو جو اس

سے متصل ہوتا تھا (احتیاطاً) اتار دیتے تھے اور جب اس کی وجہ پوچھی جاتی؟ تو فرماتے کہ اہل عراق مردار کے چمڑے کا استعمال جائز جانتے ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ اس کا رنگ دینا ہی اس کا تزکیہ ہے۔ (ایضاً)

۳۔ محمد بن الحسین اشعری بیان کرتے ہیں کہ ہمارے بعض اصحاب نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ آیا جو پوستین بازار سے خریدا جائے تو؟ (اس میں نماز پڑھی جا سکتی ہے؟) امامؑ نے (جواب میں) فرمایا: جب بیچنے والا (اس کے تزکیہ شدہ ہونے کی) ضمانت دے تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳۸ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۶۲

بچوں اور عورتوں کے لئے آواز دینے والا پازیب پہننا مکروہ ہے۔ اور جس سے آواز نہ نکلے اس کا پہننا جائز ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ بچوں اور عورتوں کے لئے پازیب کا پہننا کیسا ہے؟ فرمایا: اگر بے آواز ہو تو کوئی مضائقہ نہیں اور اگر آواز دار ہو تو پھر نہیں! (الفروع، الفقیہ، مسائل، بحار الانوار، قرب الاسناد)

باب ۶۳

نماز پڑھتے وقت زیادہ کپڑے استعمال کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن میمون سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام) سے روایت کرتے ہیں فرمایا: وہ تمام کپڑے جن میں تم نماز پڑھتے ہو وہ خدا کی تسبیح و تقدیس کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ طریقہ تھا کہ جب نماز قائم ہو جاتی تو آپؐ جوتے پہن لیتے تھے اور ان میں نماز پڑھتے تھے۔ (علل الشرائع)

۲۔ طلحہ بن زید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد (امام محمد باقر علیہ السلام) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ جب کوئی آدمی نماز پڑھتا ہے تو اس کا جسم، اس کے کپڑے اور جو کچھ اس کے اردگرد ہے وہ سب خدا کی تسبیح و تقدیس کرتے ہیں۔ (ایضاً)

باب ۶۴

پائجامہ اور عمامہ میں نماز پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب حسن بن الفضل الطبرسی حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: وہ دو رکعت نماز جو عمامہ باندھ کر پڑھی جائے وہ بغیر عمامہ کے چار رکعتوں سے افضل ہے۔(مکارم الاخلاق)

۲۔ حضرت شیخ محمد بن مکی شہید اولؒ فرماتے ہیں مروی ہے کہ وہ ایک جو پائجامہ پہن کر پڑھی جائے وہ بغیر پائجامہ کے چار رکعت کے برابر ہے۔(الذکریٰ)

۳۔ فرمایا: ایسا ہی عمامہ کے بارے میں مروی ہے (کہ عمامہ باندھ کر پڑھی ہوئی ایک رکعت بغیر عمامہ کے چار رکعت کے برابر ہے)۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس مطلب پر عمومی طور پر دلالت کرنے والی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۶ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۰ ملابس میں) ذکر کی جائیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

نماز وغیرہ میں لباس کے احکام کے ابواب

(اس باب میں کل تہتر (۷۳) ابواب ہیں)

باب ۱

عمدہ اور اچھے کپڑے پہننا مستحب ہے اور سختی و مسکنت کو ظاہر کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوہاشم سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم حسن و جمال اور خوبصورت لباس کو پسند کرتا ہے اور سختی و مسکنت ظاہر کرنے کو ناپسند کرتا ہے۔ (الفروع)

۲۔ ابوبصیر مرفوعاً حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم جمیل ہے اس لئے جمال کو پسند کرتا ہے اور اس بات کو بھی پسند کرتا ہے کہ اپنے بندہ پر اپنی نعمتوں کا اثر دیکھے۔ (ایضاً)

۳۔ علی بن اسباط اس شخص سے روایت کرتے ہیں جس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ فرمایا: جب خداوند عالم کسی بندہ کو کوئی نعمت عطا کرتا ہے تو یہ بھی چاہتا ہے کہ وہ اس نعمت کو بندہ پر دیکھے کیونکہ وہ جمیل ہے اور جمال کو دوست رکھتا ہے۔ (ایضاً)

۴۔ یوسف بن ابراہیم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: لباس پہنو اور اچھا پہنو کیونکہ اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے مگر یہ اچھا لباس حلال کی کمائی سے ہونا چاہیے۔ (ایضاً)

۵۔ مسمع بن عبدالملک حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ایسے شخص کو دیکھا جس کے بال بکھرے ہوئے، کپڑے میلے کچیلے اور حالت بہت ابتر تھی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: یہ چیز بھی دین میں داخل ہے کہ دنیا اور اس کی نعمتوں سے فائدہ اٹھایا جائے۔ (ایضاً)

۶۔ اسی سلسلہ سند کے ساتھ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے فرمایا: برا بندہ ہے وہ جو میلا کچیلا ہو اور پروانہ کرے کہ کہتا کیا ہے اور کرتا کیا ہے۔ (ایضاً)

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تین

چیزیں ایسی ہیں کہ جن کا خداوند عالم بندہ مؤمن سے حساب نہیں لے گا (۱) وہ طعام جو وہ کھائے۔(۲) وہ کپڑا جو وہ زیب تن کرے۔(۳) اور وہ نیک زوجہ جو اس کے ساتھ تعاون کرے اور یہ اس کے ساتھ (حرام کاری سے) اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرے۔(الخصائل)

۸۔ جناب شیخ عبداللہ بن جعفر حمیری باسنادخود احمد بن ابونصر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: تم اچھے لباس کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ مجھ تک یہ روایت پہنچی ہے کہ حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام لباس فاخرہ پہنتے تھے مگر امام جعفر صادق علیہ السلام نئے کپڑے کو لے کر پانی میں ڈبو دیتے تھے (تا کہ اس کی زیبائش ختم ہو جائے) فرمایا: تم لباس پہنو اور خوبصورت بنو! چنانچہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام پانچ سو درہم کا جبہ خز اور خز کی ہی دھاری دار چادر پچاس دینار کی خرید کر سردیوں میں استعمال کرتے تھے اور جب سردیاں ختم ہو جاتی تھیں تو اسے فروخت کر کے اس کی قیمت (فقراء اور مساکین پر) صدقہ کر دیتے تھے اور اس آیت کی تلاوت فرماتے تھے: قل من حرم زینۃ الله التی اخرج لعبادہ و الطیبت من الرزق۔(کہہ دو کہ اللہ کی اس زینت کو کس نے حرام قرار دیا ہے جو اس نے اپنے بندوں کے لئے مقرر کی ہے اور پاکیزہ رزق کو)۔(قرب الاسناد)

۹۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادخود منصوری سے اور وہ حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم جمال اور جمیل بننے کو دوست رکھتا ہے اور فقر اور بدحالی کے اظہار کو برا سمجھتا ہے کیونکہ خدا جب کسی بندہ کو کوئی نعمت عطا کر کے اس پر احسان کرتا ہے تو وہ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اپنے اس بندہ پر اپنی اس نعمت کا کوئی ظاہری اثر بھی دیکھے۔ عرض کیا گیا کہ وہ کس طرح؟ فرمایا: وہ اس طرح کہ اپنے لباس کو صاف ستھرا اور اپنی خوشبو کو معطر کرے اور اپنے گھر کو چونہ گچ کرے اور گھر کے صحن میں جھاڑو دے کرا سے صاف کرے۔ یہی وجہ ہے کہ سورج ڈوبنے سے پہلے چراغ جلانا فقر و فاقہ کو دور کرتا ہے اور رزق میں اضافہ کرتا ہے۔(الامالی فرزند شیخ طوسیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (ج ا باب ۳۳ از احتضار اور باب ۱۰ از لباس مصلی میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد خز کے پہننے کے (باب ۱۰ و ۱۷ و ۲۷ میں) ذکر کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

نعمت خداوندی ظاہر کرنا اور آدمی کا اپنی قوم کے بہترین لباس میں ملبوس ہونا مستحب ہے اور نعمت کا چھپانا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود برید بن معاویہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے عبید بن زیاد سے فرمایا: خدا کو نعمت کا ظاہر کرنا بہ نسبت اس کے چھپانے کے زیادہ محبوب ہے۔ خبردار! اپنی قوم کی

بہترین زینت سے اپنے آپ کو مزین کرو۔ راوی کہتا ہے کہ موصوف کو اس کے بعد اپنی وفات تک جب بھی دیکھا گیا تو وہ اپنی قوم کے بہترین لباس میں ہوتے تھے۔ (الفروع)

۲۔ حماد بن عثمان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے: ہر زمانہ کا بہترین لباس وہ ہے جو اس دور کے لوگوں کا ہو۔ (الاصول)

۳۔ علی بن محمد مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب خدا کسی بندہ کو کسی نعمت سے نواز کر اس پر احسان فرمائے اور اس پر اس کا اثر بھی ظاہر ہو تو اسکا نام حبیب اللہ اور اللہ کی نعمت کا بیان کرنے والا رکھا جاتا ہے۔ اور جب خدا کسی بندے کو کوئی نعمت عطا کرکے اس پر احسان کرے مگر اس پر اس کا کوئی اثر ظاہر نہ ہو تو اس کا نام دشمن خدا اور خدا کی نعمت کا جھٹلانے والا رکھا جاتا ہے۔ (الفروع)

۴۔ ابن ابی عمیر مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میں کسی بھی بندے کے لئے اس (بری صفت) کو ناپسند کرتا ہوں کہ خدا اس کو کوئی نعمت عطا فرمائے اور وہ اس کو ظاہر نہ کرے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس سے پہلے (باب ایں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۷ اور باب ۲۷ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳

جب کسی شخص کے متعلق فقر و فاقہ کا گمان ہونے لگے تو اس کے لئے تونگری کا ظاہر کرنا مستحب ہے اگر چہ فی الواقع تونگر نہ ہو۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ مدینہ کے کچھ لوگوں نے کہا کہ امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کے پاس کوئی مال و دولت نہیں ہے (جب یہ بات امامؑ تک پہنچی تو) آپؑ نے خاص آدمی بھیج کر مدینہ کے ایک (مالدار) شخص سے ایک ہزار درہم قرضہ لیا اور پھر وہ تمام درہم صدقات وصول کرنے والے شخص کو یہ کہہ کر بھجوائے کہ یہ ہمارے مال کا صدقہ[1] ہے۔ یہ ماجرا دیکھ کر انہی لوگوں نے کہا: امام حسنؑ نے یہ رقم بھیجی ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے پاس (بہت سا) مال ہے۔ (الفروع)

۲۔ اسی سلسلہ سند سے مروی ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام کو یہ اطلاع ملی کہ طلحہ وزبیر نے یہ کہا ہے کہ حضرت علیؑ کے پاس کچھ مال و منال نہیں ہے تو جنابؑ پر ان کی یہ بات بہت شاق گزری۔ اور اپنے وکلاء کو حکم دیا کہ ان کا تمام متفرق غلہ ایک جگہ اکٹھا کریں۔

---

[1] علامہ مجلسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ضرورت اور مصلحت کے تحت "توریہ" جائز ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

جب اس مال پر سال گزر گیا تو انہوں نے (اس غلے کو فروخت کر کے) اس کی قیمت جنابؑ کی خدمت میں لا کر ڈھیر کر دی جو ایک لاکھ درہم تھی۔ جنابؑ نے آدمی بھیج کر طلحہ و زبیر کو بلایا۔ جب وہ آ گئے تو ان سے فرمایا: بخدا! یہ سب مال خالص میرا ذاتی ہے اس میں کسی بھی شخص کا کوئی حصہ نہیں ہے اور چونکہ وہ آپؑ کے فرمان کی تصدیق کرتے تھے اس لئے کہنے لگے: ان کے پاس تو بہت مال ہے۔ (ایضاً)

۳۔ عبدالاعلیٰ مولیٰ آل سام بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ آپؑ کے پاس بہت سا مال ہے؟ فرمایا: یہ بات مجھے بری نہیں لگتی (بلکہ اچھی لگتی ہے پھر) فرمایا کہ ایک دن حضرت امیر علیہ السلام ایک پھٹی ہوئی قمیص پہن کر جبّ قریش کے چند آدمیوں کے پاس سے گزرے تو وہ آپؑ کی حالت دیکھ کر کہنے لگے: معلوم ہوتا ہے کہ ان کے پاس کوئی مال و منال نہیں ہے! جب یہ بات آپؑ کے گوش گزار ہوئی تو آپؑ نے اپنے صدقات کے متولی کو بلا کر حکم دیا کہ میری تمام کھجوریں جمع کرو۔ اور ان سے کسی کو کچھ نہ دو اور زیادہ سے زیادہ اکٹھی کرو۔ چنانچہ جب بہت سی کھجوریں جمع ہو گئیں تو حکم دیا کہ (کچھ چھوڑ کر) باقی بالترتیب (جس طرح آئی تھیں) انہیں فروخت کر کے ان کے درہم بناؤ۔ جب بہت سے درہم اکٹھے ہو گئے تو حکم دیا کہ ان کو اکٹھا کر کے کھجوروں کے پاس اس طرح چھپا کر رکھو کہ نظر نہ آئیں چنانچہ ایسا ہی کیا گیا پھر متولی کو حکم دیا کہ جب میں کھجوریں منگواؤں تو تم ان کے اوپر چڑھ کر مال کو ملاحظہ کرنا اور پھر پاؤں کی ٹھوکر مارنا اور تمام درہم بکھیر دینا اس کے بعد حضرت امیر علیہ السلام نے آدمی بھیج کر ایک ایک کر کے ان تمام لوگوں کو جمع کیا جنہوں نے کہا تھا کہ حضرت امیرؑ کے پاس کچھ مال و منال نہیں ہے! جب وہ آ گئے تو آنجنابؑ نے کھجوریں طلب فرمائیں (جن کے ہمراہ درہم بھی تھے) پھر اس شخص کو حکم دیا کہ کھجور کے اس ڈھیر پر چڑھ جا اور ڈھیر کو پاؤں کی ٹھوکر سے نیچے گرا۔ چنانچہ جب اس نے ٹھوکر ماری تو سب درہم بکھر گئے (اور درہموں کا ڈھیر لگ گیا) ان لوگوں نے (از راہ تعجب) عرض کیا: یا ابا الحسن! یہ کیا ہے؟ فرمایا: یہ سب اس شخص کا مال ہے جس کے پاس کوئی مال نہیں ہے (تب وہ اصل حقیقت کو سمجھے) پھر آپؑ نے حکم دیا اب دیکھو کہ میں جن جن (غریب و فقیر لوگوں) کو جو کچھ پہلے دیتا تھا اس کے حصے کا مال اس کے گھر بھیج[1] دو۔ (ایضاً)

۴۔ اسی سلسلہ سند کے ساتھ عبدالاعلیٰ مولیٰ آل سام سے مروی ہے کہ ان کا بیان ہے کہ ایک بار حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی مالی حالت سخت کمزور ہو گئی تو آپؑ نے ایک ہزار درہم مدینہ کے متولیٔ صدقات کے پاس بھیجا اور فرمایا: یہ میرے مال کا صدقہ ہے۔ (ایضاً)

(اس کا نام ہے "فقر غیور")۔ مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض اور حدیثیں اس کے بعد (باب ۷ و ۸، ۲۷، ۲۹ اور ۳۲ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

---

[1] ان سب حقائق سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح و آشکار ہو جاتی ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام اپنا سارا مال راہ خدا میں دے دے کر قلاش ہو گئے ورنہ ان کے پاس ذاتی مال و دولت کی کوئی کمی نہیں تھی یعنی ان کا فقر اختیاری تھا اضطراری نہیں تھا (ویؤثرون علی انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ) یہی حقیقت حضرت سید ابن طاؤس نے اپنی کتاب کشف المحجہ میں بڑے شواہد سے ثابت کی ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۴

مستحب ہے کہ ایک مسلمان آدمی دوسرے مسلمان کے لئے، اجنبی کے لئے اور اپنے اہل و احباب کے لئے زیب و زینت کرے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو بصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت امیر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ تمہیں چاہیئے کہ اپنے آپ کو اپنے مسلمان بھائی کے لئے اسی طرح مزین کرو جس طرح ایک اجنبی آدمی کے سامنے اپنے آپ کو بہترین ہیئت و حالت میں پیش کرتے ہو۔(الفروع، الخصال)

۲۔ جناب حسن بن الفضل الطبرسی نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے متعلق لکھا ہے کہ وہ آئینہ میں اپنا چہرہ دیکھ کر اپنے سر کے بالوں میں کنگھی پٹی کرتے تھے اور بعض اوقات (جب آئینہ دستیاب نہ ہوتا تو) پانی میں دیکھ کر سر کے بالوں میں کنگھی کرتے تھے اور وہ اہل و عیال کے علاوہ اپنے اصحاب کے لئے بھی زیب و زینت کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ خدا اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کا بندہ جب اپنے (دینی) بھائیوں (کی ملاقات) کے لئے باہر نکلے تو بن سنور کر نکلے۔(مکارم الاخلاق)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ و ۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۵ و ۱۷ و ۲۷ و ۲۹ و ۳۱ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵

صاحب شرف و ثروت آدمی کے لئے یہ بات مکروہ ہے کہ وہ لباس اور دیگر امور میں کوئی پست کام انجام دے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن وھب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک بار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھے دیکھا کہ میں کچھ سبزی خود اٹھا کر لا رہا تھا، فرمایا: ایک شریف و مالدار شخص کے لئے یہ بات مکروہ ہے کہ ایک معمولی چیز خود اٹھائے۔(تاکہ اسے معمولی آدمی سمجھ کر) اس پر جرأت کی جائے (اور لوگ اس کی توہین کریں)۔ (الفروع، الخصال)

۲۔ عبداللہ بن جبلہ بیان کرتے ہیں کہ میں ہاتھ میں مچھلی لٹکائے ہوئے جا رہا تھا کہ راستہ میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے ملاقات ہوگئی۔ فرمایا: اسے (مچھلی کو) پھینک دو۔ میں ایک شریف اور ثروت مند آدمی کے لئے اس بات کو مکروہ جانتا ہوں کہ معمولی کام کو بذات خود انجام دے پھر فرمایا: اے گروہ شیعہ! تمہارے دشمن بہت زیادہ ہیں۔ عام مخلوق تم سے دشمنی رکھتی

ہے۔ لہٰذا جس قدر ممکن ہو ان کے سامنے زیب و زینت کرو۔ (تا کہ تمہارے دنیوی ٹھاٹھ باٹھ کی وجہ سے تمہیں نقصان نہ پہنچا سکیں بلکہ مجبوراً تمہارا احترام کریں)۔ (الفروع و صفات الشیعہ للصدوقؒ)

۳۔ یونس بن یعقوب بیان کرتے ہیں کہ مدینہ کے ایک شخص کو امام جعفر صادق علیہ السلام نے دیکھا جو اپنے اہل و عیال کے لئے کچھ سامان خرید کر اور خود اٹھا کر لے جا رہا تھا۔ جب اس نے امامؑ کو دیکھا (اور امامؑ نے اس کو) تو اسے شرم محسوس ہوئی۔ امامؑ نے اس سے فرمایا: تو نے یہ سامان اپنے اہل و عیال کے لئے خریدا اور انہی کے لئے اٹھا کر لے جا رہا ہے (اس میں شرمانے کی کیا بات ہے؟) پھر فرمایا: اگر یہ مدینہ کے لوگ نہ ہوتے (جو چہ میگوئیاں کرتے ہیں) تو میں پسند کرتا ہوں کہ میں اپنے اہل و عیال کی ضروریات کی چیزیں خریدوں اور خود اٹھا کر لے جاؤں۔ (اصول کافی، باب التواضع)

مؤلف علامؒ فرماتے ہیں کہ اس کی وجہ آخر میں بیان کی جائے گی (کہ وہ شخص اس قدر مالدار نہیں تھا کہ یہ سودا سلف خود اٹھانا اس کے شایان شان نہ ہوتا)۔

۴۔ سلمہ بن محرز بیان کرتے ہیں کہ ایک بار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ایک شخص کے پاس سے گزرے جو بہت اونچی آواز سے (شور مچا کر) ایک دوسرے آدمی سے کسی معمولی سی چیز کا مطالبہ کر رہا تھا امامؑ (یہ ماجرا دیکھ کر رکے اور اس شخص سے) پوچھا: تیرا اس سے مطالبہ کس قدر ہے؟ اس نے بتایا: اس قدر (معمولی سا)۔ امامؑ نے فرمایا: کیا تم تک یہ بات نہیں پہنچی کہ کہا جاتا ہے کہ جس شخص میں مروت و شرافت نہیں ہے اس میں دین و دیانت بھی نہیں ہے۔ (الفروع)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابن ابی نجران سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اپنے ہاتھ سے اپنے چاک گریبان کو پیوند لگائے، جو اپنا جوتا خود ٹانکے اور اپنا سامان خود اٹھائے وہ تکبر سے بری و بیزار ہو جاتا ہے۔ (ثواب الاعمال، الفروع)

(اس روایت سے تو مستفاد ہوتا ہے کہ اس قسم کے پست کام کرنے میں کوئی قباحت نہیں ہے اس لئے)

مؤلف علامؒ (جواب میں) فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس صورت پر محمول ہے کہ یہ کام عرف عام میں اس شخص کی نسبت پست نہ ہوں (کیونکہ آدمیوں کے اعتبار سے کسی کام کی بلندی و پستی کا معیار بھی بدل جاتا ہے)۔ یہ کام اس شخص کے ساتھ مخصوص ہیں جو مالدار نہ ہو۔ (واللہ العالم)۔

باب ۶

صاف ستھرا کپڑا پہننا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سفیان بن السمط سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ صاف ستھرا (اور عمدہ) کپڑا دشمن کو ذلیل و رسوا کرتا ہے۔ (الفروع)

۲۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ صاف ستھرا (اور دھلا ہوا اجلا) کپڑا رنج و غم اور حزن و ملال کو دور کرتا ہے اور نماز کی ادائیگی کے لئے بھی پاک و پاک کنندہ ہوتا ہے۔
(الفروع، الخصال)

۳۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کپڑا بنوائے اسے چاہیئے کہ اسے صاف ستھرا بھی رکھے۔ (الفروع)

باب ۷

لباس فاخرہ اور قیمتی پہننا مکروہ نہیں ہے بلکہ مستحب ہے جب تک لباس شہرت کی حد تک نہ پہنچائے بلکہ انتہائی بوسیدہ اور درشت قسم کا لباس شہرت پہننا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت محدث کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود جابر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ساج (خاص قسم کی سبز یا سیاہ گول چادر، طاق (خاص قسم کا کرتہ) اور خمیصہ (خاص قسم کا جبہ) زیب بدن فرمایا ہے۔ (الفروع)

۲۔ حسن بن علی الوشاء بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام گرمیوں کے موسم میں دو کپڑے پانچ سو درہم میں خرید کر استعمال فرماتے تھے۔ (ایضاً)

۳۔ عبداللہ بن سنان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا جو فرما رہے تھے کہ ایک بار میں طواف کر رہا تھا کہ اچانک میں نے دیکھا کہ ایک شخص میرے کپڑے کو پکڑ کر کھینچ رہا ہے! میں کیا دیکھتا ہوں کہ وہ عباد بن کثیر بصری (مشہور صوفی) ہے۔ مجھ سے کہنے لگا: یا جعفرؑ! علیؑ سے یہ خاص قرابت قریبہ رکھنے کے باوجود (جو انتہائی کم قیمت لباس پہنا کرتے تھے) آپ ایسے مقدس مقام پر اس قسم کے (اعلیٰ) کپڑے پہنتے ہیں؟ فرمایا: میرا یہ کتان کا سفید کپڑا (یا مقام قرقوب کا تیار کردہ کپڑا) میں نے ایک دینار میں خریدا ہے۔ پھر فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام ایک ایسے دور میں تھے جس میں وہی لباس ٹھیک تھا جو آپؑ زیب بدن کرتے تھے مگر آج کے دور میں میں وہ لباس پہنوں تو (لباس شہرت ہونے کی وجہ سے) لوگ کہیں گے کہ یہ شخص (امام جعفر صادق علیہ السلام) عباد (ابن کثیر بصری) کی طرح ریاکار ہیں۔ (الفروع، الکشی)

۴۔ ابن القداح بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام مجھ پر یا میرے والد پر ٹیک لگائے بیٹھے تھے جبکہ آپؑ نے بڑے خوبصورت کپڑے زیب تن کر رکھے تھے۔ اس وقت عباد بن کثیر آ گیا اور آتے ہی (امامؑ کے اعلیٰ کپڑے دیکھ کر) کہنے لگا: یا ابا عبداللہ! آپ اہل بیت نبوتؐ میں سے ہیں اور آپؑ کے دادا ایسے تھے۔۔۔۔۔ اور آپؑ اور یہ اعلیٰ لباس؟ کتنا اچھا

ہوتا اگر آپ اس سے کم قیمت لباس پہنتے؟ امامؑ نے اس سے فرمایا: افسوس ہے تجھ پر اے عباد! من حرم زينة الله التى اخرج لعباده و الطيبات من الرزق۔ خدا جب کسی بندہ کو کوئی نعمت عطا کرتا ہے تو یہ چاہتا ہے کہ بندہ پر اس کا اثر دیکھے! لہٰذا اس لباس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ افسوس ہے تجھ پر اے عباد! میں رسول کا ٹکڑا ہوں (اس قسم کی بے جا باتیں کر کے) مجھے اذیت نہ پہنچاؤ)۔

راوی کہتا ہے کہ عباد صرف گھٹیا اور کم قیمت کے دو کپڑے پہنا کرتا تھا۔ (الفروع)

۵۔ یوسف بن ابراہیم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ حضرت امیر علیہ السلام نے جناب عبداللہ بن عباس کو خوارج (ابن کوا اور اس کے اصحاب) کے پاس (ان کو ہدایت کرنے کے لئے) بھیجا تو وہ افضل ترین لباس (باریک قمیص اور حلّہ) پہنے ہوئے تھے اور بہترین سواری (گھوڑے) پر سوار تھے۔ جب ان کے روبرو گئے تو انہوں نے کہا: یا ابن عباس! ہیں تو آپ افضل الناس مگر آپ ہمارے جباروں اور سرکشوں کے لباس پہن کر اور انہی لوگوں کی سواری پر سوار ہو کر آئے ہیں! (ابن عباس نے کہا: میں پہلے اسی مسئلہ پر تم سے گفتگو کرتا ہوں پھر) قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی: قل من حرم زينة الله التى اخرج لعباده و الطيبات من الرزق۔ (اے رسول! کہہ دو کہ اللہ کی اس زینت کو جو اس نے اپنے بندوں کے لئے بنائی اور پاک و پاکیزہ رزق کو کس نے حرام قرار دیا ہے؟ نیز فرماتا ہے: خذوا زينتكم عند كل مسجد۔ پھر امامؑ نے فرمایا: لباس پہنو خوبصورت بنو کیونکہ خدا جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے مگر یہ سب کچھ رزق حلال سے ہو۔ (الفروع)

۶۔ حماد بن عثمان بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص نے عرض کیا: اصلحک اللہ! آپؑ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام درشت اور بالکل سادہ لباس یعنی چار درہم کی قمیص پہنا کرتے تھے مگر ہم آپ کے جسم مبارک پر بڑا عمدہ لباس دیکھتے ہیں؟ امامؑ نے فرمایا کہ حضرت امیر علیہ السلام وہ لباس اس دور میں پہنتے تھے جب اس کا انکار نہیں کیا جاتا تھا (اسے اوپرا اور انوکھا نہیں سمجھا جاتا تھا۔ وہ فقر و فاقہ کا دور تھا۔ بالعموم مسلمان نان جویں کے محتاج ہوتے تھے)۔ لیکن اگر آج (آنجنابؑ موجود ہوتے اور اس مرفہ الحالی کے دور میں) وہ لباس پہنتے تو اس سے ان کی شہرت ہو جاتی (وہ لباس آج لباس شہرت بن جاتا)۔ پس ہر زمانہ میں بہترین لباس وہ ہوتا ہے جو اس دور کے لوگوں کا لباس ہو۔ ہاں البتہ جب ہمارے قائم آل محمد علیہ السلام آئیں گے تو حضرت علی علیہ السلام والا لباس زیب بدن کریں گے اور انہی کی سیرت پر چلیں گے۔ (الفروع، الاصول)

۷۔ عباس بن ہلال شامی امام رضا علیہ السلام کا غلام بیان کرتا ہے کہ میں نے آپؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ وہ بندہ لوگوں کی نظر میں کس قدر پسندیدہ ہوتا ہے جو لذیذ غذا نہ کھائے اور موٹا جھوٹا کپڑا پہنے اور عاجزی و انکساری کرنے والا ہو؟ امامؑ نے فرمایا: کیا

تم نہیں جانتے کہ جناب یوسف نبی ابن نبی تھے مگر دیباج کی ایسی قبائیں زیب بدن کرتے تھے جن کے بٹن سونے کے ہوتے تھے اور آل فرعون کی (شاندار) نشست گاہوں میں بیٹھتے تھے۔۔۔۔۔ خداوند عالم نے حلال کی نہ (عمدہ) غذا کھانا حرام قرار دی ہے اور نہ کوئی (اعلیٰ) مشروب پینا حرام کیا ہے ہاں البتہ حرام کو حرام قرار دیا ہے۔ خواہ کم ہو یا زیادہ! چنانچہ فرماتا ہے: قـل من حرّم زینة الله التی اخرج لعبادہٖ و الطیبات من الرزق۔ (الفروع)

۸۔ احمد بن عیسیٰ ارشاد ایزدی انـمـا ولیـکـم الله و رسـولـه آمنـوا الـذین یـقـیمـون الصلوٰة و یؤتون الزکوٰة وهـم راکــعــون۔ (تمہارا ولی و سرپرست ایک خدا ہے دوسرا اس کا رسولؐ اور تیسرے وہ کامل الایمان مؤمن جو نماز پڑھتے ہیں اور حالت رکوع میں زکوٰۃ ادا کرتے ہیں) کی تفسیر میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نماز ظہر پڑھ رہے تھے اور اس کی دوسری رکعت کے رکوع میں تھے جبکہ آپؑ کے بدن پر ایک ایسا حلّہ تھا جس کی قیمت ہزار دینار تھی جو نجاشی (بادشاہ حبشہ) نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ کیا تھا اور آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ کو عنایت فرمایا تھا اسی اثناء میں ایک سائل آیا اور اس نے کہا: الـسـلام عـلیـک یا ولی الله و اولـی بالمؤمنین من انفسهم۔ مسکینوں کو صدقہ دیں۔ حضرتؑ نے حلہ اتار کر سائل کی طرف پھینک دیا اور اشارہ کیا کہ اٹھا کرلے جا اور اسی وقت خدا نے یہ آیت نازل کی۔ (اصول کافی)

۹۔ مسعدہ بن صدقہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار سفیان ثوری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، دیکھا کہ آپؑ نے اس قسم کے سفید اور برّاق کپڑے زیب تن کئے ہوئے ہیں کہ گویا انڈے کی سفیدی ہیں۔ کہنے لگا (فرزند رسولؐ!) یہ لباس آپؑ کا لباس نہیں ہے؟ (یہ آپؑ کو زیب نہیں دیتا؟) فرمایا: میں جو کچھ کہتا ہوں اسے سن اور یاد کر کہ یہ تمہارے لئے دنیا وآخرت میں فائدہ مند ہے! اگر تو سنت پر مرنا چاہتا ہے اور بدعت پر نہیں مرنا چاہتا تو میں تجھے بتاتا ہوں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ایسے زمانہ میں تھے جو قحط زدہ اور غربت زدہ تھا! (اس لئے وہ انتہائی سادہ خوراک و پوشاک استعمال کرتے تھے) لیکن جب خوشحالی آجائے تو اس سے فائدہ اٹھانے کے زیادہ حقدار نیوکار لوگ ہوتے ہیں نہ کہ فساق و فجار، مؤمن زیادہ حقدار ہوتے ہیں نہ منافق، مسلمان زیادہ حقدار ہوتے ہیں نہ کافر۔ اے ثوری[1] تم کس چیز پر اعتراض کرتے ہو؟

---

[1] صوفیہ جس کے سرخیل حسن بصری، سفیان ثوری، عباد بن کثیر بصری وغیرہ ہیں دشمنان اہل بیتؑ کا ایک ملعون ٹولہ ہے جن کا وجود اسلام کی مقدس سرزمین میں ایک اجنبی پودا ہے۔ اس ٹولہ کی ایجاد اور اس مسلک کی اختراع کا اصلی مقصد ہی اسلام میں رہبانیت کا پودا لگانا اور اہل بیتؑ رسالتؐ کے روحانی کمالات سے لوگوں کی توجہ ہٹا کر دنیوی اقتدار کے ساتھ ساتھ (جس پر بنی امیہ و بنی عباس نے پہلے ہی قبضہ کر لیا تھا) ان کے اس روحانی اقتدار پر قبضہ جمانا تھا۔ اس لئے اس مسلک کے اکابر نے اپنے باطل مقصد کی نشر و اشاعت کرنے اور حق و اہل حق کی مخالفت کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ کتب سیر و تواریخ بھری پڑی ہیں کہ ان لوگوں نے ہمیشہ جا و بے جا اپنی تنقید کا زیادہ تر ہدف ائمہ اہل بیتؑ کو بنایا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ ان ذوات مقدسہ کو رسوا کرنے والوں کو خدائے قہار نے ہمیشہ ذلیل و رسوا کیا ہے اور انہوں نے ہمیشہ منہ کی کھائی ہے۔ بہرحال یہ فرقہ امت کے کچھ سادہ لوح خشک مقدس قسم کے لوگوں کو اپنے دام ہمرنگ زمین میں پھنسانے میں کامیاب رہا ہے اور اب رفتہ رفتہ اسلام کے متوازی صوفیت کا ایک مستقل مکتب فکر ہے، مساجد کے بالمقابل ان کی بڑی بڑی خانقاہیں ہیں۔ اسلامی توحید کے

میں باوجود اس لباس فاخرہ کے جو تم دیکھ رہے ہو۔ جب سے میں نے سن رشد میں قدم رکھا ہے مجھ پر کوئی صبح یا شام ایسی نہیں آئی کہ میں نے خدا کا کوئی مالی حق اس طرح ادا نہ کیا ہو جس طرح اس نے اس کے ادا کرنے کا حکم دیا ہے! (تو تمام واجب مالی حقوق خلق و خالق ادا کرنے کے بعد اگر آدمی لباس فاخرہ پہنے تو اس میں کیا قباحت ہے؟) (الفروع)

۱۰۔ یہی مضمون اسی قسم کی دوسری حدیثوں میں وارد ہے جن میں سفیان ثوری کے اس اعتراض کہ حضرت علیؑ اور آپؑ کے دوسرے آباء واجداد تو درشت اور کھردرا لباس پہنتے تھے مگر آپؑ کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ وہ تنگدستی کا دور تھا۔ اہل اسلام قلاش تھے۔ اس لئے نبیؐ و امامؑ ایک غریب ترین مسلمان کی مانند زندگی گزارتے تھے مگر اب جبکہ دولت کی ریل پیل ہے تو اس سے فائدہ اٹھانے کے سب سے زیادہ حقدار اہل ایمان اور نیکوکار لوگ ہیں نہ کہ فجار و اشرار۔ (رجال کشی)

باب ۸

باہر عمدہ اور اندر کھردرا لباس پہننا مستحب ہے اور اس کا الٹ (باہر کھردرا اور اندر ملائم پہننا) مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود محمد بن علی سے اور وہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ ایک بار سفیان ثوری مسجد الحرام سے گزر رہا تھا کہ دیکھا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام بڑا قیمتی لباس فاخرہ زیب تن کئے (حلقہ احباب میں) تشریف فرما ہیں۔ کہا: میں ان کو ضرور خجل اور شرمندہ کروں گا۔ (چنانچہ اس نے ایسا کرنے کی عملی کوشش بھی کی) اور پھر وہی سوال و جواب ہوا جو سابقہ باب کی حدیث ۹ و ۱۰ میں مذکور ہے۔ آخر میں اس قدر اضافہ ہے کہ (اس علمی و تحقیقی جواب کے بعد) امامؑ نے فرمایا: اے ثوری! میں نے یہ لباس فاخرہ لوگوں کے لئے پہنا ہوا ہے (کہ وہ مجھ پر بخل و کنجوسی کا الزام نہ لگائیں نفس کو آرام پہنچانے کے لئے نہیں) یہ فرما کر سفیان کا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچا اور اپنا اوپر والا لباس ہٹا کر نیچے جو درشت لباس پہنا ہوا تھا اور جلد سے متصل تھا اس پر رکھا اور فرمایا: یہ میرے اپنے نفس کے لئے ہے اور وہ (فاخرہ) لوگوں کے لئے ـــــ یہ فرما کر امامؑ نے اپنا ہاتھ سفیان کے لباس کی طرف بڑھایا جو اوپر تھا وہ تو درشت تھا (جو لوگوں کو دکھانے کیلئے پہنا ہوا تھا) اور اس کے نیچے نرم لباس پہنا ہوا تھا۔ فرمایا: یہ درشت لوگوں کے لئے اور یہ نرم اپنے نفس کے آرام کے لئے پہنا ہوا ہے۔ (ع۔ شرم تم کو مگر نہیں

(گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ) بالمقابل ان کے عقائد باطلہ وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود اور اسلامی عبادات کے بالمقابل ان کے ذکر خفی و جلی ہیں وغیرہ وغیرہ۔ اسی بنا پر حضرت صادق آل محمد علیہ السلام فرماتے ہیں: الصوفیۃ کلهم من اعدائنا و طریقتهم مباینة لطریقتنا کہ صوفی ہمارے دشمن ہیں اور ان کا طریقہ ہمارے طریقہ کے مخالف ہے۔ (حدیقۃ الشیعہ بمقدس اردبیلی)

حقیقت تو یہ ہے کہ اہل تصوف و عرفان نہ صرف یہ کہ ائمہ اہل بیتؑ کے مخالف ہیں بلکہ ایمان کے مخالف قرآن کے مخالف بلکہ دین اسلام کے مخالف ہیں اگر چہ وہ عام لوگوں کو آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لئے اپنے عقائد و نظریات اور اپنی روش و رفتار کو مشرف بہ اسلام کرنے بلکہ اسے روح اسلام قرار دینے کے لئے ہاتھ پاؤں مارتے ہیں مگر اہل دانش و بینش جانتے ہیں کہ اسلام و تصوف، ایمان اور عرفان کا اجتماع دراصل اجتماع ضدین کے مترادف ہے جو نا ممکن ہے۔ دعا ہے کہ خداوند عالم اہل ایمان کو ان لوگوں کے فتنہ و شر سے محفوظ رکھے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

آتی؟)۔(الفروع)(اس پر سفیان بہت خجل ہوا)۔

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادخود کامل بن ابراہیم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ وہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے، دیکھا کہ آپؑ نے بڑے نرم ونازک سفید رنگ کے کپڑے زیب تن کئے ہوئے ہیں۔ میں نے دل ہی دل میں کہا: یہ خدا کے وصی اور اس کی حجت ہیں اور اس قسم کا نرم وملائم لباس پہنتے ہیں۔ جبکہ ہمیں دینی بھائیوں سے ہمدردی کرنے اور اس قسم کا لباس پہننے سے منع کرتے ہیں! امامؑ نے تبسم فرمایا اور کہا: اے کامل! دیکھ یہ فرما کر اپنی کلائیوں پر سے کپڑا اٹھایا، دیکھا تو نیچے درشت قسم کا سیاہ اونی کپڑا پہنا ہوا تھا۔ فرمایا: یہ خدا کے لئے اور وہ (عمدہ) تمہارے لئے ہے۔ (غیبۃ شیخ طوسی)

باب ۹

بہت سارے کپڑے بنوانا جائز ہے اور یہ اسراف نہیں ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک آدمی کے پاس دس عدد قمیصیں ہیں جنہیں یکے بعد دیگرے پہنتا ہے ایک کو اتارتا ہے اور دوسرے کو پہنتا ہے تو؟ فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔(الفروع)

۲۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے امامؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے پاس تین قمیصیں ہیں۔ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں۔ میں بڑھاتا گیا(چار ہیں۔ پانچ ہیں۔۔۔۔۔۔)حتیٰ کہ دس تک پہنچ گیا؟ فرمایا: کیا یکے بعد دیگرے پہنتا ہے؟ عرض کیا: ہاں! اگر ایک ہی کو ہمیشہ پہنوں تو وہ جلدی ختم ہو جائے گی۔ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے(خواہ دس ہی ہوں)۔(ایضاً)

۳۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک مؤمن کے پاس دس قمیصیں ہوتی ہیں؟ فرمایا: ہاں۔(کوئی حرج نہیں ہے) عرض کیا: بیس ہوتی ہیں؟ فرمایا: ہاں۔ عرض کیا: تیس ہوتی ہیں۔ فرمایا: ہاں۔ یہ اسراف نہیں ہے۔ اسراف یہ ہے کہ یہ جو کپڑا اچھا کر(خاص دن دہاڑ کے لئے) رکھنے کا ہے اسے عام استعمال میں لایا جائے۔(ایضاً)

۴۔ نوح بن شعیب بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک مالدار مؤمن ہے جس کے پاس بہت سارے عمدہ کپڑے، اعلیٰ چادریں اور بہت سی قمیصیں ہیں بعض کو بچا کر رکھتا ہے بعض کو زینت وجمال کے لئے پہنتا ہے تو آیا وہ اسراف کنندہ سمجھا جائے گا؟ فرمایا: نہیں کیونکہ خدا فرماتا ہے کہ چاہیئے کہ

وسعت وطاقت والا اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرے۔ (ایضاً)

۵۔ علی بن اسباط حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر کسی شخص کے پاس بیس قمیصیں بھی ہوں تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے بعض ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں (باب ۱و۲ اور ۳ میں) جو عمومی طور پر اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۸ میں) ذکر کی جائیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۱۰

کوئی مرد ہو یا عورت دن ہو یا رات اس کے لئے بغیر ضرورت کے کپڑے اتار کر ننگا ہونا مکروہ ہے اور اگر کوئی ناظر محترم موجود ہو تو پھر حرام ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص ننگا ہوتا ہے تو شیطان اس کی طرف نگاہ کرتا ہے اور (اسے گناہ میں مبتلا کرنے میں) طمع کرتا ہے پس ستر پوشی کو لازم پکڑو۔ (التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حدیث مناہی میں رات ہو یا دن ننگا ہونے کی ممانعت فرمائی ہے اور مرد کو مسلمان بھائی کی شرمگاہ کی طرف نگاہ کرنے سے روکا ہے اور فرمایا ہے: جو شخص غور سے اپنے مسلمان بھائی کی شرمگاہ کو دیکھے اس پر ستر ہزار فرشتے لعنت کرتے ہیں اور آنحضرتؐ نے عورت کو بھی عورت کی شرمگاہ پر نگاہ کرنے کی ممانعت فرمائی ہے۔ (الفقیہ)

۳۔ حضرت امیر علیہ السلام نے حدیث اربعماۃ میں فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص لباس اتار کر ننگا ہو جاتا ہے تو شیطان اس پر نظر ڈالتا ہے اور اس میں طمع کرتا ہے لہٰذا پوشش کو لازم پکڑو۔ کسی مرد کو یہ حق نہیں پہنچتا ہے کہ وہ اپنی رانوں سے کپڑا اٹھائے اور ران ننگی کرکے قوم کے درمیان بیٹھے۔ (الخصال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (ج ۱، باب ۱، احکام خلوت و باب ۳ و ۹ آداب حمام۔ ج ۳، باب ۵ از لباس مصلی میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۱ میں) آئیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۱۱

پائجامہ اور اس جیسا لباس بنوانا اور استعمال کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد الواسطی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ خداوند عالم نے جناب ابراہیمؑ کو وحی فرمائی کہ زمین کو تمہاری قابل ستر چیز کے دیکھنے سے جو شرم آتی ہے اس نے اس کی میری بارگاہ میں شکایت کی ہے۔ لہٰذا زمین اور اپنے درمیان کوئی پردہ قرار دو۔ چنانچہ آپؑ نے ایک چیز بنائی جو تمام کپڑوں سے بڑی اور پائجامہ سے چھوٹی تھی (کچھا) جو پہنی تو گھٹنوں تک پہنچی۔ (علل الشرائع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد بھی (باب ۱۴ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۲

ایسا لباس وغیرہ استعمال کرنا جس سے آدمی کی بری شہرت ہو جائے مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو ایوب خزاز سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا لباس شہرت کو برا سمجھتا ہے۔ (الفروع)

۲۔ ابن مسکان ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: آدمی کی رسوائی کے لئے یہ بات کافی ہے کہ ایسا لباس پہنے یا ایسی سواری پر سوار ہو جو اس کی تشہیر کا باعث بن جائے۔ (ایضاً)

۳۔ عثمان بن عیسیٰ اس شخص سے جس نے ان سے روایت کی اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: شہرت اچھی ہو یا بری (جو آدمی خود کوشش کر کے حاصل کرے) دوزخ میں جائے گی۔ (ایضاً)

۴۔ ابو سعید حضرت امام حسین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص (زمانہ کی عام وضع قطع سے ہٹ کر) ایسا لباس پہنے جو اسے مشہور کر دے تو خدا اسے بروز قیامت آتش جہنم کا لباس پہنائے گا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ اس صورت کے ساتھ مخصوص ہے کہ جب کوئی حرام لباس پہنے جیسا کہ آئندہ بھی آئے گا (باب ۱۷ و ۲۲ میں) اور گزر بھی چکا (ج ا باب ۱۷ مقدمہ میں اور یہاں باب ۷ میں)۔

باب ۱۳

عورتوں کی مردوں کے ساتھ اور مردوں کی عورتوں کے ساتھ اور بوڑھوں کی جوانوں کے ساتھ مشابہت جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب شیخ حسن بن الفضل الطبرسی باسناد خود سماعہ بن مہران سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام و امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جو (عورتوں کی طرح) زمین پر کپڑا گھسیٹ کر چلتا ہے۔ "میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ وہ اپنے آپ کو عورتوں کے مشابہ بنائے"۔(مکارم الاخلاق)

۲۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ اس شخص کو زجر و توبیخ کرتے تھے جو عورتوں کے مشابہ بنتا تھا اور عورتوں کو بھی ممانعت فرماتے تھے کہ لباس میں مردوں کے مشابہ نہ بنیں۔(ایضاً)

۳۔ نیز آنحضرتؐ فرماتے ہیں: تمہارے بہترین نوجوان وہ ہیں جو بزرگوں سے مشابہت پیدا کریں اور تمہارے بدترین بوڑھے وہ ہیں جو جوانوں سے مشابہت پیدا کریں۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۲۳ میں) اور کتاب التجارہ (ج ۶، باب ۸۷ میں) اس قسم کی مزید بعض حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۴

سفید رنگ کا کپڑا پہننا مستحب ہے اور عجمیوں والا پوشاک و خوراک نیز سیاہ رنگ سوائے خاص مستثنیات کے مکروہ ہے اور دشمنان خدا کا مخصوص لباس پہننا اور ان کے طریقہ کار کو اپنانا جائز ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن قداح سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: سفید رنگ استعمال کرو کہ یہ سب سے بڑھ کر طیب و طاہر ہے اور اپنے مرنے والوں کو بھی اسی رنگ کا کفن دو۔(الفروع)

۲۔ صفوان جمال بیان کرتے ہیں کہ جب میں دوسری بار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو کوفہ لے گیا جبکہ (عباسی خلیفہ) منصور دوانقی وہیں موجود تھا (اور اسی کے بلاوے پر میں آپؑ کو وہاں لے گیا تھا) جب آپؑ (کوفہ کے قریب) بمقام "ہاشمیہ" پہنچے جو منصور دوانقی کا تعمیر کردہ شہر تھا تو آپؑ نے پالا کی رکابوں سے پاؤں نکالے اور (اونٹ) سے نیچے اتر آئے اور

سیاہی مائل سفید رنگ کا خچر منگوایا۔ سفید براق رنگ کے کپڑے زیب تن کئے، سفید رنگ کی ہی گول ٹوپی پہنی اور اس خچر پر سوار ہو کر جب منصور کے دربار میں پہنچے تو منصور نے آپؑ کو اس ہیئت میں دیکھ کر کہا: آپؑ نے تو اپنے آپؑ کو نبیوں کے مشابہ بنا دیا ہے۔ امامؑ نے فرمایا (اگر میں نبی نہیں ہوں) تو مجھے نبیوں کا فرزند ہونے سے کیونکر دور کیا جا سکتا ہے؟ الخ۔۔۔۔۔(ایضاً)

۳۔ جابر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تمہارے تمام رنگوں میں کوئی رنگ بھی سفید رنگ سے بہتر نہیں ہے لہٰذا وہی پہنا کرو اور اسی میں اپنے مردوں کو کفن دیا کرو۔(ایضاً)

۴۔ جناب احمد بن ابوعبداللہ البرقی باسناد خود طلحہ بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آنجنابؑ کے لئے آٹا چھانا نہیں جاتا تھا اور وہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ امت اس وقت تک خیر و خوبی سے رہے گی۔ جب تک عجم والا (ٹھاٹھ باٹھ والا) لباس نہیں پہنے گی اور عجم والا (پرتکلف) کھانا نہیں کھائے گی۔ اور جب ایسا کرے گی تو خدا اسے ذلیل و رسوا کر دے گا۔(المحاسن)

۵۔ جناب شیخ حسن بن شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تمہارے سب کپڑوں سے بہتر سفید رنگ والے کپڑے ہیں بس چاہیئے کہ تمہارے زندہ اسی رنگ کے کپڑے استعمال کریں اور اپنے مرنے والوں کو بھی اسی رنگ کا کفن دو۔(امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۶۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود ابوالبختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام اکثر و بیشتر سفید رنگ کا کپڑا استعمال کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اسی رنگ کا مردوں کو کفن دینا چاہیئے۔(قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے کفن کے باب میں اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں اور سیاہ رنگ اور دشمنان خدا کا مخصوص لباس پہننے کی مذمت کی حدیثیں لباس مصلی میں گزر چکی ہیں۔(وہاں رجوع کیا جائے)۔

باب ۱۵

کپاس کا کپڑا پہننا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں: کپاس کا کپڑا استعمال کرو کیونکہ یہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لباس ہے اور یہی ہمارا (اہل بیتؑ) کا لباس ہے۔(الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (کفن اور لباس مصلی کے بیان میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۹ و ۳۰ میں) ذکر کی جائینگی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۱۶

کتان (پٹ سن) اور گھنے بنے ہوئے کپڑے پہننا مستحب ہے اور ایسا باریک کپڑا پہننا مکروہ ہے جس سے بدن نظر آئے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن عقبہ سے، وہ اپنے والد (عقبہ) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کتان نبیوں کا لباس ہے اور یہ گوشت اگاتا ہے۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے حدیث اربعمأۃ میں فرمایا: تم پر گھنے کپڑے کا پہننا لازم ہے کیونکہ جس شخص کا لباس پتلا ہوگا اس کا دین بھی پتلا ہوگا۔ تم میں سے کوئی بھی اس حالت میں اپنے پروردگار کی بارگاہ میں کھڑا نہ ہو جبکہ اس کے بدن پر ایسا پتلا کپڑا ہو جس سے اس کے بدن کا اندرونی حصہ نظر آئے۔ (الخصال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (ج ۱، باب ۱۶ آداب حمام اور لباس مصلی باب ۲۱ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۹ میں) آئینگی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۱۷

گہرے سرخ رنگ، گہرے زعفرانی اور زرد رنگ کا کپڑا پہننا مکروہ ہے سوائے دولہا دلہن کے مگر کوئی رنگ بھی حرام نہیں ہے۔

(اس باب میں کل سولہ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے بدن پر زرد رنگ کپڑا دیکھا۔ آپ نے فرمایا: میں نے قریش کی ایک عورت سے شادی کی ہے۔ (الفروع)

۲۔ ابن ابی عمیر ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کوئی بھی گہرا رنگ مکروہ ہے سوائے دولہا دلہن کے۔ (ایضاً)

۳۔ علی بن جعفر ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ (وہ اندر تھے) دروازہ کھٹکھٹایا اور آپ اس حالت میں برآمد ہوئے کہ آپ سرخ رنگ کی چادر اوڑھے ہوئے تھے جسے گردن میں گرہ دی ہوئی تھی۔ (اصول کافی)

۴۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہمارا رنگ ''بہرمان'' ہے (ایک قسم کا زرد رنگ) جبکہ بنی امیہ کا رنگ زعفران ہے۔ (الفروع)

۵۔ ابن القداح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مجھے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لباس شہرت سے منع کیا ہے میں یہ نہیں کہتا کہ تمہیں منع کیا ہے اور گہرے زرد رنگ سے۔ (ایضاً)

یہ الگ بات ہے کہ جو چیز حضرت امیرؑ کے لئے ممنوع ہے وہ دوسروں کے لئے بھی ممنوع ہی ہوگی۔ کما لا یخفی۔

۶۔ ابن القداح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک بڑی چادر تھی۔ جو ورس[1] کے پتوں میں رنگی ہوئی تھی آپؐ اسے اوڑھتے تھے یہاں تک کہ آپؐ کے جسم پر اس کے رنگ اور خوشبو کا اثر صاف نظر آتا تھا۔ (ایضاً)

۷۔ امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا کہ ہم گھر کے اندر ہلکے زرد رنگ کا کپڑا استعمال کرتے ہیں۔ (ایضاً)

۸۔ بروایت جراح مدائنی انہی جنابؑ سے مروی ہے فرمایا: ہم زرد اور ہلکے سرخ رنگ میں رنگے ہوئے کپڑے بھی استعمال کر لیتے ہیں۔ (ایضاً)

۹۔ محمد بن علی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو عدنی (مسوری) رنگ کا کپڑا پہنے ہوئے دیکھا۔ (ایضاً)

۱۰۔ حکم بن عیینہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا کہ آپؑ فرش وفروش اور ساز وسامان سے مزین مکان کے اندر نرم ونازک قمیص پہنے رنگی ہوئی چادر اوڑھے جس کے رنگ کا اثر آپؑ کے کاندھوں پر نمایاں تھا تشریف فرما ہیں۔ میں کبھی اس مکان کو دیکھتا کبھی آپؑ کی ہیئت کذائی کو دیکھتا۔ امامؑ نے فرمایا: اے حکم! اس بارے میں کیا کہتے ہو؟ میں نے عرض کیا: میں کیا کہہ سکتا ہوں جبکہ آپؑ کے جسم مقدس پر یہ کپڑے دیکھ رہا ہوں۔ البتہ ہمارے ہاں تو ایسے کپڑے عنفوان شباب میں قدم رکھنے والے نوجوان پہنتے ہیں؟ فرمایا: اے حکم لمن حرّم زینة اللہ التی اخرج لعبادہ۔ اللہ کی زینت کو کس نے حرام کیا ہے؟ (پھر فرمایا) یہ گھر جو تم دیکھ رہے ہو۔ یہ میری (نوعروس) بیوی کا ہے کیونکہ میں نے تازہ شادی کی ہے۔ میرا ذاتی مکان تو وہی ہے جو تم جانتے ہو۔ (ایضاً)

۱۱۔ محمد بن مسلم امامینؑ میں سے ایک امامؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: (ہلکے) زرد رنگ میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۱۲۔ ابو الجارود بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام زرد اور دوسوتی کپڑا پہنتے تھے۔ (ایضاً)

---

[1] ورس ایک قسم کی گھاس ہے جو رنگائی کے کام آتی ہے جس کا رنگ زرد ہوتا ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۳۔ حسن زیات البصری بیان کرتا ہیں کہ میں اور میرا ایک ساتھی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے، دیکھا کہ آپؑ ایک آراستہ مکان میں تشریف فرما ہیں گلابی رنگ کی چادر اوڑھے ہوئے، داڑھی ترشوائے ہوئے (یا خفیف کرائے ہوئے) اور آنکھوں میں سرمہ لگائے ہوئے! ہم نے چند مسائل پوچھے۔ آپؑ نے جواب دیا۔ جب جانے کے لئے اٹھے تو فرمایا: حسن! میں نے عرض کیا: لبیک! فرمایا: کل تم اپنے ساتھی سمیت میرے پاس آنا! عرض کیا: بہت اچھا، میں آپؑ پر فدا! چنانچہ جب کل ہم آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آپؑ ایک ایسے عادی مکان میں تشریف رکھتے ہیں جس میں سوائے چٹائی کے کوئی چیز نہ تھی! اور ایک موٹی سی قمیص پہنے ہوئے تھے۔ پھر میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے بصری! تم کل جب میرے پاس آئے تھے تو میں اپنی بیوی کے مکان پر تھا اور کل اس کی باری تھی، گھر اس کا تھا، ساز و سامان اس کا تھا اور اس نے اس شرط پر میرے لئے زینت کی تھی کہ میں بھی اس کے لئے زینت کروں! لہٰذا تمہارے دل میں کوئی غلط خیال نہیں پیدا ہونا چاہیئے! یہ بات سن کر میرے ساتھی نے کہا: بخدا میرے دل میں غلط خیال ضرور پیدا ہوا تھا۔ مگر اب (الحمد للہ) خدا نے اسے دور کر دیا ہے۔ اور میں سمجھ گیا ہوں کہ آپؑ نے جو کچھ فرمایا ہے وہی حق ہے۔ (ایضاً)

۱۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عثمان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بار ایک بدو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب آپؐ باہر تشریف لائے تو آپؐ کے جسم اقدس پر سرخ رنگ کی چادر تھی۔ (معانی الاخبار)

۱۵۔ محمد بن اسحاق اپنے چچا احمد بن عبداللہ بن حارثہ الکرخی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں ایک بار حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب آپؑ باہر تشریف لائے تو آپؑ نے گلابی رنگ کی تہمند باندھی ہوئی تھی۔ (عیون الاخبار)

۱۶۔ جناب شیخ حسن بن الفضل الطبرسی باسناد خود ابان بن تغلب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جبرئیل نے مجھے خبر دی ہے کہ بروز قیامت میں عرش الٰہی کے دائیں طرف کھڑا ہوں گا اور خدا مجھے دو کپڑے پہنائے گا۔ ایک سبز اور دوسرا گلابی۔ اور یا علیؑ! تم بھی عرش الٰہی کی دائیں جانب ہو گے اور خدا تمہیں بھی دو کپڑے پہنائے گا۔ ایک سبز دوسرا گلابی۔ اور اے فاطمہؑ! تم بھی عرش الٰہی کے دائیں جانب ہو گی اور خدا تمہیں بھی دو کپڑے پہنائے گا ایک سبز دوسرا دوسرا گلابی۔ راوی (ابان) بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہو جاؤں! لوگ تو گلابی رنگ کو ناپسند کرتے ہیں! فرمایا: اے ابان جب خدا نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان کی طرف اٹھایا تو ان کو ایک ایسے باغ کی طرف بلند کیا جس میں ستر کرے تھے۔ اور ان کو دو کپڑے پہنائے، ایک سبز تھا اور دوسرا گلابی۔ راوی نے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا! میرے لئے قرآن سے اس کی کوئی نظیر پیش

کریں۔ امامؑ نے فرمایا: خدا فرماتا ہے: فاذا انشقت السماء فکانت وردةً کالدهان۔ (جب (بروز قیامت) آسمان پھٹ جائے گا تو گلاب کے پھول کی طرح سرخ ہو جائے گا)۔ (مکارم الاخلاق)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۳ میں) گزر چکی ہیں جو عمومی یا خصوصی طور پر اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۲ میں) بیان کی جائینگی جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں[1]۔

باب ۱۸

نیلگون رنگ کا کپڑا پہننا جائز ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یونس سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کے جسم پر نیلگون رنگ کی وہ خاص چادر دیکھی جو علماء و مشائخ اوڑھتے ہیں۔ (الفروع)

۲۔ سلیمان بن راشد اپنے والد (راشد) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام پر سیاہ رنگ کا خاص جبہ اور نیلگون رنگ کی مخصوص چادر دیکھی۔ (ایضاً)

۳۔ عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود علی بن جعفر بن ناجیہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک دھاری دار نیلگون رنگ کی خاص چادر ایک سو درہم میں خریدی اور جب حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو وہ چادر بھی (خدمت امامؑ میں پیش کرنے کے لئے) ہمراہ لائے۔ امامؑ نے ان سے اس کا مطالبہ کیا تو انہوں نے پیش کر دی۔ اگلے سال پھر ایسی ہی ایک چادر خریدی اور جب امامؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ہمراہ لائے اور امامؑ کے مطالبہ پر پیش کر دی۔ (قرب الاسناد)

باب ۱۹

بغیر کسی علت و تکلیف کے پشمینہ اور بال سے بنا ہوا کپڑا پہننا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: پشم اور بال کا کپڑا بغیر کسی تکلیف کے نہ پہنا جائے۔ الفروع)

۲۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ وہ کسی خاص تکلیف کے بغیر پشمینہ اور بالوں کے کپڑے استعمال نہیں کرتے تھے۔ (ایضاً)

---

[1] اس پورے باب کی تمام احادیث پر نظر ڈالنے کے بعد خلاصہ یہ برآمد ہوتا ہے کہ یہ رنگ اس وقت مکروہ ہیں کہ جب سخت گہرے ہوں لیکن اگر ہلکے ہوں تو پھر مکروہ نہیں ہیں۔ جیسا کہ آئمہ اطہارؑ کی سیرت و کردار اور ان کی روش و رفتار سے یہ حقیقت واضح و آشکار ہے۔ کما لا یخفی علی اولی الابصار۔
(احقر مترجم عفی عنہ)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادخود حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے حدیث اربعمأۃ میں فرمایا: کپاس کے کپڑے پہنا کرو کہ یہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لباس ہے۔ کیونکہ آنحضرتؐ بغیر کسی تکلیف کے پشم اور بال کا کپڑا استعمال نہیں کرتے تھے پھر فرمایا: خدا جمیل ہے اور جمال کو دوست رکھتا ہے اور اس بات کو بھی دوست رکھتا ہے کہ اپنی نعمت کا اثر اپنے بندہ پر دیکھے۔ (الخصال)

۴۔ حضرت شیخ طوسی قدس سرہ القدوسی باسنادخود جناب ابوذرؓ سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے ان کے نام وصیت میں فرمایا: اے ابوذرؓ! آخری زمانہ میں ایک ایسی قوم ظاہر ہوگی جو سردیوں گرمیوں میں صوف (پشم) کا لباس پہنے گی۔ اور وہ خیال کرے گی کہ اس کی وجہ سے اسے دوسرے لوگوں پر فضیلت حاصل ہے ایسی قوم پر آسمان وزمین کی مخلوق لعنت کرے گی۔ (امالی شیخ طوسی، مجموعہ شیخ ورامؒ، مکارم الاخلاق)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں (باب ۵۴ از لباس مصلّی میں) بعض اس قسم کی حدیثیں گزر چکی ہیں جو بظاہر ان حدیثوں کے منافی ہیں (جن سے آئمہؑ کا پشمینہ کا کھردرا لباس پہننا ثابت ہوتا ہے) لہٰذا ممکن ہے کہ اس کو اس بات پر محمول کیا جائے کہ اس کا پہننا حرام نہیں ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ وہ جواز صرف نماز کی حالت کے ساتھ مختص ہو (اور عام حالات میں مکروہ ہو) اور ممکن ہے کہ اس وقت ان کو کوئی تکلیف ہو۔ (جس میں یہ لباس جائز ہوتا ہے)۔ (واللہ العالم)

۶۔ بعد ازیں (ج ۵ باب ۱۲۵ از احکام العشرہ میں) حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پشم کا لباس پہننا ثابت ہوتا ہے۔ اس کی بھی چند وجہ تاویل کی جاسکتی ہے (۱) وہی تاویل جو اوپر گزر چکی ہے۔ (۲) پہلے جائز تھا بعد ازاں یہ جواز منسوخ ہوگیا۔ (۳) یہ صرف عبا کے ساتھ مخصوص ہے کیونکہ آنحضرتؐ کا صرف پشم کی عبا پہننا ثابت ہے۔ ان کا پشمینہ کا کوئی اور کپڑا زیب بدن کرنا منقول نہیں ہے۔ بلکہ وہ کپاس کا لباس پہنتے تھے جیسا کہ سابقاً بیان کیا جا چکا ہے۔

باب ۲۰

نقش ونگار والا کپڑا اگر خالص ریشم کا نہ ہو تو اس کا پہننا کراہت کے ساتھ جائز ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود یونس بن یعقوب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ مجھ سے اس شخص نے یہ واقعہ بیان کیا ہے جس پر مجھے بھروسہ ہے کہ اس نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی کنیزوں کو نقش ونگار والے کپڑے لباس پہنے ہوئے دیکھا ہے۔ (الفروع)

۲۔ یاسر (امام رضا علیہ السلام کا خاص خادم) بیان کرتا ہے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ اپنے لئے خز خرید لے یا چاہے تو نقش ونگار والا کپڑا۔ میں نے عرض کیا: آیا ہر قسم کا نقش والا؟ فرمایا: اور نقش ونگار والے کپڑے میں کیا عیب ہے؟ عرض

کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ جب اس میں کپاس کی آمیزش نہ ہو اس وقت تک یہ حرام ہے! فرمایا: ہاں تم وہی پہنو جس میں کپاس ہو۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ (حرمت) اس منقش کپڑے کے ساتھ مختص ہے جو خالص ریشم سے تیار کیا گیا ہو۔

۳۔ یونس بن یعقوب بیان کرتے ہیں کہ حسین بن سالم عجلی ان کے لئے نقش و نگار والا کپڑا لائے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱۳ از لباس مصلی میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس کی کراہت پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۲۱

لباس پہننے میں تواضع و انکساری مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب شیخ حسن بن الفضل الطبرسیؒ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا ایک بار حضرت امام زین العابدین علیہ السلام بڑے خوبصورت کپڑے زیب تن کر کے باہر نکلے۔ پھر جلدی واپس تشریف لائے اور کنیز کو حکم دیا کہ اے کنیز! میرے (سادہ) کپڑے واپس لا! (پھر فرمایا) میں یہ کپڑے پہن کر چلا تو مجھے یوں محسوس ہوا کہ گویا میں علیؑ بن الحسینؑ نہیں ہوں۔ (مکارم الاخلاق)

۲۔ راوی کا بیان ہے کہ جب امام زین العابدین علیہ السلام چلتے تھے تو اس طرح (آہستگی اور شائستگی کے ساتھ چلتے تھے) کہ گویا ان کے سر پر کوئی پرندہ بیٹھا ہے) جو تیز چلنے اور ادھر ادھر حرکت کرنے سے اڑ جائے گا) اس لئے ان کا دایاں ہاتھ ان کے بائیں ہاتھ پر سبقت نہیں لے جاتا تھا۔ (ایضاً)

۳۔ نیز انہی حضرت سے مروی ہے فرمایا: جب نرم و نازک کپڑا پہنتا ہے تو جسم سرکش ہو جاتا ہے۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ (حضرت امیر علیہ السلام نے اپنے اصحاب کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا) تمہارا ساتھی (یعنی خود آنجنابؑ) دو سنبلانی[1] قمیص خریدتا ہے پھر اپنے غلام کو اختیار دیتا ہے کہ وہ ایک کو منتخب کر لے۔ پھر دوسری کو خود پہنتا ہے۔ اور جب اس کی آستین انگلیوں سے یا ہتھیلی سے آگے نکل جاتی ہے تو اسے کاٹ دیتا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں۔ جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہے (باب ۸ میں اور باب ۵۴ از لباس میں) اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۲، ۲۳، ۲۵، اور ۲۹ میں) ذکر کی جائیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

---

[1] سنبلانی کے دو معنی ہو سکتے ہیں (۱) خاص لمبی قمیص۔ (۲) یا سنبلان نامی شہر کی بنی ہوئی جو روم میں ایک شہر کا نام ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۲۲

کپڑے کا سکیڑنا اور چھوٹا کرنا مستحب ہے۔ قمیص کے طول وعرض کی مقدار کتنی ہونی چاہیئے۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی نو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معمر بن خلاد سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تین چیزیں ایسی ہیں جو شخص بھی ان کی لذت کو پہچان لیتا ہے پھر وہ انہیں ترک نہیں کرتا (۱) بال کٹوانا۔ (۲) کپڑے کا مختصر بنوانا۔ (۳) اور کنیزوں سے مباشرت کرنا۔ (الفروع، الفقیہ)

۲۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے آیت مبارکہ ''و ثیابک فطھر'' (اپنے کپڑوں کو پاک کرو) کی تفسیر میں فرمایا: اس سے مراد کپڑے کو سکیڑنا اور اونچا کرنا مراد ہے۔ (الفروع)

۳۔ زرارہ بن اعین بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امیر علیہ السلام کی وہ قمیص امام محمد باقر علیہ السلام کے پاس دیکھی جو شہادت کے وقت آپؑ پہنے ہوئے تھے (اور حسن صیقل کا بیان ہے کہ میں نے وہ قمیص حضرت صادق آل محمد علیہ السلام کے پاس دیکھی ہے) کھر دری تھی۔ اس پر خون کے چھینٹے تھے۔ جب میں نے بالشتوں سے اس کا طول وعرض ناپا تو طول بارہ بالشت اور عرض تین بالشت تھا۔ (ایضاً)

۴۔ سلمہ بیاع القلانس بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام داخل ہوئے، امامؑ نے ان کو دیکھ کر فرمایا: بیٹا! اپنی قمیص کی تطہیر نہیں کرتے؟ ہم نے خیال کیا کہ شاید ان کے کپڑے کو کوئی نجس چیز لگی ہے؟ (پس یہ سن کر امام جعفر صادق علیہ السلام چلے گئے اور جب کچھ دیر کے بعد) واپس آئے تو امامؑ نے (خوش ہوکر) فرمایا: ہاں اسی طرح۔ ہم نے عرض کیا: ہم آپؑ پر فدا ہوں! ان کی قمیص کو کیا تھا! فرمایا: ان کی قمیص قدرے زیادہ لمبی تھی۔ تو میں نے ان کو حکم دیا کہ اسے چھوٹا کرائیں کیونکہ خدا فرماتا ہے کہ ''و ثیابک فطھر'' (اپنے کپڑوں کو چھوٹا کراؤ)۔ (ایضاً)

۵۔ حذیفہ بن منصور بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپؑ نے (نئے) کپڑے منگوائے پس آپؑ نے طول میں پانچ ہاتھ لے کر کپڑے کو قطع کر دیا اور عرض میں چھ بالشت رکھ کر اسے پھاڑ دیا۔ پھر فرمایا: کپڑے کے حاشیہ کو خوب مضبوطی سے سی دو اور اس کی دونوں طرف سے جھالر کو کاٹ دو۔ (ایضاً)

۶۔ معلّی بن خنیس حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام آپ کے پاس (کوفہ میں رہائش پذیر) تھے کہ بنی دیوان کے پاس تشریف لے گئے اور ایک دینار میں تین کپڑے خرید فرمائے۔ (۱) قمیص جو ٹخنوں کے اوپر تھی۔ (۲) تہمند جو نصف ساق تک تھی۔ (۳) ایک کرتی جو اگلی طرف سے پستانوں تک اور پچھلی طرف سے کمر کے

نیچے تک تھی۔ پھر ہاتھ بلند کر کے گھر داخل ہونے تک برابر خدا کی حمد وثنا کرتے رہے کہ جس نے ان کو یہ کپڑے عطا فرمائے پھر فرمایا: یہ ہے وہ لباس جو مسلمانوں کو زیب بدن کرنا چاہیئے! (یہ واقعہ نقل کر کے) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: تم آج کل اس قسم کا لباس پہن سکتے ہو؟ اور اگر ہم پہنیں تو لوگ یادیوانہ کہیں گے یا ریاکار۔ خدا فرماتا ہے: "وثیابک فطھر "یعنی اپنے کپڑے اوپر اٹھاؤ۔ اسے زمین پر نہ گھسیٹو۔ فرمایا: جب ہمارا قائمؑ قیام کرے گا تو وہ بھی (حضرت امیر علیہ السلام والا) لباس زیب بدن کرے گا۔ (ایضاً)

۷۔ عبدالرحمن بن عثمان حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا نے جو اپنے پیغمبرؐ کو حکم دیا ہے کہ "وثیابک فطھر "تو ان کے کپڑے تو پہلے سے پاک تھے! (پھر کیوں حکم دیا؟) فرمایا: خدا نے ان کو کپڑے سکیڑنے کا حکم دیا ہے۔ (ایضاً)

۸۔ حضرت شیخ فضلی بن الحسن الطبرسی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے آیت مبارکہ "وثیابک فطھر" کی تفسیر میں فرمایا: اپنے کپڑوں کو مختصر اور چھوٹا کرو۔ (مجمع البیان)

۹۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ کپڑوں کو دھونا اور صاف رکھنا رنج وغم کو دور کرتا ہے اور نماز کے لئے ان کی پاکیزگی کا باعث ہے اور کپڑوں کو سکیڑنا اور چھوٹا کرنا ان کے لئے پاکیزگی کا باعث ہے چنانچہ خدا فرماتا ہے: "و ثیابک فطھر "یعنی ان کو سکیڑو اور مختصر کرو۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۳ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۳

مرد کے لئے کپڑا لٹکانا اور اس کا ٹخنوں کے نیچے تک دراز کرنا مکروہ ہے مگر عورت کے لئے مکروہ نہیں ہے اور غنج و دلال اور تکبر حرام ہے۔

(اس باب میں کل تیرہ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی بارہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی تمیم کے ایک شخص کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: خبردار! کبھی تہمند اور قمیص نہ لٹکانا۔ کیونکہ ایسا کرنا تکبر میں سے ہے اور خدا کبریائی اور بڑائی کو پسند نہیں کرتا۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ ابوحمزہ مرفوعاً حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آنجنابؑ نے ایک جوان کو دیکھا جس نے تہمند کو ڈھیلا چھوڑا ہوا تھا۔ فرمایا: اے جوان! اپنے تہمند کو اوپر اٹھا۔ کیونکہ ایسا کرنا کپڑے کو زیادہ دیر تک باقی رکھے گا اور تیرے دل میں زیادہ تقویٰ

پیدا کرے گا۔ (ایضاً)

۳۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک شخص کو دیکھا کہ جس نے (اتنی لمبی) قمیص پہنی ہوئی تھی جو زمین پر خط دے رہی تھی؟ فرمایا: یہ کپڑا پاک نہیں ہے۔ (ایضاً)

۴۔ سماعہ بن مہران بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک شخص کو دیکھا جس نے کپڑا لٹکایا ہوا تھا۔ فرمایا: میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ وہ اپنے آپ کو عورتوں کے مشابہ بنائے۔ (ایضاً)

۵۔ عبداللہ بن ہلال بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھے بلا کر حکم دیا کہ میں ان کے لئے ایک تہمد خرید کر لاؤں! عرض کیا: میں تو کوئی بڑا چوڑا چکلا کپڑا ہی لاؤں گا! فرمایا: (اگر ایسا ہو تو) اس کو کاٹ دو۔ اور اس کی گوٹ کو الگ کرنے کے بعد دوبارہ سی دو۔ (ایضاً)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حدیث مناہی میں متکبرانہ چال چلنے سے منع فرمایا ہے اور فرمایا: جو شخص کپڑا پہنے اور تکبر کرے خدا اسے جہنم میں دھنسا دے گا۔ اور وہ وہاں قارون کا ساتھی ہوگا۔ کیونکہ سب سے پہلے جو شخص متکبرانہ چال چلا تھا وہ قارون تھا تو خدا نے اسے اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا۔ فرمایا: جو شخص تکبر کرتا ہے وہ گویا خدا کی بڑائی و کبریائی میں اس سے جھگڑا کرتا ہے۔ (الفقیہ)

۷۔ جابر بن یزید جعفی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اور وہ جناب جابر بن عبداللہ انصاری اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: مکمل دیوانہ وہ ہے جو متکبرانہ چال چلتا ہے یعنی پیچھے مڑ کر دیکھتا ہے اپنے پہلوؤں اور کاندھوں کو حرکت دیتا ہے۔ یہ ہے دیوانہ۔ (نہ وہ جسے لوگ دیوانہ کہتے ہیں وہ تو ایک مرض میں) مبتلا ہے۔ (معانی الاخبار)

۸۔ حسین بن زید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ایک حدیث کے ضمن میں (حاضرین سے) فرمایا: کیا میں تمہیں خبر نہ دوں کہ مکمل پاگل کون ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: ہاں ضرور بتائیں یا رسول اللہ! فرمایا: مکمل پاگل وہ ہے جو متکبرانہ چال چلتا ہے، پیچھے مڑ مڑ کر دیکھتا ہے۔ اپنے پہلوؤں اور کاندھوں کو جنبش دیتا ہے۔ وہ کرتا خدا کی نافرمانی ہے اور پھر جنت میں جانے کی تمنا بھی کرتا ہے۔ جس کے فتنہ و شر سے امن نہیں ہے اور جس سے بھلائی اور نفع کی امید نہیں ہے۔ یہ ہے حقیقی معنوں میں پاگل آدمی۔ (الخصال)

۹۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے آخری خطبہ میں ارشاد فرمایا: جو شخص کوئی (عمدہ) کپڑا پہنے اور تکبر کرے خدا اسے جہنم کے کنارے کے اندر دھنسا دے گا اور جب تک آسمان و زمین برقرار رہیں گے وہ برابر اس میں بے چین و بے قرار رہے گا۔ قارون نے قیمتی حلہ پہنا تھا اور پہن کر متکبرانہ چال چلا تھا۔ تو خدا نے اسے زمین میں دھنسا دیا جس میں قیامت تک بے قرار رہے گا۔ (عقاب الاعمال)

۱۰۔ جناب شیخ ابن ادریس حلی حسن بن محبوب کی کتاب المشیخہ کے حوالہ سے بروایت یونس بن رباط حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ چند آدمی ایسے ہیں جو جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھ سکیں گے۔ (۱) والدین کا عاق و نافرمان۔ (۲) قطع رحمی کرنے والا۔ (۳) اور از راہ تکبر کپڑا گھسیٹ کر چلنے والا۔ (سرائر ابن ادریس حلی)

۱۱۔ اصبغ بن نباتہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امیر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرماتے تھے کہ چھ بری عادتیں قوم لوط کی عادتوں میں سے ہیں (۱) گوٹی کھیلنا۔ (۲) ایک دوسرے کو کنکریاں مارنا۔ (۳) گوند چبانا۔ (۴) تہمند ڈھیلا چھوڑنا۔ (۵) سیٹی بجانا۔ (۶) بٹن کھلے رکھنا۔ (ایضاً)

۱۲۔ جناب شیخ حسن بن فضل الطبرسی حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کپڑا ڈھیلا چھوڑنا تہمند میں، قمیص اور عمامہ میں صادق آتا ہے جو شخص از راہ تکبر زمین پر کپڑا گھسیٹے گا خدا بروز قیامت اس پر نظر رحمت نہیں ڈالے گا۔ (مکارم الاخلاق)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی بعض حدیثیں (اس سے پہلے باب ۲۱ و ۲۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۶ وغیرہ) میں ذکر کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۴

کسی چیز کا آستین میں رکھنا مکروہ ہے مگر حرام نہیں ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن میمون القداح سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ ایک آدمی نے ایک خط میرے والد (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام) کے نام مجھے دیا۔ (جسے میں نے آستین میں رکھ لیا) جب میں نے اسے آستین سے نکال کر ان کے حوالے کیا تو فرمایا: بیٹے! کوئی چیز آستین میں نہ رکھا کرو کیونکہ یہاں اس کے ضائع ہونے کا سخت اندیشہ ہوتا ہے۔ (علل الشرائع)

باب ۲۵

جو آستین انگلیوں سے آگے بڑھ جائے یا جو کپڑا ٹخنوں سے تجاوز کر جائے اس کا کاٹ دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن القداح سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کا طریقہ یہ تھا کہ جب (نئی) قمیص پہنتے تھے تو ہاتھ دراز کرتے تھے۔ جب آستین انگلیوں تک پہنچ جاتی تھی تو اسے کاٹ دیتے تھے۔(الفروع)

۲۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ باسناد خود سعید بن کلثوم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا کی قسم حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام نے اپنی شہادت تک ساری زندگی میں کبھی لقمہ حرام نہیں کھایا۔ وہ اپنے گھر والوں کو زیتون، سرکہ اور کھجوریں کھلاتے تھے مگر (خود جو کی سوکھی روٹی پر گزر بسر کرتے تھے اور) آپؑ کا لباس کھردرا ہوتا تھا اور جب آستین لمبی ہوتی تو قینچی منگواتے اور اسے کاٹ دیتے تھے۔(ارشاد شیخ مفیدؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (ج ۱، باب ۲۰ از مقدمہ اور یہاں باب ۲۲ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۲۶

وہ نماز یا قرأت قرآن و دعا جو نیا کپڑا پہنتے وقت مستحب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جب خداوند عالم بندہ مؤمن کو نیا کپڑا عنایت فرمائے تو اسے چاہیئے کہ وضو کرکے (اس کپڑے میں) دو رکعت نماز پڑھے دونوں رکعتوں میں سورہ حمد کے بعد آیۃ الکرسی، قل ھو اللہ، انا انزلناہ فی لیلۃ القدر کی تلاوت کرے۔ پھر اس خدا کی حمد و ثنا کرے جس نے اسے شرمگاہ چھپانے اور لوگوں میں زینت بڑھانے کے لئے نیا کپڑا اعطا کیا ہے اور زیادہ سے زیادہ پڑھے لا حول و لا قوۃ الا باللہ۔ جب ایسا کرے گا تو وہ اس کپڑے میں گناہ نہیں کرے گا۔ اور خدا اس کی ہر ہر تار کے عوض ایک فرشتہ مقرر کرے گا جو خدا کی تقدیس اور اس کے لئے استغفار کرے گا اور اس کے لئے دعائے رحمت کرے گا۔(الفروع)

۲۔ صالح بن ابوحماد کئی آدمیوں سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی جدید برتن میں پانی لے کر اس پر بتیس مرتبہ سورہ انا انزلناہ پڑھے اور پھر وہ پانی جدید کپڑے پر چھڑک دے اور پھر پہنے تو جب تک اس کپڑے کا ایک تار بھی اس کے بدن پر باقی رہے گا تو وہ وسعت رزق سے لطف اندوز ہوتا رہے گا۔(ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادخود عبدالرحمٰن السرّاج سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص نیا کپڑا اتیار کرائے اور برتن میں پانی لے کر اس پر چھتیس دفعہ سورہ انا انزلناہ پڑھے۔ اور جب بھی تنزل الملائکہ پر پہنچے تو اس پانی میں سے کچھ لے کر اس کپڑے پر آہستہ آہستہ چھڑکتا جائے۔ بعد ازاں وہ کپڑا پہن کر دو رکعت نماز پڑھے اور اس کے بعد دعا مانگے جس میں یہ بھی پڑھے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ رَزَقَنِیْ مَا اَتَجَمَّلُ بِهٖ بَیْنَ النَّاسِ وَ اُوَارِیْ بِهٖ عَوْرَتِیْ وَ اُصَلِّیْ فِیْهِ لِرَبِّیْ اور پھر خدا کی حمد و ثنا کرے تو جب تک وہ کپڑا بوسیدہ نہیں ہو جائے گا وہ وسعت و آسائش کے ساتھ اپنی روزی کھاتا رہے گا۔ (الامالی، ثواب الاعمال)

۴۔ شیخ صدوق باسنادخود حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد (حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) لباس دائیں جانب سے پہننا شروع کرتے تھے۔ پس جب کوئی نیا کپڑا پہننے کا ارادہ فرماتے تو پانی کا پیالہ طلب کرتے اور اس پر دس بار سورہ انا انزلناہ، دس بار سورہ اخلاص اور دس بار سورۃ الکافرون پڑھتے پھر وہ پانی کپڑے پر چھڑک دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ جو شخص نیا کپڑا پہننے سے پہلے ایسا کرے گا تو جب تک اس کپڑے کا کوئی ایک تار بھی باقی رہے گا وہ خوشحال و مرفہ الحال رہے گا۔ (عیون الاخبار)

۵۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادخود حضرت امام رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آنجنابؑ نے ایک بار تین درہم میں قمیص خریدا اور پھر ہاتھوں کے پنجوں سے لے کر پاؤں کے ٹخنوں تک پہنا۔ پھر مسجد میں تشریف لے گئے وہاں دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر یہ دعا پڑھی: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ رَزَقَنِیْ مِنَ الرِّیَاشِ مَا اَتَجَمَّلُ بِهٖ فِی النَّاسِ وَ اُؤَدِّیْ فِیْهِ فَرِیْضَتِیْ وَ اَسْتُرُ فِیْهِ عَوْرَتِیْ۔ بعد ازاں فرمایا کہ میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نیا کپڑا پہنتے وقت یہ دعا پڑھتے ہوئے سنا ہے۔ (امالی فرزند شیخ طوسی و کشف الغمہ)

باب ۲۷

نیا کپڑا پہنتے وقت خدا کی حمد و ثنا کرنا اور منقولہ دعائیں پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر کوئی شخص نیا کپڑا پہنے تو کیا پڑھے؟ فرمایا: یہ دعا پڑھے: اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ فِیْهِ حُسْنَ عِبَادَتِكَ وَ عَمَلاً بِطَاعَتِكَ وَ اَدَاءَ شُكْرِ نِعْمَتِكَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ كَسَانِیْ مَا اُوَارِیْ بِهٖ عَوْرَتِیْ وَ اَتَجَمَّلُ بِهٖ فِی النَّاسِ۔ (الفروع)

۲۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نیا کپڑا پہنتے وقت یہ دعا پڑھنے کی تعلیم دی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ کَسَانِیْ مِنَ اللِّبَاسِ مَا اَتَجَمَّلُ بِهٖ فِی النَّاسِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا ثِیَابَ بَرَکَةٍ اَسْعٰی فِیْهَا لِمَرْضَاتِکَ وَاَعْمُرُ فِیْهَا مَسَاجِدَکَ۔ اور فرمایا: یا علیؑ! جو شخص بھی یہ دعا پڑھ کر قمیص پہنے گا اسی وقت اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ (ایضاً)

۳۔ خالد الجوان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرماتے تھے: چاہیئے کہ جب تم میں سے کوئی شخص نیا کپڑا پہننے لگے تو اس پر ہاتھ پھیرتا جائے اور یہ دعا پڑھتا جائے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ کَسَانِیْ مَا اُوَارِیْ بِهٖ عَوْرَتِیْ وَاَتَجَمَّلُ بِهٖ فِی النَّاسِ وَاَتَزَیَّنُ بِهٖ بَیْنَهُمْ۔ (ایضاً)

۴۔ عمر بن یزید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: یا عمر! جب نیا کپڑا پہننے لگو تو پڑھو: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ تو ہر قسم کی آفت و مصیبت سے محفوظ رہو گے پھر فرمایا: جب کسی چیز سے محبت کرو تو اس کا زیادہ ذکر نہ کرو ورنہ وہ تمہیں گرا دے گی اور ڈھا دے گی اور جب کسی آدمی سے کوئی کام ہو تو اس کے پس پشت اس کی تکلیف پر خوش نہ ہو خدا اس کے دل میں (تمہارے کام کی انجام دہی) ڈال دے گا۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زریق سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب نیا لباس پہنو تو یہ دعا پڑھو: اَللّٰهُمَّ اَلْبِسْنِیْ لِبَاسَ الْاِیْمَانِ وَزَیِّنِّیْ بِالتَّقْوٰی اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ جَدِیْدَةً اُبْلِیْهِ فِیْ طَاعَتِکَ وَ طَاعَةِ رَسُوْلِکَ وَاَبْدِلْنِیْ بِخَلَقِهٖ حُلَلَ الْجَنَّةِ وَلَا تُبَدِّلْنِیْ بِخَلَقِهٖ مُقَطَّعَاتِ النِّیْرَانِ۔ (الامالی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۶ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۲۸

کبھی کبھار پہننے والے کپڑے روزانہ پہننا، بچا ہوا پانی انڈیل دینا، کھجور کی گٹھلیاں دائیں بائیں پھینک دینا اور درہم و دینار کو توڑنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کم ترین اسراف یہ ہے کہ بچا ہوا پانی بہا دیا جائے، محفوظ رکھنے والا کپڑا عام استعمال میں لایا جائے اور کھجور کی گٹھلیوں کو پھینک دیا جائے۔ (الفروع)

۲۔ سلیمان بن صالح بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اسراف کا کمترین

درجہ کون سا ہے؟ فرمایا کہ کبھی کبھار (خاص تقاریب میں) پہننے والا کپڑا روزانہ پہنا جائے، اپنے برتن کا بچا ہوا پانی گرا دیا جائے اور کھجور کی گٹھلیاں ادھر ادھر پھینک دی جائیں۔ (ایضاً)

(نوٹ) کتاب الخصال میں امامؑ نے تین چیزوں کو اسراف قرار دینے کے بعد فرمایا: لیس فی الطعام سرف۔ کھانے میں کوئی اسراف نہیں ہے۔ (فراجع)

۳۔ اسحاق بن عمار والی حدیث صادقیؑ اس سے پہلے (باب ۹ میں) گزر چکی ہے کہ اگر مؤمن کے تیس قمیص بھی ہوں تو یہ اسراف نہیں ہے بلکہ اسراف یہ ہے کہ محفوظ رکھنے والے کپڑے کو عام روزمرہ کے استعمال میں لایا جائے۔

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابو ہشام بصری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: درہم و دینار کو توڑنا اور گٹھلیوں کو پھینکنا بھی فساد میں داخل ہے (جس کی ممانعت کی گئی ہے)۔ (الفقیہ)

۵۔ موسیٰ بن اکیل بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ کوئی شخص اس وقت تک فقیہ (دین کی معرفت رکھنے والا) نہیں بن سکتا جب تک اس بات کی پرواہ نہ کرے کہ کون سا کپڑا (عام یا خاص) روزمرہ کے استعمال میں لا رہا ہے؟ اور کس غذا (اعلیٰ وادنیٰ) سے شدت گرسنگی کی آگ بجھا رہا ہے۔ (الخصال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ (خاص اور عام کپڑے میں فرق نہ کرنا) یا اس بات پر محمول ہے کہ ایسا کرنا جائز ہے حرام نہیں ہے یا اس صورت پر محمول ہے کہ جب دونوں کپڑے مساوی یا دونوں کپڑے محفوظ رکھنے والے کپڑوں میں سے نہ ہوں (ورنہ تو فرق ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ کما تقدم)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اسراف والی حدیث اس کے بعد (ج ۷، باب ۲۶ و ۲۷ و ۲۲ میں) آئیگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۹

گھر میں موٹا اور پرانا کپڑا پہننا نہ کہ لوگوں کے سامنے اور کپڑے کو پیوند لگوانا اور جوتے کو ٹانکے لگوانا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی باسناد خود معمر بن خلاد سے اور وہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار میں داؤد بن عیسیٰ سے ملاقات کے لئے گھر سے نکلا جبکہ میں نے دو موٹے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں: یہ صرف جواز پر محمول ہے جیسا کہ گزر چکا ہے (ورنہ لوگوں کے سامنے عمدہ لباس پہننا مستحب ہے)۔

۲۔ فضل بن کثیر المدائنی اس شخص سے جس نے اس سے یہ حدیث بیان کی اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بار امامؑ کا ایک صحابی آپؑ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپؑ کی قمیص کو پیوند لگا ہوا ہے اور اس میں

ایک ایسا جیب ہے جس میں رقعے ڈالے جاتے ہیں۔ وہ برابر آپؑ کی اس قمیص کی طرف نگاہ کرنے لگا! امامؑ نے پوچھا اس طرح دیکھنے کا سبب کیا ہے؟ عرض کیا: آپؑ کی قمیص اور اس میں یہ (بے ہنگم) جیب (اور پیوند؟) وہ شخص بیان کرتا ہے کہ امامؑ کے سامنے یا ان کے قریب ایک نوشتہ پڑا ہوا تھا۔ امامؑ نے فرمایا: اس نوشتہ کی طرف ہاتھ بڑھا اور اس میں جو کچھ لکھا ہے اسے پڑھ۔ پس جب اس شخص نے وہ نوشتہ پڑھا تو اس میں لکھا تھا کہ جس شخص میں حیا نہیں ہے اس میں ایمان نہیں ہے اور جس شخص کے پاس منصوبہ بندی نہیں ہے اس کے پاس کوئی مال نہیں ہے اور جس شخص کے پاس بوسیدہ کپڑا نہیں ہے اس کا کوئی جدید کپڑا بھی نہیں ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابن ابی عباد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام گرمیوں میں چٹائی پر اور سردیوں میں ٹاٹ پر (یا بالوں کے کمبل پر) بیٹھتے تھے۔ اور (گھر میں) موٹا لباس پہنتے تھے۔ ہاں البتہ جب لوگوں کے سامنے آتے تھے تو بن سنور کر آتے تھے۔ (عیون الاخبار)

۴۔ ابن ابی نجران مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اپنے گریبان کو پیوند لگائے، وہ اپنا جوتا ٹانکے اور اپنا ضرورت کا مال خود اٹھائے وہ تکبر سے بری ہے۔ (ثواب الاعمال، الروضہ، الخصال)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوذرؓ سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے ان کو ان کے نام وصیت نامہ میں فرمایا: اے ابوذر! جو شخص اپنے کپڑے کو پیوند لگائے، اپنے جوتے کو ٹانکے، جو اپنا رخسار زمین پر (سجدہ میں) رگڑے وہ تکبر سے بری ہے۔ اے ابوذرؓ! جس شخص کے پاس دو قمیص ہوں۔ ایک خود پہنے اور دوسرا اپنے (مؤمن) بھائی کو پہنائے اے ابوذرؓ! جو شخص خوبصورت کپڑے پر قدرت رکھتے ہوئے اللہ کی خاطر تواضع کرتے ہوئے اسے ترک کردے تو خدا اسے عزت و کرامت کا حلہ پہنائے گا۔ اے ابوذرؓ! درشت اور کھردرا اور موٹا لباس پہنو تا کہ تکبر تم میں راہ نہ پا سکے۔ (امالی شیخ صدوقؒ)

۶۔ جناب شیخ حسن بن محمد دیلمی بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (۱) اپنے کپڑے کو پیوند لگاتے تھے۔ (۲) اپنے جوتے کو ٹانکتے تھے۔ (۳) اپنی بکری کا دودھ خود دوہتے تھے۔ (۴) غلاموں کے ساتھ کھانا کھاتے تھے۔ (۵) فرش زمین پر بیٹھتے تھے۔ (۶) گدھے پر سوار ہوتے تھے اور پیچھے دوسرا آدمی بھی سوار کرتے تھے۔ (۷) اپنے گھر کی ضرورت کا سامان خود اٹھا کر گھر لانے میں عار محسوس نہیں کرتے تھے۔ (۸) مالدار اور غریب و نادار دونوں سے مصافحہ کرتے تھے اور اس وقت تک اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے نہیں کھینچتے تھے جب تک وہ اپنا ہاتھ نہیں کھینچتا تھا۔ (۹) جو امیر یا فقیر، صغیر یا کبیر سامنے آتا اسے پہلے سلام کرتے تھے۔ (۱۰) ان کو جس چیز کی دعوت دی جاتی تھی اسے حقیر نہیں جانتے تھے اگرچہ وہ ردی کھجور ہی ہوتی تھی۔ (۱۱) ان کا بوجھ ہلکا تھا۔ (۱۲) کریم الطبع تھے۔ (۱۳) لوگوں کے ساتھ رہن سہن خوشگوار تھا۔ (۱۴) ہنس مکھ تھے۔

(۱۵) وہ ایسے مسکراتے ہوئے چہرہ والے تھے جس میں بلند آواز سے ہنسنا نہ تھا۔ (۱۶) وہ ایسے غمناک تھے جس میں چہرہ کا کھچاؤ نہ تھا۔ (۱۷) متواضع مزاج تھے مگر اس میں ذلت کا شائبہ نہ تھا۔ (۱۸) وہ سخی تھے مگر ان میں اسراف نہ تھا۔ (۱۹) رقیق القلب تھے۔ (۲۰) ہر مسلمان کے ساتھ مہربان تھے۔ (۲۱) انہیں کبھی کھانے کی وجہ سے بدہضمی نہیں ہوئی تھی۔ (۲۲) اور کبھی طمع ولالچ کی وجہ سے ہاتھ نہیں پھیلایا تھا۔ (ارشاد القلوب دیلمی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۵۴ از لباس مصلی میں) گزر چکی ہیں۔ (وہاں رجوع کیا جائے)۔

باب ۳۰

عمامہ باندھنا مستحب ہے اور اس کی کیفیت کا بیان۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوہمام سے اور وہ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے خدا کے اس فرمان "مسوّمین" (نشان زدہ فرشتے) کے بارے میں فرمایا: اس سے مراد عمامے ہیں۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمامہ باندھا اس کا ایک شملہ اپنے آگے (سینہ پر) ڈالا اور دوسرا پیچھے (کاندھوں پر) اور جبرئیلؑ نے بھی بالکل اسی طرح عمامہ باندھا۔ (الفروع)

۲۔ جابر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بدر والے دن فرشتوں کے سروں پر سفید رنگ کے عمامے بندھے ہوئے تھے جن کے شملے لٹک رہے تھے۔ (ایضاً)

۳۔ علی بن ابی علی اللہبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (غدیر خم والے دن) حضرت علی علیہ السلام کے سر پر اپنے دست مبارک سے اس طرح عمامہ باندھا کہ اس کا ایک شملہ آپ کی اگلی طرف (سینہ پر) لٹکایا اور دوسرا جو چھوٹا تھا اور بقدر چار انگشت تھا وہ پچھلی طرف لٹکایا۔ پھر ان سے فرمایا: ادھر پیٹھ کرو۔ آپؑ نے پیٹھ کی پھر فرمایا: ادھر منہ کرو۔ آپؑ نے منہ کیا۔ پھر فرمایا: فرشتوں کے تاج بھی اسی طرح ہیں۔ (ایضاً)

۴۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عمامے عربوں کے تاج ہیں۔ (ایضاً)

۵۔ یاسر خادم (امام رضا علیہ السلام) بیان کرتے ہیں کہ جب عید الفطر آئی تو مامون عباسی نے امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں آدمی بھیج کر درخواست کی کہ آپؑ سواری پر سوار ہو کر عید گاہ میں تشریف لائیں اور آ کر عید کا خطبہ دیں اور نماز عید پڑھائیں۔ امامؑ نے واپسی جواب میں معذرت کرتے ہوئے کہلا بھیجا کہ آپ کو معلوم ہے کہ (اس ولیعہدی کے قبول کرتے وقت) میرے

اور آپ کے درمیان کیا شرطیں طے ہوئی تھیں (منجملہ ان کے ایک یہ بھی تھی کہ آپ عید وغیرہ کی نماز نہیں پڑھائیں گے) بہرحال مامون بار بار اصرار کرتا رہا اور آپ ہر بار انکار کرتے رہے۔۔۔۔۔ بالآخر فرمایا: اگر آپ مجھے اس سے معاف کر دیں تو یہ بات مجھے زیادہ پسند ہے۔ ورنہ بصورت دیگر میں (سوار ہو کر نہیں بلکہ) اس طرح عیدگاہ کی طرف جاؤں گا جس طرح حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت امیر علیہ السلام تشریف لے جاتے تھے۔ مامون نے کہا: جس طرح جی چاہے تشریف لے جائیں (جب بات پکی ہوگئی تو) مامون نے فوج کے سربراہوں اور خاص لوگوں کو حکم دیا کہ وہ سوار ہو کر امامؑ کے دردولت پر حاضر ہوں۔ (اور امامؑ کو ہمراہ لائیں) پس عید والے دن جب سورج طلوع ہوا تو امام علیہ السلام اٹھے اور غسل عید کیا اور سفید کپاس (ململ) کا عمامہ باندھا اور اس کا ایک سرا سینہ پر اور دوسرا دونوں شانوں کے درمیان لٹکایا۔ پھر اس طرح سکڑے ہوئے کپڑے پہنے کہ جوز مین کو نہیں چھوتے تھے۔ پھر اپنے تمام غلاموں کو حکم دیا کہ تم بھی اسی طرح کرو جس طرح میں نے کیا ہے۔ پھر انہوں نے وہ عصا ہاتھ میں لیا جس کے نیچے لوہے کا پھل لگا تھا پھر وہ پاؤں ننگے برآمد ہوئے اور ہم لوگ ان کے آگے آگے پاپیادہ چل رہے تھے جبکہ آپ نے اپنی پائجامہ کو آدھی پنڈلی تک اوپر اٹھایا ہوا تھا اور دوسرے کپڑے بھی سکیڑے ہوئے تھے۔ الخ۔۔۔۔۔ (الاصول، الارشاد)

۶۔ جناب حسن الطبرسی باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عمامے عربوں کا تاج ہیں۔ جب یہ عمامے اتار دیں گے تو خدا ان کی عزت وعظمت ختم کر دے گا۔ (مکارم الاخلاق)

(اور عمدہ جوتے مردوں کی پازیبیں ہیں)۔ (ایضاً)

۷۔ نیز فرمایا: عمامے باندھو اس سے تمہارے علم میں اضافہ ہوگا۔ (ایضاً)

۸۔ عبداللہ بن سلیمان اپنے باپ (سلیمان) سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بار حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اس حال میں مسجد کے اندر داخل ہوئے کہ آپ کے سر اقدس پر سیاہ رنگ کا سیاہ رنگ کا عمامہ تھا جس کے دونوں سرے آپ نے دونوں شانوں کے درمیان لٹکائے ہوئے تھے۔ (ایضاً)

۹۔ معاویہ بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (فتح مکہ والے دن) جب (فاتحانہ انداز میں) مکہ میں داخل ہوئے تو سیاہ رنگ کا عمامہ برسر اور اسلحہ جنگ دربر تھا۔ (ایضاً)

۱۰۔ جناب سید علی بن موسیٰ بن طاؤس علیہ الرحمہ بحوالہ کتاب الولایہ لابن عقدہ بمقام غدیر خم حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضرت امیر علیہ السلام کی خلافت حقہ پر نص قائم کرنے کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ کے سر پر عمامہ باندھا اور اس کے دونوں سرے ان کے شانوں کے درمیان لٹکائے اور فرمایا: خدا نے حنین والے دن جن فرشتوں کے

ساتھ میری تائید فرمائی تھی انہوں نے اسی طرح عمامے باندھے ہوئے تھے۔ اور اسی سے مسلمانوں اور مشرکوں کے درمیان امتیاز ہوتا تھا۔ پھر حضرت علیؑ کا بازو پکڑ کر فرمایا: یا ایھا الناس من کنت مولاہ فھذا مولاہ۔ (امان الاخطار)

باب ۳۱

مستحب اور مکروہ ٹوپیوں کا بیان۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن الحکم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ اس مخصوص ٹوپی کو مکروہ جانتے تھے جس کا نام "برطلہ" تھا۔ (الفروع)

۲۔ ابن ابی عمیر بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفید رنگ کی مضربی یعنی سلی ہوئی ٹوپی پہنتے تھے اور جنگ کی حالت میں وہ خاص ٹوپی پہنتے تھے جس کے دو (۲) کان تھے۔ (ایضاً)

۳۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پانچ قسم کی ٹوپیاں تھیں۔ (۱) یمنیہ۔ (۲) بیضاء۔ (۳) مضربہ۔ (۴) ذات الاذنین جسے صرف جنگ کی حالت میں پہنا کرتے تھے۔ ایک مخصوص عمامہ تھا جس کا نام "سحاب" تھا۔ (۵) اور ایک طویل ٹوپی تھی (برنس) جسے کبھی کبھار پہن لیا کرتے تھے۔ (ایضاً والفقیہ)

۴۔ اسی سلسلہ سند کے ساتھ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا: جب ترکی ٹوپیاں ظاہر ہوں گی تو زنا کاری ظاہر ہو[1] جائے گی۔ (ایضاً)

۵۔ حسین بن مختار روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھے حکم دیا کہ میرے لئے سفید رنگ کی ٹوپیاں بنا کر لاؤ مگر ان کو توڑنا نہیں ہے۔ کیونکہ مجھ جیسا سردار ٹوٹی ہوئی ٹوپی نہیں پہنتا۔ (ایضاً)

دوسری روایت میں ہے کہ اسے بہت لمبا نہ بنانا کہ اسے توڑنا پڑ جائے۔ (ایضاً)

۶۔ جناب حسن الطبرسی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میں نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے سر پر خز کی وہ خاص ٹوپی دیکھی جس کے اندر سمور کا چمڑا لگا ہوا تھا۔ (مکارم الاخلاق)

۷۔ یزید بن خلیفہ بیان کرتے ہیں کہ میں برطلہ نامی خاص قسم کی ٹوپی پہن کر خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا۔ جب حضرت امام جعفر

---

[1] علامہ مجلسی نے اس ٹوپی کے متعلق چند احتمال پیش کئے ہیں (۱) بکتاشی ٹوپی مراد ہے۔ (۲) شروانی ٹوپی۔ (۳) ترکی ٹوپی۔ (۴) وہ لوہے کا خود جو ٹوپی نما ہو۔ واللہ العالم۔ (مرآۃ العقول)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

صادق علیہ السلام نے مجھے دیکھا تو فرمایا کہ کعبہ کے پاس یہ ٹوپی نہ پہن کیونکہ یہ یہودیوں کی وضع ہے۔ (ایضاً)

۸۔ حسین بن مختار بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے لئے ٹوپی تیار کرو مگر نہ بہت لمبی ہو اور نہ ٹوٹی ہوئی کیونکہ مجھ جیسا سردار نہ لمبی ٹوپی پہنتا ہے اور نہ ٹوٹی ہوئی۔ (ایضاً)

باب ۳۲

جوتا پہننا اور وہ بھی عمدہ مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سب سے پہلے جوتے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بنوا کر پہنے تھے۔ (الفروع)

۲۔ اسی سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے فرمایا: کوئی شخص جوتا بنوائے تو عمدہ بنوائے۔ (ایضاً)

۳۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جوتے کا عمدہ ہونا بدن کی حفاظت کا سبب ہے اور نماز و طہارت کے معاملہ میں مددگار ہے۔ (ایضاً)

۴۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود مسعدہ بن صدقہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص جوتا بنوائے تو عمدہ بنوائے، کوئی کپڑا بنوائے تو اسے پاک و پاکیزہ رکھے، کوئی شخص گھوڑا یا جانور رکھے تو عمدہ و اعلیٰ رکھے اور کوئی شخص کسی عورت کو بیوی بنائے تو اس کا اکرام کرے کیونکہ کسی بھی شخص کی عورت اس کا کھلونا ہوتی ہے تو جب کوئی شخص اسے رکھے تو اسے ضائع نہ کرے اور جو شخص بال بڑھائے تو ان سے بھلائی کرے (کنگھی پٹی کرے) (اور فرمایا) جو شخص بال رکھے مگر مانگ نہ نکالے تو قیامت والے دن خداوند عالم آگ کی آری سے اس کی مانگ نکالے گا۔ (قرب الاسناد)

۵۔ جناب شیخ صدوق علیہ الرحمہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص بقا چاہتا ہے حالانکہ (ذات خدا کے سوا) کسی کے لئے بقا نہیں ہے (یعنی جو شخص لمبی عمر چاہتا ہے) اسے چاہیئے کہ (۱) غذا سویرے کھائے۔ (۲) جوتا اچھا بنوائے۔ (۳) رداء خفیف بنوائے۔ (۴) اور عورتوں سے مباشرت کم کرے! عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! رداء کی خفت سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: قرضہ کم لے۔ (الفقیہ)

۶۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن ابوغندر سے اور وہ اپنے باپ (ابوغندر) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا: فرما رہے تھے کہ جوتے عمدہ بنواؤ کیونکہ یہ دشمن کو پھنسانے کا ذریعہ اور آنکھوں کی روشنی میں زیادتی کا باعث ہے۔ اور قرضہ کم سے کم لو کیونکہ قرضہ کی کمی میں طول عمر کا راز مضمر ہے اور تیل

لگاؤ کیونکہ اس سے تونگری ظاہر ہوتی ہے۔ مسواک ضرور کرو کیونکہ یہ قلبی وسوسہ کو دور کرتا ہے اور موزہ ہمیشہ پہنا کرو کیونکہ یہ مرض سل سے امان کا باعث ہے۔ (امالی شیخ طوسی)

باب ۳۴

جوتے کی شکل وصورت اور کیفیت کا بیان۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میں اس شخص کو برا جانتا ہوں جس کے جوتوں کی ایڑی نہ ہو۔ (الفروع)

۲۔ حسن بن راشد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کا ارشاد ہے: ایسا جوتا نہ پہنو جس کا پہلا، آری اور درمیانہ حصہ برابر ہو کیونکہ یہ فرعون کا جوتا ہے اسی نے پہلی بار یہ جوتا استعمال کیا تھا۔ (ایضاً) (بلکہ جوتا درمیان سے پتلا ہونا چاہیئے)۔

۳۔ منہال بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا اور میں نے ہموار جوتا پہنا ہوا تھا (جس کا اگلا پچھلا اور درمیانہ حصہ برابر تھا)۔ امامؑ نے اسے دیکھ کر فرمایا: یہ یہودیوں کا جوتا ہے۔ منہال نے واپس جا کر اور چھری لے کر اس کے وسط کو پتلا کر دیا۔ (ایضاً)

۴۔ علی بن سوید بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے میرے جوتوں کو ہموار دیکھ کر اور ان کو ادھر ادھر الٹا پلٹا کر فرمایا: یہودی بننا چاہتے ہو؟ عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہو جاؤں! (یہ میں نے خود نہیں بنوائے بلکہ) ایک آدمی نے مجھے ھبہ کئے ہیں؟ فرمایا: پھر کوئی حرج نہیں ہے۔ (ایضاً)

۵۔ اسحاق حذاء ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھے دو جوتے مرحمت فرمائے جن کی ایڑیاں تھیں اور وسط سے پتلے تھے ان کے دو تسمے تھے اور (باریک) سرے بھی تھے۔ فرمایا: یہ ہے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جوتے کا نمونہ۔ (ایضاً)

۶۔ تمیم الزیات بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں اس شخص کو برا سمجھتا ہوں جس کے پاؤں میں ایسا جوتا ہو جس کا درمیانی حصہ پتلا نہ ہو۔ پھر فرمایا: جس شخص نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جوتے کا حلیہ تبدیل کیا وہ فلاں تھا۔ فرمایا: تم ایسے جوتے کو (جو بالکل ہموار ہو) کیا کہتے ہو؟ عرض کیا: ممسوح! فرمایا: ہاں یہ واقعی ممسوح (بدصورت) ہے۔ (ایضاً)

باب ۳۴

تسمہ کو گرہ دینا مکروہ ہے اور جوتے کے نوک کا دراز ہونا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن ابی عمیر سے اور کئی اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ تسمہ کو گرہ[۱] دینا مکروہ جانتے تھے چنانچہ ایک آدمی کے جوتے کو لے کر اس کے تسمہ کی گرہ کھول دی۔(الفروع)

۲۔ ابو عمران ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص کا جوتا تھا جس کے تسمہ کو گرہ لگی ہوئی تھی آپؑ نے اسے پکڑ کر کھول دیا اور فرمایا: پھر ایسا نہ کرنا۔(ایضاً)

۳۔ غیاث بن ابراہیم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میرے والد (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام) جوتوں کے نوک لمبے رکھتے تھے۔(ایضاً)

باب ۳۵

مؤمن کو جوتا اور تسمہ بخشنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن کثیر سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ہمراہ چل رہا تھا کہ آپؑ کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ گیا۔ میں نے اپنے تو برے سے تسمہ نکال کر پیش کیا جس سے آپؑ نے اپنا جوتا ٹھیک کیا۔ پھر آپؑ نے میرے بائیں کاندھے پر ہاتھ مار کر فرمایا: اے عبدالرحمٰن بن کثیر! جو شخص کسی مؤمن کو تسمہ پر سوار کرائے (اسے دے) خداوند عالم اسے تیز رو جوان اونٹنی پر اس وقت سوار کرے گا جب (بروز محشر) اپنی قبر سے نکلے گا یہاں تک کہ جنت کا دروازہ کھٹکھٹائے گا۔(الفروع)

باب ۳۶

جب ایک جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے یا اس کی مرمت کرانی ہو تو صرف ایک جوتا پہن کر چلنا مکروہ نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یعقوب سرّاج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ہم حضرت امام جعفر صادق علیہ

---

[۱] علامہ مجلسیؒ نے اس حدیث کے مفہوم میں چند احتمال ذکر کئے ہیں (۱) شاید جوتا پہننے سے پہلے گرہ دینا مراد ہے۔(۲) پشت پا پر گرہ دینا (کیونکہ گرہ ایڑیوں کے اوپر دینی چاہیئے) پھر ان دونوں معنوں کو بعید قرار دے کر آخر میں اس مطلب کو اظہر قرار دیا ہے کہ اس کراہت سے مراد یہ ہے کہ خود تسمہ میں گرہ ہو۔ ورنہ جوتا پہن کر تسمہ کو گرہ دینا مکروہ نہیں ہے واللہ العالم۔(احقر مترجم عفی عنہ)

السلام کے ہمراہ چل رہے تھے اور آپؑ اپنے کسی عزیز کے نومولود مرنے والے بچے کی تعزیت کے لئے تشریف لے جا رہے تھے کہ اچانک آپؑ کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ گیا۔ امامؑ نے وہ جوتا ہاتھ میں پکڑ لیا اور ننگے پاؤں چلنا شروع کیا۔ جب ابن ابی یعفور نے آپؑ کی یہ کیفیت دیکھی تو فوراً اپنا جوتا اتارا اور اس میں سے تسمہ نکال کر امامؑ کی خدمت میں پیش کیا۔ امامؑ نے ناراض آدمی کی مانند اس سے روگردانی کرتے ہوئے اور اسے قبول کرنے سے انکار کرتے ہوئے فرمایا: جس پر مصیبت آئے (جس کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے) وہ مصیبت پر صبر کرنے کے زیادہ لائق ہے چنانچہ ننگے پاؤں چل کر اس شخص کے پاس پہنچے جس کو تعزیت کرنی تھی۔ (ایضاً)

۲۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام جب ایک جوتے کی مرمت کرانا چاہتے تھے تو صرف ایک جوتا پہن کر چلتے تھے اور اس میں کوئی مضائقہ نہیں جانتے تھے[1]۔ (ایضاً)

باب ۳۷

بیٹھتے اور کھانا کھاتے وقت جوتا اتارنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن ابوعبداللہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں ایک بار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ہمراہ تھا کہ آپؑ ایک شخص کے پاس تشریف لے گئے (جب وہاں پہنچ گئے اور بیٹھ گئے) تو آپؑ نے اپنا جوتا اتار دیا اور ہمراہیوں سے بھی فرمایا کہ تم بھی اپنے جوتے اتار دو کیونکہ جب جوتا اتار دیا جائے تو پاؤں آرام کر لیتے ہیں۔ (الفروع)

۲۔ شیخ حسن بن جناب شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود انس بن مالک سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کھانا کھانے لگو تو جوتے اتار دیا کرو کہ یہ چیز پاؤں کو زیادہ راحت و آرام پہنچاتی ہے۔ (ایضاً)

۳۔ جناب شیخ احمد بن ابوعبداللہ البرقی باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کھانا کھانے لگو تو جوتے اتار دیا کرو کیونکہ یہ عمدہ سنت ہے اور پاؤں کے لئے زیادہ باعث راحت و آرام ہے۔ (ایضاً)

---

[1] اس کے بعد باب ۴۴ میں ایسی حدیثیں ذکر کی جائیں گی جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ایک جوتا یا ایک موزہ پہن کر چلنا مکروہ ہے مگر اس قسم کی حدیثوں سے واضح ہوتا ہے کہ ایسا کرنا مکروہ نہیں ہے۔ تو ان کے درمیان اس طرح جمع و تفریق کی جائے گی کہ اختیاری حالت میں مکروہ ہے (جیسا کہ باب ۴۴ میں مذکور ہے) اور اضطراری حالت میں کوئی کراہت نہیں ہے جیسا کہ اس باب میں مذکور ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۳۸

سیاہ جوتا پہننا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن محبوب سے اور وہ ایک شخص کے واسطہ سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اپنے ایک صحابی کی طرف دیکھا جس نے سیاہ رنگ کا جوتا پہنا ہوا تھا۔ فرمایا: تجھے سیاہ جوتا پہننے سے کیا غرض؟ کیا تجھے معلوم ہے کہ یہ بینائی کو نقصان اور ذکر کو زیاں پہنچاتا ہے۔ یہ دوسرے جوتوں سے زیادہ مہنگا ہے اور جو اسے پہنتا ہے وہ تکبر کرتا ہے۔(ایضاً)

۲۔ حنان بن سدیر بیان کرتے ہیں کہ میں ایک بار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں سیاہ جوتا پہن کر حاضر ہوا۔ فرمایا: اے حنان! تجھے سیاہ رنگ کے جوتے سے کیا مطلب؟ کیا تجھے معلوم نہیں کہ اس میں تین بری خصلتیں ہیں (۱) آنکھوں کو کمزور کرتا ہے۔(۲) ذکر کو نرم (کمزور) کرتا ہے۔(۳) رنج و غم کا باعث ہے اور ان سب باتوں کے علاوہ یہ جباروں کا پہناوا ہے۔(ایضاً)

۳۔ عبید بن زرارہ بیان کرتے ہیں میں نے سیاہ رنگ کا جوتا پہنا ہوا تھا جب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی اس پر نظر پڑی تو فرمایا: اے عبید! تجھے سیاہ رنگ کے جوتے سے کیا تعلق؟ کیا تجھے معلوم نہیں ہے کہ اس میں تین بری خصلتیں ہیں (۱) قوت باہ کو کمزور کرتا ہے، بینائی کو ضعف پہنچاتا ہے اور دوسرے جوتوں سے زیادہ مہنگا ہے۔ جب کوئی شخص اسے پہنتا ہے تو وہ سوائے اپنے بیوی بچوں کے اور کسی چیز کا مالک نہیں ہوتا (یعنی فقر و فاقہ کا باعث ہے) اور بروز قیامت خدا اسے جبار و سرکش محشور فرمائے گا۔(ایضاً)

باب ۳۹

سفید جوتا پہننا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالملک بن بحر صاحب لؤلؤ سے روایت کرتے ہیں کہا: جو شخص کوئی جوتا پہننا چاہے اور اسے سفیدی مائل زرد رنگ مل جائے تو وہ مال و اولاد سے محروم نہیں رہے گا۔ اور جسے سیاہ رنگ کا جوتا مل جائے وہ ہم و غم سے محروم نہیں رہے گا۔(الفروع)

۲۔ سدیر صیرفی بیان کرتے ہیں کہ ایک بار میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ میں نے سفید رنگ کا جوتا پہنا ہوا تھا۔ امامؑ نے مجھ سے فرمایا: اے سدیر! یہ کیسا جوتا ہے آیا تو نے کچھ سمجھ کر پہنا ہے؟ عرض کیا: نہیں بخدا۔ میں آپؑ

کا فدیہ بن جاؤں! فرمایا: جو سفید جوتا خریدنے کی نیت سے بازار میں داخل ہو اس کا وہ جوتا پرانا نہیں ہوگا کہ اسے وہاں سے مال ملے گا جہاں سے اسے گمان بھی نہ ہوگا۔ ابو نعیم کہتے ہیں کہ سدیر نے مجھ سے بیان کیا کہ واقعاً اس جوتے کے کہنہ ہونے سے پہلے مجھے سو دینار وہاں سے ملے ہیں جہاں سے وہم و گمان بھی نہیں تھا۔ (ایضاً و ثواب الاعمال)

باب ۴۰

زرد رنگ کا جوتا پہننا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوالبختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص زرد رنگ کا جوتا پہنے جب تک وہ جوتا کہنہ نہ ہو جائے اس وقت تک برابر وہ خوش و خرم رہے گا۔ (الفروع)

۲۔ جابر جعفری حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص زرد رنگ کا جوتا پہنے جب تک وہ جوتا پہنے رہے گا برابر مسرت و شادمانی دیکھتا رہے گا۔ کیونکہ خداوند عالم (بنی اسرائیل کی گائے کے بارے میں فرماتا ہے) وہ گہرے زرد رنگ کی ہے جو دیکھنے والوں کو خوش کرتی ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حنان بن سدیر ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں کون سے رنگ کا جوتا پہنوں؟ فرمایا: زرد رنگ کو لازم پکڑو کیونکہ اس میں تین اچھی خصلتیں ہیں (۱) آنکھوں کو جلا دیتا ہے۔ (۲) قوت باہ میں اضافہ کرتا ہے۔ (۳) رنج و غم کو دور کرتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ نبیوں کا لباس ہے۔

(ایضاً و ثواب الاعمال والخصال)

۴۔ جناب شیخ حسن بن الفضل الطبرسی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص زرد رنگ کا جوتا پہنے گا وہ اس کے بوسیدہ ہونے تک برابر خوش و خرم رہے گا کیونکہ خداوند عالم فرماتا ہے: وہ گائے ایسی گہرے زرد رنگ کی ہے جو دیکھنے والوں کو خوش کرتی ہے۔ (تفسیر مجمع البیان)

۵۔ مفسر عیاشی نے فضل بن شاذان سے اور انہوں نے مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ روایت نقل کی ہے اور اس میں یہ اضافہ بھی ہے۔ فرمایا: جو شخص زرد رنگ کا جوتا پہنے گا۔ اس کے کہنہ ہونے سے پہلے وہ بہت سا علم یا مال پائے گا۔

(تفسیر عیاشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳۹ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۴۱

سردی ہو یا گرمی ہمیشہ موزہ کا پہننا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینیؒ علیہ الرحمہ باسنادِ خود مبارک غلام العقرقوقی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: موزہ کا ہمیشہ پہننا مرض سل سے اور اس کی موت مرنے سے باعث امن وامان ہے۔(الفروع)

۲۔ سلمہ بن ابو حیہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: موزہ کا پہننا قوت بینائی میں اضافہ کرتا ہے۔(ایضاً)

۳۔ معاویہ بن وہب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہمیشہ موزہ پہننا جذاب (کوڑھ کی بیماری) سے بچاؤ کا باعث ہے! راوی نے عرض کیا: سردیوں میں یا گرمیوں میں؟ فرمایا: سردیاں ہوں یا گرمیاں! (ایضاً)

۴۔ جناب شیخ حسن الطبرسی حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص تہمند نہ پائے وہ پائجامہ پہنے اور جسے جوتا نہ ملے وہ موزہ پہنے۔(مکارم الاخلاق)

۵۔ ابو الصلاح کنانی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام سفر میں موزہ پہنا کرتے تھے۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۳۹ میں) ایسی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۴۲

سوائے سفر کے خالص سفید رنگ اور سرخ رنگ کا موزہ پہننا مکروہ ہے ہاں البتہ سیاہ رنگ کا موزہ پہننا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ محدث کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود زیاد بن منذر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک بار میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ میں سفید رنگ کا موزہ پہنے ہوئے تھا۔ امامؑ نے فرمایا: اے زیاد! یہ کیسا موزہ ہے جو میں تم پر دیکھ رہا ہوں؟ میں نے عرض کیا: یہ ایک موزہ ہے جو میں نے بنوایا ہے! فرمایا: کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ خالص سفید رنگ کا موزہ جباروں کا لباس ہے اور وہی پہلے لوگ ہیں جنہوں نے اسے استعمال کیا اور سرخ رنگ شاہان عجم کا لباس ہے اور یہ پہلے لوگ ہیں جنہوں نے اسے استعمال کیا اور سیاہ رنگ کی (موزہ، عبا اور عمامہ) بنی ہاشم کا لباس ہے اور یہ سنت ہے۔(الفروع)

۲۔ داؤد رقی بیان کرتے ہیں کہ میں ایک بار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ہمراہ مقام "ینبع" کی طرف گیا۔ جب سفر کے لئے روانہ ہوا تو دیکھا کہ امامؑ نے سرخ رنگ کا موزہ پہنا ہوا ہے۔ عرض کیا: میں آپؑ پر فدا! یہ سرخ رنگ کا موزہ کیسا ہے جو آپؑ نے پہن رکھا ہے؟ فرمایا: یہ میں نے سفر کے لئے تیار کرایا ہے۔ یہ مٹی اور بارش میں زیادہ دیرپا ہوتا ہے اور زیادہ برداشت کرنے والا! عرض کیا: آیا میں بھی ایسا موزہ بنواؤں اور پہنوں؟ فرمایا: سفر میں تو ہاں مگر حضر میں سیاہ موزہ کے برابر کسی چیز کو نہ سمجھو۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱۹ از لباس مصلی میں) سیاہ رنگ کی کراہت میں جو حدیثیں بیان ہو چکی ہیں ان میں یہ وضاحت موجود ہیں کہ سیاہ رنگ کا موزہ (عمامہ و عبا کی طرح) مکروہ نہیں ہے۔

باب ۴۳

موزہ ہو یا جوتا پہنتے وقت دائیں پاؤں سے ابتداء کرنا اور اتارتے وقت بائیں پاؤں سے پہل کرنا مستحب ہے نیز لباس پہننے کی ابتداء بھی دائیں جانب سے کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سنت یہ ہے کہ موزہ اتارتے وقت پہلے بائیں پاؤں سے اتارا جائے اور پہنتے وقت پہلے دائیں پاؤں میں پہنا جائے۔ (الفروع)

۲۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب اپنا جوتا یا موزہ پہننے لگو تو پہلے دائیں پاؤں میں پہنو اور جب اتارنے لگو تو پہلے بائیں پاؤں سے اتارو۔ (ایضاً)

۳۔ جناب شیخ حسن الطبرسی علیہ الرحمہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کپڑے پہننے یا وضو کرنے لگو تو ابتداء اپنی دائیں جانب سے کرو۔ (مکارم الاخلاق)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ کپڑا پہننے کے آداب و احکام اس سے پہلے (باب ۲۶ میں) لباس پہننے کے سلسلہ میں گزر چکے ہیں۔

باب ۴۴

(بحالت اختیاری) ایک جوتے یا ایک موزہ میں چلنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: صرف ایک جوتے میں سفر نہ کرو۔ میں نے عرض کیا: کیوں؟ فرمایا: اگر تمہیں شیطان کی طرف سے کوئی (دماغی) تکلیف (دیوانگی) پہنچی تو وہ کبھی دور نہ ہوگی۔۔۔ مگر یہ کہ خدا چاہے۔ (الفروع)

۲۔ نیز محمد بن مسلم امامین علیہما السلام میں سے ایک امامؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک جوتے میں نہ چلو کیونکہ سب سے زیادہ جلدی شیطان ایسے ہی بعض حالات میں بندہ کو (دماغی) تکلیف پہنچاتا ہے اور جب کوئی تکلیف پہنچ جائے تو مشیت ایزدی کے بغیر وہ دور نہیں ہوتی۔ (ایضاً)

۳۔ ابراہیم بن عبدالحمید حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تین کام ایسے ہیں جن سے دیوانگی کا اندیشہ ہے۔ ان میں سے ایک کام ایک جوتے میں چلنا بھی ہے۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنجنابؐ نے ایک جوتے میں چلنے سے اور کھڑے ہو کر جوتا پہننے کی ممانعت فرمائی ہے۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (ج ۱، باب ۱۲ آداب خلوت میں) بعض ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو قبر پر پیشاب کرنے کی ممانعت پر دلالت کرتی ہیں اور اس کے بعد مساکن (باب ۲۰ میں) تنہا سونے کی ممانعت کے ضمن میں بھی ایسی بعض حدیثیں بیان کی جائیں گی (جو شیطان کے چھونے پر دلالت کرتی ہیں) انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۴۵

انگوٹھی پہننا مستحب ہے مگر واجب نہیں ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یونس بن ظبیان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: منجملہ سنت کے ایک انگوٹھی پہننا بھی ہے۔ (الفروع)

۲۔ صفوان حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی انگوٹھی کی بولی دی گئی تو میرے والد (امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) نے سات میں ان سے خرید لی۔ میں نے عرض کیا: سات درہم میں؟ فرمایا: نہیں۔ بلکہ سات دینار میں۔ (ایضاً)

۳۔ علی بن عطیہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تھوڑا عرصہ انگوٹھی پہنی پھر ترک[1] کر دی۔ (ایضاً)

---

[1] علامہ مجلسیؒ نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ شاید اس سے مراد یہ ہے کہ اپنی موت کی وجہ سے ترک کر دی۔ فرماتے ہیں اور اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ بعض نسخوں میں "حتی مات" مذکور ہے کہ آپ نے تھوڑا عرصہ انگوٹھی پہنی تھی کہ پھر آپ کی وفات واقع ہو گئی۔ بظاہر یہ تاویل جمیل معلوم ہوتی ہے ورنہ مختلف انگوٹھیاں پہننے کے جو ثواب وارد ہوئے ہیں ان کے پیش نظر آنحضرتؐ کا اسے ترک کرنا بعید نظر آتا ہے واللہ العالم۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ انگوٹھی مستحب ہے واجب نہیں ہے اس کے بعد بھی بہت سی حدیثیں بیان کی جائیں گی جو انگوٹھی پہننے کے استحباب پر دلالت کرتی ہیں انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۶

چاندی کی انگوٹھی پہننا سنت ہے اور مردوں کے لئے سونا حرام ہے اور چاندی کے علاوہ لوہا اور پیتل وغیرہ کوئی بھی دھات مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان اور معاویہ بن وھب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگوٹھی چاندی کی تھی۔ راوی نے عرض کیا: آیا اس میں کوئی نگینہ بھی تھا؟ فرمایا: نہ [۱]۔(الفروع)

۲۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ سوائے چاندی کے کوئی اور انگوٹھی نہ پہنو کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ ہتھیلی کبھی پاک نہیں ہوتی جس میں لوہے کی انگوٹھی ہو [۲]۔(ایضاً)

۳۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود مسعدۃ بن صدقہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگوٹھی چاندی کی تھی۔ اور اس کا نقش تھا "محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" اور حضرت امیر علیہ السلام کی انگوٹھی کا نقش تھا "الملک للہ" اور میرے والد (جناب امام محمد باقر علیہ السلام) کی انگوٹھی کا نقش تھا: "العزۃ للہ"۔(قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۳۰ و ۳۲ از لباس مصلی میں) سونے، لوہے اور پیتل پہننے (کی حرمت و کراہت) سے متعلق بعض حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴۷ و ۵۳ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۷

نگینہ کا مدوّر (گول) اور سیاہ ہونا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوخدیجہ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ امام (جعفر صادق علیہ السلام) نے فرمایا:

۱۔ یعنی کسی ایک انگوٹھی میں نگینہ نہ تھا ورنہ دوسری حدیثوں سے آپ کی انگوٹھیوں میں نگینہ کا ہونا ثابت ہے۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۲۔ کتاب من لا یحضرہ الفقیہ ج اص ۱۶۴ طبع دارالکتب الاسلامیہ تہران، ایران میں یہ حدیث نبوی ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے: "ما طهر الله يداً فيها حلقة حديد" یعنی اللہ اس ہاتھ کو کبھی پاک نہیں کرتا جس میں لوہے کا کڑا ہو۔ صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لئے؟(احقر مترجم عفی عنہ)

نگینہ گول ہونا چاہیئے۔ (پھر) فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نگینہ ایسا ہی تھا۔ (الفروع)

۲۔ عبداللہ بن سنان بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگوٹھی کا ذکر کیا۔ امام (جعفر صادق علیہ السلام) نے فرمایا: کیا تم چاہتے ہو کہ میں وہ انگوٹھی تمہیں دکھاؤں؟ میں نے عرض کیا: ہاں! پس امامؑ نے ایک ڈبیہ منگوائی جس پر مہر لگی ہوئی تھی۔ امامؑ نے وہ مہر توڑ کر ڈبیہ کھولی تو کپاس کے اندر بند ایک انگوٹھی تھی جو چاندی کی تھی اس کا نگینہ سیاہ تھا اس پر دو سطروں میں لکھا ہوا تھا: "محمد. رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم" پھر فرمایا: آنحضرت کی انگوٹھی کا نگینہ سیاہ رنگ کا تھا۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۴۶ حدیث اول میں) یہ بات گزر چکی ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگوٹھی میں کوئی نگینہ تھا مگر اس باب کی اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سیاہ رنگ کا نگینہ تھا تو ان دو حدیثوں میں فی الحقیقت کوئی منافات نہیں ہے کیونکہ عین ممکن ہے کہ آنحضرت کی دو یا اس سے بھی زائد انگوٹھیاں ہوں (بعض کا نگینہ ہو اور بعض کا نہ ہو)۔۔۔ وھو تاویل جمیل۔۔۔

باب ۴۸

دائیں اور بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننا جائز ہے اگرچہ مستحب دائیں ہاتھ میں پہننا ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: چاہو تو دائیں ہاتھ میں پہنو اور چاہو تو بائیں ہاتھ میں۔ (الفروع وقرب الاسناد)

۲۔ یحییٰ بن ابوالعلاء بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کے بارے میں سوال کیا اور یہ بھی عرض کیا کہ میں نے بنی ہاشم کو اپنے دائیں ہاتھوں میں انگوٹھیاں پہنے دیکھا ہے؟ فرمایا: میرے والد (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام) جوان سب (بنی ہاشم) سے افضل اور افقہ تھے اپنے بائیں ہاتھ میں پہنتے تھے۔ (ایضاً)

۳۔ یہی یحییٰ بن ابوالعلاء حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام حسن و امام حسین علیہم السلام اپنے بائیں ہاتھوں میں انگوٹھیاں پہنا کرتے تھے۔ (ایضاً)

۴۔ ابن القداح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام اور امام حسن و امام حسین علیہم السلام اپنے بائیں ہاتھوں میں انگوٹھیاں پہنتے تھے۔ (ایضاً)

۵۔ جناب شیخ حسن بن علی بن شعبہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ۲۶۰ھ میں (اور یہی

آپؑ کا سنہ وفات ہے) اپنے شیعوں سے فرمایا کہ ہم نے تمہیں حکم دیا تھا کہ دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرو۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب ہم تمہارے درمیان موجود تھے مگر اب ہم تمہیں یہ حکم دیتے ہیں کہ تم بائیں ہاتھوں میں پہنو۔ کیونکہ اب ہم تم سے غائب ہو رہے ہیں اور یہ حکم اس وقت تک برقرار رہے گا جب تک خدا ہمارے اور تمہارے امر کو غالب نہیں کرے گا۔ یہ بات ولایت میں تمہارے مخلص ہونے کی دلیل ہے۔ (کہ تم چون و چرا نہیں کرتے) چنانچہ حاضرین نے دائیں ہاتھوں سے انگوٹھیاں اتار کر اپنے بائیں ہاتھوں میں پہن لیں اور ان سے فرمایا کہ یہ بات ہمارے شیعوں کو بتاؤ۔ (تحف العقول)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ حدیثیں (جن سے بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کا جواز ظاہر ہوتا ہے) (۱) یا تو جواز پر محمول ہیں (کہ ایسا کرنا حرام نہیں ہے۔ بشرطیکہ اگر ان پر کوئی مقدس تحریر ہو تو بوقت استنجا اسے بائیں ہاتھ سے اتار لیا جائے۔ کما لا یخفی) (۲) یا اس بات پر محمول ہیں کہ بیک وقت کئی انگوٹھیاں دائیں اور بائیں ہاتھوں میں پہنی جا سکتی ہیں۔ (۳) یا یہ (بائیں ہاتھ والی) حدیثیں تقیہ پر محمول[۱] ہیں۔ کیونکہ (دائیں کی بجائے) صرف بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننا بنی امیہ بالخصوص معاویہ کی بدعت ہے۔ واللہ العالم۔

باب ۴۹

دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مؤمن کی پانچ علامتیں ہیں۔ منجملہ ان کے ایک دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننا ہے۔ (التہذیب، المصباح)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عمر اور انس بن محمد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے

---

[۱] علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے بھی اسی قول کو ترجیح دی ہے اور فرمایا ہے: الا ظهران التختم باليسار محمول على التقية" اور ایک روایت نقل کی ہے کہ عمرو بن العاص نے جنگ صفین میں "تحکیم" کے معاملہ میں اپنے دائیں ہاتھ سے انگوٹھی اتارتے ہوئے کہا کہ میں علیؑ کو اس طرح حکومت سے معزول کرتا ہوں اور پھر بائیں ہاتھ میں پہنتے ہوئے کہا: اور معاویہ کو اس طرح برقرار رکھتا ہوں۔ اس دن سے معاویہ نے اپنے ہوا خواہوں کو بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کا حکم دے دیا۔ (مرآۃ العقول بحوالہ کتاب مناقب شہر ابن آشوب)۔۔۔ اور اس بات کی تائید مزید اسی باب کی تحف العقول والی آخری حدیث عسکری سے بھی ہوتی ہے کہ امام نے بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کا حکم بطور تقیہ دیا ہے اور اس امر کی تائید مزید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ انہی حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے مؤمن کی جو پانچ علامتیں مروی ہیں ان میں ایک دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننا بھی ہے۔ (کتاب الخصال) الغرض شیعیان علیؑ کا اپنے ائمہ طاہرین علیہم السلام کی تقلید و تاسی میں دائیں ہاتھوں میں انگوٹھی پہننا ایک ایسی واضح حقیقت ہے کہ جس کا اقرار مخالفین نے بھی کیا ہے اور انہی کی ضد میں اپنے مریدوں کو بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ شیخ عبدالقادر گیلانی اپنی کتاب غنیۃ الطالبین ج۔۔۔ ص۔۔۔ پر اپنے مریدان باصفا کو حکم دیتے ہیں "تختموا باليسار فان التختم باليمين شعار للمبدعة الرافضة" "کہ تم بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرو کیونکہ دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننا رافضیوں کا شیوہ و شعار ہے۔۔۔ ان فی ذلک لآیات لقوم یعقلون۔ علاوہ ازیں اس سلسلہ کی پہلی روایت "ضعیف"۔ دوسری "مجہول" تیسری "ضعیف" اور چوتھی بھی "ضعیف علی المشہور" ہے۔ اور ان کے بالمقابل جو حدیثیں ہیں وہ مستند و معتبر ہیں۔ (ملاحظہ ہو مرآۃ العقول ج ۲ ص ۱۰۸ طبع ایران)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حضرت علیؑ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: یا علیؑ! دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنو کیونکہ یہ مقربین بارگاہ کے لئے خدا کی جانب سے فضیلت ہے۔ حضرت امیر علیہ السلام نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ کون سی انگوٹھی پہنوں؟ فرمایا: سرخ عقیق کی! کیونکہ یہ پہلا پہاڑ ہے جس نے خدا کی ربوبیت، میری نبوت، تیری وصایت اور تمہاری اولاد کی امامت کی اور آپؑ کے جنتی ہونے اور آپؑ کے دشمنوں کے جہنمی ہونے کی گواہی دی۔ (الفقیہ)

۳۔ محمد بن ابی عمیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ جناب امیر علیہ السلام کس وجہ سے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے؟ فرمایا: اس لئے کہ وہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اصحاب الیمین کے امام و پیشوا تھے اور خدا نے اصحاب الیمین کی (قرآن میں) مدح اور اصحاب الشمال کی مذمت کی ہے اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے اور ہمارے شیعوں کی علامت بھی یہی ہے جس سے وہ پہچانے جاتے ہیں۔ علاوہ بریں ان کی پہچان اوقات نماز کی پابندی کرنے، زکوٰۃ ادا کرنے، برادران ایمانی سے ایثار و ہمدردی کرنے اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرنے سے ہوتی ہے۔ (علل الشرائع)

۴۔ جابر بن عبداللہ انصاری بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عزرمی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت امیر علیہ السلام دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔ (الفروع)

۶۔ حسین بن خالد حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت امیر علیہ السلام اور دوسرے آئمہ طاہرین علیہم السلام اپنے دائیں ہاتھوں میں انگوٹھیاں پہنا کرتے تھے۔ (الفروع، امالی شیخ صدوق)

۷۔ عبدالرحمٰن بن محمد العزرمی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اپنے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (ج ۱، باب ۷۱ از آداب خلوت میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۵۳ و ۵۷ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵۰

انگلیوں کے آخر میں (جڑوں کے پاس) انگوٹھی پہن کر تبلیغ کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود اسلمی سے وہ اپنے باپ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت

کرتے ہیں فرمایا: عربی زبان سیکھو کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی زبان ہے جس سے وہ اپنے بندوں کے ساتھ کلام کرتا ہے اس کے ساتھ گزشتگان کے ساتھ کلام کرو اور انگوٹھیوں کے ساتھ تبلیغ کرو۔۔۔ جناب شیخ صدوق "ابوسعید آدمی سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ انگوٹھیاں انگلیوں کے آخر (جڑوں کے پاس) پاس پہنو۔ انگلیوں کے سروں پر نہ پہنو۔ (الخصال)

۲۔ کیونکہ مروی ہے کہ انگلیوں کے سروں پر انگوٹھیاں پہننا قوم لوط کے برے اعمال میں سے ہے۔ (ایضاً)

باب ۵۱

عقیق کی انگوٹھی پہننا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی نو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن محمد بن ابی نصر سے اور وہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عقیق فقر و فاقہ کو دور کرتا ہے۔ اور عقیق کا (بطور انگوٹھی) پہننا نفاق کو دور کرتا ہے۔ (الفروع)

۲۔ وشاء حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص عقیق کے ساتھ قرعہ اندازی کرے گا اس کا حصہ وافر اور زائد ہوگا۔ (ایضاً)

۳۔ عبدالرحمن بن زید بن اسلم العتو کی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عقیق کی انگوٹھی پہنو کیونکہ یہ باعث برکت ہے۔ اور جو شخص عقیق کی انگوٹھی پہنتا ہے قریب ہے کہ اس کا خاتمہ بالخیر ہو۔ (ایضاً)

۴-۵۔ ربیعۃ الرائے بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے ہاتھ میں عقیق کا نگینہ دیکھا۔ میں نے عرض کیا: یہ نگینہ کس چیز کا ہے؟ فرمایا: عقیق رومی کا! (پھر فرمایا) حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے جو شخص عقیق کی انگوٹھی پہنے اس کی حاجتیں پوری ہوتی ہیں۔ (ایضاً)

۶۔ حسین بن خالد حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص ایسی انگوٹھی پہنے جس کا نگینہ عقیق کا ہو تو وہ کبھی فقیر و نادار نہیں ہوگا اور اس کا انجام بہت اچھا ہوگا۔ (ایضاً و ثواب الاعمال)

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت امام رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عقیق کی انگوٹھی پہنو کیونکہ جب تک یہ انگوٹھی ہاتھ میں رہے گی تمہیں کوئی رنج و غم لاحق نہیں ہوگا۔ (عیون الاخبار و صحیفۃ الرضا)

۸۔ علی بن محمد بن اسحاق مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اللہ کی بارگاہ میں جس قدر ہاتھ

اٹھتے ہیں ان میں سے اس ہاتھ سے بڑھ کر اللہ کو کوئی ہاتھ پسند نہیں جس میں عقیق کی انگوٹھی ہو۔ (ثواب الاعمال)

۹۔ زیاد قندی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جب خداوند عالم نے کوہ طور پر حضرت موسیٰ بن عمران سے کلام کیا اور زمین کی طرف متوجہ ہوا تو اپنی توجہ کی نورانی شعاعوں سے عقیق کو خلق کیا اور فرمایا کہ میں نے اپنی ذات کی قسم کھائی ہے کہ میں اس کے پہننے والے کے ہاتھ کو دوزخ کی آگ میں نہیں جلاؤں گا بشرطیکہ علیؑ سے محبت کرے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴۶ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۵۲ و ۵۳ میں) اور (باب ۳۳ الموا ر، ج ۵ میں) ذکر کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵۲

عقیق سرخ، زرد اور سفید کی انگوٹھی پہننا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود بشیر دقاق سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں اپنی انگوٹھی میں کون سا نگینہ رکھواؤں؟ فرمایا: اے بشیر! تم عقیق سرخ، عقیق زرد اور عقیق سفید سے کیوں غافل ہو؟ حالانکہ یہ جنت میں تین پہاڑ ہوں گے۔ شیعیان آل محمد علیہم السلام میں سے جو شخص ان میں سے کوئی انگوٹھی پہنے گا تو وہ خیر و خوبی، وسعت رزق اور ہر قسم کی بلا و مصیبت میں سلامتی کے سوا اور کچھ نہیں دیکھے گا۔ نیز یہ ظالم حاکم اور ہر اس چیز سے جس سے انسان ڈرتا ہے باعث امن و امان ہے۔ (آمالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۲۔ عمرو بن ابی الشریک جناب خاتون قیامت سلام اللہ علیہا سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص عقیق کی انگوٹھی پہنے گا وہ برابر خیر و خوبی دیکھے گا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴۹ و ۵۱ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۵۳ میں) ذکر کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵۳

سفر میں، مقام خوف میں اور نماز و دعا میں عقیق کا ہمراہ رکھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی گیارہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن محمد سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عقیق سفر میں باعث امن و امان ہے۔ (الفروع)

۲۔ عبدالرحیم القصیر بیان کرتے ہیں کہ حاکم وقت نے آل ابی طالبؑ کے ایک شخص کو کسی جنایت کے سلسلہ میں بلوا بھیجا اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس سے گزرا۔ امامؑ نے فرمایا: اسے عقیق پہناؤ۔ چنانچہ اسے ایک عقیق دیا گیا جس کی برکت سے اسے کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہیں آیا۔ (الفروع، ثواب الاعمال)

۳۔ محمد بن احمد مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا کہ اس پر ڈاکہ ڈال کر اس کا مال و متاع لوٹ لیا گیا۔ آپؐ نے فرمایا: تو نے عقیق کیوں نہیں پہنا تھا؟ کیونکہ وہ ہر مکروہ اور ناپسندیدہ بات سے آدمی کی حفاظت کرتا ہے۔ (ایضاً)

۴۔ عمرو بن ابی المقدام حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ ایک ایسے آدمی کے پاس سے گزرے جسے کوڑے لگائے گئے تھے۔ فرمایا: اس کی عقیق والی انگوٹھی کہاں تھی؟ فرمایا: اگر اس کی انگوٹھی اس کے پاس ہوتی تو اسے کوڑے نہ لگائے جاتے۔ (ایضاً)

۵۔ ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ عقیق سفر میں حفاظت کا باعث ہے۔ (ایضاً)

۶۔ حسین بن یزید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عقیق کی انگوٹھی پہنو۔ تمہیں برکت دی جائے گی اور ہر قسم کی بلا و مصیبت سے مامون و محفوظ رہو گے۔ (ایضاً)

۷۔ دوسری روایت میں وارد ہے کہ جو شخص عقیق کی انگوٹھی پہنے گا تو جب تک وہ انگوٹھی اس کے ہاتھ میں رہے گی وہ برابر خیر و خوبی دیکھے گا اور برابر منجانب اللہ اس کی حفاظت ہوتی رہے گی۔ (ایضاً)

۸۔ عقیل بن متوکل مکی مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص عقیق کی انگوٹھی بنوائے اور اس پر "محمد نبی اللہ و علی ولی اللہ" کندہ کرائے وہ بری موت مرنے سے محفوظ رہے گا اور فطرت اسلامی پر مرے گا۔ (ایضاً)

۹۔ جناب شیخ احمد بن فہد حلّی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: اگر عقیق کا نگینہ پہن کر دو رکعت نماز پڑھی جائے تو یہ اس ایک ہزار رکعت کے برابر ہے جو اس کے بغیر پڑھی جائے۔ (عدۃ الداعی)

۱۰۔ حضرت امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: جو شخص اس حال میں صبح کرے کہ اپنے دائیں ہاتھ میں وہ انگوٹھی پہنے ہوئے ہو جس کا نگینہ عقیق کا ہو اور وہ صبح ہونے پر، قبل اس کے کہ کوئی شخص اسے دیکھے نگینہ کو ہتھیلی کی طرف پھیرے اور سورہ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر پڑھے اس کے بعد یہ دعا پڑھے "و آمنت باللہ وحدہ لا شریک لہ و کفرت بالجبت و الطاغوت

و آمنت ۔الخ ۔۔۔۔ و آمنت بسرّ آل محمد و علانیتھم" تو خداوند عالم اسے اس دن ان تمام شرور سے محفوظ رکھے گا جو آسمان سے نازل ہوتے ہیں یا اس کی طرف بلند ہوتے ہیں جو زمین میں داخل ہوتے ہیں یا اس سے خارج ہوتے ہیں اور شام تک خدا اور رسول خدا کی حفاظت میں رہے گا۔ (ایضاً)

۱۱۔ جناب شیخ حسن بن الفضل الطبرسی عیاشی کی کتاب اللباس کے حوالہ سے (سلیمان) اعمش سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بار میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ہمراہ منصور دوانقی کے دروازہ پر موجود تھا کہ ایک شخص کوڑے کھا کر نکلا۔ امامؑ نے مجھے فرمایا: اے سلیمان! ذرا دیکھنا کہ اس کی انگوٹھی کا نگینہ کونسا ہے؟ میں نے دیکھ کر عرض کیا: یا بن رسول اللہؐ! عقیق کا نہیں ہے! فرمایا: اے سلیمان! اگر عقیق کا نگینہ ہوتا تو یہ کوڑے نہ کھاتا۔ میں نے عرض کیا: فرزند رسولؐ! (عقیق کے فضائل) کچھ اور زیادہ بیان فرمائیں فرمایا: اے سلیمان! یہ ہاتھ کو کٹنے سے محفوظ رکھتا ہے۔ عرض کیا: فرزند رسولؐ کچھ اور! فرمایا: یہ خون بہائے جانے سے محفوظ رکھتا ہے۔ عرض کیا: کچھ اور! فرمایا: خدا اس ہاتھ سے پیار کرتا ہے جو اس کی بارگاہ میں اٹھایا جائے جبکہ اس میں عقیق کی انگوٹھی ہو۔ عرض کیا: کچھ اور! فرمایا: تعجب ہے اس ہاتھ پر جس میں عقیق کی انگوٹھی ہو اور وہ درہم و دینا ۔ سے خالی ہو۔ عرض کیا: کچھ اور! فرمایا: یہ ہر بلا و مصیبت سے باعث امن و امان ہے! عرض کیا: کیا میں اس حدیث کو آپؑ کے جد امجد حضرت امام حسین علیہ السلام کے حوالہ سے بیان کر سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں۔ (مکارم الاخلاق)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں سابقہ ابواب میں گزر چکی ہیں اور بعض اس کے بعد (دعا کے باب ۶۶ اور ج ۵ باب ۴۵ آداب سفر میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵۴

یاقوت، حدید چینی، غریّ (نجف اشرف) کے سنگریزے (درّ نجف) کا پہننا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن خالد سے اور وہ امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرمایا کرتے تھے یاقوت کی انگوٹھی پہنا کرو کیونکہ یہ فقر و فاقہ کو دور کرتی ہے۔ (الفروع، ثواب الاعمال)

(نوٹ) یہی روایت حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی انہی الفاظ کے ساتھ مروی ہے۔

۲۔ بکر بن محمد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: یاقوت کی انگوٹھی پہننا مستحب ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں یہاں (باب ۶۰ میں) اور بعض باب المزارات (ج ۵ باب المزار ۳۳ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵۵
زمرّد کی انگوٹھی پہننا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن محمد بن ابونصیر سے (جو حضرت امام رضا علیہ السلام کے بعض کام انجام دیا کرتے تھے) روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک دن جنابؑ نے ایک کتاب سے مجھے لکھوایا: زمرد کی انگوٹھی پہننے میں آسائش ہے کوئی تنگی نہیں ہے۔(الفروع)

باب ۵۶
فیروزہ کی انگوٹھی پہننا مستحب ہے بالخصوص اس شخص کے لئے جس کے ہاں اولاد نہ ہوتی ہو اور اس پر کیا کندہ کرانا چاہیئے؟

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حسن بن علی بن مہران (مہزیار) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دیکھا کہ ان کی انگلی میں فیروزہ کی انگوٹھی ہے جس پر نقش ہے "اللہ الملک" میں نے مسلسل اس انگوٹھی پر نظر جمائے رکھی۔ امامؑ نے فرمایا: تجھے کیا ہے کہ ٹکٹکی باندھے برابر ادھر دیکھ رہا ہے؟ عرض کیا کہ مجھے یہ اطلاع ملی تھی کہ حضرت امیر علیہ السلام کے پاس فیروزہ کی ایک انگوٹھی تھی جس کا نقش "اللہ الملک" تھا۔ (کیا یہ وہی تو نہیں؟) فرمایا: آیا تم اس انگوٹھی کو پہچانتے ہو؟ عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: یہ وہی انگوٹھی ہے! پھر فرمایا: آیا جانتے ہو کہ اس کا سبب کیا ہے؟ عرض کیا: نہیں! فرمایا: یہ ایک پتھر ہے جو جبرئیلؑ لائے اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ کیا۔ اور آنحضرتؐ نے اسے لے کر حضرت علی علیہ السلام کو ہبہ کر دیا۔ پھر فرمایا: آیا جانتے ہو کہ اس کا نام کیا ہے؟ عرض کیا: "فیروزہ"۔ فرمایا: یہ تو فارسی نام ہے۔ اس کا عربی میں کیا نام ہے؟ عرض کیا: میں نہیں جانتا! فرمایا: (عربی میں) اس کا نام "ظفر" ہے۔(الفروع، ثواب الاعمال)

۲۔ سہل بن زیاد مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص فیروزہ کی انگوٹھی پہنے اس کا ہاتھ کبھی تنگ نہیں ہوگا۔(ایضاً)

۳۔ جناب شیخ حسن فرزند حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن محمد الصیمری الکاتب سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ان کے ہاں کوئی بیٹا نہیں ہوتا۔ امامؑ مسکرائے اور فرمایا: تم ایک ایسی انگوٹھی بنواؤ جس کا نگینہ فیروزہ کا ہو اور اس پر یہ آیت کندہ کراؤ: "رب لا تذرنی فرداً وانت خیر الوارثین" راوی کہتا ہے کہ میں

نے ایسا کیا اور ابھی ایک سال بھی پورا نہیں ہوا تھا کہ خدا نے مجھے اسی عورت سے نرینہ اولاد عطا کی۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۴۔ حضرت سید علی بن موسیٰ بن طاؤس علیہ الرحمہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ خدا فرماتا ہے کہ مجھے اپنے اس بندہ پر شرم آتی ہے جو دعا کے لئے میری بارگاہ میں ہاتھ اٹھائے جبکہ اس کے ہاتھ میں فیروزہ کی انگوٹھی ہو اور میں اُسے خالی لوٹاؤں؟ (مج الدعوات)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد یہاں (باب ۶۰ میں) اور زیارات (ج ۵ باب ۴۵ آداب سفر) اور دعا (باب ۶۶) میں اس قسم کی کچھ حدیثیں ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵۷

جزع یمانی کا پہننا اور اس میں نماز پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن الحسین بن علی بن الحسین سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جزع یمانی کی انگوٹھی پہنو کیونکہ یہ سرکش شیطانوں کے مکر و فریب کو دفع کرتی ہے۔ (الفروع وثواب الاعمال)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن محمد علوی سے اور وہ امام رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ ایک بار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برآمد ہوئے اور ان کے ہاتھ میں ایک انگوٹھی تھی جس کا نگینہ جزع یمانی کا تھا۔ آپ نے اسی میں ہمیں نماز پڑھائی۔ پھر اتار کر مجھے عنایت فرمائی اور فرمایا: یا علیؑ! اسے اپنے دائیں ہاتھ میں پہنو اور اس میں نماز پڑھو۔ (پھر فرمایا) کیا تم نہیں جانتے کہ اس میں (ایک نماز) ستر نمازوں کے برابر ہوتی ہے اور یہ انگوٹھی خدا کی تسبیح و تقدیس کرتی ہے اور طلب مغفرت کرتی ہے اور اس کا اجر و ثواب انگوٹھی پہننے والے کو ملتا ہے۔ (عیون الاخبار)

باب ۵۸

بلور کی انگوٹھی پہننا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن محمد المعروف بابن وھبۃ العبدی سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بہترین نگینہ بلور ہے۔ (الفروع، وثواب الاعمال)

باب ۵۹

انگشت شہادت اور درمیانی بڑی انگلی میں انگوٹھی پہننا مکروہ ہے۔
اور سب سے چھوٹی انگلی کو خالی چھوڑنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب شیخ حسن بن الفضل الطبرسی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں اپنی امت کو انگشت شہادت اور درمیانی انگلی میں انگوٹھی پہننے کی ممانعت کرتا ہوں۔(مکارم الاخلاق)

۲۔ جناب شیخ حسن بن علی بن شعبہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: یا علیؑ! انگشت شہادت اور درمیانی انگلی میں انگوٹھی نہ پہنو کیونکہ جناب لوطؑ کی (بدکار) قوم ان انگلیوں میں انگوٹھیاں پہنتی تھی اور سب سے چھوٹی انگلی کو (انگوٹھی کے بغیر) خالی نہ چھوڑو۔(تحف العقول)

باب ۶۰

اگر انگوٹھی پر انگوٹھی والے اور اس کے والد کا نام نہ لکھا جائے بلکہ کوئی اور تحریر لکھی جائے تو اس میں کوئی کراہت نہیں ہے اور متعدد انگوٹھیاں پہننا مستحب ہیں۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود یونس بن ظبیان اور حفص بن غیاث سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ہم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: ہم آپؑ پر فدا ہوں! کیا یہ بات مکروہ ہے کہ آدمی اپنی انگوٹھی پر اپنے اور اپنے والد کے علاوہ کسی کا نام لکھے؟ فرمایا: میری انگوٹھی پر (میرے نام کے بجائے) لکھا ہے "اللہ خالق کل شئی" اور میرے والد (امام محمد باقر علیہ السلام) جو کہ امت محمدیہ کے ان تمام لوگوں سے بہتر و برتر تھے جن کو میں نے دیکھا ہے۔ ان کی انگوٹھی پر نقش تھا "العزۃ للہ" اور حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی انگوٹھی پر کندہ تھا "الحمد للہ العلی" اور حضرت امام حسن وامام حسین علیہم السلام کی انگوٹھیوں پر لکھا تھا "حسبی اللہ" اور حضرت امیر علیہ السلام کی انگوٹھی پر کندہ تھا "اللہ الملک"۔(الفروع)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادخود عبد خیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کے پاس چار انگوٹھیاں تھیں جو وہ پہنا کرتے تھے۔(۱) یاقوت کی حاجت روائی کے لئے۔(۲) فیروزہ فتح وپیروزی کے لئے۔(۳) حدید چینی قوت وطاقت کے لئے۔(۴) عقیق حفاظت وفراست کے لئے۔ اور یاقوت کے نگینہ پر نقش تھا "لا الہ الا اللہ الحق المبین" اور فیروزہ کا نقش تھا "اللہ الملک الحق" حدید چینی کا نقش تھا "العزۃ للہ جمیعا" اور عقیق کا نقش تین سطریں

تھیں "ماشاء اللہ"۔ "لا قوۃ الا باللہ"۔ "استغفر اللہ"۔ (علل الشرائع، العیون الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس موضوع پر دلالت کرنے والی بعض حدیثیں اس کے بعد کچھ یہاں (باب ۶۲ میں) اور کچھ (ج ۵ باب ۴۳) زیارات میں ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶۱

کسی کام کو یاد رکھنے کے لئے انگوٹھی کا تبدیل کرنا جائز نہیں ہے ہاں البتہ رکعتوں کی تعداد یاد رکھنے کے لئے ایسا کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالحمید بن ابو العلاء سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: شرک چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ مخفی و پوشیدہ ہے۔ فرمایا: منجملہ اس کے ایک یہ بھی ہے کہ انگوٹھی تبدیل کی جائے تا کہ کوئی کام یاد رہے یا اس جیسا کوئی اور کام (جیسے رومال کو گرہ دینا)۔ (معانی الاخبار)

باب ۶۲

انگوٹھی پر کندہ کرانا مستحب ہے اور کیا کندہ کرانا چاہیئے اور اس پر گلاب کے پھول یا ہلال (وغیرہ غیر جاندار چیزوں) کی تصویر بنانا بھی جائز ہے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی نو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگوٹھی کا نقش "محمد رسول اللہ" اور حضرت امیر علیہ السلام کی انگوٹھی کا نقش "اللہ الملک" تھا اور میرے والد کی انگوٹھی کا نقش "العزۃ للہ" تھا۔ (الفروع)

۲۔ احمد بن محمد بن ابو النصر بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اور حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی انگوٹھیاں نکالیں۔ چنانچہ (میں نے دیکھا کہ) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی انگوٹھی کا نقش "انت ثقتی فاعصمنی من الناس" تھا۔ اور امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی انگوٹھی کا نقش تھا "حسبی اللہ" اور اس کے بالائی حصہ پر گل گلاب اور ہلال (غیر جانداروں) کی تصویریں بنی ہوئی تھیں۔ (ایضاً)

۳۔ یونس بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا کہ آپؑ کی اور آپؑ کے والد ماجد کی انگوٹھی کا نقش کیا تھا؟ فرمایا: میری انگوٹھی کا نقش تو یہ ہے "ماشاء اللہ لا قوۃ الا اللہ" اور میرے والد کی انگوٹھی کا نقش ہے "حسبی اللہ" اور یہی وہ انگوٹھی ہے جس کی میں مہر لگاتا تھا۔ (ایضاً)

۴۔ ابراہیم بن عبدالحمید بیان کرتے ہیں کہ میرے پاس سے معتب گزرا جس کے پاس ایک انگوٹھی تھی۔ میں نے دریافت کیا: یہ کیا ہے؟ کہا: یہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی انگوٹھی ہے! میں نے اس سے وہ انگوٹھی لی تا کہ پڑھ سکوں کہ اس میں کیا لکھا ہے۔ پس میں نے دیکھا کہ اس میں لکھا ہے: ''اللّٰھم انت ثقتی فقنی شر خلقک''۔ (ایضاً)

۵۔ حسین بن خالد حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی انگوٹھی پر نقش یہ تھا ''خزی و شقی قاتل الحسینؑ بن علیؑ''۔ (الفروع و عیون الاخبار)

۶۔ حضرت امام رضا علیہ السلام اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی انگوٹھی کا نقش یہ تھا ''ظنی باللہ حسن و بالنبی المؤتمن و بالوصی ذی المنن و بالحسین و الحسن''۔ (عیون الاخبار)

۷۔ ابراہیم بن ابوالبلاد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس دو انگوٹھیاں تھیں۔ ایک کا نقش یہ تھا ''لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' اور دوسری کا نقش یہ تھا ''صدق اللہ''۔ (الخصال)

۸۔ حسین بن خالد حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت آدم علیہ السلام کی انگوٹھی کا نقش ''لا الٰہ الا اللہ و محمد رسول اللہ'' تھا۔۔۔ اور حضرت نوح علیہ السلام کی انگوٹھی کا نقش ''لا الٰہ الا اللہ الف مرۃ یا رب اصلحنی''۔۔۔ خدا نے جناب خلیل علیہ السلام پر ایک ایسی انگوٹھی اتاری جس پر چھ کلمات نقش تھے ''لا الٰہ الا اللہ. محمد رسول اللہ. لا حول ولا قوۃ الا باللہ. فوضت الی اللہ. اسندت ظہری الی اللہ. حسبی اللہ۔ ارشاد فرمایا: یہ انگوٹھی پہن لو میں تم پر آتش نمرود کو گل و گلزار بنا دوں گا۔ فرمایا: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی انگوٹھی کا نقش وہ دو کلمے تھے جو انہوں نے تورات سے اخذ کئے تھے ''اصبر توجر''۔ ''اصدق تنج'' فرمایا: جناب سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی پر دو کلمے تھے جو انہوں نے زبور سے لئے تھے ''و سبحان من الجم الجن بکلماتہ'' اور جناب عیسیٰ علیہ السلام کا نقش خاتم دو کلمے تھے جو انہوں نے انجیل سے اخذ کئے تھے ''طوبیٰ لمن ذکر اللہ من اجلہ. وویل لعبد نسی اللہ من اجلہ'' فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگوٹھی کا نقش تھا ''لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' اور حضرت امیر علیہ السلام کی انگوٹھی کا نقش تھا ''للہ الملک'' امام حسن علیہ السلام کی انگوٹھی کا نقش تھا ''العزۃ للہ''۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کی انگوٹھی کا نقش تھا ''ان اللہ بالغ امرہ'' حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اپنے والد (امام حسین علیہ السلام) کی انگوٹھی پہنا کرتے تھے (لہٰذا ان کا نقش وہی تھا) اور امام محمد باقر علیہ السلام بھی اپنے دادا امام حسین علیہ السلام والی انگوٹھی پہنا کرتے تھے اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی انگوٹھی کا نقش تھا ''اللہ ولی و عصمتی من خلقہ'' اور امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا نقش تھا

''حسبی اللہ''۔ حسین بن خالد بیان کرتے ہیں یہاں تک پہنچنے کے بعد امامؑ نے اپنا ہاتھ بلند کیا۔ میں نے دیکھا کہ آپؑ کے والد ماجد کی انگوٹھی ان کی انگلی میں تھی۔ یہاں تک کہ امامؑ نے مجھے اس کا نقش بھی دکھایا۔ (امالی شیخ صدوق، عیون الاخبار)

۹۔ محمد بن عمر مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اپنی انگوٹھی پر یہ کلمے کندہ کرائے وہ سخت فقر و فاقہ سے محفوظ رہے گا۔ ''ماشاء اللہ. لا قوۃ الا باللہ. استغفر اللہ''۔ (ثواب الاعمال)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (ج ا باب ۱۷ از آداب خلوت اور یہاں باب ۴۶، ۴۷، ۵۳ و ۵۷ اور ۶۰ میں) گزر چکی ہیں۔ (فراجع)

باب ۶۳

عورتوں اور بلوغت سے پہلے بچوں کو سونے اور چاندی کے زیور پہنانا جائز ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینیؒ علیہ الرحمہ باسناد خود ابوالصباح (الکنانی) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا بچوں کو سونے کا زیور پہنایا جا سکتا ہے؟ فرمایا: حضرت علی علیہ السلام اپنے لڑکوں اور عورتوں کو سونے اور چاندی کے زیور پہنایا کرتے تھے۔ (الفروع)

(نوٹ) دوسری روایت میں انہی امامؑ نے اسی سوال کے جواب میں فرمایا کہ ''میرے والد ماجد اپنے بیٹوں اور عورتوں کو سونے اور چاندی کے زیور پہنایا کرتے تھے۔ (ایضاً)

۲۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا عورتوں کو سونے اور چاندی کے زیور پہنانے جائز ہیں؟ فرمایا: ہاں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۳۔ محمد بن مسلم ۔ نے یہی سوال حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے کیا؟ امامؑ نے فرمایا: عورتیں ہمیشہ زیورات پہنتی رہتی ہیں۔ (ایضاً)

۴۔ جناب ابن ادریس حلیؒ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا آدمی اپنے اہل و عیال کو سونے کے زیور پہنا سکتا ہے؟ فرمایا: جہاں تک (آزاد) عورتوں اور کنیزوں کا تعلق ہے ان کو تو پہنا سکتا ہے مگر لڑکوں کو نہیں۔ (سرائر ابن ادریس حلی)

مؤلف علام فرماتے ہیں: یہ ممانعت یا تو کراہت پر محمول ہے یا پھر بلوغت کے بعد (یعنی جب لڑکے بالغ ہو جائیں تو پھر نہ پہنائے)۔

باب ۶۴

تلوار اور مصحف (قرآن) کو سونے اور چاندی سے آراستہ کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تلوار کو سونے اور چاندی سے آراستہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔(الفروع)

۲۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلوار کا قبضہ اور اس کا سرا چاندی کا تھا اور اس کے آگے بھی چاندی کے کئی کنڈے تھے۔(پھر فرمایا) میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زرہ بھی پہنی ہے اور میں اسے اپنے پاس رکھا بھی کرتا تھا۔ اس کی اگلی جانب تین اور پچھلی جانب دو چاندی کے کنڈے لگے ہوئے تھے۔(ایضاً)

۳۔ داؤد بن سرجان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مصحف (قرآن مجید) اور تلوار کو سونے یا چاندی سے آراستہ کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔(ایضاً)

۴۔ حاتم بن اسماعیل حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلوار کا زیور یعنی اس کا قبضہ اور اس کے کنارے پر چاندی کا ٹکڑا لگا ہوا تھا۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (ج ۱ باب ۷۶ از نجاسات میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (ج ۶ باب ۳۲ از تجارت میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶۵

مرد کے لئے دن ہو یا رات سر اور منہ پر کپڑا لپیٹنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ولید بن صبیح سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ شہاب بن عبدربہ نے مجھ سے خواہش ظاہر کی کہ میں ان کے لئے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ملاقات کا وقت لوں۔ چنانچہ میں نے آنجنابؑ سے بات کی۔ امامؑ نے فرمایا: جب چاہے آ سکتا ہے! ولید کہتے ہیں کہ میں رات کے وقت ان کو لے کر امامؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت شہاب نے سر (اور چہرے) پر کپڑا لپیٹا ہوا تھا۔ انہیں تکیہ پیش کیا گیا اور وہ اس پر بیٹھ گئے۔ امامؑ نے ان سے فرمایا: اے شہاب! سر سے اپنا کپڑا اتار دے کیونکہ یہ رات کے وقت شک و شبہ کا مقام ہے اور دن کے وقت ذلت و رسوائی کا باعث ہے۔(الفروع)

۲۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسنادخود حماد بن عیسیٰ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے: میرے والد نے فرمایا کہ رات کے وقت سر اور منہ پر کپڑا لپیٹنا شک وشبہ کا باعث ہے۔ (قرب الاسناد)

۳۔ جناب شیخ حسن بن الفضل الطبرسی، عبداللہ بن وضاح سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو خانہ کعبہ کی پچھلی جانب اس طرح سر اور منہ پر کپڑا لپیٹے ہوئے دیکھا ہے کہ آپؑ نے صرف کان باہر نکالے ہوئے تھے۔ (مکارم الاخلاق)

مؤلف علام فرماتے ہیں: یہ امام کا فعل اس بات پر محمول ہے کہ ایسا کرنا جائز ہے حرام نہیں ہے۔

باب ۶۶

کپڑوں کو تہہ کر کے رکھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود ولید بن صبیح سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں ایک دن حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ امام علیہ السلام نے کچھ کپڑے میری طرف پھینکے اور فرمایا: اے ولید! ان کو اپنی تہوں پر تہہ کر دو۔ (روضۂ کافی)

۲۔ ابراہیم بن عبدالحمید حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کپڑوں کو لپیٹ کر رکھنا ان کی راحت اور زیادہ دیر تک ان کی بقا کا باعث ہے۔ (الفروع)

۳۔ زکریا المؤمن بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: رات کو کپڑوں کو لپیٹ کر رکھا کرو کیونکہ یہ رات کو کھلے ہوئے پڑے ہوں تو ان کو شیطان پہن لیتے ہیں۔ (ایضاً)

باب ۶۷

کپڑے اتارتے وقت بسم اللہ پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادخود علی بن اسباط سے اور وہ اپنے چچا یعقوب بن سالم سے اور وہ مرفوعاً حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص کپڑا اتارے تو بسم اللہ پڑھے تاکہ اسے جن نہ پہن سکیں کیونکہ اگر (رات کو) کپڑا اتارتے وقت بسم اللہ نہ پڑھی جائے تو پھر صبح تک شیطان وہ کپڑا پہنتے ہیں۔ (علل الشرائع)

باب ۶۸

بیٹھ کر شلوار پہننا مستحب ہے اور کھڑے ہو کر یا روبقبلہ ہو کر یا کسی انسان کی طرف منہ کر کے پہننا مکروہ ہے نیز کرتہ کے دامن سے منہ اور ہاتھ صاف کرنا، دروازہ کی چوکھٹ پر بیٹھنا اور بھیڑ بکریوں کے درمیان سے گزرنا مکروہ ہے اور شلوار سے پہلے کرتہ پہننا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص بیٹھ کر پائجامہ پہنے گا وہ درد کمر سے محفوظ رہے گا۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن احمد بن یحییٰ سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار حضرت امیر علیہ السلام غمگین ہوئے۔ فرمایا: نہیں معلوم کہ یہ غم کہاں سے آ گیا؟ (حالانکہ جو چیزیں غم آور ہیں ان میں سے تو میں کوئی نہیں بجالایا) نہ تو میں دروازہ کی دلیز پر بیٹھا ہوں، نہ بھیڑ بکریوں کے درمیان سے گزرا ہوں، نہ کھڑے ہو کر شلوار پہنی ہے اور نہ ہی اپنا ہاتھ اور منہ کرتہ کے دامن سے صاف کیا ہے۔ (الخصال)

۳۔ جناب شیخ حسن بن الفضل الطبرسی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نبیوں کا طریقہ یہ ہے کہ وہ پہلے قمیص اور بعد ازاں شلوار پہنتے ہیں۔ (مکارم الاخلاق)

۴۔ ایک اور روایت میں وارد ہے فرمایا: کھڑے ہو کر اور روبقبلہ اور کسی انسان کی طرف منہ کر کے شلوار نہ پہنو۔ (ایضاً)

۵۔ جناب ابن ادریس حلی علیہ الرحمہ بزنطی کی کتاب الجامع کے حوالہ سے ائمہ طاہرین علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کھڑا ہو کر شلوار پہنے گا تین دن تک اس کی کوئی حاجت برآری نہ ہوگی۔ (سرائر ابن ادریسؒ)

۶۔ قبل ازیں (ج ۱ باب ۴۵ از وضو میں) بروایت اسماعیل بن الفضل سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی یہ حدیث بیان کی جا چکی ہے جس میں وارد ہے کہ امامؑ نے وضو کرنے کے بعد کرتہ کے دامن سے منہ خشک کیا۔ پھر اسماعیل سے فرمایا: اے اسماعیل! تم بھی ایسا کرو کیونکہ میں ایسا کرتا ہوں۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ امامؑ کا یہ فعل اس کے جواز پر محمول ہے اور اس کے جواز کی دلیل ہے۔

باب ۶۹

مرد کے لئے کھڑے ہو کر جوتا پہننا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن میمون القداح سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے مرد کو کھڑے ہو کر جوتا پہننے کی ممانعت فرمائی ہے۔ (التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عمرو اور انس بن محمد سے اور وہ اپنے باپ (محمد) سے اور یہ سب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے حضرت علی علیہ السلام کے نام وصیت نامہ میں مرد کے لئے کھڑے ہو کر جوتا پہننے کو مکروہ قرار دیا ہے۔ (الفقیہ)

۳۔ عبداللہ بن الحسین بن زید بن علی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: اے امت مسلمہ! خدا نے تمہارے لئے چوبیں عادتوں کو مکروہ قرار دیا ہے اور تمہیں ان سے روکا ہے۔ منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ اس نے اس بات کو مکروہ قرار دیا۔ ہے کہ کوئی شخص کھڑے ہو کر جوتا پہنے۔ (الفقیہ، الامالی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۴۴ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۷۰

آدمی کے لئے جائز نہیں ہے کہ کسی ایسے شخص کے کپڑے سے ہاتھ صاف کرے جسے اس نے کپڑا نہیں پہنایا۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود مسمع سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کوئی شخص اس شخص کے کپڑے سے ہاتھ صاف نہ کرے جسے اس نے کپڑا نہیں پہنایا۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خبردار! کسی بھی چیز کو حقیر نہ سمجھو خواہ وہ تمہاری نظروں میں جس قدر بھی چھوٹی ہو؟ کیونکہ کوئی صغیرہ (گناہ) صغیرہ نہیں ہوتا اصرار (اور تکرار) کے بعد اور کوئی کبیرہ (گناہ) کبیرہ نہیں ہوتا (توبہ و) استغفار کے بعد۔ آگاہ ہو جاؤ! کہ خداوند عالم تم سے تمہارے اعمال و افعال کے متعلق سوال کرنے والا ہے حتیٰ کہ اگر تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کا کپڑا اپنی دو انگلیوں کے درمیان لے گا (اسے چھوئے گا) تو اس کا بھی خدا سوال کرے گا۔ (عقاب الاعمال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۲ از مکان مصلی میں) ایسی بعض حدیثیں ذکر کی جائیں گی جو غصب کی اور کسی کے

مال میں اس کی اجازت کے بغیر تصرف کرنے کی حرمت پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۷۱

کپڑے کے گریبان کا کھلا ہونا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی القمی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: گریبان کا کھلا ہونا اور ناک میں بالوں کا اگنا جذام (کوڑھ) کی بیماری سے باعث امن وامان ہے۔ پھر فرمایا: کیا تم نے شاعر کا یہ قول نہیں سنا؟ کہ تم نہیں دیکھو گے میری قمیص کو مگر کھلے گریبان اور بازوؤں والی۔ (الفروع)

باب ۷۲

صاحب اہل وعیال شخص کا درشت کپڑے پہننا اور دنیا سے لاتعلق ہونا مکروہ ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن محمد وغیرہ سے مختلف سندوں کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ جب عاصم بن زیاد نے موٹی جھوٹی (اونی) عبا پہن کر نرم وعمدہ کپڑے اتارے، سر پر تیل لگانا اور اچھا کھانا چھوڑ دیا اور ان کے بھائی ربیع بن زیاد نے حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں اس کی اس روش کی شکایت کی اور عرض کیا کہ اس وجہ سے اس کے گھر والے اہل و عیال سب غمناک اور پریشان ہیں! تو حضرت امیر علیہ السلام نے حکم دیا کہ عاصم بن زیاد کو میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ جب اسے لایا گیا تو آپؑ نے چیں بجبیں ہو کر اس سے فرمایا: تجھے بیوی سے بھی شرم نہ آئی اور اپنی اولاد پر بھی رحم نہ کیا؟ کیا تو یہ گمان کرتا ہے کہ خدا نے طیب وطاہر چیزیں تیرے لئے حلال تو قرار دی ہیں مگر وہ اس پر راضی نہیں ہے کہ تم انہیں حاصل کر کے استعمال کرو؟ تم خدا کی نگاہ میں اس سے بہت کمتر ہو! کیا وہ (اپنی نعمتوں کی تعریف کرتے ہوئے) نہیں فرماتا: "والارض وضعها للانام"۔ الآیۃ (کہ خدا نے زمین کا فرش بچھایا ہے جس میں مختلف پھل اور شگوفوں والی کھجوریں ہیں)۔۔۔ کیا خدا نہیں فرماتا) "مرج البحرین" الآیۃ۔ (دو سمندر آپس میں ملتے ہیں اور ان کے درمیان ایک حد فاصل ہے کہ ایک دوسرے پر نہیں چڑھتے اور ان سے مونگے اور موتی برآمد ہوتے ہیں)۔ بخدا۔ خدا کی نعمتوں کا عملی طور پر استعمال کرنا خدا کو زیادہ پسند ہے۔ بہ نسبت زبانی طور پر ان کے اعتراف کرنے کے! جیسا کہ فرماتا ہے: "واما بنعمة ربک فحدث" (کہ اپنے پروردگار کی نعمت کا عملی اظہار کرو) (حضرت امیر علیہ السلام کا یہ وعظ سن کر) عاصم بن زیاد نے عرض کیا کہ یا امیر المومنینؑ! اگر یہ بات ہے تو پھر آپؑ کیوں معمولی غذا کھاتے ہیں اور کیوں درشت کپڑے پہنتے ہیں؟ (اس کا یہی وہ شبہ تھا جو اس کی کج روی کا باعث بنا) آنجنابؑ نے فرمایا: افسوس ہے تجھ پر! (میرا معاملہ تجھ سے جدا ہے۔ میں امام ہوں۔ نہ تو؟ اور) خدا نے عادل

اماموں پر یہ فرض کیا ہے کہ وہ کمزور ترین اور غریب ترین لوگوں کے مطابق زندگی بسر کریں تا کہ ان کا فقر و فاقہ ان کو بغاوت اور سرکشی پر آمادہ نہ کرے (یہ تقریر دلپذیر سن کر) عاصم نے کھردرا لباس اتار کر نرم و ملائم لباس پہن لیا

(الاصول، مجمع البیان، نہج البلاغہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱و۳، ۴، ۵، ۷، اور ۱۹ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۳۷

مؤمن خواہ امیر ہو اور خواہ فقیر اسے قربۃً الی اللہ کپڑا پہنانا مستحب ہے اور اگر وہ ضرورت مند ہو تو پھر واجب ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوحمزہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص مسلمانوں میں سے کسی فقیر و نادار اور ننگے آدمی کو کپڑا پہنائے یا اس کی گزر اوقات میں اس کی اعانت کرے۔ خداوند عالم ستر ہزار فرشتے اس کے ہمراہ مقرر کرتا ہے جو قیامت کے نفخ صور تک اس کے ہر گناہ کے لئے طلب مغفرت کرتے رہیں گے۔ (الاصول الکافی)

۲۔ ابوحمزہ ثمالی حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی مؤمن کو کپڑا پہنائے خدا اسے (جنت) کے سبز کپڑے پہنائے گا۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ کلینیؒ فرماتے ہیں کہ ایک اور حدیث میں وارد ہے کہ جب تک اس کپڑے کا ایک تار بھی اس کے جسم پر رہے گا وہ خدا کی ضمانت و امانت میں رہے گا۔ (ایضاً)

۴۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص کسی ننگے (اور غریب) مؤمن کو کپڑا پہنائے خدا اسے جنت کے ریشمی کپڑے پہنائے گا اور جو کسی مالدار مؤمن کو کپڑا پہنائے تو جب تک اس کپڑے کا کوئی ٹکڑا بھی باقی رہے گا یہ شخص خدا کے ستر اور پردہ پوشی میں رہے گا۔ (ایضاً)

۵۔ جمیل بن درّاج حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی برادر (ایمانی) کو سردیوں یا گرمیوں کا کپڑا پہنائے خدا پر لازم ہے کہ اسے جنت کے کپڑے پہنائے اور اس پر سکرات موت کو آسان فرمائے، اس کی قبر کو کشادہ کرے اور قبر سے نکلنے کے بعد جب فرشتوں سے ملے تو وہ اسے (جنت کی) بشارت دیں۔ (پھر فرمایا) یہ ہے اللہ کے اس فرمان کا مطلب جو وہ اپنی کتاب میں فرماتا ہے "وتتلقھم الملائکۃ"۔۔۔ الآیۃ۔۔۔ (ان سے فرشتے ملاقات کریں گے اور کہیں گے یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا)۔ (ایضاً)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوحمزہ ثمالی سے اور وہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی بھوکے مؤمن کو کھانا کھلائے خدا اسے جنت کے میوے اور پھل کھلائے گا اور جو کسی پیاسے مؤمن کو پانی پلائے خدا اسے وہ شراب طہور پلائے گا جس پر مہر لگی ہوئی ہوگی اور جو شخص کسی مؤمن کو کپڑا پہنائے خدا اسے (جنت) کے سبز کپڑے پہنائے گا۔ (ثواب الاعمال)

۷۔ فرات بن احنف حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کے پاس زائد (فالتو) کپڑا موجود ہو مگر وہ کسی حاجت مند مؤمن کو نہ دے خداوند قہار اسے اس کے دونوں نتھنوں کے بل جہنم میں اوندھا گرا دے گا۔ (عقاب الاعمال، المحاسن)

۸۔ نیز بسند خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی برادر مؤمن کو سردی یا گرمی کا کپڑا پہنائے تو خدا پر لازم ہے کہ اسے جنت کے کپڑے پہنائے اور جو شخص اپنے برادر ایمانی کا اکرام و احترام کرے اور اس کا مقصد صرف اخلاق حسنہ کا اظہار ہو۔ خداوند عالم اس کے لئے جنت کے کپڑوں کے اس قدر جوڑے لکھ دے گا جس قدر دنیا کی ابتداء سے لے کر اس کی انتہاء تک ہوئے ہیں اور اس کا نام ریا کاروں میں نہیں بلکہ اہل کرم و شرف کی مقدس فہرست میں درج کرے گا۔ (کتاب الاخوان للشیخ الصدوق")

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں (اس سے پہلے باب ۲۹ میں گزر چکی ہیں اور کچھ) اس کے بعد (ج ۵، باب ۲۲، از احکام معاشرت میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

﴿ابواب مکان مصلیٰ﴾

(اس سلسلہ میں کل چوالیس (۴۴) باب ہیں)

باب ۱

ہر مکان میں نماز پڑھنا جائز ہے بشرطیکہ اپنی ملکیت ہو یا مالک کی اجازت ہو۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابان بن عثمان سے اور وہ بالواسطہ (ایک شخص کے) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: خداوند عالم نے حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جناب نوحؑ، ابراہیمؑ، موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کی شریعتیں (کچھ اضافہ کے ساتھ) عنایت فرمائیں اور زمین کو ان کے لئے سجدہ گاہ اور باعث طہارت قرار دیا۔

(الاصول، المحاسن)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: مجھے ایسی پانچ چیزیں عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو بھی عطا نہیں کی گئیں (۱) میرے لئے زمین کو جائے سجدہ اور باعث طہارت قرار دیا گیا ہے۔(۲) رعب سے میری مدد کی گئی ہے۔(۳) مال غنیمت میرے لئے حلال قرار دیا گیا ہے۔(۴) مجھے جامع کلمات عنایت کئے گئے ہیں اور (۵) مجھے شفاعت وسفارش کا مقام عطا کیا گیا ہے۔(الفقیہ، الامالی)

۳۔ جناب شیخ احمد بن محمد البرقی باسناد خود حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تمام (پاک) زمین پر سجدہ کرنا روا ہے سوائے حمام اور قبر کے۔(المحاسن)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبید بن زرارہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے تمام روئے زمین پر سجدہ جائز ہے سوائے پائخانہ والے کنویں اور قبرستان اور حمام کے۔

(التہذیب والاستبصار)

۵۔ جناب شیخ جعفر بن الحسن بن سعید المحقق الحلی روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ زمین کو میرے لئے جائے سجدہ اور اس کی مٹی کو باعث طہارت بنایا گیا ہے لہٰذا جہاں بھی نماز کا وقت داخل ہو جائے میں نماز پڑھ سکتا ہوں (سابقہ امتوں کے برخلاف کہ وہ مخصوص مقامات کے علاوہ اور کسی جگہ پر نماز نہیں پڑھ سکتے تھے)۔(المعتبر للمحقق)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (ج ا باب ۷ از تیمم میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ۔

باب ۲

غصبی مکان اور غصبی کپڑے میں نماز پڑھنے کا حکم؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر لوگ (رقم وغیرہ) وہاں سے حاصل کرتے جہاں سے حاصل کرنے کا خدا نے ان کو حکم دیا ہے مگر خرچ وہاں کرتے جہاں پر خدا نے منع کیا ہے تو خدا اسے قبول نہ کرتا اور اگر حاصل وہاں سے کرتے جہاں سے خدا نے منع کیا ہے اور خرچ وہاں کرتے ہیں جہاں اس نے حکم دیا ہے تب بھی خدا قبول نہ کرتا۔ جب تک بہ طریق حق حاصل کر کے حق کی راہ میں خرچ نہ کریں۔ (الفقیہ، الفروع)

۲۔ جناب شیخ حسن بن علی بن شعبہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اپنے صحابی کمیل بن زیاد کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: اے کمیل! (نماز پڑھنے سے پہلے) اچھی طرح دیکھ لو کہ کس (لباس) میں نماز پڑھ رہے اور کس جگہ پر پڑھ رہے ہو؟ اگر یہ چیزیں صحیح اور حلال طریقے سے حاصل نہیں کی گئیں ہیں تو پھر (نماز) قبول نہیں ہے۔
(تحف العقول و بشارۃ المصطفیٰ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (ج ۸ باب ۵ و ۷ از غصب) ایسی حدیثیں بیان کی جائیں گی جن سے واضح ہوتا ہے کہ غصب کرنا اور غصبی چیز میں تصرف کرنا حرام ہے۔

باب ۳

اس صورت کا حکم کہ جب مالک اپنے کپڑے میں یا اپنے بستر پر یا اپنی زمین میں کسی کے نماز پڑھنے پر راضی ہو؟

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے (ایک حدیث کے ضمن میں) فرمایا: جس شخص کے پاس کوئی امانت موجود ہو تو اسے چاہیئے کہ اسے اس شخص تک پہنچائے جس نے وہ اس کے پاس رکھی تھی کیونکہ کسی مسلمان شخص کا خون یا اس کا مال (کسی کے لئے) اس کی قلبی رضامندی کے بغیر حلال نہیں ہے۔ (الفقیہ، الفروع)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سعید بن الحسن سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: آیا

(تم لوگوں میں ایسے گہرے برادرانہ خوشگوار تعلقات ہیں کہ) ایک (حاجتمند) شخص اپنے (دینی) بھائی کے پاس جائے اور اس کے تھیلے میں ہاتھ ڈال کر اپنی ضرورت کے مطابق رقم نکال لے اور وہ اسے منع نہ کرے؟ راوی نے عرض کیا کہ میں تو اپنے درمیان ایسے شخص کو نہیں پہچانتا! امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: پھر جو کچھ بھی نہیں ہیں؟ میں نے عرض کیا: کیا پھر وہ ہلاک ہو جائیں گے؟ فرمایا: ابھی تک ان لوگوں کو (مکمل) عقلیں نہیں دی گئی ہیں۔ (الاصول من الکافی)

۳۔ جناب شیخ حسن بن علی بن شعبہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے اپنے خطبۃ الوداع میں فرمایا: یاایھا الناس! (اے لوگو) تمام اہل ایمان آپس میں بھائی بھائی ہیں اور کسی مؤمن کے لئے اس کے (دینی بھائی کا مال اس کی رضامندی کے بغیر جائز نہیں ہے۔ (تحف العقول)

۴۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ باسناد خود برید عجلی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ کوفہ میں ہمارے اصحاب (ہم خیال وہم نوا) بہت سے ہیں! اگر آپ ان کو کسی چیز کا حکم دیں تو وہ یقیناً آپ کی اطاعت واتباع کریں گے! (یہ سن کر امامؑ نے) فرمایا کہ آیا ان میں سے کوئی ایک شخص اپنے بھائی کے پاس جا کر اس کے تھیلہ میں ہاتھ ڈال کر اپنی ضرورت کے رقم نکال لیتا ہے (اور وہ اسے منع نہیں کرتا؟) عرض کیا: نہیں! ایسا تو نہیں ہے! فرمایا: (جب ایک دوسرے کو مال دینے میں بخل کرتے ہیں تو ایک دوسرے کے لئے) خون بہانے میں تو زیادہ بخیل ہوں گے! پھر فرمایا: اس وقت وہ صلح اور امن کی حالت میں ہیں۔ ان کے آپس میں نکاح بھی ہو رہے ہیں اور ایک دوسرے کے وارث بھی بن رہے ہیں (یعنی مخلص اور غیر مخلص باہم گڈمڈ ہیں لیکن) جب ہمارے قائمؑ تشریف لائیں گے تو اس وقت (مخلص اور غیر مخلص میں) امتیاز ہو جائے گا۔ ایک شخص اپنے دوسرے (ایمانی) بھائی کے پاس جائے گا اور اپنی ضرورت کی رقم اس کے بیگ سے نکال لے گا اور وہ اسے منع نہیں کرے گا۔ (الاختصاص للمفیدؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (ج ۸ باب ۲۴ و ۱۲ از آداب دسترخوان میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴

جب کسی شخص کے سامنے یا اس کے پیچھے یا اس کے دائیں بائیں کوئی عورت موجود ہو مگر وہ نماز نہ پڑھ رہی ہو اگرچہ جنب یا حائض ہی ہو تو وہ نماز پڑھ سکتا ہے اور یہی حکم عورت کے لئے ہے (اگر کوئی شخص اس کے سامنے الخ۔۔۔)

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ادریس بن عبداللہ القمی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نماز پڑھتا ہے جبکہ اس کے سامنے ایک عورت جنابت کی حالت میں بستر پر کھڑی

(یا بیٹھی) ہے؟ فرمایا: اگر تو صرف بیٹھی ہو تو کوئی حرج نہیں ہے لیکن اگر وہ بھی نماز پڑھ رہی ہو تو پھر جائز نہیں ہے۔
(الفروع، التہذیب)

۲۔ عبدالرحمٰن بن ابوعبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نماز پڑھتا ہے جبکہ اس کے پہلو میں دائیں بائیں کوئی عورت موجود ہے؟ فرمایا: جب وہ نماز پڑھ رہی ہو تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع)

۳۔ علی بن الحسن بن رباط بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھتے تھے جبکہ عائشہ ان کے سامنے نیم دراز حالت میں موجود ہوتی تھی مگر وہ نماز نہیں پڑھ رہی ہوتی تھیں۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن ابی یعفور سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: اگر تم اس حالت میں نماز پڑھو کہ تمہارے پاس (دائیں بائیں) میں کوئی عورت کھڑی یا بیٹھی ہو تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب)

۵۔ عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے دریافت کیا گیا کہ آیا کوئی شخص اس حالت میں نماز پڑھ سکتا ہے جبکہ اس کے آگے کوئی عورت نماز پڑھ رہی ہو؟ فرمایا: اگر وہ عورت بیٹھی ہو یا سوئی ہوئی ہو یا کھڑی ہو مگر نماز کی حالت میں نہ ہو تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔ (ایضاً)

۶۔ جناب احمد بن محمد البرقی باسناد خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ میں کھڑا ہو کر نماز پڑھتا ہوں اور میرے آگے کوئی عورت بیٹھی ہے یا گزر رہی ہے تو؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے (پھر فرمایا) بکّہ (مکہ) کو بکہ کہتے ہی اس لئے ہیں کہ وہاں مردوں اور عورتوں کی آپس میں مُدھ بھیڑ ہوتی ہے۔ (المحاسن، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس کے بعد (باب ۵ و ۷ و ۱۰ میں) ذکر کی جائیں گی جہاں یہ ذکر کیا جائے گا کہ جب دو عورت مرد اکٹھے ہو جائیں تو پہلے مرد نماز پڑھے گا پھر عورت۔ اور جہاں یہ مسئلہ بیان کیا جائے کہ اگر نمازی کے آگے سے کوئی عورت گزر جائے تو اس سے نماز باطل نہیں ہوتی۔

باب ۵

اگر مرد کے سامنے یا اس کے دائیں بائیں کوئی عورت نماز پڑھ رہی ہو تو وہاں مرد کا نماز پڑھنا مکروہ ہے اور یہی حکم عورت کا ہے مگر مکہ میں یہ کراہت نہیں ہے۔

(اس باب میں کل تیرہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی گیارہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے امامینؑ میں سے ایک امام علیہ

السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کسی کمرہ کے ایک گوشہ میں نماز پڑھ رہا ہو اور اس کے بالمقابل دوسرے کونے میں اس کی بیوی یا بیٹی نماز پڑھ رہی ہو تو؟ فرمایا: ایسا نہیں ہونا چاہیئے ہاں اگر ان کے درمیان ایک بالشت کا فاصلہ ہو تو پھر کافی ہے۔ یعنی مرد ایک بالشت عورت سے آگے ہو (ورنہ دس ہاتھ)۔ (التہذیب والفروع)

۲۔ محمد (بن مسلم) بیان کرتے ہیں کہ میں نے امامینؑ میں سے ایک امامؑ سے سوال کیا کہ مرد و عورت ایک ہی محمل میں اکٹھے سفر کر رہے ہیں (ایک طرف مرد اور دوسری طرف عورت ہے) آیا دونوں بیک وقت نماز پڑھ سکتے ہیں؟ فرمایا: نہ۔ بلکہ پہلے مرد نماز پڑھے جب وہ فارغ ہو جائے تو پھر عورت پڑھے۔ (التہذیب والاستبصار والفروع)

۳۔ ابوبصیر یعنی لیث مرادی بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امامین علیہما السلام میں سے ایک) سے سوال کیا کہ مرد اور عورت ایک ہی مکان میں نماز پڑھتے ہیں اور عورت مرد کے بالمقابل دائیں طرف پڑھ رہی ہے؟ فرمایا: نہ! مگر یہ کہ ان کے درمیان ایک بالشت یا ایک ہاتھ کا فاصلہ ہو پھر فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پالان کا طول ایک ہاتھ تھا جب آپ نماز پڑھنے لگتے تھے تو اسے اپنے آگے رکھ دیتے تھے تاکہ آپؐ کے آگے سے گزرنے والوں کے لئے پردہ بن جائے۔

(تہذیب واستبصار)

۴۔ عبداللہ بن ابی یعفور بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں اس حالت میں نماز پڑھتا ہوں کہ عورت بھی میرے پہلو میں نماز پڑھ رہی ہوتی ہے؟ فرمایا: نہ۔ مگر یہ کہ تم اس سے پہلے پڑھو یا وہ تم سے پہلے پڑھے! ہاں البتہ اگر تم نماز پڑھ رہے ہو اور وہ تمہارے بالمقابل بیٹھی یا کھڑی ہو (مگر نماز نہ پڑھ رہی ہو) تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۵۔ جمیل بن دراج حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ امامؑ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص اس طرح نماز پڑھتا ہو کہ اس کی ایک جانب عورت بھی نماز پڑھ رہی ہو تو؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس حدیث کو اس صورت پر محمول کیا ہے کہ جب ان کے درمیان کوئی پردہ حائل ہو یا دس ہاتھ کا فاصلہ ہو مگر اقرب یہ ہے کہ اسے جواز پر اور سابقہ ممانعت کو کراہت پر محمول کیا جائے کیونکہ ان (ممانعت والی حدیثوں میں) کہیں حرمت کی صراحت اور بطلان نماز کا کوئی تذکرہ نہیں ہے اور نہ ہی اس صورت میں نماز کے اعادہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ سوائے ایک حدیث کے (جو باب ۹ میں ذکر کی جائے گی) مگر اس میں بھی کئی احتمال ہیں۔ اسی طرح حائل اور باہمی فاصلہ کا اختلاف بھی اس چیز کے مستحب ہونے کے قرینے ہیں۔ (واللہ العالم)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن وھب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک مرد و عورت ایک ہی مکان میں بیک وقت نماز پڑھتے ہیں؟ فرمایا: جب ان کے درمیان

(کم از کم) ایک بالشت کا فاصلہ ہو تو عورت الگ اور مرد الگ نماز پڑھ سکتے ہیں۔ (الفقیہ)

۷۔ بروایت زرارہ از امام محمد باقر علیہ السلام اسی سوال جواب میں فرمایا کہ جب ان کے درمیان ایک قدم یا بقدر ایک ہاتھ کی ہڈی کے یا اس سے زائد فاصلہ ہو تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۸۔ ہشام بن سالم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ جب مرد عورت کو نماز باجماعت پڑھائے تو عورت اس کے دائیں جانب سے پیچھے کھڑی ہو تاکہ جب وہ سجدہ کرے تو مرد کے گھٹنوں کے پاس کرے۔ (ایضاً)

۹۔ ابان بن فضیل حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: "بکہ" (مکہ) کو بکہ کہا ہی اسی لئے جاتا ہے کہ اس میں مرد اور عورتیں باہم گڈمڈ ہو جاتے ہیں عورت تمہارے آگے، تمہاری دائیں بائیں جانب پڑھتی ہے اور تمہارے ساتھ۔ اور اس میں یہاں کوئی حرج بھی نہیں ہے۔ یہ کراہت صرف دوسرے شہروں میں ہے (مکہ میں نہیں)۔ (علل الشرائع)

۱۰۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حریز سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ امامؑ سے پوچھا گیا کہ عورت مرد کے پہلو میں اس کے قریب نماز پڑھتی ہے (جبکہ وہ بھی پڑھ رہا ہوتا ہے؟) فرمایا: جب ان کے درمیان ایک پاؤں (یا بروایتے ایک پالان) کا فاصلہ ہو تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع)

۱۱۔ جناب شیخ محمد بن ادریس حلی باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: مرد اور عورت ایک دوسرے کے آگے نماز پڑھ سکتے ہیں؟ فرمایا: جب ان کے درمیان بقدر ایک پالان فاصلہ ہو تو پھر جائز ہے۔ (سرائر ابن ادریسؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ۔

باب ۶

جب مرد بقدر عورت کے جسم کے یا بقدر اپنے سینہ کے عورت سے آگے ہو تو دونوں اکٹھی نماز پڑھ سکتے ہیں۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود فضیل سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عورت اپنے شوہر کے پیچھے کھڑے ہو کر فریضہ اور مستحبی نماز پڑھے گی اور نماز میں اس کی اقتداء بھی کرے گی۔ (التہذیب)

۲۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ عورت مرد کے ساتھ نماز پڑھتی ہے؟ فرمایا: عورت مرد کے برابر نماز نہیں پڑھ سکتی مگر یہ کہ مرد عورت کے آگے ہو اگرچہ اپنے سینے کے ساتھ (کہ اس کا سینہ عورت کے سینہ

سے آگے ہو)۔(ایضاً)

۳۔ جمیل حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے پوچھا گیا کہ اگر کوئی اس حالت میں نماز پڑھے کہ عورت بھی اس کے دائیں بائیں نماز پڑھ رہی ہو تو؟ فرمایا: جب سجدہ مرد کے رکوع والی جگہ پر ہو (یعنی مرد کے پیچھے ہو) تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔(ایضاً)

۴۔ عمار بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ آیا اس حالت میں مرد کے لئے نماز پڑھنا جائز ہے کہ جب اس سے آگے عورت نماز پڑھ رہی ہو؟ فرمایا: اگر مرد کے پیچھے پڑھے اگرچہ (اس قدر قریب ہو کہ) وہ مرد کے کپڑوں سے لگ جائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں یہاں (باب ۷ میں) اور کچھ نماز باجماعت (باب ۱۹ و ۲۳ میں) ذکر کی جائینگی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۷

جب عورت مرد کے آگے یا اس کے دائیں بائیں نماز پڑھ رہی ہو مگر درمیان میں دس ہاتھ یا اس سے زیادہ یا کم از کم ایک ہاتھ یا ایک بالشت کا فاصلہ ہو تو مرد اس کے پیچھے یا دائیں بائیں نماز پڑھ سکتا ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسیؒ باسناد خود عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ آیا مرد اس جگہ نماز پڑھ سکتا ہے جہاں اس کے آگے عورت نماز پڑھ رہی ہو؟ فرمایا: دس ہاتھ سے زیادہ فاصلہ رکھ کر پڑھ سکتا ہے اور اگر وہ اس کے دائیں یا بائیں جانب پڑھ رہی ہو تو بھی اتنا ہی فاصلہ رکھے۔ اور اگر عورت اس کی پچھلی جانب پڑھ رہی ہو تو پھر کوئی مضائقہ نہیں اگرچہ وہ اس کے کپڑے کو بھی چھو رہی ہو۔ اور اگر بیٹھی ہو یا کھڑی ہو یا سوئی ہوئی ہو۔ الغرض نماز نہ پڑھ رہی ہو تو پھر جہاں بھی ہو مرد نماز پڑھ سکتا ہے۔(التہذیب والاستبصار)

۲۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے جبکہ دس ہاتھ کے فاصلہ پر اس کے آگے عورت نماز پڑھ رہی ہو تو؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے وہ اپنی جاری رکھے۔(قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں (باب ۵ میں) ایسی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں جو ایک ہاتھ یا ایک بالشت کے فاصلہ کے کافی ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ اور یہ فاصلہ میں اختلاف اس بات کا قرینہ ہے کہ اس فاصلہ کا ملحوظ نہ رکھنا صرف مکروہ ہے جبکہ اس کی صراحت بھی مذکور ہے۔

باب ۸

جب مرد اور عورت کے درمیان کوئی حائل موجود ہو تب مرد نماز پڑھ سکتا ہے اگرچہ کوئی عورت اس کے آگے یا اس کے دائیں بائیں نماز پڑھ رہی ہو اگرچہ وہ حائل مشاہدہ سے مانع نہ بھی ہو۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے اور وہ اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص ایک ایسی مسجد میں نماز پڑھتا ہے جس کی دیواروں میں ادھر ادھر اور رخ قبلہ تمام روشن دان موجود ہیں، اور اس کی بیوی اس کی اگلی جانب نماز پڑھ رہی ہے یہ اس کو دیکھ رہا ہے مگر وہ اسے نہیں دیکھ رہی تو؟ فرمایا: جب حائل ہے) تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔(التہذیب، مسائل، بحارالانوار)

۲۔ محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر عورت مرد کے پاس نماز پڑھے (جبکہ وہ بھی پڑھ رہا ہو تو؟) فرمایا: اگر ان کے درمیان کوئی حائل ہے تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔(ایضاً)

۳۔ جناب شیخ ابن ادریس حلیؒ محمد حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص حجرہ کے ایک کونہ میں نماز پڑھ رہا ہے اور اس کی بیٹی یا اس کی بیوی اس کے ایک طرف حجرہ کے دوسرے کونے میں نماز پڑھ رہی ہے؟ فرمایا: ایسا نہیں کرنا چاہیے مگر یہ کہ ان کے درمیان کوئی پردہ حائل ہو پس اگر پردہ ہو تو وہ کافی ہے۔(سرائر ابن ادریس حلیؒ)

۴۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود علی بن جعفرؑ سے اور وہ اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان سے سوال کیا کہ آیا ایک مرد کے لئے یہ جائز ہے کہ ایک ایسی مسجد میں نماز پڑھے جس کی دیواریں بالکل چھوٹی ہوں اور کوئی عورت وہاں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہی ہو یہ اسے دیکھ رہا ہو اور وہ اسے؟ فرمایا: جب ان کے درمیان کوئی بڑی یا چھوٹی دیوار ہو تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔(قرب الاسناد)

باب ۹

جب کوئی مرد نماز پڑھنا شروع کر دے اور بعد از اں کوئی عورت اس کے دائیں بائیں نماز پڑھنے لگے تو مرد کی نماز باطل نہیں ہے اور مستحب ہے کہ عورت اپنی نماز کا اعادہ کرے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے اور وہ اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے امامؑ سے سوال کیا کہ ایک پیش نماز لوگوں کو ظہر کی نماز پڑھا رہا تھا کہ ایک عورت نے اس کے

پاس آ کر نماز باجماعت پڑھنا شروع کر دی اور وہ خیال کر رہی تھی کہ یہ عصر کی نماز پڑھ رہے ہیں مگر وہ ظہر کی نماز پڑھتی رہی۔ آیا اس کے اس طرح نماز پڑھنے سے لوگوں کی نماز باطل ہو جائے گی؟ اور خود اس کی اپنی نماز کا کیا بنے گا؟ اس کے ایسا کرنے سے مردوں کی نماز تو باطل نہیں ہوگی البتہ وہ اپنی نماز کا اعادہ کرے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ روایت اس بات میں صریح نہیں ہے کہ اس پر اس نماز کا اعادہ کرنا واجب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے علماء کی ایک جماعت نے اسے استحباب پر محمول کیا ہے کیونکہ سابقہ حدیثیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ایسا کرنا صرف مکروہ ہے (حرام نہیں ہے)۔ علاوہ بریں اس اعادہ کی وجہ کوئی بھی ہو سکتی ہے مثلاً پیش نماز اور مقتدی کی نماز کا اختلاف، یا اس کا یہ خیال کہ پیش نماز عصر کی نماز پڑھ رہا ہے جبکہ وہ دراصل ظہر کی تھی! یا اس نے اس نماز پڑھنے کی نیت کی جو پیش نماز پڑھ رہا ہے (جبکہ اسے علم نہ تھا کہ وہ کون سی نماز پڑھ رہا ہے؟) وغیرہ وغیرہ۔

باب ۱۰

اگر مرد اور عورت ہر دو نے نماز پڑھنی ہو اور نہ کوئی حائل اور نہ دس ہاتھ کا فاصلہ تو مستحب یہ ہے کہ پہلے مرد نماز پڑھے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد (بن مسلم) سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امامؑ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ان سے سوال کیا گیا کہ ایک مرد و عورت ایک ہی محمل پر سوار ہیں۔ اور دونوں نماز پڑھنا چاہتے ہیں؟ فرمایا: اکٹھے نہ پڑھیں بلکہ پہلے مرد پڑھے جب وہ فارغ ہو جائے تب عورت پڑھے۔ (التہذیب والفروع)

باب ۱۱

نمازی کے آگے سے کوئی کتا، کوئی عورت یا کوئی جانور گزرے تو اس کی نماز باطل نہیں ہوتی البتہ مستحب یہ ہے کہ سوائے مکہ کے جس قدر ممکن ہو اس کو ہٹائے۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے اور وہ اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ان سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے اور اس کے سامنے ایک گدھا کھڑا ہے؟ فرمایا: اپنے اور اس کے درمیان کوئی سرکنڈہ یا کوئی لکڑی رکھ دے، یا کوئی اور چیز (چھڑی وغیرہ) درمیان میں کھڑے کر دے اور پھر نماز پڑھے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفقیہ، قرب الاسناد، بحار الانوار)

۲۔ دوسری روایت میں اس کے ساتھ یہ اضافہ بھی ہے۔ عرض کیا گیا اور اگر وہ ایسا نہ کرے (کوئی چھڑی وغیرہ نہ رکھے) تو؟ آیا

نماز کا اعادہ کرے؟ یا اس پر کوئی اور چیز لازم ہے؟ فرمایا: نہ اعادہ لازم ہے اور نہ کوئی اور چیز! (قرب الاسناد)

۳۔ ابن ابی عمیر بیان کرتے ہیں کہ ایک بار سفیان ثوری (صوفی) نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو ان کے عنفوان شباب میں اس طرح نماز پڑھتے ہوئے دیکھا کہ لوگ آپؑ کے آگے سے گزر رہے تھے۔ یہ منظر دیکھ کر کہا: آپؑ نماز پڑھ رہے ہیں اور لوگ طواف کرتے ہوئے آپؑ کے آگے سے گزر رہے ہیں؟ فرمایا: جس کے لئے میں نماز پڑھ رہا ہوں وہ ان لوگوں کی نسبت میرے زیادہ قریب ہے۔ (کتاب التوحید)

۴۔ حنیف حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بار حضرت امام حسین علیہ السلام نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک آدمی آپؑ کے سامنے سے گزرنے لگا جو لوگ وہاں بیٹھے تھے ان میں سے بعض نے اسے منع کیا۔ امامؑ جب نماز سے فارغ ہوئے تو اس (روکنے والے آدمی) سے فرمایا: تو نے اس شخص کو کیوں روکا؟ عرض کیا: فرزند رسولؐ! وہ آپؑ کے اور محراب مسجد کے درمیان حائل ہو رہا تھا [illegible] فرمایا: خداوند عالم (جس کے لئے میں نماز پڑھ رہا ہوں) اس [illegible] سے زیادہ میرے قریب ہے کہ میرے اور اس کے درمیان کوئی شخص حائل ہو۔ (ایضاً)

۵۔ ابو سلیمان حضرت امام علی نقی علیہ السلام کا غلام روایت کرتا ہے کہ آپؑ سے آپؑ کے بعض غلاموں نے یہ سوال کیا جبکہ میں وہاں حاضر تھا کہ اگر کوئی چیز نمازگزار کے سامنے سے گزر جائے تو کیا نماز کو قطع کر دیتی ہے؟ فرمایا: نہ! نمازی کی نماز اس طرح نہیں [illegible] اس کے ہمراہ برابر جاتی ہے۔ (علل الشرائع)

۶۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سفیان بن خالد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے متعلق روایت کرتے ہیں کہ ایک بار آنجنابؑ نماز پڑھ رہے تھے کہ آپؑ کے سامنے سے ایک شخص گزرا جبکہ آپؑ کے فرزند امام موسیٰ کاظم علیہ السلام بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ جب امامؑ نماز سے فارغ ہوئے تو شاہزادے نے عرض کیا: بابا جان! کیا آپؑ نے نہیں دیکھا کہ ایک شخص آپؑ کے سامنے سے گزرا؟ فرمایا: بیٹا! میں جس ذات کے لئے نماز پڑھ رہا ہوں وہ میرے سامنے سے گزرنے والی نسبت مجھ سے زیادہ قریب ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

۷۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ سوال کیا کہ جو چیزیں نمازگزار کے سامنے سے گزرتی ہیں ان میں سے کوئی چیز اس کی نماز کو باطل کرتی ہے؟ فرمایا: مسلمان کی نماز کو کوئی چیز باطل نہیں کرتی مگر جس قدر ہو سکے اس کو دور ہٹانے کی کوشش کرو۔ (الفروع)

۸۔ ابو بصیر مرادی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کوئی چیز (جو نمازی کے آگے سے گزرتی ہے) خواہ کتا ہو یا گدھا یا عورت، نماز کو باطل نہیں کرتی مگر بہتر یہ ہے کہ تم کسی نہ کسی چیز کو اپنے آگے رکھ کر پردہ پوشی کرو اگرچہ بقدر

ایک ہاتھ کے زمین کی سطح سے بلند ہو مگر فضیلت اس میں ہے کہ کوئی چیز اپنے سامنے رکھو جس کے ذریعہ سے گزرنے والوں سے بچ سکو اور اگر ایسا نہ کرو تو بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے کیونکہ وہ ذات جس کی نماز پڑھی جاتی ہے وہ ان چیزوں سے زیادہ نمازی کے قریب ہے۔ مگر یہ (کوئی چیز آگے رکھنا) نماز کا ادب واحترام اور اس کی عزت وتوقیر ہے۔ (ایضاً)

۹۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ ایک بار ابوحنیفہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں نے آپ کے بیٹے موسیٰ کاظم علیہ السلام کو اس حالت میں نماز پڑھتے دیکھا ہے کہ لوگ ان کے سامنے سے گزر رہے تھے مگر وہ ان کو منع نہیں کرتے تھے حالانکہ اس میں جو خرابی ہے وہ واضح ہے! امامؑ نے فرمایا: موسیٰؑ کو بلاؤ۔ چنانچہ وہ لائے گئے تو امامؑ نے ان سے فرمایا: بیٹا! ابوحنیفہ نے بیان کیا ہے کہ تم نماز پڑھ رہے تھے اور لوگ تمہارے آگے سے گزر رہے تھے مگر تم نے ان کو منع نہیں کیا؟ عرض کیا: ہاں بابا جان! ایسا ہی ہے کیونکہ میں جس ذات کے لئے نماز پڑھ رہا تھا وہ ان سے زیادہ میرے قریب تھی۔ چنانچہ وہ خود فرماتا ہے: و نحن اقرب الیه من حبل الورید۔ (کہ ہم انسان کی شہ رگ حیات سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں)۔ (یہ جواب باصواب سن کر) امامؑ نے ان کو گلے لگا لیا اور فرمایا: بیٹے! میرے ماں باپ تم پر فدا! اے اسرار الٰہیہ کے امین! (ایضاً)

۱۰۔ جناب شیخ عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود حسین بن علوان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت امیر علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے اور اس کے سامنے سے کوئی مرد یا عورت یا کتا یا گدھا گزر جائے تو؟ فرمایا: (ان چیزوں میں سے) کوئی چیز نماز کو باطل تو نہیں کرتی لیکن جس قدر ہو سکے ان کو ہٹاؤ کیونکہ نماز ان سے بہت عظیم تر ہے! (قرب الاسناد)

مؤلف علامؒ فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۵ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴۳ میں) ذکر کی جائیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۱۲

مستحب ہے کہ نمازی اپنے آگے کوئی شے قرار دے خواہ دیوار ہو یا پھل والی چھڑی یا پتھر، یا تیر، یا ٹوپی یا مٹی کی ڈھیری یا زمین پر لکیر ہی کھینچ دے اور اس شئی سے زیادہ دور ہونا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن وهب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز پڑھتے تھے تو اپنے سامنے چھڑی رکھ دیتے تھے جسے پھل لگا ہوا تھا۔ (الفروع)

۲۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پالان کا طول ایک ہاتھ تھا پس جب آپ نماز پڑھنے لگتے تھے تو اپنے سامنے وہ پالان رکھ دیتے تھے تا کہ اس کے ذریعہ سے آگے گزرنے والوں سے بچ سکیں۔ (ایضاً والتہذیب، الاستبصار)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن اسماعیل سے اور وہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص نماز پڑھے تو اس کے سامنے مٹی کی ڈھیری ہونی چاہیئے یا (کم از کم) اپنے سامنے زمین پر لکیر ہی کھینچ دے۔ (التہذیب والاستبصار)

۴۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص کسی جنگل میں نماز پڑھے تو اسے چاہیئے کہ اپنے آگے پالان کے پچھلے حصہ کی مانند کوئی چیز رکھے۔ وہ نہ ہو تو پھر کوئی پتھر رکھے۔ اگر وہ دستیاب نہ ہو تو پھر تیر رکھے اور اگر وہ بھی نہ مل سکے تو اپنے آگے زمین پر لکیر ہی کھینچ دے۔ (ایضاً)

۵۔ غیاث حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے آگے ٹوپی رکھ کر نماز پڑھی۔ (ایضاً)

۶۔ جناب شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کم ترین فاصلہ جو تمہارے اور قبلہ کے درمیان ہونا چاہیئے وہ بھیڑ بکریوں کا باڑہ ہے اور زیادہ سے زیادہ فاصلہ بقدر گھوڑوں کے اصطبل کے ہے۔ (الفقیہ)

۷۔ اسماعیل بن مسلم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک عصا تھا جسے لوہے کا پھل لگا ہوا تھا جس سے آپ ٹیک لگاتے تھے اور عیدین میں ہمراہ لاتے تھے اور اپنے آگے رکھ کر نماز پڑھتے تھے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اسے پہلے بھی (باب ۵ و ۱۱ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۱۴

یہود و نصاریٰ کی عبادت گاہوں میں نماز فریضہ وغیرہ کا پڑھنا جائز ہے اگرچہ وہ لوگ وہاں عبادت کرتے ہیں ہوں البتہ وہاں پانی چھڑکنا مستحب ہے اور رو بقبلہ ہونا واجب ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسیؒ علیہ الرحمہ باسناد خود عیص بن قاسم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق

علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا یہود و نصاریٰ کی عبادت گاہوں میں نماز پڑھنا جائز ہے؟ فرمایا: ہاں! پھر سوال کیا: آیا ان میں سے بعض کو مسجد بنانا جائز ہے؟ فرمایا: ہاں! (التہذیب)

۲۔ عبداللہ بن سنان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا یہود و نصاریٰ کی عبادت گاہوں اور مجوسیوں کے گھروں میں نماز پڑھنی جائز ہے! فرمایا: ہاں پانی چھڑک دو اور نماز پڑھو۔ (ایضاً)

۳۔ حکم بن حکم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا جبکہ ان سے سوال کیا گیا تھا کہ آیا یہودیوں اور نصرانیوں کی عبادت گاہوں میں نماز پڑھنا جائز ہے؟ فرمایا: ہاں ان میں پڑھ سکتے ہو۔ پھر فرمایا: میں نے ان کو دیکھا ہے کس قدر صاف ستھرے ہیں۔ عرض کیا: اگرچہ وہ لوگ (اپنے طریقہ کے مطابق) وہاں نماز پڑھتے ہوں تو؟ (عبادت کرتے ہوں تو؟) فرمایا: ہاں! کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا؟ خدا فرماتا ہے: قل کل یعمل علی شاکلتہ۔ الآیۃ ۔۔۔ (ہر شخص اپنے طریقہ پر عمل کرتا ہے تمہارا پروردگار بہتر جانتا ہے کہ زیادہ ہدایت یافتہ کون ہے؟) تم رو بقبلہ ہو کر نماز پڑھو۔ ان کو مغرب کی طرف منہ کرنے دو (یا بروایتے فرمایا: ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو۔ (ایضاً والفقیہ)

۴۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود ابوالبختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والدؑ سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: یہود و نصاریٰ کی عبادت گاہوں میں نماز فریضہ و نافلہ پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے مگر مسجد میں پڑھنا افضل ہے۔ (قرب الاسناد)

باب ۱۴

مجوسیوں کے گھروں میں نماز پڑھنا جائز ہے اور وہاں پانی چھڑکنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں اور وہ ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ آیا مجوسیوں کے گھروں میں نماز پڑھی جا سکتی ہے؟ جبکہ وہاں پانی بھی چھڑکا جاتا ہو؟ ہاں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفقیہ)

۲۔ جناب شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا مجوسیوں کے گھروں میں نماز پڑھنا جائز ہے؟ فرمایا: ہاں پانی چھڑکو اور نماز پڑھو۔

(التہذیب والفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب امیں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۵

اس گیلی مٹی پر نماز پڑھنا جائز نہیں ہے جس پر پیشانی نہ ٹھہر سکے اور نہ ہی پانی میں البتہ سخت ضرورت کے تحت پڑھنی پڑے تو اشارہ سے پڑھی جائے گی۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود اسماعیل بن جابر سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا جبکہ ان سے کسی نے یہ مسئلہ پوچھا تھا کہ اگر کوئی شخص پانی میں گھسا ہوا ہو اور نماز کا وقت داخل ہو جائے اور وہ خشک زمین پر نہ پڑھ سکتا ہو تو؟ فرمایا: اگر تو کسی (اسلامی) جنگ یا کسی اور فی سبیل اللہ کام کی انجام دہی کی وجہ سے اس پانی میں داخل ہوا ہے تو وہ اشارہ سے نماز پڑھے اور اگر کسی کاروبار کے سلسلہ میں داخل ہوا ہے تو اسے نماز پڑھے بغیر پانی میں نہیں گھسنا چاہیئے۔ عرض کیا: اب وہ کیا کرے؟ فرمایا: اس نے خود نماز کو ضائع کیا ہے لہٰذا جب باہر نکلے تو اس کی قضا کرے۔ (التہذیب)

۲۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جو شخص کسی ایسی جگہ پھنس جائے کہ زمین پر نماز نہ پڑھ سکے تو وہ اشارہ سے نماز پڑھے۔ (ایضاً)

۳۔ عمار بن موسیٰ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ جب کسی شخص کے پاس نہ کوئی ایسی جگہ ہو جس میں سجدہ کرے اور نہ کوئی ایسی چیز ہو جس پر سجدہ کرے تو آیا وہ نماز فریضہ و نافلہ اشارہ سے پڑھے گا؟ فرمایا: ہاں جب کبھی ایسی صورت حال درپیش ہو تو وہ اشارہ سے ہی نماز پڑھے گا۔ (ایضاً)

۴۔ یہی عمار انہی صادق آل محمد علیہ السلام سے سوال کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص بارش میں اس طرح پھنس جائے کہ گیلی مٹی پر سجدہ نہ کر سکے اور خشک جگہ میسر نہ ہو سکے تو وہ نماز کس طرح پڑھے؟ فرمایا: باقاعدہ نماز شروع کرے جب رکوع تک پہنچے تو رکوع بھی کرے اور جب اس سے سر اٹھائے تو اب سجدہ کے لئے وہیں کھڑے ہوئے اشارہ کرے اسی طرح کرے یہاں تک کہ وہیں کھڑے کھڑے تشہد پڑھ کر نماز کا سلام پھیرے۔ (ایضاً)

۵۔ جناب ابن ادریس حلی نے یہی سابقہ حدیث بروایت ہشام بن الحکم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کی ہے البتہ اس میں اس قدر اضافہ ہے کہ راوی نے عرض کیا کہ آیا کوئی شخص برف پر نماز پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا: نہ! اگر (خشک) زمین پر نہ پڑھ سکے تو کپڑا بچھائے اور اس پر نماز پڑھے۔ (سرائر ابن ادریس حلی)

۶۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبد اللہ بن الفضل سے اور وہ بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دس مقام ایسے ہیں جہاں نماز نہیں پڑھی جا سکتی (۱) گیلی مٹی (۲) پانی (۳) حمام (۴) قبریں (۵) راستہ کے درمیان (۶) چیونٹیوں کی بلیں (۷) اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ (۸) پانی کے بہنے کی جگہ (۹) کلر والی زمین (۱۰)

برف۔ (الفروع، الفقیہ، الخصال، المحاسن، التہذیب)

(نوٹ) الخصال للصدوق میں "قبور" کی بجائے "وادی شجنان" مذکور ہے۔ فراجع۔

۷۔ عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا: اس گیلی مٹی کی حد کیا ہے جس پر سجدہ نہیں کیا جاسکتا؟ فرمایا: جب پیشانی اس میں دھنس جائے اور زمین کے اوپر قرار نہ پکڑے۔ (الفروع، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (قبلہ باب ۱۴ اور لباس مصلی باب ۱۰ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۰ میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۶

اس گھر میں نماز پڑھنا مکروہ ہے جس میں کوئی مجوسی موجود ہو اور اگر کوئی یہودی یا نصرانی ہو تو پھر مکروہ نہیں ہے

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو اسامہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اس گھر میں نماز نہ پڑھو جس میں کوئی مجوسی موجود ہو لیکن اگر یہودی یا نصرانی موجود ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(الفروع، التہذیب)

باب ۱۷

گھوڑوں، خچروں اور گدھوں کے اصطبل اور اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ پر نماز پڑھنا مکروہ ہے ہاں البتہ بوقت ضرورت پانی چھڑک کے وہاں پڑھنا جائز ہے اسی طرح بھیڑ، بکریوں اور گائے، بھینسوں کے باڑے میں نماز پڑھنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ جہاں اونٹ بیٹھتے ہیں وہاں نماز پڑھنی کیسی ہے؟ فرمایا: اگر مال ومتاع کے تلف ہونے کا اندیشہ ہو تو پھر وہاں جھاڑو دے کر اور پانی چھڑک کر (پڑھی جاسکتی ہے) ہاں البتہ بھیڑ بکریوں کے باڑے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ حلبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا بھیڑ بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھی جاسکتی ہے؟ فرمایا: ہاں۔ پڑھ سکتے ہو البتہ اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ پر نہ پڑھو مگر یہ کہ مال ومتاع کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو تو پھر جھاڑو دے کر اور پانی چھڑک کر نماز پڑھ سکتے ہو۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۳۔ سماعہ بیان کرتے ہیں فرمایا: گھوڑوں، گدھوں اور خچروں کے اصطبل میں نماز نہ پڑھو۔ (الفروع)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (امامینؑ میں سے ایک امامؑ) سے سوال کیا کہ اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ اور بھیڑ بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھنے کے متعلق کیا حکم ہے؟ فرمایا: اگر وہاں پانی چھڑک دو اور جگہ خشک ہو تو وہاں نماز پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ ہاں البتہ گھوڑوں اور خچروں کے اصطبل میں نہ پڑھو۔ (التہذیب والاستبصار)

۵۔ جناب احمد بن محمد البرقی باسناد خود معلی بن خنیس سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا: اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ نماز پڑھنا کیسا ہے؟ فرمایا: امامؑ نے اسے مکروہ سمجھا ہے۔ پھر فرمایا: ہاں اگر مال و اسباب کے تلف ہونے کا خطرہ ہو تو پھر وہاں تھوڑا سا پانی چھڑک کر نماز پڑھ سکتے ہو۔ (المحاسن للبرقی)

باب ۱۸

اس دیوار کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنا مکروہ ہے جس سے بیت الخلاء کی غلاظت بہہ رہی ہو ہاں اس کا کسی چیز سے ڈھانپنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن ابوحمزہ سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر پاخانہ کی غلاظت بہہ رہی ہو اور ہو بھی قبلہ کی طرف تو اسے کسی چیز سے ڈھانپ دے (تب نماز پڑھے) (الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن محمد بن ابی نصر سے اور وہ اس شخص سے روایت کرتے ہیں جس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا تھا کہ جس مسجد کی دیوار قبلہ پر اس گندی نالی سے پانی بہہ رہا ہو جس نالی میں پیشاب کیا جاتا ہے تو وہاں نماز پڑھنا کیسا ہے؟ فرمایا: اگر پیشاب خانہ سے وہ دیوار بہہ رہی ہے تو پھر وہاں نماز نہ پڑھو اور اگر کسی اور چیز سے بہہ رہی ہے تو پھر پڑھ سکتے ہو۔ (الفروع، التہذیب)

باب ۱۹

راستوں پر نماز پڑھنا مکروہ ہے اگرچہ شارع عام نہ ہوں ہاں ان کے کناروں پر پڑھنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ ان راستوں کے اوپر نماز پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے جو بڑے راستوں کے درمیان ہیں (یعنی چھوٹے ہیں) البتہ شارع عام پر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ محمد بن الفضل جناب امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر وہ راستہ جس سے لوگ گزرتے ہیں چاہے شارع عام ہو یا نہ ہو اس کے درمیان نماز نہیں پڑھنی چاہیئے؟ عرض کیا: پھر کہاں پڑھوں؟ فرمایا: اس کے دائیں یا بائیں جانب (یعنی کنارے پر)۔ (ایضاً)

۳۔ قبل ازیں (باب ۱۵ میں) بروایت عبداللہ بن الفضل حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی یہ حدیث گزر چکی ہے جس میں آپؑ نے فرمایا: دس مقامات ہیں جہاں نماز نہیں پڑھی جا سکتی (یعنی مکروہ ہے) منجملہ ان کے ایک راستہ کے درمیان ہے۔ (الفروع)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ سفر میں نماز کہاں پڑھنی چاہیئے؟ فرمایا: کھلے راستہ پر نہ پڑھو البتہ اس کے دونوں کناروں پر پڑھو۔ (التہذیب)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن الحسین سے اور وہ مرفوعاً حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تین شخص ایسے ہیں کہ جن کی حفاظت کی ضمانت میں نے اپنے ذمہ نہیں لی۔ (۱) وہ شخص جو کسی خراب اور پرانے گھر میں اترے (کسی بھی وقت وہ مکان گر سکتا ہے)۔ (۲) جو شخص شارع عام کے وسط میں نماز پڑھے (کسی وقت بھی کوئی چیز اسے ٹکر مار سکتی ہے)۔ (۳) جو شخص اپنی سواری کو کھلا چھوڑ دے اور اس کے باندھنے کا بندوبست نہ کرے۔ (الخصال)

۶۔ جناب احمد بن محمد بن خالد برقی باسناد خود معلی بن خنیس سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے راستہ کے درمیان نماز پڑھنے کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: نہیں۔ راستے سے اجتناب کرو۔ (المحاسن)

۷۔ فضیل بن یسار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: شارع عام پر نماز نہ پڑھو۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں آئندہ جنگل اور قبروں کی حدیثوں کے ضمن میں آئیگی۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

باب ۲۰

شورے اور نمکین اور دلدل زمین میں نماز پڑھنا مکروہ ہے اور اگر پیشانی قرار نہ پکڑے تو جائز ہی نہیں ہے۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: شورے والی زمین پر نماز پڑھنا مکروہ ہے مگر یہ کہ ایسی نرم جگہ ہو کہ جہاں آسانی پیشانی قرار پکڑ

جائے تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔ (الفقیہ، الفروع)

۲۔ داؤد بن الحسین بن الریان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ شورہ والی نمکین زمین میں نماز پڑھنا کیوں حرام (مکروہ) قرار دی گئی ہے؟ فرمایا: اس لئے کہ اس پر پیشانی قرار نہیں پکڑتی (بلکہ اندر دھنس جاتی ہے)۔ (علل الشرائع)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سدیر الصیر فی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک بار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ہمراہ "بیداء" کے مقام پر گیا۔ راستہ میں نماز کا وقت داخل ہو گیا تو امامؑ نے مجھ سے فرمایا: اے سدیر! نیچے اترو کہ نماز پڑھیں۔ پھر فرمایا: یہ تو شورے والی زمین ہے یہاں نماز جائز نہیں ہے۔ چنانچہ ہم چلنے لگے یہاں تک کہ ہم سرخ رنگ والی زمین تک پہنچ گئے۔ وہاں ہم اترے اور نماز پڑھی۔ (الاصول من الکافی)

۴۔ عبداللہ بن عطا بیان کرتے ہیں کہ وہ ایک بار حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے ہمراہ سفر کر رہے تھے کہ جب ایک مقام پر پہنچے تو انہوں نے امامؑ کی خدمت میں عرض کیا ہم آپؑ پر فدا ہو جائیں نماز (کا وقت داخل ہو گیا ہے؟) فرمایا: یہ وادی نمل (چیونٹیوں والی زمین) ہے، یہاں نماز نہیں پڑھی جا سکتی۔ پھر کچھ دیر بعد ہم ایک اور جگہ پر پہنچے۔ پھر عرض کیا (کہ نماز کا وقت داخل ہو گیا ہے) فرمایا: یہ شورے والی نمکین زمین ہے یہاں بھی نماز نہیں پڑھی جا سکتی۔ (روضہ کافی، المحاسن)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آپؑ شورے والی اور دلدلی زمین پر نماز پڑھنے کو کیوں مکروہ جانتے ہیں؟ فرمایا: اس لئے کہ اس پر پیشانی اچھی طرح قرار نہیں پکڑتی! عرض کیا کہ اگر زمین اس طرح ہموار ہو کہ پیشانی قرار پکڑ جائے تو؟ فرمایا: پھر کوئی حرج نہیں ہے۔ (تہذیب، واستبصار)

۶۔ جناب احمد بن محمد بن خالد البرقی باسناد خود معلی بن خنیس سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا آدمی شورے والی زمین میں نماز پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا: وہاں اس لئے نماز پڑھنا مکروہ ہے کہ آدمی حسب منشا وہاں سکون کے ساتھ پیشانی نہیں رکھ سکتا! عرض کیا کہ اگر وہ باقاعدہ ٹھیک طریقہ پر پیشانی رکھ سکے تو؟ فرمایا: پھر اچھا ہے۔ (المحاسن)

۷۔ جناب علی بن جعفرؑ اپنے بھائی امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کرتے ہیں کہ آیا آدمی شورے والی جگہ پر نماز پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا: نہ۔ مگر یہ کہ وہاں کچھ گھاس پھوس ہو۔ یا پھر نماز کے قضا ہونے کا اندیشہ ہو۔ (مسائل، بحارالانوار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۵ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۲۱

جس گھر میں شراب یا کوئی اور نشہ آور چیز موجود ہو وہاں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اس گھر میں نماز مت پڑھو جس میں شراب یا کوئی اور نشہ آور چیز موجود ہو۔(الفروع، التہذیب، والاستبصار)

۲۔ جناب شیخ صدوق علیہ الرحمہ اپنی کتاب المقنع میں فرماتے ہیں کہ اس گھر میں نماز پڑھنا جائز نہیں ہے جس گھر میں کسی برتن کے اندر شراب بند ہو۔(المقنع)

۳۔ فرماتے ہیں اور مروی ہے کہ جائز ہے (مگر کراہت کے ساتھ)۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں شراب کی نجاست کے ضمن میں بھی اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۲۲

مسافر خانوں اور حیوانات کے مکانات میں نماز پڑھنا جائز ہے ہاں البتہ اس مقام پر پانی چھڑکنا چاہیئے اور اگر وہ جگہ تر بھی ہو تو وہاں سجدہ کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں اور وہ ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو مکہ (اور مدینہ کے درمیان واقع) مسافر خانوں میں اس طرح نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے کہ بعض اوقات پیشانی رکھنے والی جگہ پر پانی چھڑکتے تھے اور وہ جگہ ہنوز تر ہوتی تھی کہ آپ وہاں سجدہ کرتے تھے اور بعض اوقات جب دیکھتے کہ وہ جگہ صاف ستھری ہے تو وہاں پانی نہیں چھڑکتے تھے۔(الفقیہ، الفروع)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عامر بن نعیم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ان سراؤں کے اندر نماز پڑھنے کے متعلق سوال کیا جن میں مختلف لوگ اترتے ہیں جن میں یہود و نصاریٰ بھی ہوتے ہیں اور وہاں گھوڑوں، گدھوں کی لید اور پیشاب بھی ہوتا ہے؟ فرمایا: وہاں کپڑا بچھاؤ اور اس پر نماز پڑھو (اور سجدہ گاہ پر سجدہ کرو)۔(التہذیب، الفروع، الفقیہ)

باب ۲۴

مکہ کے راستہ میں بمقام بیداء یعنی "ذات الجیش" [۱] "ذات الصلاصل" اور "ضجنان" بلاضرورت نماز پڑھنا مکروہ ہے اور اگر پڑھنی پڑے تو شارع عام سے ہٹ کر پڑھی جائے۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کر کے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن محمد بن ابی بصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے جناب امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم بیداء سے گزر رہے ہیں۔ رات کا آخری حصہ تھا کہ میں نے وضو کیا اور میرا ارادہ نماز پڑھنے کا تھا۔ پھر میرے دل میں یہ خیال گزرا کہ آیا اس بیداء (جنگل) میں محمل پر نماز پڑھی جائے یا نہ؟ امامؑ نے فرمایا: اس بیداء میں نماز نہ پڑھو۔ میں نے عرض کیا کہ اس جنگل کی حد کہاں تک ہے؟ فرمایا: جناب امام محمد باقر علیہ السلام کا طریقہ یہ تھا کہ جب ذات الجیش کے مقام پر پہنچتے تھے تو تیز چلتے تھے اور جب تک "معرس النبی" کے مقام پر نہیں پہنچ جاتے تھے (جہاں آنحضرتؐ آخر شب میں نزول فرماتے تھے) اس وقت تک نماز نہیں پڑھتے تھے! عرض کیا کہ وہ ذات الجیش کہاں تک ہے؟ فرمایا: مقام ضیرہ سے تین میل پہلے ہے۔ (الفروع، التہذیب، المحاسن)

۲۔ معاویہ بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: (مکہ) کے راستہ میں تین مقامات پر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ (۱) ذات الجیش۔ (۲) ذات الصلاصل۔ (۳) ضجنان۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ ایوب بن نوح روایت کرتے ہیں کہ میں نے جناب امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص (سفر حج میں) بیداء سے گزر رہا ہے کہ نماز کا وقت داخل ہو جاتا ہے تو؟ فرمایا: شارع عام سے ہٹ کر دائیں یا بائیں جانب پڑھے۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ بیداء کے تین مقامات پر نماز نہ پڑھی جائے (کہ مکروہ ہے) (۱) ذات الصلاصل (۲) وادی شقرہ۔ (۳) وادی ضجنان۔ (الفقیہ)

۵۔ حماد بن عمرو اور انس بن محمد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امیر علیہ السلام کے نام وصیت میں فرمایا: یا علیؑ! تین مقامات پر نماز نہ پڑھو: (۱) ذات الجیش۔ (۲) ذات الصلاصل۔ (۳) اور ضجنان۔ (ایضاً، کذا فی المقنعہ، والمحاسن)

۶۔ جناب محمد بن الحسن الصفار باسناد خود علی بن مغیرہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک بار حضرت امام محمد باقر علیہ السلام وادی ضجنان میں اترے پھر راوی نے ایک حدیث کا تذکرہ کیا ہے جس کے آخر میں ہے کہ کہا جاتا ہے یہ جہنم کی وادیوں میں سے ایک وادی ہے۔ (بصائر الدرجات)

---

[۱] یہ مکہ اور مدینہ منورہ کے درمیان کچھ مقامات ہیں جن میں بروایت علامہ حلی مختلف اوقات میں لوگ دھنس چکے ہیں۔ یہ "بیداء" جو ذوالحلیفہ سے ایک میل کے فاصلے پر ہے وہی جگہ ہے جہاں سفیانی کا لشکر مدینہ جاتے ہوئے زمین میں دھنس جائے گا۔ (تذکرۃ الفقہاء)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۲۴

وادی شقرہ میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن افضال سے اور وہ بعض اصحاب کے توسط سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: وادی شقرہ میں نماز نہ پڑھی جائے۔(الفروع، التہذیب)

۲۔ جناب احمد بن محمد البرقی باسناد خود عمار ساباطی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: وادی شقرہ میں نماز نہ پڑھو کیونکہ اس میں جنوں کے گھر ہیں۔(المحاسن، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱۵ میں) بعض ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس موضوع پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۲۵

قبروں کے درمیان نماز پڑھنا مکروہ ہے مگر یہ کہ ہر طرف سے دس ہاتھ کا فاصلہ ہو اور وہ بعض مقامات جہاں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ آیا قبروں کے درمیان نماز پڑھی جا سکتی ہے؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے[1]۔

(الفقیہ، قرب الاسناد)

۲۔ حسین بن زید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے حدیث مناہی میں قبروں کو چونا گچ کرنے سے، ان پر نماز پڑھنے سے اور قبروں کے درمیان، شارع عام پر، لڑائی کے گھمسان میں، آبی گزرگاہوں، اونٹوں کے باندھنے کی جگہ اور کعبہ کی چھت پر نماز پڑھنے کی ممانعت فرمائی ہے۔(الفقیہ، الامالی)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معمر بن خلاء سے اور وہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: قبروں کے درمیان نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے جب تک قبر کو قبلہ نہ بنایا جائے (ادھر منہ کرکے نماز نہ پڑھی جائے)۔

(التہذیب والاستبصار)

---

[1] امام علیہ السلام کا یہ جواب یا تو جواز پر محمول ہے یعنی وہاں نماز پڑھنا حرام نہیں ہے بلکہ جائز ہے اگرچہ مکروہ ہے یا پھر اس صورت پر محمول ہے کہ جب نمازی اور قبر کے درمیان دس ہاتھ کا فاصلہ ہو۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمار سے روایت کرتے ہیں اور وہ ایک طویل حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر کوئی قبروں کے درمیان نماز پڑھنا چاہے تو؟ فرمایا: جائز نہیں ہے مگر یہ کہ اپنے چاروں طرف اپنے اور قبروں کے درمیان دس دس ہاتھ کا فاصلہ رکھے۔ پھر چاہے تو پڑھ سکتا ہے۔

(الفروع، التہذیب، والاستبصار)

۵۔ قبل ازیں (باب ۱۵ میں) نوفلی کی حدیث گزر چکی ہے جس میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان موجود ہے کہ ساری زمین میرے لئے مسجد بنائی گئی ہے (اس پر سجدہ کیا جا سکتا ہے) سوائے حمام اور قبر کے۔

۶۔ اسی طرح قبل ازیں (باب ۴۴ از دفن میں) بروایت یونس بن ظبیان از حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی وہ حدیث گزر چکی ہے جس میں وارد ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبر پر نماز پڑھنے یا اس پر بیٹھنے اور اس پر عمارت بنانے کی ممانعت فرمائی ہے۔ فراجع۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس کے بعد (باب ۲۶ میں اور باب ۵۳ از احکام مساجد میں) ذکر کی جائیں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۶

کسی امام علیہ السلام (کی قبر مقدس) کے زائر کے لئے جائز ہے کہ قبر کے پیچھے یا اس کی دائیں بائیں جانب نماز پڑھے مگر اسے پست پشت قرار نہ دے اور قبروں کے پاس یا ان کے درمیان مسجدیں نہ بنائی جائیں۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن جعفر حمیری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے فقیہ (امام العصر و الزمان عجل اللہ فرجہ) کی خدمت میں مکتوب ارسال کیا جس میں یہ مسئلہ پوچھا تھا کہ ایک شخص آئمہ طاہرین علیہم السلام کے قبور مقدسہ کی زیارت کرتا ہے۔ آیا اس کے لئے جائز ہے کہ قبر کے اوپر سجدہ کرے یا نہ؟ اور جو شخص ان کے قبور مقدسہ کے پاس نماز پڑھے آیا اس کے لئے جائز ہے کہ وہ قبر کے پیچھے کھڑا ہو اور قبر کو جانب قبلہ قرار دے اور قبر کے سرہانے یا پائنتی کی جانب کھڑا ہو؟ اور آیا یہ جائز ہے کہ قبر سے آگے بڑھ کر اس طرح نماز پڑھے کہ قبر اس کے پس پشت ہو یا نہ؟ امامؑ نے جو جواب لکھا جسے میں نے خود پڑھا اور اسی سے نقل کیا وہ یہ تھا کہ ''جہاں تک قبر پر سجدہ کرنے کا تعلق ہے تو وہ ہرگز جائز نہیں ہے نہ نماز نافلہ میں نہ فریضہ میں اور نہ زیارت میں۔ ہاں البتہ (ویسے) دایاں رخسار قبر پر رکھ سکتا ہے اور جہاں تک نماز کا تعلق ہے وہ قبر کو آگے قرار دے کر اس کے پیچھے پڑھی جائے اور اس کے آگے بڑھ کر پڑھنا جائز نہیں ہے کیونکہ امامؑ سے آگے بڑھنا جائز نہیں ہے۔ نیز

قبر کے دائیں اور بائیں جانب بھی پڑھی جا سکتی ہے۔ (التہذیب)

فضل طبرسی نے اپنی کتاب الاحتجاج میں بھی انہی محمد بن عبداللہ حمیری سے اس روایت کو اسی طرح نقل کیا ہے مگر اس میں تھوڑے اختلاف کے ساتھ کہ قبر کے آگے یا اس کے دائیں بائیں جانب نماز نہ پڑھی جائے (یعنی صرف پیچھے ہی پڑھی جائے)۔ کیونکہ امام سے نہ آگے بڑھا جا سکتا ہے اور نہ ہی اس کی برابری[1] کی جا سکتی ہے۔ (الاحتجاج)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ پہلی روایت (جس میں قبر کی دائیں بائیں جانب نماز پڑھنے کا جواب اثبات میں دیا گیا ہے وہ جواز پر اور دوسری روایت (جس میں نفی میں جواب دیا گیا ہے) کو کراہت پر محمول کیا گیا ہے۔

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میری قبر کو قبلہ نہ بنانا اور نہ ہی اسے مسجد قرار دینا (پھر فرمایا) خدا نے اس لئے یہودیوں پر لعنت کی ہے کہ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مساجد بنا دیا تھا۔ (الفقیہ)

۴۔ حسن بن علی بن فضال بیان کرتے ہیں کہ میں نے عمرہ کے لئے نکلتے وقت حضرت امام رضا علیہ السلام کو قبر رسولؐ کو الوداع کرتے ہوئے دیکھا کہ وہ نماز مغرب کے بعد سر کی جانب سے قبر مبارک کے قریب آئے اور آنحضرتؐ پر سلام کیا اور قبر مبارک سے چمٹ گئے پھر پیچھے ہٹے اور پھر ان کی دائیں طرف اس طرح کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے کہ ان کا بایاں کاندھا اس ستون کے قریب جو سر کی جانب ہے قبر مقدس سے لگا ہوا تھا۔ پس وہاں چھ یا آٹھ رکعت نماز پڑھی۔ (عیون الاخبار)

۵۔ زرارہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ قبروں کے درمیان نماز پڑھنا کیسا ہے؟ فرمایا: ہاں ان کے درمیان پڑھو مگر کسی قبر کو قبلہ بنا کر اس کی طرف منہ کر کے نماز نہ پڑھو اور نہ ہی اسے مسجد (بناؤ) کیونکہ رسول اللہؐ نے اس کی ممانعت کی ہے اور فرمایا ہے کہ میری قبر کو قبلہ نہ بنانا اور نہ مسجد، کیونکہ خداوند عالم نے ان لوگوں (یہودیوں) پر لعنت کی ہے جنہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجد بنا دیا تھا۔ (علل الشرائع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ (قبر کے پیچھے نماز پڑھنے کی ممانعت) کراہت پر محمول ہے۔ نیز اس کے منسوخ ہونے کا بھی احتمال ہے۔ اسی طرح قبر کو قبلہ بنانے میں یہ احتمال بھی ہے کہ کعبہ کی طرح اس کے ہر طرف منہ کر کے نماز پڑھی جائے اور قبر کو مسجد بنانے کا مطلب ہے قبر کے اوپر اس طرح نماز پڑھنا کہ اس پر سجدہ کیا جائے جیسا کہ توقیع مبارک میں مذکور ہے۔ واللہ العالم۔

۶۔ جناب شیخ جعفر بن قولویہ باسناد خود محمد بن الصھری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ

---

[1] جو کچھ مختلف اخبار و آثار سے واضح و آشکار ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ ان قبور مقدسہ کے پاس اگرچہ ان کے عقب میں اور ان کے دائیں بائیں نماز پڑھنا جائز ہے مگر قبر کے عقب میں پڑھنا خوب اور جانب سر پڑھنا خوب تر ہے۔ ہاں یہ خیال رہے کہ جب سر کی جانب پڑھے تو قدرے پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو تا کہ اصل قبر مقدس کے محاذی اور برابر نہ ہو۔ ہاں قبر مقدس کو پس پشت ڈال کر اور اس سے آگے بڑھ کر ادا نماز پڑھنا نہ صرف یہ کہ خلاف ادب و منافی احترام ہے بلکہ بعض محققین علماء کرام کی نگاہ میں حرام بھی ہے لہٰذا اس سے اجتناب کرنا چاہئے۔ واللہ العالم۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت والی حدیث کے ضمن میں فرمایا: جو شخص ان کی قبر کے پیچھے محض خدا کی خوشنودی کی خاطر ایک ہی نماز پڑھے تو جس دن وہ خدا کی بارگاہ میں حاضر ہوگا اس پر اس قدر نور ہوگا جو ہر چیز کو ڈھانپ لے گا۔ الحدیث۔
(یہ حدیث امامؑ کی زیارت کے ثواب جزیل پر مشتمل ہے)۔ (کامل الزیارۃ)

۷۔ ہشام بن سالم بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: فرزند رسولؐ! کیا آپ کے والد کی زیارت کی جائے؟ فرمایا: ہاں اور وہاں نماز بھی پڑھی جائے یعنی اس کے پیچھے نہ کہ آگے۔ (ایضاً)
مؤلف علام فرماتے ہیں کہ آئندہ (باب ۳۱ میں اور باب المزار میں) بعض ایسی حدیثیں بیان کی جائیں گی جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۲۷

جب نمازی کے سامنے کھلا ہوا قرآن یا کھلی ہوئی کتاب موجود ہو یا کندہ شدہ انگوٹھی ہو تو وہاں نماز پڑھنا مکروہ ہے اور اگر قرآن غلاف میں لپٹا ہوا ہو تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمار سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص اس حالت میں نماز پڑھتا ہے کہ اس کے سامنے یعنی جانب قبلہ کھلا ہوا قرآن موجود ہو؟ فرمایا: نہ! عرض کیا اور اگر غلاف میں لپٹا ہوا ہو تو؟ فرمایا: ہاں۔ (پھر ٹھیک ہے)۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۲۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود علی بن جعفرؑ سے اور وہ اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ عرض کیا کہ جب کوئی شخص نماز پڑھ رہا تھا تو وہ اپنی انگوٹھی کا نقش (عبارت) اس طرح دیکھ سکتا ہے کہ گویا اسے پڑھ رہا ہے؟ یا قرآن یا کسی کتاب میں اسی طرح نظر کرسکتا ہے جو قبلہ کی جانب پڑی ہو؟ فرمایا: یہ نماز میں نقص ہے گو اس سے نماز باطل نہیں ہوتی (یعنی صرف مکروہ ہے)۔ (قرب الاسناد)

باب ۲۸

سخت ضرورت و مجبوری کے بغیر برف پر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معمر بن خلاد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا کہ آیا برف پر سجدہ کرنا جائز ہے؟ فرمایا: شورہ والی زمین پر اور برف پر سجدہ نہ کرو۔ (التہذیب)

۲۔ عمار روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا آدمی برف پر نماز پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا:

نہ۔ (پھر فرمایا) اگر زمین پر نہ پڑھ سکے تو پھر (برف پر) کپڑا بچھائے اور اس پر نماز پڑھے۔ (ایضاً و السرائر)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود داؤد صرمی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے سوال کیا کہ بعض اوقات میں باہر نکلتا ہوں اور برف کی وجہ سے کوئی جگہ نہیں ملتی جہاں نماز پڑھ سکوں تو؟ فرمایا: اگر ممکن ہو تو برف پر ہرگز سجدہ نہ کرو اور اگر اس سے بچنا ممکن نہ ہو تو پھر اسے برابر کرو اور پھر اس پر سجدہ کرو۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۴۔ شیخ کلینیؒ فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۵ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (ج ۶ باب التجارۃ میں) بیان کی جائیں گی انشاءاللہ۔

باب ۲۹

سیلابی گزرگاہوں میں نماز باجماعت پڑھنا مکروہ ہے اور چیونٹیوں کے بلوں پر اور آبی گزرگاہوں میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوہاشم جعفری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک بار میں دریائے دجلہ میں امام علی نقی علیہ السلام کے ہمراہ کشتی پر سوار تھا کہ نماز کا وقت داخل ہو گیا۔ میں نے عرض کیا کہ میں آپؑ پر فدا ہو جاؤں نماز باجماعت نہ پڑھیں؟ فرمایا: وادی کے پیٹ میں نماز باجماعت نہیں پڑھی جاتی۔ (الفروع، التہذیب والاستبصار)

۲۔ قبل ازیں (باب ۲۰ میں) بروایت عبداللہ بن عطا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی وہ حدیث گزر چکی ہے جس میں وارد ہے کہ آپؑ ایک جگہ پہنچے تو فرمایا: یہ وادی نمل ہے یہاں نماز نہیں پڑھی جا سکتی۔ (الروضہ والمحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۵ و باب ۲۵ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (ج ۵ باب ۴۸ از آداب سفر میں) بیان کی جائیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۳۰

آگ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا مکروہ ہے اور اگر وہ آگ بلندی پر ہو جیسے معلق قندیل تو کراہت شدید ہے ہاں البتہ حرام نہیں ہے اسی طرح تلوار اور لوہے کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا بھی مکروہ ہے لیکن تانبا وغیرہ کی طرف پڑھنا مکروہ نہیں ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر کوئی شخص اس حال میں نماز پڑھے کہ اس کے سامنے چراغ رکھا ہوا ہو تو؟ فرمایا: یہ بات

درست نہیں ہے کہ آگ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب، الاستبصار، قرب الاسناد)

۲۔ عمار ساباطی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب آدمی کے سامنے آگ یا لوہا موجود ہو تو وہاں نماز نہ پڑھے۔ میں نے عرض کیا کہ اگر اس کے سامنے (خالی) انگیٹھی رکھی ہو؟ فرمایا: ہاں (پڑھ سکتا ہے) لیکن اگر اس میں آگ ہو تو پھر اس وقت تک نہ پڑھے جب تک اسے سامنے سے نہ ہٹادے پھر عرض کیا: اگر اس کے سامنے قندیل لٹک رہی ہو جس میں آگ ہو تو اس کے بالمقابل پڑھے تو؟ فرمایا: جب یہ آگ بلند ہو تو پھر بہتر ہے اس کے سامنے نماز نہ پڑھے۔ (کتب اربعہ)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن عمرو سے اور وہ اپنے باپ عمرو بن ابراہیم ہمدانی سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا کہ اگر نمازی کے سامنے آگ، چراغ یا کوئی تصویر موجود ہو تو کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ وہ ذات جس کے لئے نماز پڑھی جاتی ہے وہ بہ نسبت ان چیزوں کے نمازی کے زیادہ قریب ہے۔
(التہذیب والاستبصار، الفقیہ، العلل، المقنع)

۴۔ ابوالحسین محمد بن اسدی سے مروی ہے کہ ان کے پاس (امام زمانہؑ کے نائب خاص) جناب محمد بن عثمان عمری کی جانب سے امام العصرؑ کی جو توقیع مبارک پہنچی جو اُن کے مسائل کے جواب میں تھی۔ اس میں لکھا تھا کہ "تم نے یہ سوال کیا ہے کہ اگر نمازی کے سامنے آگ، چراغ اور تصویر موجود ہو تو نماز پڑھی جا سکتی ہے یا نہ؟ اور یہ کہ اس مسئلہ میں وہاں کے لوگوں میں اختلاف پایا جاتا ہے؟ تو تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ جو شخص بت پرستوں اور آتش پرستوں کی اولاد میں سے نہیں ہے اس کے لئے تو یہ جائز ہے۔ (اکمال الدین للصدوق)

(نوٹ) احتجاج طبرسی کی روایت میں اس کے ساتھ یہ تتمہ بھی مذکور ہے کہ فرمایا: "اور جو شخص بت پرستوں اور آتش پرستوں کی اولاد میں سے ہے اس کے لئے جائز نہیں ہے[1]۔" (الاحتجاج)

باب ۳۱

پائخانہ والے گھر میں نماز پڑھنا اور جدھر بول و براز موجود ہو ادھر منہ کرکے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود فضیل بن یسار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میں نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہوں اور اپنے سامنے قبلہ کی جانب پائخانہ دیکھتا ہوں تو؟ فرمایا:

---

[1] ان حدیثوں میں دراصل کوئی اختلاف نہیں ہے جو اثبات پر دلالت کرتی ہیں ان سے مراد جواز ہے اور جو نفی پر دلالت کرتی ہیں ان سے مراد کراہت ہے۔ مقصد صرف یہ ہے کہ آتش پرستوں سے مشابہت لازم نہ آئے۔ یہی وجہ ہے کہ آتش پرستوں کی اولاد کے لئے اسے ممنوع اور دوسروں کے لئے مباح قرار دیا گیا ہے تاکہ عام لوگ ان کو بھی اپنے آباء واجداد کی طرح آتش پرست تصور نہ کریں۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

جس قدر ہو سکتا ہے اس سے کنارہ کشی کرو اور شارع عام پر نماز نہ پڑھو۔ (الفروع، المحاسن، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبید بن زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمار ہے تھے: سب زمین مسجد ہے (اس پر سجدہ جائز ہے) سوائے پاخانہ کے، کنویں کے یا مقبرہ کے (بروایتے فرمایا) یا حمام کے۔ (التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۸ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۳ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۲

اس حالت میں نماز پڑھنا مکروہ ہے جبکہ اس کے سامنے (ذی روح کی) تصویریں موجود ہوں مگر یہ کہ انہیں ڈھانپ دیا جائے یا بگاڑ دیا جائے یا ان کی آنکھ ایک ہو اور اگر وہ تصویریں اس کے پیچھے یا دائیں، بائیں یا پاؤں کے نیچے ہوں تو پھر جائز ہے۔

(اس باب میں کل چودہ حدیثیں ہیں جن میں سے سات مکررات کو قلمزد کرکے باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میں اس حالت میں نماز پڑھتا ہوں کہ میرے سامنے تصویریں رکھی ہیں اور میں ان پر نگاہ بھی ڈالتا ہوں؟ فرمایا: نہ۔ (ایسا نہ کرو) اور ان پر کپڑا ڈال دو۔ ہاں البتہ اگر وہ تمہارے دائیں، بائیں، پیچھے یا پاؤں کے تلے یا سر کے اوپر ہوں تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے لیکن اگر وہ تمہارے سامنے ہوں تو پھر ان پر کپڑا ڈالو اور نماز پڑھو۔ (التہذیب، الاستبصار، المحاسن)

۲۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بعض اوقات میں نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہوتا ہوں مگر میرے سامنے ایک ایسا تکیہ پڑا ہوتا ہے جس پر پرندوں کی تصویریں ہوتی ہیں مگر میں اس پر کپڑا ڈال دیتا ہوں (اور نماز پڑھ لیتا ہوں)۔ (التہذیب)

۳۔ علی بن جعفر اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کرتے ہیں کہ ایک گھر یا کمرہ ایسا ہے جس میں (جانوروں کی) تصویریں موجود ہیں۔ آیا ان میں آدمی نماز پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا: اگر یہ تصویریں تمہارے سامنے قبلہ کی طرف ہوں تو پھر وہاں نماز نہ پڑھو اور اگر اس کے سوا کوئی چارہ کار نہ ہو تو پھر ان کے سر توڑ کر (ان کا حلیہ بگاڑ دو اور) پڑھو ورنہ وہاں نہ پڑھو۔ (تہذیب واستبصار)

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن ابی عمیر سے روایت کرتے ہیں اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق

علیہ السلام سے سوال کرتے ہیں کہ فرش پر تصویر بنی ہوئی ہے اور نماز پڑھتے ہوئے آدمی کی اس پر نظر پڑ جاتی ہے؟ فرمایا: اگر اس کی صرف ایک آنکھ بنی ہوئی ہو (یعنی ناقص ہو) تو پھر کوئی حرج نہیں ہے اور اگر اس کی دونوں آنکھیں ہیں تو پھر نہ! (الفروع)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کرتے ہیں فرمایا: اگر تصویروں کو پاؤں کے نیچے رکھ دو تو ان پر نماز پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفقیہ، التہذیب)

۶۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک ایسی مسجد ہے جس میں تصویریں موجود ہیں آیا اس میں نماز پڑھی جاسکتی ہے؟ فرمایا: ان کے سر توڑ دو اور ان کے سروں کو تیڑ دو پھر نماز پڑھو۔ کوئی حرج نہیں ہے۔ عرض کیا کہ اگر کسی انگوٹھی پر کسی درندہ یا پرندہ کی تصویر بنی ہوئی ہو تو؟ فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے (یعنی حرام نہیں ہے گو مکروہ ہے)۔ (قرب الاسناد)

۷۔ احمد بن محمد بن خالد البرقی باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کرتے ہیں کہ اگر کسی گھر میں مچھلی یا کسی پرندے وغیرہ کی تصویر بنی ہوئی ہو جس سے گھر والے کھیلتے ہوں تو اس گھر میں نماز پڑھی جاسکتی ہے؟ فرمایا: جب تک اس کا سر توڑ کر اس کا حلیہ نہ بگاڑ دیا جائے اس وقت تک نہیں! (المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے لباس مصلی (باب ۴۵ میں اور یہاں باب ۳۰ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۳ میں اور مساجد کے باب ۱۵ میں) بیان کی جائیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۳۳

اس مکان میں نماز پڑھنا مکروہ ہے جہاں کتا یا کسی جاندار کی تصویر موجود ہو یا جس میں ایسا برتن موجود ہو جس میں پیشاب کیا جاتا ہو جس گھر میں کتا موجود ہو سوائے شکاری کتے کے اور اگر وہاں نماز پڑھی جائے تو کتے کا دروازہ بند کر دیا جائے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینیؒ علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مروان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس جبرئیل آئے اور بتایا کہ ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس گھر میں کتا یا کسی جان دار کی تصویر ہو یا جس میں کوئی ایسا برتن ہو جس میں پیشاب کیا جاتا ہو۔ (الفروع، المحاسن، الخصال)

۲۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جبرئیلؑ کہتے ہیں کہ ہم (فرشتے) اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کسی انسان کی صورت یا کتا موجود ہو اور نہ ہی اس گھر میں داخل ہوتے ہیں جس میں (جانداروں کی

تصویریں ہوں۔(الفروع)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اس گھر میں نماز نہ پڑھی جائے جس میں کوئی کتا ہو سوائے (ضرورت کے تحت) شکاری کتے کے اور اس کا بھی دروازہ بند کردو تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے کیونکہ فرشتے (تین قسم کے مکانوں میں) داخل نہیں ہوتے (۱) جس مکان میں کتا ہو۔ (۲) جس مکان میں تصویریں ہوں۔ (۳) اور جس مکان میں کسی برتن کے اندر پیشاب جمع ہو۔ (الفقیہ)

۴۔ جناب احمد بن محمد بن خالد البرقی باسناد خود عبداللہ بن یحییٰ الکندی سے وہ اپنے باپ سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ جبرئیلؑ کہتے ہیں ہم (گروہ ملائکہ) اس مکان میں داخل نہیں ہوتے جس میں کوئی کتا یا جنب آدمی یا کوئی ایسی تصویر موجود ہو جسے روندا جاتا ہو۔ (المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (ج ا باب ۱۳۸ از نجاسات اور یہاں باب ۳۲ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (مساکن باب ۳ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۴

حمام میں نماز پڑھنا جائز ہے مگر کراہت کے ساتھ۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا حمام میں نماز پڑھی جا سکتی ہے؟ فرمایا: اگر جگہ صاف ستھری ہو تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔ جناب شیخ فرماتے ہیں کہ امامؑ کی مراد وہ جگہ ہے جہاں کپڑے اتارے جاتے ہیں۔ (الفقیہ)

۲۔ قبل ازیں (باب ۱۵ میں) یہ حدیث صادقؑ گزر چکی ہے فرمایا: دس مقامات وہ ہیں جہاں نماز نہیں پڑھی جاتی۔ منجملہ ان کے ایک حمام ہے۔

۳۔ اسی طرح بروایت نوفلی حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث بھی (مذکورہ بالا مقام پر) گزر چکی ہے کہ تمام زمین مسجد ہے سوائے حمام اور قبرستان کے۔ فراجع۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں (باب ا و ۱۵ میں) بعض ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس مقام پر نماز کے مکروہ ہونے پر دلالت کرتی ہیں نیز موصوف فرماتے ہیں کہ اس باب کی حدیثوں میں کوئی جوہری اختلاف نہیں ہے کیونکہ جو ممانعت پر دلالت کرتی ہیں ان سے مراد کراہت ہے اور جو جواز پر دلالت کرتی ہیں ان سے مراد اباحت ہے کما لا یخفی۔

باب ۳۵

مچان پر نماز پڑھنا جائز ہے جبکہ نمازی نماز کے تمام افعال کی بجا آوری پر قادر ہو۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ آدمی اس مچان پر نماز پڑھ سکتا ہے جو دو کھجوروں کے درمیان معلق ہو؟ فرمایا: اگر اس طرح ہموار ہو کہ بہ آرام سے اس پر نماز پڑھ سکے تو پھر جائز ہے۔(قرب الاسناد، التہذیب)

باب ۳۶

اختیاری حالت میں چارپائی پر نماز پڑھنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم بن ابومحمود سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا آدمی ساگوان کی چارپائی پر (باقاعدہ کھڑے ہو کر تمام افعال کے ساتھ) اس طرح نماز پڑھ سکتا ہے کہ سجدہ بھی اسی لکڑی پر کرے؟ فرمایا: ہاں! (الفقیہ، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن ابراہیم الحصینی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام) سے (تحریراً) سوال کیا کہ جب کوئی زمین پر نماز پڑھنے کی قدرت رکھتا ہو تو اس کے باوجود چارپائی پر نماز پڑھ سکتا ہے؟ انہوں نے جواب میں لکھا: ہاں اس پر نماز پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔(التہذیب)

باب ۳۷

آدمی کھجور کے درخت اور انگور کی بیل کی طرف منہ کر کے جبکہ ان پر پھل بھی لگا ہوا ہو نیز مٹی، پرندے، کپڑوں، لہسن، پیاز اور وہ چھوٹا برتن جس میں نضوح نامی مخصوص خوشبو ہو، کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ سکتا ہے نیز گھاس پر بھی نماز پڑھ سکتا ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا آدمی اس طرح نماز پڑھ سکتا ہے جبکہ اس کے سامنے انگور کی بیل ہو جس پر پھل لگا ہوا ہو؟ فرمایا: ہاں کوئی مضائقہ نہیں ہے! عرض کیا: اگر اس کے سامنے کھجور کا درخت ہو جس پر پھل لگا ہوا ہو تو؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے! پھر عرض کیا کہ اگر سامنے لہسن یا پیاز ہو تو؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے! عرض کیا: آیا نرم گھاس پر نماز پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا: جب

اپنی پیشانی کو زمین سے لگا سکے تو جائز ہے! عرض کیا: خشک گھاس یا نیل کے پودے پر نماز پڑھ سکتا ہے جبکہ سطح زمین پر نماز پڑھنا ممکن ہو؟ فرمایا: ہاں اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (الفقیہ، قرب الاسناد، بحار الانوار)

۲۔ عمار بن موسیٰ (ساباطیؒ) نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا: آیا کوئی شخص اس طرح نماز پڑھ سکتا ہے کہ اس کے روبرو چھوٹا سا برتن موجود ہو جس میں نضوح نامی خوشبو ہو؟ فرمایا: ہاں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفقیہ)

باب ۳۸

بابل کی زمین، کعبہ کے اندر، اور اس کی چھت پر، کشتی میں، سواری پر اور نجس مکان یا نجس کپڑے میں نماز پڑھنے کا حکم؟

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود جویریہ بن مسہر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ہم خوارج کی جنگ (جنگ نہروان) سے فارغ ہو کر حضرت امیر علیہ السلام کے ساتھ واپس آ رہے تھے اور جب بابل کی زمین سے گزر رہے تھے تو نماز عصر کا وقت داخل ہو گیا۔ آنجنابؑ سواری سے نیچے اترے اور لوگ بھی اتر پڑے۔ حضرت امیرؑ نے فرمایا: ایہا الناس! یہ وہ ملعون زمین ہے جس پر تین بار (بروایتے دو بار) عذاب نازل ہو چکا ہے اور اب تیسری بار متوقع ہے اور یہ ان بستیوں میں سے ایک ہے جنہیں اوندھا الٹا دیا گیا تھا اور یہ پہلی سرزمین ہے جہاں بت کی پرستش کی گئی لہٰذا کسی نبی یا اس کے وصی کے لئے یہاں نماز پڑھنا جائز نہیں ہے البتہ تم میں سے جو شخص نماز پڑھنا چاہتا ہے وہ پڑھ سکتا ہے۔ پھر جویریہ نے "ردشمس" کا واقعہ بیان کیا ہے کہ انہوں نے بھی وہاں نماز عصر نہیں پڑھی اور یہ کہ سورج کے دوبارہ لوٹانے کے بعد انہوں نے حضرت امیر علیہ السلام کے ہمراہ پڑھی۔ (الفقیہ، بصائر الدرجات)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن ابی عمیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا پالان پر نماز پڑھ سکتا ہوں جبکہ اسے جنابت (منی) لگی ہوئی ہو؟ فرمایا: ہاں کوئی حرج نہیں ہے[1]۔ (التہذیب والاستبصار)

مؤلف علامؒ فرماتے ہیں: اس باب کے سرنامہ میں دیئے گئے دوسرے عناوین پر دلالت کرنے والی حدیثیں اس سے پہلے مختلف ابواب میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (قیام کے باب ۱۴ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

---

[1] مقصد یہ ہے کہ نماز میں صرف جائے سجدہ کا پاک ہونا ضروری ہے باقی جگہ اگر ناپاک بھی ہو تو نماز ہو جاتی ہے بشرطیکہ وہ نجاست متجدی نہ ہو یعنی نمازی کی طرف سرایت نہ کرے۔ لہٰذا اگر وہ نجاست ہو اور نمازی کا لباس و بدن بھی خشک ہو تو پھر وہاں نماز پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۳۹

گندم وغیرہ کے کھلیان پر نماز پڑھنا کراہت کے ساتھ جائز ہے بشرطیکہ نماز کے تمام افعال کو ٹھیک طرح سے بجالائے اور اگر کھڑے ہونے والی جگہ سے سجدہ والی جگہ بلند ہو تو اس کا حکم؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عمر بن حنظلہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ کٹی ہوئی گندم کے ڈھیر کو گیلی مٹی سے لیپ دیا جاتا ہے آیا میں اس کے اوپر نماز پڑھ سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں۔(تہذیب واستبصار)

۲۔ محمد بن مضارب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: کٹی ہوئی گندم کا مٹی سے لپا ہوا ڈھیر ہے آیا میں اس کے اوپر نماز پڑھ سکتا ہوں؟ فرمایا: اس کے اوپر نماز نہ پڑھو۔ عرض کیا: وہ تو چھت کی مانند ہموار ہے؟ فرمایا: اس کے اوپر نماز نہ پڑھو۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ اس کی وجہ صرف کراہت ہے نہ حرمت۔ نیز فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس کے بعد (سجود کے باب ۱۰ و ۱۱ میں) ذکر کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۰

جب کوئی مجبوری نہ بھی ہو تو بچھونے، قت[1]، بھوسے، گندم وغیرہ پر کراہت کے ساتھ نماز پڑھنا جائز ہے بشرطیکہ پیشانی قرار پکڑے ورنہ جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کشتی پر سوار ہے آیا اس کے لئے جائز ہے کہ اپنے مال ومتاع اور قت، بھوسہ، گندم، جو وغیرہ پر چٹائی بچھائے اور اس پر نماز پڑھے؟ فرمایا: ہاں اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔(الفقیہ)

۲۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں اور وہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کرتے ہیں کہ ایک شخص نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے اور اپنے بچھونے پر پنکھا یا کوئی لکڑی رکھ دیتا ہے اور اس پر سجدہ کرتا ہے تو؟ فرمایا: اگر بیمار ہے تو پنکھا رکھ سکتا ہے مگر لکڑی ٹھیک نہیں ہے۔(قرب الاسناد)

۳۔ اسی سلسلہ سند سے یہی راوی انہی جنابؑ سے سوال کرتے ہیں کہ ایک شخص قت، بھوسہ، گندم اور جو وغیرہ پر پنکھا رکھ کر نماز پڑھتا

---

[1] قت ایک خاص قسم کا دانہ ہے جسے صحرائی لوگ کوٹنے کے بعد پکاتے ہیں اور کھاتے ہیں۔(المنجد)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

ہے اور اس (پنکھے) پر سجدہ کرتا ہے تو؟ فرمایا: بغیر اضطرار کے ایسا کرنا ٹھیک نہیں ہے۔ (ایضاً)

۴۔ جناب احمد بن محمد بن خالد البرقی خود ہشام بن سالم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ہمارا ایک ساتھی ہے اس کے مکان کی چھت پر گندم یا جو کے دانے پڑے ہیں جنہیں وہ پاؤں سے روندتا ہے اور پھر انہی کے اوپر نماز بھی پڑھتا ہے۔ امامؑ یہ سن کر ناراض ہوئے اور فرمایا: اگر وہ ہمارے اصحاب میں سے نہ ہوتا تو میں اس پر لعنت کرتا۔ (المحاسن)

۵۔ ابو حنیفہ از امام جعفر صادق علیہ السلام کی روایت میں اس کے ساتھ یہ تتمہ بھی مذکور ہے فرمایا: آیا یہ شخص اپنے لئے ایک جائے نماز نہیں بنا سکتا جس پر نماز پڑھے؟ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ (اس ناراضگی اور نہی کی چند تاویلیں ہو سکتی ہیں) (۱) انہی دانوں پر سجدہ کرے (جبکہ پیشانی قرار نہ پکڑے)۔ (۲) یہ محمول بر کراہت ہے۔ (۳) ممکن ہے کہ اس شخص نے نماز کا استخفاف کرتے ہوئے ایسا کیا ہو جس کی وجہ سے امامؑ نے ناراضگی ظاہر کی ہے۔

باب ۴۱

تلوار کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابو بصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تلواریں لے کر حرم کی طرف نہ جاؤ اور کوئی شخص اس طرح نماز نہ پڑھے جبکہ اس کے سامنے (قبلہ کی طرف) تلوار پڑی ہو۔ کیونکہ قبلہ جائے امن ہے۔ (اور تلوار حرب و ضرب کی نشانی ہے)۔ (العلل، الخصال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں (باب ۳۰ میں) لوہے کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کی کراہت ذکر ہو چکی ہے۔

باب ۴۲

نماز کو متعدد مقامات پر پڑھنا (کبھی یہاں اور کبھی وہاں) مستحب ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سلیمان بن خالد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب پیش نماز نماز پڑھا چکے تو پھر وہاں دو رکعت نماز بھی نہ پڑھے جب تک اس جگہ سے کچھ ادھر ادھر نہ ہو جائے۔ (التہذیب)

۲۔ عبداللہ بن علی الزرداد بیان کرتے ہیں کہ ابو کہمس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا کوئی شخص ایک ہی مقام پر تمام نوافل پڑھے یا ان کو الگ الگ مقامات پر پڑھے؟ فرمایا: کچھ یہاں پڑھے اور کچھ وہاں کیونکہ یہ مقامات بروز قیامت اس کے حق میں گواہی دیں گے۔ (التہذیب، الفروع، العلل)

۳۔ حضرت شیخ کلینیؒ علیہ الرحمہ باسنادخود علی بن رئاب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمار ہے تھے کہ جب مؤمن کا انتقال ہو جاتا ہے تو (اس کی موت پر) فرشتے روتے ہیں (جو اس کے اعمال لکھتے تھے) اور زمین کے وہ حصے روتے ہیں جن پر وہ خدا کی عبادت کیا کرتا تھا اور آسمان کے وہ دروازے روتے ہیں جن سے اس کے اعمال (صالحہ) بلند ہوتے تھے۔ (الفروع، قرب الاسناد، العلل)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادخود ابو محمد الوابشی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی بندہ مؤمن غربت (مسافرت) کے عالم میں مرجائے اور اس پر کوئی رونے والا نہ ہو تو اس پر زمین کے وہ حصے روتے ہیں جن پر وہ خدا کی عبادت کیا کرتا تھا اور اس پر آسمان کے وہ دروازے روتے ہیں جن سے اس کے اعمال بلند ہوتے تھے۔ (الفقیہ)

۵۔ مرازم بن حکیم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ ایک ہی مسجد کے مختلف حصوں میں نماز پڑھا کرو کہ یہی حصے بروز قیامت نمازگزار کے حق میں گواہی دیں گے۔ (امالی شیخ صدوقؒ)

۶۔ قبل ازیں (باب ۳۰ از اعداد الفرائض) امام محمد باقر علیہ السلام کی حدیث گزر چکی ہے کہ جناب امام زین العابدین علیہ السلام اپنے جد حضرت امیرالمؤمنین علیہ السلام کی طرح شب و روز میں ایک ہزار رکعت نماز نوافل ادا کرتے تھے یعنی آپ کے اپنے پانچ سو کھجور کے درخت تھے اور آپ ہر درخت کے پاس روزانہ دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔

۷۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادخود ابوذرؓ سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ان کے نام اپنی وصیت میں فرمایا: اے ابوذرؓ! جو شخص زمین کے کسی حصہ پر اپنی پیشانی رکھتا ہے کل فردائے قیامت وہ حصہ اس کے حق میں گواہی دے گا (فرمایا) جس منزل پر بھی جب کوئی قوم قیام کرتی ہے تو صبح کے وقت وہ منزل یا تو اس قوم کے لئے رحمت طلب کرتی ہے (اگر اس نے وہاں خدا کی عبادت کی ہے) یا اس پر لعنت کرتی ہے (اگر اس نے وہاں خدا کی عبادت نہیں کی ہے)۔ اے ابوذرؓ! ہر صبح و شام زمین کے مختلف حصے ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں اے پڑوسن! آج تجھ پر کوئی خدا کا ذکر کرنے والا بندہ گزرا ہے، یا آج کسی بندہ نے خدا کو سجدہ کرتے ہوئے تجھ پر پیشانی رکھی ہے؟ تو کچھ حصے کہتے ہیں: نہیں اور کچھ کہتے ہیں: ہاں! جو حصے ہاں کہتے ہیں وہ مسرت و شادمانی سے جھوم اٹھتے ہیں کہ اسے دوسرے حصہ پر فضیلت حاصل ہے کہ (مجھ پر خدا کی عبادت کی گئی ہے)۔ (امالی شیخ طوسی علیہ الرحمہ)

باب ۴۳

حجام (پچھنے لگانے والے) کے مکان میں نماز پڑھنا جائز ہے اگر چہ کوئی مجبوری نہ ہو اسی طرح اس چٹائی یا جاے نماز پر بھی نماز پڑھنا جائز ہے جس پر اس نے بیوی سے مباشرت کی اور اگر نمازی کے آمنے سامنے کوئی عورت بیٹھی ہو تو نماز مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود علی بن جعفر سے اور وہ اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے آپؑ سے سوال کیا کہ آیا بغیر ضرورت کے حجام کے مکان میں نماز پڑھنا جائز ہے؟ فرمایا: ہاں اگر مکان صاف ستھرا ہو تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (قرب الاسناد)

۲۔ اسی سلسلہ سند سے علی بن جعفر انہی امام علیہ السلام سے سوال کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کسی چٹائی یا مصلیٰ پر (اپنی بیوی سے) مباشرت کرے تو اس پر نماز پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں اگر ان پر کوئی نجاست نہ لگی ہو تو کوئی حرج نہیں۔ ہے اور اگر نجاست لگی ہے تو پہلے اسے دھوئے پھر اس پر نماز پڑھو۔ (ایضاً)

۳۔ اسی سلسلہ سند سے انہی جناب سے مروی ہے آپ سے سوال کیا گیا کہ اگر کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو اور کوئی عورت اس کے آگے قبلہ کی طرف اس کی طرف منہ کر کے کھڑی ہو جائے یا بیٹھ جائے تو یہ درست ہے؟ فرمایا: اسے چاہیئے کہ وہ (اشارہ سے) اس عورت کو ایسا کرنے سے منع کرے اور اگر وہ اس سے باز نہ آئے تو اس سے اس کی نماز باطل نہیں ہوتی۔ (ایضاً)

۴۔ جناب احمد بن محمد بن خالد البرقی باسناد خود یونس بن عبدالرحمٰن سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص نماز کی حالت میں یہ کسی عورت کے پیچھے کھڑا ہو کر اس میں غور و فکر کرے اس کی نماز (کامل) نہیں ہے (مکروہ ہے)۔ (المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۴ و ۱۱ و ۱۲ میں) بعض ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو فی الجملہ اس موضوع پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۴۴

نماز گزار کو کسی مجبوری کے تحت چند قدم آگے بڑھنا پڑے اور پھر انہی قدموں پر پیچھے ہٹنا پڑے تو جائز ہے البتہ پیچھے ہٹنا مکروہ ہے اور چلتے وقت قرأت سے باز رہنا واجب ہے مگر سخت مجبوری کی حالت میں جائز ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ

کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ پیش نماز کے پیچھے صف کے اندر کھڑے ہونے کی کیا حد ہے؟ فرمایا: جس قدر ممکن ہو قیام کرو اور اگر بیٹھتے وقت جگہ تنگ ہو تو تھوڑا سا آگے یا پیچھے ہو جانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب، مسائل، بحارالانوار)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (امامینؑ میں سے ایک امامؑ) کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نماز پڑھتے ہوئے (ضرورۃً) پیچھے ہٹتا ہے تو؟ فرمایا: نہ۔ عرض کیا: اگر آگے بڑھے تو؟ فرمایا: ہاں جس قدر چاہے! (الفروع، التہذیب)

۳۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص ایک جگہ نماز پڑھ رہا ہے مگر کسی ضرورت کے تحت ذرا آگے بڑھنا چاہتا ہے تو؟ فرمایا: ہاں مگر جب آگے بڑھے تو اس وقت قرأت نہ کرے۔ ہاں البتہ جب اس جگہ پہنچ جائے تو پھر قرأت کرے۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں کہ ایک بار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے کہ مسجد میں ناک سے نکلنے والا مادہ دیکھا۔ وہیں کھجور کی ایک شاخ پڑی تھی وہ اٹھائی اور آگے بڑھ کر اسے کھرچ دیا اور پھر انہی قدموں پر واپس لوٹ کر وہیں سے نماز شروع کی جہاں سے چھوڑ کر آگے بڑھے تھے۔ (الفقیہ)

(نوٹ) یہ واقعہ نقل کر کے امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس سے نماز کے متعلق کئی دروازے کھلتے ہیں۔ (ایضاً)

۵۔ جناب ابن ادریس حلیؒ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے مگر ایک، دو یا تین قدم آگے بڑھتا ہے تو؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں۔ (السرائر)

۶۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے آیا اس کے لئے روا ہے کہ بغیر کسی بیماری اور علت کے آگے قدم بڑھائے اور پھر پیچھے ہٹائے؟ فرمایا: ہاں اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد قواطع نماز (باب ۱۹) اور نماز باجماعت (باب ۴۶) میں اس قسم کی بعض اور حدیثیں ذکر کی جائیں گی اور وہیں یہ بھی بیان کیا جائے گا کہ ضرورت کے وقت چلتے ہوئے (آگے پیچھے بڑھتے اور ہٹتے ہوئے) بھی قرأت کی جا سکتی ہے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

﴿ مساجد کے احکام ﴾

(اس سلسلہ میں کل ستر (۷۰) ابواب ہیں)

باب ۱

مسجد میں نماز پڑھنا اور ان میں جانا مستحب مؤکد ہے اگرچہ اہل خلاف کی مسجدیں ہوں۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا پیش خدمت ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن ابی عمیر سے اور وہ بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں ان (اہل خلاف) کی مسجدوں میں نماز پڑھنے کو ناپسند کرتا ہوں! فرمایا: اسے ناپسند نہ کرو (بلکہ) ان میں نماز فریضہ اور نافلہ ادا کرو اور فوت شدہ نمازوں کی قضا کرو۔(التہذیب)

۲۔ شیخ حسن ابن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوالعباس فضل بن عبدالملک سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اے فضل! مسجد میں نہیں آتا ہر قبیلہ سے مگر اس کا قاصد! اور نہیں آتا ہر گھر سے مگر اس کا نجیب۔ اے فضل! جب بھی مسجد میں آنے والا واپس لوٹتا ہے تو کم از کم تین چیزوں میں سے ایک کے ساتھ لوٹتا ہے (۱) یا تو ایسی دعا جس کی برکت سے خدا اسے جنت میں داخل کرے گا۔ (۲) یا ایسی دعا جس کی برکت سے خدا اس سے دنیا کی بلا و مصیبت کو دور کرے گا۔ (۳) یا للہ فی اللہ محبت کرنے والا کوئی برادر ایمانی بنا کر۔(آمالی فرزند شیخ طوسیؒ)

باب ۲

مسجد کے پڑوسیوں کا مسجد سے غیر حاضر ہونا اور ان کا بغیر کسی عذر شرعی جیسے بارش وغیرہ کے نماز فریضہ کا اس سے باہر ادا کرنا مکروہ ہے اور جو لوگ بلا عذر مسجد میں نہ آئیں ان کے ساتھ کھانا پینا، مشورہ کرنا، نکاح کرنا اور ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا ترک کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی نو کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مسجد کے پڑوسی کی نماز سوائے مسجد کے نہیں ہوتی۔(التہذیب)

حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اس کی نماز کامل نہیں ہوتی۔ یہ مطلب نہیں کہ سرے

سے جائز ہی نہیں ہے۔

۲۔ عبداللہ بن سنان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں کچھ (مسلمان) لوگ تھے جنھوں نے مسجد میں نماز پڑھنے کے سلسلہ میں سستی کی، آنحضرتؐ نے (ان کو دھمکی دیتے ہوئے) فرمایا: قریب ہے کہ ایک گروہ مسجد میں نماز پڑھنا ترک کردے اور ہم حکم دیں اور ان کے دروازوں پر لکڑیاں جمع کر کے ان کو آگ لگا دی جائے اور اس طرح ان کے مکان جلا دیے جائیں[1]۔ (ایضاً)

۳۔ طلحہ بن زید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص مسجد کے پڑوس میں رہتا ہو اور فارغ بھی ہو اور تندرست بھی ہو اور اس کے باوجود وہ مسجد میں نماز فریضہ (باجماعت) نہ پڑھے تو اس کی نماز (کامل) نہیں ہے۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب جوتے تر ہو جائیں (بارش ہو جائے) تو پھر نماز اقامت گاہ میں پڑھی جاتی ہے۔ (الفقیہ)

۵۔ جناب احمد بن محمد بن خالد البرقی باسناد خود ابن القداح سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد کے پڑوسیوں سے یہ شرط مقرر کی تھی کہ وہ نماز (فریضہ) کی ادائیگی کے لیے مسجد میں حاضر ہوا کریں گے۔ (اور ایک بار دھمکی دیتے ہوئے فرمایا) کہ کچھ لوگ اپنی اس حرکت (غیر حاضری) سے باز آجائیں ورنہ میں مؤذن کو حکم دوں گا اور وہ اذان و اقامت کہے گا (اور جو پھر بھی نہ آیا تو) میں اپنے اہل بیت میں سے ایک شخص یعنی حضرت علی ابن ابی طالبؑ کو حکم دوں گا کہ لکڑیاں اکٹھی کر کے ان لوگوں کے گھروں کو نذر آتش کر دو۔ (المحاسن، عقاب الاعمال، امالی)

۶۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زریق سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ ایک بار کوفہ میں حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کی خدمت میں کچھ لوگوں کی شکایت کی گئی کہ وہ مسجد کے پڑوس میں رہتے ہیں مگر مسجد میں نماز باجماعت میں شامل نہیں ہوتے تو آنجنابؑ نے ان لوگوں کو (دوٹوک لفظوں میں) تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ لوگ یا تو ہمارے ساتھ مسجد میں نماز ادا کریں یا پھر ہمارے پڑوس سے چلے جائیں تاکہ نہ وہ ہمارے پڑوسی ہوں اور نہ ہم ان کے۔ (امالی شیخ طوسیؒ)

۷۔ زریق حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ مسجدوں نے خداوند عالم کی بارگاہ میں ان لوگوں کی شکایت

---

[1] بظاہر اس قسم کی حدیثوں کا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کے سربراہ کے ہمراہ مسجد میں نماز باجماعت کے ساتھ شریک ہونا چاہیے تاکہ اسلام اور مسلمانوں کی جمعیت اور ان کی شان و شوکت کا اظہار ہو اور اجتماعی فوائد سے استفادہ کیا جائے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

کی جوان کے پڑوس میں رہتے ہوئے بھی ان میں نماز نہیں پڑھتے۔ خدا نے ان کو وحی فرمائی کہ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم کہ میں ایسے لوگوں کی نہ کوئی نماز قبول کروں گا (جو گھروں میں پڑھیں گے) اور نہ ہی لوگوں میں ان کی عدالت ظاہر کروں گا اور نہ میری رحمت ان کے شامل حال ہوگی اور نہ ہی وہ لوگ جنت میں میرے جوار رحمت میں رہیں گے۔ (ایضاً)

۸۔ نیز زریق حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت امیر علیہ السلام کو یہ اطلاع ملی کہ کچھ لوگ مسجد میں نماز باجماعت میں حاضر نہیں ہوتے تو آنجنابؑ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: کچھ لوگ ہماری مسجد میں ہمارے ساتھ نماز باجماعت میں حاضر نہیں ہوتے تو ان کو چاہیئے کہ وہ نہ ہمارے ساتھ کھائیں اور نہ پئیں، نہ ہم سے مشورہ کریں اور نہ نکاح و ازدواج اور نہ ہی ہمارے مال غنیمت میں سے حصہ لیں۔ یا پھر (اپنی حرکت سے باز آئیں اور) ہمارے ساتھ نماز باجماعت میں شامل ہوں۔ ورنہ قریب ہے کہ میں حکم دوں گا اور ان کے گھروں کو آگ لگا دی جائے گی یا وہ باز آجائیں۔ (راوی کا بیان ہے کہ حضرت امیرؑ کے اس اعلان کے بعد) عام لوگوں نے ایسے لوگوں سے کھانا پینا اور باہمی عقد و ازدواج کرنا ترک کر دیا یہاں تک کہ وہ لوگ (مجبور ہو کر) مسلمانوں کے ساتھ جماعت میں شامل ہونے لگے۔ (ایضاً)

۹۔ نیز زریق بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص (مسجد کی بجائے) گھر میں نماز باجماعت پڑھائے، نہ اس کی نماز ہے اور نہ اس کے ہمراہ پڑھنے والوں کی مگر یہ کہ ان کے پاس کوئی عذر شرعی موجود ہو جو ان کو مسجد میں حاضر ہونے سے مانع ہو۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض روایات اس سے پہلے (باب ۱ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۳ میں) بیان کی جائیں گی[۱]۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

---

[۱] اس قسم کی سخت حدیثوں پر بعض کم علم و کم عقل لوگوں کی طرف سے عموماً یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ جب "لا اکراہ فی الدین" ایک اسلامی و قرآنی مسلمہ حقیقت ہے تو پھر تارک صوم و صلوٰۃ پر نیز تارک جماعت پر، زکوٰۃ و خمس کے ادا نہ کرنے والے پر اس قدر سختی کرنے کا کیا جواز ہے؟ نیز یہی اعتراض اسلامی حدود و تعزیرات کے اجراء پر بھی کیا جاتا ہے اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ ان لوگوں پر یہ مثل صادق آتی ہے کہ

رقل للذی یدعی فی العلم فسلفۃ حفظت شیئاً و غابت عنک اشیاء

یہ بالکل ٹھیک ہے کہ "لا اکراہ فی الدین" مگر اس کا مطلب کیا ہے؟ صرف یہ کہ کسی شخص کو زبردستی مسلمان نہیں بنایا جا سکتا اور اسے اپنا کیش و مذہب چھوڑنے پر مجبور و مقہور نہیں کیا جا سکتا اور بس۔ لیکن اگر کوئی شخص ایک بار اپنے عزم و ارادہ اور اختیار سے دین اسلام قبول کرے تو پھر اگر وہ اپنی رضا اور رغبت سے اسلامی قوانین و آئین پر عمل درآمد کرے تو ٹھیک ورنہ اس پر سختی کر کے اس سے اسلامی اقدار پر عمل کرایا جائے گا۔ جیسے کسی شخص کو زبردستی کسی ملک کی شہریت ترک کرنے اور دوسرے مسلک کی شہریت اختیار کرنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا لیکن اگر وہ اپنے عزم و اختیار سے ایسا کرے تو پھر اس ملک کے آئین پر اسے بہرحال عمل درآمد کرنا پڑے گا اور اگر برضا و رغبت ایسا نہیں کرے گا تو پھر بزور شمشیر اس سے اس کے قواعد و ضوابط پر عمل کرایا جائے گا۔ و ھذا اوضح من ان یخفی۔

(احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۳

مسجد میں آمد و رفت رکھنا اور باطہارت ہو کر اس میں جانا، اسے لازم پکڑنا اور اس میں بیٹھنا بالخصوص نماز (اور جماعت) کی انتظار میں مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود اصبغ بن نباتہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص مسجد میں آمد و رفت جاری رکھے گا وہ آٹھ چیزوں میں سے کسی نہ کسی چیز کے حاصل کرنے میں ضرور کامیاب ہو جائے گا۔ (۱) یا برادر ایمانی۔ (۲) علم جدید۔ (۳) آیت محکمہ۔ (۴) کوئی ایسا کلمہ جو ہدایت پر راہنمائی کرے۔ (۵) رحمت پروردگار کا انتظار۔ (۶) کوئی ایسی بات جو اسے ہلاکت سے بچائے گا۔ (۷) یا گناہ ترک کرے گا خوف وخشیۂ الٰہی سے۔ (۸) یا شرم وحیا کی وجہ سے۔ (التہذیب، الفقیہ، ثواب الاعمال، الخصال، الامالی، المحاسن، قرب الاسناد)

۲۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کی گفتگو قرآن ہو اور گھر مسجد ہو (قرآن کی بکثرت تلاوت کرے اور مسجد میں زیادہ آئے جائے اور وہاں زیادہ ٹھہرے) خدا اس کے لئے جنت میں گھر تعمیر کرے گا۔

(التہذیب، ثواب الاعمال، الامالی، النہایۃ للشیخ الطوسی)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ بعض اوقات خداوند عالم (بنی آدمؑ کے گناہ وعصیان کی وجہ سے) چاہتا ہے کہ ان پر اس طرح عمومی عذاب نازل کرے کہ کسی کو بھی (زندہ) نہ چھوڑے مگر وہ جب سفید ریش لوگوں کو مساجد اور نمازوں کی طرف جاتے ہوئے اور بچوں کو قرآن پڑھتے ہوئے دیکھتا ہے تو ان پر رحم وکرم کر دیتا ہے اور عذاب کو ٹال دیتا ہے۔ (الفقیہ، ثواب الاعمال)

۴۔ ابوسعید خدری حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سات شخص ایسے ہیں کہ خدا ان کو ضرور اس دن اپنے سایہ رحمت میں جگہ دے گا جس دن اس کے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔ (۱) امام عادل۔ (۲) وہ نوجوان جو خدا کی عبادت میں پروان چڑھے۔ (۳) وہ جو مسجد سے نکلے تو دوبارہ واپس آنے تک اس کا دل برابر مسجد سے اٹکا رہے۔ (۴) وہ دو آدمی جو خدا کی اطاعت پر مجتمع تھے اور پھر جدا ہوئے۔ (۵) وہ آدمی جو تنہا ہو اور خدا کو یاد کر کے آنسو بہائے۔ (۶) وہ آدمی جسے کوئی باکمال وباجمال عورت گناہ کی دعوت دے مگر وہ یہ کہہ کر ٹھکرا دے کہ میں خدا سے ڈرتا ہوں۔ (۷) جو اس طرح چھپ چھپا کر صدقہ دے کہ دائیں ہاتھ سے دے تو بائیں کو خبر نہ ہو۔ (الخصال)

۵۔ کتاب المقنع (للصدوق) میں فرمایا: مروی ہے کہ توراۃ میں لکھا ہے کہ (خدا فرماتا ہے) زمین پر میرے گھر مسجدیں ہیں

مبارک باد کے قابل ہے وہ شخص جو اپنے گھر میں طہارت کرے اور پھر میرے گھر میں آ کر میری زیارت کرے اور جس کی زیارت کی جائے اس کا فرض ہوتا ہے کہ زائر کا اکرام و احترام کرے۔ (المقنع)

۶۔ جناب شیخ دیلمی حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مسجد میں بیٹھنا میرے نزدیک جنت میں بیٹھنے سے افضل ہے۔ (ارشاد القلوب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ میں اور ج ۱ باب ۱۰، ۴۵ از وضو باب ۱۲ از مواقیت میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۹، ۶۸ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ۔

باب ۴

مساجد کی طرف چل کر جانا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن الحکم اور وہ ایک آدمی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص مساجد کی طرف پیدل چل کر جائے وہ کسی خشک یا تر چیز پر قدم نہیں رکھتا مگر یہ کہ وہ جگہ ساتویں زمین تک اس کے لئے خدا کی تسبیح و تقدیس کرتی ہے۔ (التہذیب، الفقیہ، ثواب الاعمال)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتا ہے فرمایا: خاموشی اور خدا کے گھر (مسجد کی طرف) پیدل چل کر جانے سے بہتر خدا کی عبادت نہیں کی گئی۔ (ثواب الاعمال)

۳۔ اسی سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے فرمایا: جو شخص مساجد میں سے کسی مسجد کی طرف پیدل چل کر جائے تو خداوند عالم اسے ہر ہر قدم پر جو وہ مسجد کی طرف جاتے اور پھر اپنے گھر واپس آتے ہوئے اٹھائے گا دس دس نیکیاں عطا فرمائے گا، دس دس گناہ معاف کرے گا اور دس دس درجے بلند فرمائے گا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳ میں اور ج اوضو کے باب ۱۰ میں اور مواقیت کے باب ۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (ج ۵ باب ۳۲ المشی الی الحج میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵

اس مسجد میں نماز پڑھنا مستحب ہے جس میں کوئی نہ پڑھتا ہو اور اسے غیر آباد رکھنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن فضال سے اور بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں

فرمایا: تین چیزیں (بروز قیامت) خدا کی بارگاہ میں شکایت کریں گی (۱) وہ غیر آباد مسجد جس میں اس علاقہ کے لوگ نماز نہ پڑھیں۔(۲) وہ عالم جو جاہلوں میں گھرا ہوا ہو (جس سے لوگ سوال نہ کریں)۔(۳) وہ قرآن جو غبار سے اٹا ہوا ہو جس کی لوگ تلاوت نہ کریں۔(اصول کافی، الخصال)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود جابر بن عبداللہ انصاری سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تین چیزیں خدا کی بارگاہ میں حاضر ہو کر شکایت کریں گی (۱) قرآن، (۲) مسجد اور (۳) میری عترت۔ چنانچہ قرآن کہے گا: اے پروردگار! لوگوں نے مجھے پھاڑا، مجھے جلایا، مسجد کہے گی: اے پروردگار! لوگوں نے مجھے غیر آباد رکھا اور مجھے ضائع و برباد کیا اور میری عترت کہے گی: اے پروردگار! لوگوں نے ہمیں وطن سے بے وطن کیا، ہمیں ایک دوسرے سے جدا کیا اور ہمیں قتل کیا۔ (فرمایا) اس وقت میں ان لوگوں کے خلاف جھگڑنے کے لئے دوزانو ہو کر بیٹھ جاؤں گا۔ آواز قدرت آئے گی آپ کی نسبت میں اس کا زیادہ حقدار ہوں (کہ ان کی شکایت سنوں اور ان لوگوں کے خلاف فیصلہ کروں)۔(الخصال)

باب ۶

مسجد کا حرم اور پڑوس کس قدر ہے؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن عقبہ سے اور وہ اپنے باپ عقبہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مسجد کا حرم چالیس ہاتھ ہے اور اس کا پڑوس چاروں اطراف سے چالیس چالیس گھروں تک ہے۔(الخصال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (۵ باب ۸۶ و ۹۰ باب العشرہ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۷

مساجد کی طرف جلدی بلکہ دوڑ کر جانا اور سکینہ و وقار کے ساتھ ان میں داخل ہونا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب نماز پڑھنے کی طرف متوجہ ہو انشاء اللہ تعالیٰ تو دوڑ کر جاؤ مگر تم پر سکینہ و وقار ہونا چاہیئے پس جو (پیش نماز کے ساتھ جا کر) پڑھ سکو وہ پڑھو اور اس کی جو مقدار تم سے پہلے پڑھی جائے اس کو خود مکمل کرو۔ چنانچہ خدا فرماتا ہے: اے ایمان والو! جب تمہیں جمعہ والے دن نماز کے لئے بلایا جائے تو دوڑ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف آؤ۔ خدا کے اس فرمان "فَاسعوا" کے معنی سمٹنے اور دوڑنے کے ہیں۔(علل الشرائع)

باب ۸

مسجدوں کا بنانا مستحب ہے اگرچہ چھوٹی سی ہوں اور اس کی کم ترین مقدار یہ ہے کہ نماز کے لئے جگہ ہموار کر کے چند پتھر رکھ دیئے جائیں اگرچہ جنگل میں ہوں اور مستحب یہ ہے کہ اس کی عمارت بنائی جائے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوعبیدہ حذّاء سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص مسجد بنائے گا خدا اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔ ابوعبیدہ بیان کرتے ہیں کہ مکہ مکرمہ کے راستہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام میرے پاس سے گزرے جبکہ میں نے چند پتھر اوپر تلے جوڑ کر چھوٹی سی مسجد (کا نمونہ) بنا رکھا تھا۔ ان کو دیکھ کر میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہو جاؤں! مجھے امید ہے کہ یہ (چھوٹی سی مسجد) اسی (مسجد میں سے) ہوگی (جس کے بنانے پر جنت میں گھر ملتا ہے)؟ فرمایا: ہاں!

(الفروع، التہذیب، المحاسن)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کبھی خدا اہل زمین پر (ان کے گناہوں کی وجہ سے) عذاب نازل کرنا چاہتا ہے تو فرماتا ہے کہ اگر وہ لوگ نہ ہوتے جو میری خاطر ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں، میری مسجدیں تعمیر کرتے ہیں اور صبح سحری کے وقت توبہ و استغفار کرتے ہیں تو میں ان لوگوں پر اپنا عذاب نازل کر دیتا۔ (ثواب الاعمال)

۳۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص دنیا میں مسجد بنائے خدا جنت میں سے اس کی ایک ایک بالشت اور بروایتے ایک ایک ہاتھ کے عوض اسے چالیس ہزار سال کی مسافت تک ایک ایسا (طویل و عریض) شہر عطا فرمائے گا جو سونے، چاندی، درویاقوت، زمرد و زبرجد اور موتیوں سے تیار شدہ ہوگا۔ (عقاب الاعمال)

۴۔ جناب احمد بن محمد بن خالد البرقیؒ باسناد خود ہاشم الحلال سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک بار میں اور ابوالصباح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ابوالصباح نے ان کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ ان مسجدوں کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جنہیں حاجیوں نے مکہ کے راستہ میں تعمیر کر رکھا ہے؟ فرمایا: واہ واہ وہ تو سب مسجدوں سے افضل ہیں (پھر فرمایا) جو شخص مسجد بنائے اگرچہ قطاۃ کی گھونسلا پرندے کے اس گڑھے کے برابر ہو جو وہ انڈا دینے کے لئے کھودتا ہے تو خدا اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔ (المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴۵ از لباس مصلی میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۹ و ۱۵ و ۶۹ میں) ذکر کی جائیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۹

مسجد کا اصلاح اور توسیع کے ارادے سے گرانا جائز ہے اور مستحب ہے کہ مسجد (چھت کے بغیر ہو) اور اس کا بہت بلند کرنا اور کھجور کی شاخوں کے بغیر اس پر چھت ڈالنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے "سمیط" (ایک ایک اینٹ) سے ایک (چھوٹی سی) مسجد بنائی پھر جب مسلمان زیادہ ہو گئے تو انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! اگر آپؐ حکم دیتے تو مسجد کو وسعت دے دی جاتی! آپؐ نے فرمایا: ہاں! چنانچہ آپؐ نے حکم دیا اور اس میں توسیع کی گئی اور اب "سعیدہ" (ڈیڑھ اینٹ) سے بنائی گئی۔ پھر جب مسلمان اور زیادہ ہو گئے تو انہوں نے پھر عرض کیا اگر آپ حکم دیں تو اس میں مزید توسیع کی جائے؟ چنانچہ آپؐ کے حکم سے اس کی مزید توسیع کی گئی اور اس کی دیواریں مختلف قسم کی دو دو اینٹوں سے بنائی گئیں۔ پھر جب مسلمانوں کو گرمی محسوس ہوئی تو عرض کیا: یا رسول اللہؐ! اگر آپؐ حکم دیتے تو اس پر چھت ڈال دی جاتی؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں ٹھیک ہے! چنانچہ اس پر کھجور کی کچھ شاخیں ڈال دی گئیں۔ پھر اس پر کچھ اور لکڑیاں کچھ کھجور کے پتے اور ڈالیاں اور کچھ اذخر نامی گھاس بھی ڈال دیا گیا۔ اب وہ اسی مسجد پر وقت گزارتے رہے یہاں تک کہ جب بارشیں ہونے لگیں تو مسجد ٹپکنے لگی تو لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! اگر آپ حکم دیتے تو اسے گیلی مٹی سے لیپ دیا جاتا؟ فرمایا: نہ۔ یہ موسیٰؑ کی چھت کی مانند ایک چھت ہے! چنانچہ آپ کی وفات حسرت آیات تک وہ مسجد اسی طرح تھی (اس کی چھت پختہ نہ تھی) اور قبل اس سے کہ اس پر گھاس پھونس ڈالتے اس کی دیواریں ایک عام آدمی کے قد کے برابر تھیں اور جب ان کا سایہ ایک ہاتھ ہو جاتا اور وہ بکری کے بیٹھنے کے برابر ہوتا ہے تو آپ نماز ظہر پڑھتے اور جب اس سے دو گنا (دو ہاتھ) ہو جاتا تو پھر نماز عصر پڑھتے تھے۔
(الفروع، التہذیب، معانی الاخبار)

۲۔ حلبی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ آیا پختہ چھت والی مسجدوں میں نماز پڑھنا مکروہ ہے؟ فرمایا: ہاں! لیکن آج کے دور میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ہاں اگر اسلامی عدل قائم[1] ہوتا تو تم دیکھتے کہ اس سلسلہ میں کیا کیا جاتا ہے؟ (الفروع، التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا: آیا ان چھت والی مسجدوں میں قیام کرنا مکروہ ہے؟ فرمایا: ہاں، مگر آج کے دور میں تمہارے لئے ان میں نماز پڑھنے میں

[1] یعنی قائم آل محمد علیہ السلام کی حکومت قائم ہوتی۔ (الوافی)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

کوئی مضائقہ نہیں ہے۔(الفقیہ)

۴۔ امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہمارے قائم آل محمد علیہ السلام اپنے ظہور کے بعد جو پہلا کام کریں گے وہ یہ ہوگا کہ مسجدوں کی (پختہ) چھتیں گرائیں تا کہ وہ حضرت موسیٰ کی چھت کی طرح بن جائیں (جس پر لکڑیوں کا چھپر تھا)۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۱۰ و ۱۵ و ۳۱ میں) مستحی نماز، نماز عید وغیرہ کے بیان میں ذکر کیا جائے گا کہ نماز گزار اور آسمان کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں ہونی چاہیئے اور یہ کہ یہ بات منجملہ قبولیت نماز اور اجابت دعا میں سے ایک ہے۔

باب ۱۰

اپنی مملوکہ مسجد (یعنی جائے نماز میں) جو حقیقی مسجد نہیں ہے تصرف کرنا، اسے تبدیل کرنا حتیٰ کہ اس جگہ کو طہارت خانہ بنانا بھی جائز ہے ہاں وقف شدہ (حقیقی مسجد) میں ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبیداللہ بن علی الحلبی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے گھر والی مسجد (جائے نماز) کے متعلق سوال کیا: اگر گھر والے اس میں توسیع کرنا چاہیں یا اس جگہ کے بجائے اسے کسی اور جگہ تبدیل کرنا چاہیں تو؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔(الفقیہ، کذا فی، الفروع فی موضعین)

۲۔ جناب ابن ادریس حلی علیہ الرحمہ احمد بن محمد بن ابونصر بزنطی کی کتاب سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کے گھر کسی کونے کھدرے میں مسجد (جائے نماز) ہے آیا اس کے لئے جائز ہے کہ (اسے تبدیل کرکے) اس جگہ پاخانہ بنا دے؟ فرمایا: ہاں اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔(سرائر ابن ادریس حلیؒ)

۳۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود مسعدہ بن صدقہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ جبکہ ان سے سوال کیا گیا تھا کہ کسی گھر میں مسجد (جائے نماز) تھی اب گھر والے چاہتے ہیں کہ اسے مزید وسعت دیں یا اس کی بنیادیں اکھیڑ کر وہاں کوئی اور مکان بنائیں تو؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں[1] ہے۔

(قرب الاسناد)

---

[1] اس کی وجہ عنوان بیان سے ہی ظاہر ہے کہ "مملوکہ مسجد" یعنی اس جگہ کو مالک نے ہنوز مسجد کے لئے وقف نہیں کیا بلکہ تا حال اس کی ملکیت ہے۔ یہ بات کسی وضاحت کی محتاج نہیں ہے کہ جب تک مالک کسی جگہ کو بعنوان مسجد وقف کرکے اپنی ملکیت سے خارج نہ کردے اس وقت تک وہ جگہ حقیقی مسجد بنتی ہی نہیں ہے لان الوقف لا یملک الا اللہ۔ اس لئے چونکہ اس کی حیثیت صرف جائے نماز کی ہے اس لئے مالک کی مرضی کے مطابق اس میں ہر قسم کا تغیر و تبدل جائز ہے مگر جب کوئی جگہ باقاعدہ مسجد بن جائے تو پھر آفتاب قیامت کے طلوع ہونے تک اس میں کسی قسم کا ایسا تغیر و تبدل کرنا جو اس کی مسجدیت کے خلاف ہو ہرگز جائز نہیں ہے۔(احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۱۱

پائخانہ کی جگہ کو پاک وصاف کرنے کے بعد (اگرچہ اس کی نجاست پر مٹی ہی ڈال دی جائے) وہاں مسجد بنانا جائز ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کرکے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادخود عبیداللہ بن علی الحلبی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک حدیث کے ضمن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ آیا وہ جگہ جو کچھ عرصہ تک پائخانہ رہی ہو اسے پاک صاف کرکے مسجد بنایا جاسکتا ہے؟ فرمایا: ہاں جب کہ اس جگہ پر اس قدر پاک مٹی ڈالی جائے جو اسے چھپادے کیونکہ ایسا کرنا اس جگہ کو پاک وصاف کردیتا ہے۔ (الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود ابوالجارود سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک حدیث کے ضمن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ جو جگہ نجس ہو آیا اسے پاک کرکے مسجد بنایا جاسکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ اس پر اس قدر مٹی ڈالی جائے کہ جگہ چھپ جائے تو وہ پاک اور بہت پاک ہے۔ (الفروع)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادخود مسعدہ بن صدقہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ان سے سوال کیا گیا کہ وہ جگہ جو بیت الخلاء تھی اس جگہ مسجد تعمیر ہوسکتی ہے؟ فرمایا: ہاں جب اس جگہ پر اس قدر مٹی ڈالی جائے جو اسے چھپادے اور بدبو کو دور کردے تو پھر کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ اس طرح مٹی ڈالنا اس جگہ کو پاک کردیتا ہے اور اس کے ساتھ سنت قائم ہے۔ (التہذیب والاستبصار، قرب الاسناد)

قبل ازیں (باب ۱ از مکان مصلی میں) عبید بن زرارہ کی وہ حدیث صادقیؑ گزر چکی ہے جس میں آپؑ کا یہ ارشاد مروی ہے کہ تمام زمین مسجد ہے (یعنی وہاں سجدہ کیا جاسکتا ہے) سوائے پائخانہ کے، کنویں کے اور قبرستان کے۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اسے (سوائے پائخانہ کے کنویں کے) حضرت شیخ طوسیؒ نے اس بات پر محمول کیا ہے کہ جب اس پر مٹی نہ ڈالی جائے اور اس کی بدبو دور نہ کی جائے (ورنہ وہاں بھی مسجد بنائی جاسکتی ہے۔ کما تقدم)۔

باب ۱۲

یہود ونصاریٰ کی عبادت گاہوں کو مسجد بنانا جائز ہے بلکہ ان کے بعض حصوں کو توڑ کر مسجد بنانا بھی جائز ہے

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادخود عیص بن قاسم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا یہود ونصاریٰ کی عبادت گاہوں میں نماز پڑھنا جائز ہے؟ فرمایا: ہاں! پھر سوال کیا کہ آیا اس کے

بعض حصوں کو مسجد بنانا جائز ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عیص سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا یہ جائز ہے کہ یہود و نصاریٰ کی عبادت گاہوں کو گرا دیا جائے تا کہ وہاں مسجد بنائی جائے؟ فرمایا: ہاں جائز ہے۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ و ۱۳ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۳

مسجد میں اسلحہ کا لٹکانا جائز ہے ہاں البتہ مسجد اعظم (مسجد الحرام) میں اور قبلہ کی طرف لٹکانا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک حدیث کے ضمن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا کوئی شخص مسجد میں اسلحہ لٹکا سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ البتہ بڑی مسجد (مسجد الحرام) میں نہیں۔ کیونکہ میرے بزرگ نے اس مسجد میں تیر اور اس کے پھل بنانے کی ممانعت فرمائی ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا تلوار مسجد میں لٹکائی جا سکتی ہے؟ فرمایا: اگر نماز گزار کی جانب قبلہ ہو تو نہیں اور اگر اس کی دائیں بائیں جانب ہو تو، ہاں (لٹکائی جا سکتی ہے)۔ (قرب الاسناد، بحار الانوار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۵۷ از لباس مصلی میں اور باب ۳۰ و ۴۱ از مکان مصلی میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۴

قرآن کی تلاوت کے علاوہ مسجد میں شعر پڑھنا اور دنیوی باتیں کرنا مکروہ ہیں۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود جعفر بن ابراہیم سے اور وہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس شخص کو مسجد میں شعر پڑھتے ہوئے سنو اس سے کہو خدا تیرا منہ توڑے۔ مسجدیں تو قرآن کی تلاوت کرنے کے لئے بنائی گئیں۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفر سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ

السلام سے سوال کیا کہ آیا مسجد میں شعر پڑھا جا سکتا ہے؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ (یعنی حرام نہیں ہے)۔ (التہذیب، بحارالانوار، قرب الاسناد)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے حدیث مناہی میں مسجد میں شعر پڑھنے کی ممانعت فرمائی ہے۔ (الفقیہ، الآمالی)

۴۔ جناب شیخ ورّام ابن ابوفراسؒ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: آخری زمانہ میں ایک ایسا گروہ پیدا ہوگا جو مسجدوں میں ٹولہ ٹولہ بن کر بیٹھے گا اور دنیا اور اس کی محبت کا تذکرہ کرے گا۔ تم اس گروہ کے ہمراہ نہ بیٹھنا۔ کیونکہ ایسے گروہ کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ (تنبیہ الخواطر، معروف بہ مجموعہ ورّام)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (ج ۵ باب ۵۴ از طواف) میں بعض حدیثیں ذکر کی جائیں گی جو طواف کرتے وقت (مسجد الحرام میں) شعر پڑھنے کے جواز پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۱۵

مسجدوں میں تصویریں اور کنگرے بنانا مکروہ ہیں بلکہ ان کو بالکل سادہ بنایا جائے یا قبلہ کی جانب قرآن یا کوئی ذکر خدا لکھا جائے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمرو بن جمیع سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ صورتوں (اور نقش و نگار) والی مسجدوں میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟ فرمایا: میں اسے ناپسند کرتا ہوں مگر آج کے دور میں (جہاں ہر جگہ ایسی مساجد کی کثرت ہے) تمہارے لئے کوئی حرج نہیں ہے اور اگر (اسلامی) عدل قائم ہوتا (قائم آل محمدؐ کی حکومت ہوتی) تو تم دیکھتے کہ اس سلسلہ میں کیا کیا جاتا؟ (الفروع، التہذیب)

۲۔ طلحہ بن زید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام نے کوفہ میں ایک مسجد دیکھی جس پر کنگرے بنائے گئے تھے۔ فرمایا: معلوم ہوتا ہے کہ یہود کی عبادت گاہ ہے! پھر فرمایا: مسجدیں سیدھی سادھی بنائی جائیں ان میں کنگرے نہ بنائے جائیں۔ (التہذیب، الفقیہ، علل الشرائع)

۳۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود علی بن جعفرؒ سے اور وہ اپنے بھائی امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ان سے سوال کیا کہ آیا مسجد کی قبلہ والی جگہ پر قرآن کی کچھ آیتوں یا ذکر خدا لکھ دیا جائے؟ فرمایا: ہاں اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ پھر سوال کیا کہ آیا اس کی جانب قبلہ گچ سے یا کسی رنگ سے کچھ نقش و نگار کر دیا جائے؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں

ہے۔(قرب الاسناد)

۴۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک طویل حدیث کے ضمن میں روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جب قائم آل محمدؑ علیہ السلام قیام کریں گے تو تمام روئے زمین کی مسجدوں کے کنگرے (اور منارے) گرا دیں گے۔

۵۔ حضرت سید رضی علیہ الرحمہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مسجدیں بناؤ اور ان کو کنگروں کے بغیر سادا بناؤ۔(المجازات النبویہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴۵ از لباس مصلی و باب ۳۲: ز مکان مصلی میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (ج ۶ باب ۴۹ از جہاد نفس و باب ۴۱ باب الامر بالمعروف میں) ذکر کی جائینگی انشاء اللہ۔

باب ۱۶

مسجدوں میں عجمی میں کلام کرنا اور پیشاب و پائخانہ کی وجہ سے وہاں وضو کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود مسمع ابی سیار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجدوں میں عجمی زبان میں بات کرنے کی ممانعت فرمائی ہے۔(الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں: دوسرے حکم (مسجد میں وضو کرنے کی کراہت) پر اس سے پہلے (وضو کے باب ۵۷ میں) حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۱۷

مسجد میں تلوار کھینچنا اور صنعت و حرفت کا کوئی کام کرنا حتیٰ کہ تیر بنانا (یا قبلہ کی طرف تلوار لٹکانا) مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ امامین میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد میں تلوار کھینچنے اور تیر بنانے کی ممانعت فرمائی ہے کیونکہ مسجد اس کے لئے نہیں بنائی گئی ہے۔(الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن احمد سے اور وہ مرفوعاً حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو مسجد میں تیر بنا رہا تھا۔ آنحضرتؐ نے اسے روکا اور فرمایا: مسجد اس لئے نہیں بنائی گئی۔(علل الشرائع)

۳۔ حمیری باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا مسجد میں تلوار لٹکائی جا سکتی ہے؟ فرمایا: قبلہ کی طرف نہ ہو اور اِدھر اُدھر ہو تو ٹھیک ہے۔ (قرب الاسناد)

باب ۱۸

تمام مسجدوں میں حتیٰ کہ مسجد الحرام اور مسجد نبویؐ میں بھی سونا کراہت کے ساتھ جائز ہے اور یہ کراہت ان کی اصلی جگہ میں مؤکد ہے نہ کہ اضافہ شدہ جگہ میں اور ان میں ریح کا خارج کرنا اور کچھ کھانا حرام نہیں ہے

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن وہب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا مسجد الحرام اور مسجد نبوی میں سونا جائز ہے؟ فرمایا: ہاں! (اگر جائز نہ ہو) تو پھر عام لوگ کہاں سوئیں؟ (الفروع، التہذیب)

۲۔ زرارہ بن اعین بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مسجدوں میں سونے کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے سوائے مسجد الحرام اور مسجد نبویؐ کے (کہ ان میں کراہت مؤکدہ ہے)۔ راوی کا بیان ہے کہ بعض اوقات رات کے وقت امام علیہ السلام مجھے ہاتھ سے پکڑتے اور مسجد الحرام کے بعض کونوں میں بیٹھ جاتے اور مجھ سے اس قدر باتیں کرتے کہ بعض اوقات وہ وہیں سو جاتے اور میں بھی سو جاتا۔ ایک بار میں نے اس سلسلہ میں ان سے بات کی؟ (کہ آپ نے تو ان مسجدوں میں سونے کو مکروہ فرمایا تھا پھر!) فرمایا: مسجد الحرامؑ کی اس حد کے اندر سونا مکروہ ہے جو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد حیات میں تھی۔ باقی رہی یہ جگہ (جو بعد میں مسجد میں داخل کی گئی) تو یہاں سونا مکروہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن حمران سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہمارے اصحاب نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ سلم سے روایت کی ہے کہ فرمایا: نہ کوئی شخص میری اس مسجد میں سوئے اور نہ کوئی اس میں جنب ہو۔ فرمایا: خدا نے مجھے وحی کی ہے کہ مسجد کو پاک و پاکیزہ رکھوں۔ لہٰذا میرے اور علیؑ اور حسنینؑ کے سوا کسی کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے آپ کو اس میں جنب کرے۔ پھر آپؐ نے سوائے حضرت علی علیہ السلام کے اور سب لوگوں کے گھروں کے دروازے مسجد کی طرف سے بند کر دیے۔ جب لوگوں نے اس سلسلہ میں چہ میگوئیاں کیں تو آپؐ نے فرمایا: میں نے اپنی مرضی سے نہ علیؑ کا دروازہ کھلا رکھا ہے اور نہ تمہارے دروازے بند کئے ہیں۔ میں نے جو کچھ کیا ہے وہ خدا کے حکم کی تعمیل کی ہے۔ (التہذیب)

۴۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود اسماعیل بن عبدالخالق سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا مسجد الحرام میں سونا جائز ہے؟ فرمایا: اس کے بغیر عام لوگوں کے لئے چارہ کار ہی کیا ہے

کہ وہ مسجد الحرام میں سوئیں؟ کوئی حرج نہیں ہے! پھر عرض کیا کہ اگر اس جگہ آدمی کی ریح خارج ہو جائے تو؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (قرب الاسناد)

۵۔ ابوالبختری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں فقراء و مساکین (جن کے ذاتی مکان نہیں تھے) مسجد میں شب باشی کرتے تھے۔ (ایضاً)

۶۔ علی بن جعفرؑ اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کرتے ہیں کہ مسجد الحرام میں سونا کیسا ہے؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ پھر مسجد نبویؐ کے متعلق یہی سوال کیا فرمایا: ٹھیک نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علامؒ فرماتے ہیں کہ مسجد میں کھانے پینے کا حکم باب الاطعمہ (ج ۸ باب ۳۱ میں) ذکر کیا جائے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۹

تمام مساجد میں حتیٰ کہ مسجد الحرام میں بھی تھوکنا کراہت کے ساتھ جائز ہے البتہ روبقبلہ یا اپنی دائیں جانب تھوکنے کی کراہت زیادہ ہے۔ تھوک کا روکنا مستحب ہے اور اگر تھوکے تو اس کو دفن کرنا مستحب ہے مگر واجب نہیں ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن مہزیار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کو مسجد الحرام کے رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان تھوکتے ہوئے دیکھا اور پھر اسے دفن بھی نہیں کیا[1]۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ عبداللہ بن سنان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص مسجد میں نماز پڑھ رہا ہے مگر وہ تھوکنا چاہتا ہے تو؟ فرمایا: اپنی بائیں جانب تھوکے اور اگر حالت نماز میں نہ ہو تو پھر روبقبلہ نہ تھوکے۔ ہاں البتہ اپنے دائیں بائیں جانب تھوک سکتا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبید بن زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ امام محمد باقر علیہ السلام مسجد میں نماز پڑھتے تھے اور اپنے آگے اور اپنی دائیں بائیں جانب سنگریزوں پر تھوکتے تھے اور اسے چھپاتے بھی نہیں تھے۔ (التہذیب)

۴۔ غیاث بن ابراہیم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت علی علیہ

---

[1] حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے تہذیبین میں اس باب میں ممانعت کے متعلق وارد شدہ حدیثوں کو کراہت پر محمول کیا ہے اور فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص ان کی خلاف ورزی کرے تو وہ گنہگار نہیں ہے اور پھر اس پر انہی احادیث سے استدلال کیا ہے جن میں بعض آئمہ طاہرینؑ کا ایسا کرنا مذکور ہے۔ فراجع۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

السلام نے فرمایا: مسجد میں تھوکنا غلطی ہے اور اس کا کفارہ یہ ہے کہ اسے دفن کیا جائے۔ (ایضاً)

۵۔ طلحہ بن زید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تم میں کوئی شخص نماز کی حالت میں اپنے سامنے اور اپنی دائیں جانب نہ تھوکے البتہ (بوقت ضرورت) اپنی بائیں جانب اور بائیں پاؤں کے نیچے تھوکے۔ (ایضاً)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود طلحہ بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص مسجد کی تعظیم کی خاطر اپنی تھوک کو روکے تو خداوند عالم اس کی اس تھوک کو اس کی صحت کا باعث قرار دے گا اور اسے جسمانی بلا و تکلیف سے عافیت عطا ہوگی۔ (ثواب الاعمال)

۷۔ احمد بن محمد بن خالد البرقی باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص مسجد کی تعظیم کی خاطر اپنی تھوک کو روکے تو خدا اس تھوک کو اس کی قوت بدنی کا باعث قرار دے گا اور اس کے نامہ اعمال میں ایک نیکی درج کرے گا اور ایک برائی مٹائے گا اور اس کے پیٹ میں جو کوئی بیماری ہوگی یہ تھوک اس کے پاس سے گزرے گی تو اس کی برکت سے شفا حاصل ہو جائے گی۔ (المحاسن)

باب ۲۰

ناک اور سینہ کی رینٹ اور بلغم کا مسجد میں پھینکنا مکروہ ہے اور مستحب یہ ہے کہ ان کو پیٹ میں لوٹا دے اور اگر باہر پھینکے تو اسے دفن کرے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص ناک یا سینہ کی رینٹ یا بلغم کو مسجد میں پھینکنا چاہے مگر اسے اپنے پیٹ میں لوٹا دے تو وہ رینٹ اس کے پیٹ میں جس بیماری کے پاس سے گزرے گی اس کی صفائی کا باعث بن جائے گی۔ (التہذیب، الفقیہ، ثواب الاعمال)

۲۔ اسماعیل بن مسلم الشعیری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرینؑ کے سلسلۂ سند سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص مسجد کی تعظیم و تکریم کرتے ہوئے اس میں اپنے ناک و سینہ کا بلغم نہ ڈالے تو وہ ہنستا ہوا اس حال میں بارگاہ خداوندی میں حاضر ہوگا کہ اس کا نامہ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں ہوگا۔ (التہذیب والمحاسن)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء

طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حدیث مناہی میں مسجد میں سینہ کی بلغم پھینکنے کی ممانعت فرمائی۔ (الفقیہ، الامالی)

۴۔ جناب برقیؒ "ابن العسل سے اور وہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہا کہ سنگریزے تو بنائے ہی ناک کی رینٹ کے لئے گئے ہیں۔ (المحاسن)

۵۔ جناب سید رضی علیہ الرحمہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر مسجد میں ناک کا پانی پھینکا جائے تو اس سے مسجد اس طرح سے سکڑتی ہے جس طرح چمڑا آگ کی وجہ سے سکڑتا ہے۔ (مجازات نبویہؐ)

مؤلف علامؒ فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۹ میں) اور قبلہ کی بحث (باب ۱۱ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۲۱

مخالفین کی مسجدوں میں نماز پڑھنا، ادا ہو یا قضا، فریضہ ہو یا نافلہ مکروہ نہیں ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن ابی عمیر سے اور وہ بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں ان (مخالفین) کی مسجدوں میں نماز پڑھنے کو ناپسند کرتا ہوں! فرمایا: اسے ناپسند نہ کرو۔ کیونکہ (دنیا میں) جو کوئی مسجد ہے وہ کسی نہ کسی شہید راہ خدا، نبی یا وصی نبی کی قبر پر بنائی گئی ہے یعنی اس کے خون ناحق کا جہاں جہاں کوئی قطرہ پہنچا وہاں وہاں مسجد تعمیر کی گئی اور خدا نے چاہا کہ وہاں اس کا ذکر کیا جائے لہٰذا ان میں نماز فریضہ اور نافلہ ادا کرو اور جو نمازیں فوت ہو چکی ہیں ان کی قضا کرو۔ (التہذیب، الفروع)

مؤلف علامؒ فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ و ۱۳ و ۸ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد باب العشر ہ و باب اطعمہ وغیرہ میں ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۲

اس حالت میں مسجدوں میں داخل ہونا مکروہ ہے کہ جب منہ سے لہسن، پیاز اور گیندنا کی بد بو آ رہی ہو۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینیؒ علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا آیا لہسن کا کھانا جائز ہے؟ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف اس کی بدبو کی وجہ سے اس کے کھانے کی ممانعت کرتے ہوئے فرمایا کہ جو شخص یہ خبیث ترکاری کھائے وہ ہماری مسجد میں نہ آئے (مگر یہ نہیں فرمایا کہ یہ حرام ہے)۔ لیکن جو شخص لہسن کھائے مگر کھا کر مسجد میں نہ جائے تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع، العلل)

۲۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ان سے لہسن، پیاز اور کراث (گیندنا) کھانے کے بارے میں سوال کیا گیا فرمایا: ان کو کچا کھانے یا ہانڈی میں پکا کر کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اسی طرح بطور دوا لہسن کے استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ہاں البتہ جب کوئی شخص انہیں کھائے تو مسجد میں نہ جائے۔ (تاکہ اس کے منہ کی بدبو سے پاس بیٹھے لوگوں کو اذیت نہ ہو)۔ (الفروع)

۳۔ حسن الزیات ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ ایک بار وہ بمقام 'ینبع' (جو مدینہ سے کچھ فاصلہ پر ہے) امام محمد باقر علیہ السلام سے ملنے گئے۔ امام نے فرمایا: حسن! تم یہاں تک (چل کر) مجھ سے ملنے آئے؟ عرض کیا: ہاں! فرمایا: میں نے یہ ترکاری یعنی لہسن کھایا تھا تو چاہا کہ مسجد سے الگ رہوں۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے حدیث اربعماۃ میں فرمایا: جو شخص ان چیزوں میں سے کوئی چیز کھائے جن کی بدبو (لوگوں کو) اذیت پہنچاتی ہے تو وہ ہرگز مسجد کے قریب نہ جائے۔ (الخصال)

۵۔ حضرت سید رضی علیہ الرحمہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص یہ دو ترکاریاں یعنی لہسن وکراث کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے (پھر فرمایا) جو شخص ان کو کھانا چاہے تو اسے چاہئے کہ انہیں (ہانڈی میں) پکا کر ان کو مارے (تاکہ ان کو بدبو جاتی رہے)۔ (مجازات النبویہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس کے بعد باب الاطعمہ (ج ۸ باب ۲۸ میں) ذکر کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۳

مسجد میں جاتے اور دعا کرتے وقت خوشبو لگانا اور لباس فاخرہ پہننا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن زید سے، وہ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ایک سرد رات میں جناب امام زین العابدین علیہ السلام خز کا جبہ پہنے، خز کی نقش ونگار والی چادر اوڑھے اور خز کا عمامہ باندھے اور غالیہ کی خاص خوشبو لگائے تشریف لے جا رہے تھے کہ راستہ میں ایک غلام ملا۔ اس نے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہو جاؤں! اس وقت اس ہیئت کے ساتھ کہاں؟ فرمایا: اپنے جد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد میں حاضر ہو کر خداوند متعال سے حور العین کا رشتہ مانگنے جا رہا ہوں۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (ج ۴ باب ۴۷ از نماز جمعہ اور باب ۱۴ از نماز عید میں) اس قسم کی بعض حدیثیں ذکر کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۴

مسجد کے دروازہ کے پاس جوتوں کی دیکھ بھال کرنا مستحب ہے اور متعدی نجاست کا مسجد میں داخل کرنا حرام ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن المیمون القداح سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ اپنی مسجدوں کے دروازوں پر اپنے جوتوں کی دیکھ بھال کر لیا کرو اور آنحضرتؐ نے مرد کو کھڑے ہو کر جوتا پہننے سے منع فرمایا ہے۔(التہذیب)

۲۔ ہمارے اصحاب کی ایک جماعت نے یہ حدیث نقل کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی مسجدوں کو نجاست سے بچاؤ۔(کتب استدلالیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (ج ا باب ۲۴ از نجاسات میں) اور جنب اور حائض وغیرہ میں مسجدوں سے گزرنے کے جواز پر (باب ۱۵ از جماعت اور مساجد کی طرف جانے اور ان میں نماز پڑھنے کے متعلق (اسی سلسلہ کے باب ۱،۲،۴،۵،۷، وغیرہ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۲۵

لمبا مینار بنانا مکروہ ہے اور مستحب ہے کہ وہ مسجد کی سطح کے برابر ہو اور طہارت خانہ دروازہ کے پاس ہو۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا مینار پر اذان دینا سنت ہے؟ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں تو کوئی مینار نہیں ہوتا تھا ان کے لئے تو زمین پر کھڑے ہو کر اذان دی جاتی تھی۔(التہذیب)

۲۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بار حضرت امیر علیہ السلام لمبے مینار کے پاس سے گزرے تو آپؑ نے اس کے گرانے کا حکم دیا اور فرمایا مسجد کی چھت کے برابر مینار بلند کیا جائے اور بس۔(التہذیب، الفقیہ)

۳۔ عبدالحمید حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک حدیث میں فرمایا: اپنی مسجدوں کے دروازوں پر طہارت خانے بنواؤ۔(التہذیب)

باب ۲۶

مسجد کی مٹی یا اس میں بچھے ہوئے سنگریزوں کا مسجد سے باہر نکالنا جائز نہیں ہے اور اگر کوئی ایسا کرے تو ان کا اسی مسجد یا کسی اور مسجد میں لوٹانا واجب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ کسی شخص کو نہیں چاہیے کہ کعبہ کے اردگرد سے مٹی اٹھا کر لے جائے اور اگر کوئی شخص ایسا کرے تو اسے واپس لوٹائے۔(الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے مقام ابراہیمؑ کے کیلوں میں سے ایک کیل اور خانہ کعبہ کی خاک میں سے کچھ خاک اور سات کنکر اٹھائے؟ فرمایا: تم نے بہت غلط کام کیا خاک اور کنکر واپس لوٹاؤ۔(الفقیہ، الفروع)

۳۔ زید شحام بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں مسجد میں سے کچھ کنکر باہر لے جاتا ہوں؟ فرمایا: ان کو اسی مسجد میں واپس لوٹاؤ یا کسی اور مسجد میں پھینک آؤ۔(الفقیہ، الفروع، التہذیب)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود وہب بن وہب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں سے کوئی کنکر اٹھائے تو اسے چاہیئے کہ اسی مسجد میں واپس لوٹائے کسی اور مسجد میں ڈال آئے کیونکہ وہ کنکر بھی خدا کی تسبیح و تقدیس کرتا ہے۔(التہذیب، الفقیہ، العلل)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ بعد ازیں (ج ۵ باب ۱۲، از مقدمات طواف میں) اس قسم کی بعض حدیثیں ذکر کی جائیں گی انشاءاللہ تعالیٰ

باب ۲۷

مسجدوں میں خرید و فروخت کرنا، بچوں اور پاگلوں کو وہاں تمکین دینا، اسلامی احکام نافذ کرنا، شرعی حدود کا جاری کرنا، وہاں آواز کا بلند کرنا، شور و غوغا کرنا اور کسی غلط کام میں مشغول ہونا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن اسباط سے اور بعض رجال سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اپنی مسجدوں کو خرید و فروخت، پاگلوں، بچوں، احکام نافذ کرنے، گم شدہ چیز کے تلاش کرنے، حدود جاری کرنے اور آواز بلند کرنے سے بچاؤ۔(التہذیب، علل الشرائع، الخصال)

۲۔ جناب ابوذرؓ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آنحضرتؐ نے اپنی وصیت میں ان کو فرمایا: اے ابوذر! کلمہ طیبہ صدقہ ہے، اور ہر وہ قدم جو تو نماز کی طرف اٹھاتا ہے یہ بھی صدقہ ہے۔ اے ابوذرؓ! جو شخص داعی الی اللہ کی دعوت پر لبیک کہے اور مسجدوں کو اچھی طرح آباد کرے اس کا ثواب منجانب اللہ جنت ہوگی۔ راوی نے عرض کیا کہ اللہ کی مسجدوں کو کس طرح آباد کرے؟ فرمایا: ان میں آواز بلند نہ کرے، کسی غلط کام میں مشغول نہ ہو، نہ خرید و فروخت کرے اور جب تک ان میں رہو بے ہودہ بات ترک کرو۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو پھر قیامت کے دن (نقصان اٹھانے کی صورت میں) اپنے سوا اور کسی کی ملامت نہ کرنا۔ (المجالس والاخبار شیخ طوسیؒ)

۳۔ محمد بن احمد مرفوعاً بیان کرتے ہیں فرمایا: مسجدوں میں آواز بلند کرنا مکروہ[1] ہے۔ (علل الشرائع)

باب ۲۸

گم شدہ چیز کا مسجد میں تلاش کرنا کراہت کے ساتھ جائز ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفر سے اور وہ اپنے بھائی امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے آپؑ سے دریافت کیا کہ آیا گم شدہ چیز کو مسجد میں تلاش کرنا جائز ہے؟ فرمایا: ہاں کوئی حرج نہیں ہے (یعنی حرام نہیں ہے)۔ (التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو مسجد میں گم شدہ چیز کا اعلان کرتے ہوئے سنا تو آپؐ نے فرمایا: اس سے کہو خدا اسے نہ لوٹائے۔ یہ مسجد اس کام کے لئے نہیں بنائی گئی ہے۔ (الفقیہ، العلل)

۳۔ حسین بن زید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حدیث مناہی میں مسجد کے اندر شعر پڑھنے اور گم شدہ چیز کو تلاش کرنے کی ممانعت فرمائی۔ (الفقیہ، الامالی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۷ میں اور مواقیت باب ۲ میں) گزر چکی ہیں۔

---

[1] ظاہر ہے کہ یہ کراہت مطلق ہے۔ لہٰذا اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ یہ آواز اذان میں بلند کی جائے یا تلاوت قرآن میں جب کہ فقہاء عظام نے اس کی صراحت کی ہے۔ (ملاحظہ ہو شرح لمعہ، جواہر الکلام اور حدائق ناظرہ وغیرہ) چہ جائیکہ عام اور مبتذل قسم کی نعرہ بازی کی جائے۔ الغرض مسجد خانہ خدا ہے اور اس کی عظمت اور تقدیس بہر حال مد نظر رہنی چاہیئے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۲۹
مسجد میں تکیہ کی ٹیک لگا کر اور مسجد الحرام میں گوٹھ مار کر بیٹھنے کا حکم؟

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مسجد میں تکیہ لگا کر بیٹھنا عربوں کی رہبانیت ہے بندۂ مومن کی نشستگاہ مسجد اور اس کی عبادت گاہ اس کا گھر ہوتا ہے۔ (الاصول من الکافی)

۲۔ اسی سلسلہ سند کے ساتھ آنحضرتؐ سے مروی ہے فرمایا: مسجد میں "احتباء"[1] عربوں کی دیواریں ہے۔ (ایضاً)

۳۔ علی بن اسباط بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خانہ خدا کے سامنے کسی آدمی کے لئے گوٹھ مار کر بیٹھنا جائز نہیں ہے۔ (ایضاً)

باب ۳۰
عورت کے لئے مستحب ہے کہ وہ مسجد کی بجائے اپنے گھر میں نماز پڑھے اور گھر میں بھی زیادہ باپردہ مقام پر پڑھے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن سالم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عورت کا اپنی کوٹھری میں نماز پڑھنا بہ نسبت اپنے گھر کے اور گھر میں پڑھنا بہ نسبت اپنے مکان کے افضل ہے۔ (الفقیہ)

۲۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: تمہاری عورتوں کے لئے بہترین مسجدیں ان کے گھر ہیں۔ (ایضاً، والتہذیب)

۳۔ جناب شیخ حسن بن الفضل الطبرسیؒ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عورت کا اپنے گھر میں تنہا نماز پڑھنا مجمع میں نماز پڑھنے سے پچیس درجہ افضل ہے۔ (مکارم الاخلاق)

باب ۳۱
مسجدوں میں داخلی محراب بنانا مکروہ ہیں

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود طلحہ بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آنجنابؑ جب کسی مسجد میں محراب بنا ہوا دیکھتے تھے تو اسے توڑ دیتے تھے اور

---

[1] پاؤں پر بیٹھ کر ٹانگوں اور پیٹھ کو کپڑے سے باندھ کر سہارا لینا۔ جسے پنجابی میں "گوٹھ مارنا" کہتے ہیں۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

فرماتے تھے کہ یہ محراب گویا یہودیوں کے ذبح خانے ہیں۔ (التہذیب، الفقیہ، علل الشرائع)

• مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شہید اول نے اپنے کتاب الذکریٰ میں اصحاب سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے اس سے وہ داخلی محراب مراد لئے ہیں جو مسجدوں کے اندر ہوتے ہیں۔

باب ۳۲

مسجد میں جھاڑو دینا اور کوڑا کرکٹ باہر پھینکنا مستحب ہے اور شب جمعہ اس کی تاکید زیادہ ہے

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالحمید جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جمعرات کے دن یا شب جمعہ مسجد میں جھاڑو دے اور اگر اس سے آنکھ میں ڈالنے کے برابر خاک باہر نکالے تو خداوند عالم اس کی مغفرت فرما دے گا۔ (التہذیب، الفقیہ، ثواب الاعمال، الامالی)

۲۔ سلام بن غانم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص مسجد میں جھاڑو دے خداوند عالم اس کے نامہ اعمال میں غلام آزاد کرنے کا ثواب درج کرے گا اور جو شخص اس سے آنکھ میں ڈالنے کے برابر کوڑا کرکٹ باہر نکالے گا تو خداوند عالم اس کے لئے اپنی رحمت کے دو حصے لکھے گا۔ (الامالی، المحاسن)

باب ۳۳

مسجد میں فرادیٰ نماز پڑھنے کو غیر مسجد میں جماعت کے ساتھ پڑھنے پر ترجیح دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن محمد بن ابونصر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا مکہ مکرمہ میں گھر کے اندر باجماعت پڑھنا افضل ہے یا مسجد الحرام میں فرادیٰ پڑھنا؟ فرمایا: مسجد میں فرادیٰ پڑھنا افضل ہے۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن سنان سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ مسجد کوفہ میں فرادیٰ نماز پڑھنا کسی اور جگہ بہتر (۷۲) بار نماز باجماعت پڑھنے سے افضل ہے۔

(ثواب الاعمال، کامل الزیارۃ)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم بن میمون سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص ہمیں نماز پڑھاتا ہے اور ہم اس کی اقتداء میں نماز پڑھتے ہیں آپ کو کون

سائل زیادہ پسند ہے گھر میں نماز جماعت یا مسجد میں (فرادیٰ) نماز پڑھنا؟ فرمایا: مسجد میں پڑھنا مجھے زیادہ پسند ہے۔(التہذیب)

۴۔ محمد بن عمارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں خط ارسال کیا جس میں یہ مسئلہ پوچھا تھا کہ آیا کسی آدمی کا مسجد کوفہ میں فرادیٰ نماز فریضہ پڑھنا افضل ہے یا (مسجد سے باہر) جماعت کے ساتھ پڑھنا؟ فرمایا: جماعت کے ساتھ پڑھنا افضل ہے۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ اختیار پر محمول ہے کہ اس صورت میں آدمی کو اختیار ہے یا اس صورت پر محمول ہے کہ یہ جماعت بھی مسجد ہی میں ہو یا نماز پڑھانے والا امام معصوم ہو، یا جماعت کے ساتھ اور کوئی مرجح موجود ہو۔

۵۔ زریق بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ کسی آدمی کا گھر میں نماز باجماعت پڑھنا (فرادیٰ) چوبیس نمازوں کے برابر ہے اور کسی آدمی کا مسجد میں باجماعت نماز پڑھنا دوگنا یعنی اڑتالیس نمازوں کے برابر ہے اور مسجد الحرام میں ایک رکعت دوسری مسجدوں میں پڑھی جانے والی ایک ہزار رکعت کے برابر ہے اور مسجد میں فرادیٰ نماز پڑھنا (تمام جگہ سے) چوبیس درجہ بلند ہے اور تمہارا گھر فرادیٰ نماز پڑھنا بکھرا ہوا ذرہ ہے جو کچھ بھی نہیں ہے وہ اللہ کی بارگاہ میں نہیں اٹھائی جاتی اور جو شخص مسجد سے منہ پھیرتے ہوئے گھر میں نماز باجماعت پڑھے تو نہ اس کی کوئی نماز ہوگی اور نہ اس کے مقتدیوں کی مگر یہ کہ ان کے پاس کوئی ایسا شرعی عذر موجود ہو جو انہیں مسجد میں حاضری دینے سے مانع ہو۔

(المجالس والاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ حدیث دونوں نمازوں (گھر میں باجماعت اور مسجد میں فرادیٰ) کے برابر ہونے پر دلالت نہیں کرتی اگرچہ عدد دونوں کے برابر ہیں مگر (مسجد کی فرادیٰ) میں زیادتی ثواب کا احتمال ہے۔

باب ۳۴

مسجد میں چراغ جلانا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود یونس بن مالک سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص خدا کی مسجدوں میں سے کسی مسجد میں چراغ روشن کرے تو جب تک اس مسجد میں اس چراغ کی روشنی رہے گی اس وقت تک فرشتے اور حاملین عرش اس شخص کے لئے طلب مغفرت کرتے رہیں گے۔

(التہذیب، الفقیہ، ثواب الاعمال، المقنع، المحاسن)

باب ۳۵

مسجد میں اذان کی آواز سننے کے بعد مسجد سے باہر نکلنا مکروہ ہے مگر یہ کہ واپس آنے کا ارادہ ہو۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص مسجد میں اذان کی آواز سنے اور بغیر کسی شرعی عذر کے (نماز پڑھے بغیر) باہر چلا جائے وہ منافق ہے مگر یہ کہ واپس آنے کے ارادہ سے باہر جائے۔ (التہذیب، الامالی للصدوق")

۲۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم مسجد میں ہو اور (فرادیٰ) نماز بھی پڑھ چکو اور بعد ازاں (جماعت کے لئے) اقامت کہی جائے تو تم اگر چاہو تو باہر نکل جاؤ اور چاہو تو (فرادیٰ پڑھی ہوئی نماز کو) ان کے ساتھ (دوبارہ) پڑھو اور اسے تسبیح (مستحبی نماز) قرار دو۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں: (کہ پہلی روایت میں باہر نکلنے کی ممانعت اور یہاں اجازت وارد ہے اس کی دو طرح تاویل ممکن ہے) (۱) پہلی حدیث کراہت پر اور یہ جواز پر محمول ہے۔ (۲) یہ اس صورت کے ساتھ مخصوص ہے کہ جب آدمی نماز پڑھ چکا ہو اور وہ اس کے ساتھ مخصوص ہے جس نے نماز نہ پڑھی ہو۔

۳۔ جناب محمد بن عمر بن عبدالعزیز الکشی باسناد خود یونس بن یعقوب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے یونس! ان (مخصوص) لوگوں سے جا کر کہو! اے مؤلفۃ القلوب! تم جو کچھ کر رہے ہو وہ میں نے دیکھ لیا ہے تم جب اذان کی آواز سنتے ہو تو اپنے جوتے اٹھا کر مسجد سے (بغیر نماز پڑھے) باہر نکل جاتے ہو۔

(رجال الکشی)

باب ۳۶

مسجد وغیرہ میں ایک دوسرے پر کنکریاں پھینکنا اور مجالس ومحافل میں یا راہ چلتے کندر چبانا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے مسجد میں ایک شخص کو کنکر مارتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: جب تک یہ کنکری زمین پر نہیں گرے گی برابر تم پر لعنت کرتی رہے گی۔ پھر فرمایا: محفل میں کنکریاں پھینکنا قوم لوط کے (برے) اخلاق میں سے ہے پھر اس آیت کی تلاوت فرمائی: "وتاتون فی نادیکم المنکر"

(کہ حضرت لوط نے اپنی قوم کی زجر و توبیخ کرتے ہوئے کہا کہ تم محفلوں میں برے کام کرتے ہو یعنی ایک دوسرے کو کنکریاں مارتے ہو)۔ (التہذیب)

۲۔ زیاد بن المنذر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: کنکریاں مارنا اور محافل میں یا راہ چلتے ہوئے کندر چبانا قوم لوط کے اعمال میں سے ہے۔ (التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۲۳ از ملابس میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۳۷

مسجد میں شرم گاہ، ناف، ران اور گھٹنہ سے کپڑا اٹھانا مکروہ ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مسجد میں ناف، ران اور گھٹنے سے کپڑا اٹھانا شرم گاہ سے کپڑا اٹھانے کے مترادف ہے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱۰ از لباس میں) کچھ ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو عمومی طور پر اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۳۸

مسجد میں قصہ گوئی کرنے والے کو مار کر وہاں سے بھگایا جائے گا۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن سالم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ ایک بار حضرت امیر علیہ السلام نے مسجد میں ایک قصہ گو کو قصہ گوئی کرتے ہوئے دیکھا تو پہلے اسے کوڑے سے پیٹا اور پھر اسے وہاں سے نکال دیا۔ (الفروع، التہذیب)

باب ۳۹

مسجد میں باطہارت داخل ہونا اور داخل ہوتے وقت منقولہ دعائیں پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں مروی ہے کہ توراۃ میں لکھا ہے کہ خدا فرماتا ہے: آگاہ باش! زمین میں میرے گھر مسجدیں ہیں، مبارکباد کے قابل ہے وہ شخص جو اپنے گھر میں طہارت کرے اور پھر میرے گھر میں آ کر میری زیارت کرے۔

آ گاہ ہو کہ ہر وہ ذات جس کی زیارت کی جائے اس پر لازم ہے کہ اپنے زائر کا احترام کرے! آ گاہ ہو جو لوگ رات کی تاریکیوں میں چل کر مسجدوں کی طرف جاتے ہیں ان کو قیامت کے دن بلند و بالا نور کی خوشخبری دے دو۔ (الفقیہ و ثواب الاعمال و العلل)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علاء بن الفضیل سے اور وہ بالواسطہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب مسجد میں داخل ہونا چاہو اور وہاں کچھ دیر بیٹھنے کا ارادہ بھی ہو (نہ صرف گزرنے کا) تو بغیر طہارت کے داخل نہ ہو اور جب داخل ہو تو روبقبلہ ہو کر پھر خدا سے دعا کرو۔ سوال کرو اور داخل ہوتے وقت بسم اللہ پڑھو اس کی حمد و ثنا کرو اور سرکار محمد و آل محمد علیہ السلام پر درود و سلام بھیجو۔ (التہذیب)

۳۔ سماعہ سے مروی ہے کہا جب مسجد میں داخل ہونے لگو تو یہ دعا پڑھو: بسم اللہ و السلام علی رسول اللہ و ملائکۃ[1] علی محمد و آل محمد والسلام علیھم و رحمۃ اللہ و برکاتہ، رب اغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب فضلک۔ اور جب نکلنے لگو تو پھر بھی یہی دعا پڑھو۔ (التہذیب)

۴۔ عبداللہ بن الحسن سے مروی ہے کہا جب مسجد میں داخل ہونے لگو تو یہ دعا پڑھو: اللّٰھم اغفرلی وافتح لی ابواب رحمتک۔ اور جب اس سے نکلنے لگو تو یہ دعا پڑھو: اللّٰھم اغفرلی وافتح لی ابواب فضلک۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ پہلے حکم (باطہارت مسجد میں داخل ہونے کے) حکم پر دلالت کرنے والی بعض حدیثیں اس سے پہلے (وضو کے ج ۱ باب ۱۰ و ۲۶ میں) گزر چکی ہیں اور دوسرے حکم (داخل ہوتے وقت منقول دعا پڑھنے) پر دلالت کرنے والی بعض حدیثیں اس کے بعد آداب التجارۃ (ج ۶ باب ۱۸ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ۔

باب ۴۰

مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے دایاں پاؤں اندر رکھنا اور نکلتے وقت پہلے بایاں پاؤں باہر رکھنا اور دونوں موقعوں پر محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود و سلام پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب مسجد میں داخل ہونے لگو تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم (اور ان کی آلؑ پر) درود پڑھو اور جب نکلنے لگو تو پھر بھی ایسا کرو۔ (الفروع)

---

[1] مطبوعہ تہذیب الاحکام میں یوں ہے: ان اللہ و ملائکتہ یصلو ن علی محمد۔۔۔ الخ۔۔۔ اور نحوی ترکیب کے نقطۂ نگاہ سے بھی یہی صحیح ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۲۔ یونس ائمہ اہل بیت علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: فضیلت اس میں ہے کہ مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے دایاں پاؤں اندر رکھو اور نکلتے وقت پہلے بایاں پاؤں باہر رکھو۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس کے بعد (باب ۴۱ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۱

جب آدمی مسجد سے نکلنے لگے تو دروازے پر ٹھہرنا اور منقولہ دعائیں پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود ابوحفص عطار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا جو فرما رہے تھے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو کوئی شخص (مسجد میں) نماز فریضہ پڑھ چکے اور اب باہر نکلنا چاہے تو اسے چاہیئے کہ مسجد کے دروازہ پر ٹھہرے اور یہ دعا پڑھے: اللّٰھم دعوتنی فاجبت دعوتک و صلیت مکتوبتک و انتشرت فی ارضک کما امرتنی فاسئلک من فضلک العمل بطاعتک و اجتناب سخطک و الکفاف من الرزق برحمتک۔ (الفروع)

۲۔ شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادخود عبداللہ بن الحسنؑ سے اور وہ اپنی والدہ فاطمہ (بنت الحسینؑ) سے اور وہ اپنی جدّہ ماجدہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا سے روایت کرتی ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے اپنی ذات پر درود پڑھتے، بعد ازاں یہ دعا پڑھتے تھے: اللّٰھم اغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتک۔ اور باہر نکلتے وقت پہلے اپنی ذات پر درود پڑھتے پھر یہ دعا پڑھتے تھے: اللّٰھم اغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب فضلک۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۳۹ و ۴۰ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۴۲

دو رکعت تحیہ مسجد پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادخود جناب ابوذرؓ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں ایک بار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ مسجد میں تشریف فرما تھے (مجھے دیکھتے ہی) فرمایا: اے ابوذرؓ! مسجد کے لئے ایک تحیہ ہے! میں نے عرض کیا: اس کا تحیہ کیا ہے؟ فرمایا: وہ دو رکعت نماز ہے جسے ادا کرو۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! آپؐ نے مجھے نماز کا حکم دیا ہے تو وہ کس طرح ہے؟ فرمایا: نماز بہترین موضوع ہے جو چاہے کم اور جو چاہے زیادہ پڑھے! عرض

کیا: ان میں سے کون سی نماز افضل ہے؟ فرمایا: جس میں قنوت کو طول دیا جائے! پھر عرض کیا: صدقہ کونسا افضل ہے؟ فرمایا: وہ جو کوئی قلیل آمدنی والا اپنی محنت و مشقت سے کما کر پوشیدہ طور پر کسی فقیر و نادار کو دے! عرض کیا: روزہ کون سا افضل ہے؟ فرمایا: فرض کی ادائیگی کافی ہے اور خدا کے نزدیک کئی گنا اجر و ثواب ہے۔ الحدیث۔ (معانی الاخبار، الخصال، امالی شیخ طوسیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۶۷ میں) بعض وہ حدیثیں بیان کی جائیں گی جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ آدمی کے لئے مسجد کو راستہ اور گزرگاہ بنانا مکروہ ہے۔ جب تک دو رکعت نماز (تحیہ مسجد) ادا نہ کرے وہاں سے نہ گزرے۔

باب ۴۴

کوفہ کی مسجدوں میں سے کن کن میں نماز پڑھنا مستحب ہے اور کن کن میں مکروہ ہے؟

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کوفہ میں کچھ مسجدیں ملعون ہیں اور کچھ مبارک جو مسجدیں مبارک ہیں ان میں سے ایک تو "مسجد غنی"[۱] ہے۔ بخدا اس کا قبلہ سیدھا[۲] اور اس کی مٹی پاک و پاکیزہ ہے! اسے ایک مرد مؤمن نے تعمیر کیا ہے۔ اس وقت تک دنیا ختم نہیں ہوگی (اور قیامت قائم نہیں ہوگی) جب تک وہاں سے دو چشمے نہیں پھوٹیں گے اور جب تک اس پاس کے دو باغ نہیں ہوں گے[۳]۔ مگر اس کے اہل (مسجد والے) لعنتی ہیں یہ مسجد ان سے چھین لی جائے گی (یا وہ ختم ہو جائیں گے)۔ (۲) "مسجد بنی ظفر" ہے جو کہ "مسجد سہلہ" ہے۔ (۳) وہ مسجد ہے جو بمقام حمراء (سرخ جگہ) واقع ہے۔ (۴) "مسجد جعفی" ہے مگر وہ آج کل مسجد نہیں رہی (مٹ گئی ہے)۔ اور جو مسجدیں ملعون ہیں وہ یہ ہیں: (۱) مسجد ثقیف۔ (۲) مسجد اشعث۔ (۳) مسجد جریر۔ (۴) مسجد سماک۔ (۵) مسجد جو بمقام حمراء ہے جو فرعون صفت لوگوں میں سے ایک فرعون کی قبر پر بنائی گئی ہے[۴]۔ (الفروع، الخصال، امالی شیخ طوسیؒ)

۲۔ سالم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کوفہ میں چار مسجدیں محض شہادت حسینؑ کی خوشی میں بنائی گئی ہیں (۱) مسجد اشعث۔ (۲) مسجد جریر۔ (۳) مسجد سماک۔ (۴) اور مسجد شیث بن ربعی۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ صفوان بن یحییٰ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ

---

۱ عطفان کے مختلف قبیلوں میں سے ایک قبیلہ کا نام "غنی" ہے۔ (مرآۃ العقول)۔ احقر مترجم عفی عنہ)

۲ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ دوسری مسجدوں کے قبلہ میں خلل ہے جیسا کہ آج کل موجودہ دور کے سائنسی آلات (قطب نما، قبلہ نما وغیرہ) کی مدد سے یہ چیز عیاں راچہ بیان کی مصداق بن چکی ہے مگر کچھ لکیر کے فقیر قسم کے سادہ لوح اہل اسلام اسی پرانی ڈگر پر چلنے پر مصر ہیں تو ان کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ انہیں عہد قدیم کی ظنی و تقریبی علامتوں کو چھوڑ کر موجودہ دور کے تحقیقی آلات سے فائدہ اٹھانا چاہیئے ہاں البتہ "خذ ما صفا و دع ما کدر" کا اصول ہمیشہ نظر رکھنا چاہیئے اور "کل جدید" کو "لذیذ" سمجھ کر آنکھیں بند کر کے اسے قبول بھی نہیں کر لینا چاہیئے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۳ یہ امام زمانہؑ کے ظہور کے وقت ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ۔ (مرآۃ العقول)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۴ گویا دو قسم کی مسجدیں ہیں ایک مبارکہ اور ایک ملعون۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

السلام نے کوفہ کی پانچ مسجدوں میں نماز پڑھنے کی ممانعت فرمائی ہے (۱) مسجد اشعث بن قیس۔ (۲) مسجد جریر بن عبداللہ البجلی۔ (۳) مسجد سماک بن مخرمہ (خرشہ)۔ (۴) مسجد شیث بن ربعی۔ (۵) مسجد تیم۔ (الھیثم)۔ (الفروع)

اس روایت کو شیخ طوسیؒ نے تہذیب میں اور شیخ صدوقؒ نے خصال میں اسی طرح نقل کیا ہے مگر شیخ صدوقؒ نے اس کے ساتھ یہ تتمہ بھی نقل کیا ہے کہ "حضرت امیر علیہ السلام جب ان (بنی تیم) کی مسجد کی طرف نظر کرتے تھے تو فرماتے تھے کہ "یہ تیم کا قطعہ زمین ہے" اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ ان لوگوں کی مسجد ہے جو آپؑ سے عداوت و دشمنی کی وجہ سے آپؑ کے ہمراہ نماز نہیں پڑھتے تھے۔

۴۔ حضرت شیخ کلینیؒ فرماتے ہیں کہ ابوبصیر کی روایت کے مطابق کوفہ میں مساجد ملعونہ یہ ہیں (۱) مسجد بنی السیر۔ (۲) مسجد بنی عبد اللہ بن درام۔ (۳) مسجد سماک۔ (۴) مسجد ثقیف۔ (۵) مسجد اشعث۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۴۴ و ۴۵ اور ۴۹ میں) بعض وہ حدیثیں بیان کی جائیں گی جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ کوفہ کی وہ کون سی مسجدیں ہیں جن میں نماز پڑھنا مستحب ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۴

کوفہ کی مسجد اعظم (مسجد کوفہ) میں جانا (اگرچہ دور سے آئے) اور اس میں فریضہ و نافلہ کا بکثرت پڑھنا بالخصوص اس کی دائیں جانب اور وسط میں اور سوائے بعض مستثنیٰ شدہ مسجدوں کے اسے باقی پر ترجیح دینا مستحب ہے اور اس کے حدود کیا ہیں؟ اور یہ کہ سواری پر سوار ہو کر اس میں داخل ہونا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل اٹھائیس حدیثیں ہیں جن میں سے دس مکررات کو قلمزد کرکے باقی اٹھارہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوعبیدہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مسجد کوفہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ اس میں ایک ہزار ستر نبیوں نے نماز پڑھی ہے۔ اس کی دائیں طرف تو برابر رحمت ہے اور اسکی بائیں طرف مکر و فریب[1] ہے۔ اس میں عصائے موسوی، شجرہ یقطین (یونس)[2] اور جناب سلیمان کی انگوٹھی ہے اور (طوفان نوحؑ کے وقت) یہیں سے تنور سے پانی کا فوارہ نکلا تھا اور یہیں حضرتؑ کی کشتی تیار کی گئی تھی۔ یہی بابل کا وسط (یا اس کا بہترین مقام ہے) اور یہی مختلف انبیاء کے جمع ہونے کا مقام[3] ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ مسجد کوفہ بہترین مسجد ہے۔ اس

---

۱ علامہ مجلسیؒ فرماتے ہیں شاید وہاں کچھ ظالم و جابر حکام کے گھر تھے جس کی وجہ سے اس کے میسرہ کو مکر و فریب قرار دیا گیا ہے۔ (مرآۃ العقول)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۲ وہ کدو کی بیل جس کے زیر سایہ جناب یونسؑ نبی نے شکم ماہی سے باہر آنے کے بعد آرام کیا۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۳ جو زمانہ رجعت میں وہاں جمع ہوں گے یا یہ وہ مقام ہے جہاں تمام یا اکثر یا بہت سے انبیاء نے نمازیں پڑھی ہیں۔ (مرآۃ العقول)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

میں ایک ہزار انبیاء اور ایک ہزار اوصیاء نے نماز پڑھی ہے۔ یہیں سے تنور سے پانی کا فوارہ نکلا تھا اور یہیں کشتی نوح تیار کی گئی تھی۔ اس کی دائیں جانب رضوان الٰہی ہے۔ اور اس کی بائیں جانب مکر ہے یعنی شیطانوں کی منزل ہے۔ حضرت امیر علیہ السلام دروازہ پر کھڑے ہو کر تیر پھینکتے تھے جو کھجور فروشوں کی جگہ پر جا کر گرتا تھا۔ آپ فرماتے تھے کہ یہ جگہ بھی مسجد میں سے ہے اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ اس کی (نئی) بنیادیں رکھتے ہوئے اس میں کمی کر دی گئی جس طرح اس کی گولائی میں کمی کی گئی ہے۔ (الفروع، الفقیہ، ثواب الاعمال)

۳۔ ہارون بن خارجہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے ہارون بن خارجہ! تمہارے اور مسجد کوفہ کے درمیان کس قدر فاصلہ ہوگا؟ آیا ایک میل ہوگا؟ عرض کیا: نہیں (بلکہ کم ہے!) فرمایا: کیا تمام (پنجگانہ) نمازیں اس میں پڑھتے ہو؟ عرض کیا: نہیں! فرمایا: اگر میں اس کے قریب ہوتا تو مجھے امید ہے کہ میری کوئی ایک نماز بھی اس سے فوت نہ ہوتی (پھر فرمایا) آیا جانتے ہو کہ اس جگہ کی فضیلت کیا ہے؟ کوئی ایسا بندہ صالح اور کوئی نبی ایسا نہیں ہے جس نے مسجد کوفہ میں نماز نہ پڑھی ہو؟ یہاں تک کہ جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج پر لے جایا جا رہا تھا تو جبرئیلؑ نے آنحضرتؐ سے فرمایا کہ پروردگار سے میرے لئے اس قدر مہلت طلب کرو کہ میں اس مسجد میں جا کر دو رکعت نماز ادا کرلوں! چنانچہ جبرئیلؑ نے خدا سے اذن طلب کیا جو خدا نے دیا (اور آپؐ نے وہاں دو رکعت نماز پڑھی)۔ فرمایا: اس کا دایاں حصہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور اس کا وسطی حصہ بھی جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور اس کا پچھلا حصہ بھی جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور اس میں ایک نماز فریضہ پڑھنا (اس کے علاوہ کسی جگہ) ہزار نماز کے برابر ہے۔ اور وہاں نماز نافلہ پڑھنا پانچ سو نمازوں کے برابر ہے اس میں تلاوت قرآن اور ذکر خدا کے بغیر صرف بیٹھنا بھی عبادت ہے اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ اس میں کیا فضیلت ہے تو گھٹنوں کے بل بھی چل کر آتے۔

(الفروع، التہذیب، امالی طوسی، المحاسن، کامل الزیارہ)

۴۔ سہل بیان کرتے ہیں: عمرو کی جانب سے مجھ تک یہ روایت پہنچی ہے کہ انہوں نے کہا کہ مسجد کوفہ میں نماز (فریضہ) پڑھنا حج کے برابر اور نافلہ پڑھنا عمرہ کے برابر ہے۔ (ایضاً)

۵۔ ابوحمزہ ثمالی بیان کرتے ہیں کہ امام زین العابدین علیہ السلام سے میری پہلی ملاقات اور پہلا تعارف اس طرح ہوا کہ میں نے دیکھا کہ (مسجد کوفہ کے) باب الفیل سے ایک شخص داخل ہوا اور چار رکعت نماز پڑھی۔ میں اس کے پیچھے ہولیا۔ یہاں تک وہ بئر الرکوہ (یا بروایتے بئر الزکاۃ) کے مقام پر پہنچا (جو کہ صالح بن علی کے گھر کے پاس تھا) میں نے دیکھا کہ وہاں دو اونٹنیاں بندھی ہوئی ہیں اور ان کے پاس ایک سیاہ فام غلام موجود ہے میں نے اس غلام سے پوچھا: یہ (بزرگ) کون ہیں؟ اس نے بتایا: یہ امام زین العابدین علیہ السلام ہیں (یہ معلوم کرکے) میں ان کے قریب گیا اور سلام کرنے کے بعد عرض کیا کہ آپ کو

ان شہروں میں کیا چیز لائی ہے جہاں آپ کے باپ دادا شہید کئے گئے؟ فرمایا: اپنے بابا کی (کربلا میں) زیارت کرنے اور اس مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے آیا! پھر فرمایا: لو اب میں واپس مدینہ جارہا ہوں۔ (روضہ کافی)

۶۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادخود ابوحمزہ ثمالی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام مدینہ سے صرف مسجد کوفہ کے ارادہ سے تشریف لائے اور وہاں چند رکعت نماز پڑھی اور پھر اپنی سواری پر سوار ہو کر واپس چلے گئے۔ (التہذیب)

۷۔ علی بن مہزیار[1] باسنادخود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مسجد کی آخری حد سرّاجون (زین سازوں) کے بازار کی آخری حد تک ہے جس کی حدود جناب آدمؑ نے مقرر کی تھیں اور میں مکروہ جانتا ہوں کہ اس میں سوار ہو کر داخل ہوں! راوی نے عرض کیا: اسے اس کے اصلی نقشہ سے کس نے ہٹایا؟ فرمایا: سب سے پہلے تو طوفان نوحؑ نے، پھر کسریٰ اور نعمان کے اصحاب نے، بعد ازاں زیاد بن ابوسفیان نے۔ (التہذیب والفقیہ وکذا عن الفضل بن عمر)

۸۔ ابوبکر حضرمی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ حرم خدا (مسجد الحرام) اور حرم رسولؐ (مسجد نبوی) کے بعد سب مقاموں سے افضل مقام کون سا ہے؟ فرمایا: کوفہ اے ابوبکر! یہ وہ پاک و پاکیزہ مقام ہے جہاں نبیوں اور رسولوں اور ان کے سچے وصیوں کی قبریں ہیں اور اس میں وہ مسجد سہلہ ہے جس میں ہر نبی نے نماز پڑھی ہے اور اسی میں اللہ تعالیٰ کا عدل ظاہر ہوگا (کیونکہ) اسی جگہ قائم (آل محمدؐ کا پایہ تخت) ہوگا اور ان کے جانشینوں کا بھی یہی مرکز ہوگا اور یہیں نبیوں، وصیوں اور خدا کے نیک بندوں کی منازل ہیں۔ (التہذیب وکامل الزیارہ)

۹۔ خالد قلانسی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مکہ خدا کے رسولؐ اور حضرت علیؑ کا حرم ہے وہاں ایک لاکھ کے برابر، ایک درہم (راہ خدا میں خرچ کرنا) ایک لاکھ درہم کے برابر ہے۔ اور مدینہ خدا، مصطفیؐ اور مرتضیٰؑ کا حرم ہے اس میں ایک نماز دس ہزار کے برابر اور ایک درہم دس ہزار درہم کے برابر ہے اور کوفہ خدا، نبیؐ اور علیؑ کا حرم ہے اس میں ایک نماز ایک ہزار کے برابر ہے۔ تہذیب الاحکام کی روایت کے مطابق یہاں امامؑ نے درہم کی بات نہیں کی۔ (التہذیب، الفقیہ، کامل الزیارہ[2])

مگر فروع کافی میں یہ تتمہ بھی مذکور ہے فرمایا اور ایک درہم ایک ہزار درہم کے برابر ہے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ مدینہ کا حکم مسجد نبوی کے ساتھ مخصوص ہے اسی طرح مکہ کا بھی مسجد الحرام اور کوفہ کا بھی مسجد کوفہ سے مخصوص ہے جیسا کہ کامل الزیارہ کی روایت میں اس کی صراحت موجود ہے۔ فلا تغفل۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

---

[1] حضرت امام محمد تقی اور حضرت امام علی نقی علیہما السلام کے مشہور ثقہ صحابی ہیں۔ (جامع الرواۃ)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

[2] مخفی نہ رہے کامل الزیارہ کی روایت میں ثواب مکہ و مدینہ اور کوفہ کی مساجد کے اندر نماز پڑھنے کے ہیں وھو الاوفق بالموضوع۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۰۔ نجم بن حطیم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ مسجد کی کیا فضیلت ہے تو دور دراز کے مقامات سے زاد سفر اور سواریاں مہیا کر کے یہاں آتے۔ اس میں ایک نماز فریضہ ادا کرنا ایک حج کے برابر اور ایک نماز نافلہ ادا کرنا ایک عمرہ کے برابر ہے۔ (التہذیب، کامل الزیارہ)

۱۱۔ اصبغ بن نباتہ کی روایت میں جو انہوں نے حضرت امیر علیہ السلام سے نقل کی ہے یہ وضاحت بھی ہے کہ مسجد کوفہ میں ایک نماز فریضہ پڑھنا اس ایک حج کے برابر ہے اور ایک نافلہ اس ایک عمرہ کے برابر ہے جو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ کیا جائے۔ فرمایا: اس میں ایک ہزار نبی اور ایک ہزار وصی نے نماز ادا کی ہے۔ (ایضاً)

۱۲۔ حضرت شیخ صدوقؒ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سفر نہ کیا جائے مگر تین مسجدوں کی طرف (۱) مسجد الحرام۔ (۲) مسجد نبوی۔ (۳) اور مسجد کوفہ۔ (الفقیہ)

۱۳۔ اصبغ بن نباتہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اے اہل کوفہ! خداوند عالم نے تمہیں وہ کچھ عطا فرمایا جو کسی کو بھی عطا نہیں فرمایا یعنی تمہیں جائے نماز (مسجد) کی وہ فضیلت عنایت کی ہے کہ جو جناب آدمؑ، جناب نوحؑ، جناب ادریسؑ کا گھر ہے۔ ابراہیم خلیلؑ کی جائے نماز اور میرے بھائی خضرؑ اور میری بھی جائے نماز ہے اور تمہاری یہ مسجد ان چار مسجدوں میں سے ایک ہے جن کو خداوند عالم نے ان کے اہل کے لئے منتخب کیا ہے اور گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ بروز قیامت اسے دو سفید کپڑوں میں اس طرح لپیٹ کر لایا جائے گا جس طرح احرام باندھا ہوا آدمی اور وہ اپنے اہل اور اپنے اندر نماز پڑھنے والوں کی سفارش کرے گی اور اس کی سفارش رد نہیں کی جائے گی اور زیادہ عرصہ نہیں گزرے گا کہ اس میں حجر اسود نصب کیا جائے گا اور اس پر وہ وقت بھی آئے گا کہ وہ میری اولاد میں سے مہدیؑ کی اور ہر مؤمن کی جائے نماز بنے گی اور روئے زمین کا کوئی ایسا مؤمن نہیں ہوگا مگر یہ کہ یا وہاں ہوگا یا اس کا دل اس کی طرف کھنچتا ہوگا لہٰذا اسے ہرگز نہ چھوڑو اور اس میں نماز پڑھ کر خدا کا تقرب حاصل کرو اور اپنی حاجات پوری کرانے کے لئے وہاں جاؤ (اور وہاں جا کر دعا کرو) اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ اس میں کیا خیر و برکت ہے تو زمین کے گوشے گوشے سے حاضر ہوتے اگرچہ برف کے اوپر گھٹنوں کے بل چل کر جانا پڑتا۔ (الفقیہ، الامالی)

۱۴۔ جناب جعفر بن محمد قولویہ باسناد خود سلیم مولیٰ طربال وغیرہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: وہ ایک درہم جو کوفہ میں صرف کیا جائے وہ کسی اور جگہ سو درہم کے برابر ہے اور یہاں پڑھی ہوئی دو رکعت نماز کسی اور جگہ ایک سو رکعت کے برابر ہیں۔ (کامل الزیارہ)

۱۵۔ حنان بن سدیر جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے کوفہ کے رہنے والے ایک شخص سے فرمایا: آیا تو اپنی ہر نماز مسجد کوفہ میں پڑھتا ہے؟ عرض کیا نہیں! پھر فرمایا: آیا تو ہر روز نہر فرات سے غسل کرتا ہے؟ عرض کیا کہ نہیں۔ فرمایا:

آیا ہر جمعہ میں غسل کرتا ہے؟ کہا: نہیں! فرمایا: آیا ہر مہینہ میں ایک بار غسل کرتا ہے؟ عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: آیا ہر سال میں ایک بار کرتا ہے؟ عرض کیا: نہیں۔ تب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: تو لطف خداوندی سے محروم ہے پھر فرمایا: آیا ہر سال میں ایک بار غسل کرتے ہو؟ عرض کیا کہ نہیں امامؑ نے فرمایا کہ تو خیر و خوبی سے محروم ہو۔ (ایضاً)

۱۶۔ ابوعبیدہ امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: اے ابوعبیدہ! مسجد کوفہ میں نماز پڑھنا ترک نہ کرو اگرچہ گھٹنوں کے بل چل کر جانا پڑے کیونکہ اس میں ایک نماز دوسری مسجدوں میں ستر نمازوں کے برابر ہے۔ (ایضاً)

۱۷۔ ابن سنان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ مسجد کوفہ میں ایک نماز جو فرادیٰ پڑھی جائے وہ ان ستر نمازوں سے افضل ہے جو جماعت کے ساتھ پڑھی جائیں۔ (ایضاً، ثواب الاعمال)

۱۸۔ جناب سید علی بن موسیٰ بن طاؤوسؒ فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ مسجد کوفہ میں ایک نماز فریضہ جو مسجد کوفہ میں پڑھی جائے وہ ایک ہزار نمازوں کے برابر ہے (جو کسی اور جگہ پڑھی جائیں) اور نماز نافلہ پانچ سو نمازوں کے برابر ہے فرمایا نیز مروی ہے کہ اس میں ایک نماز فریضہ ادا کرنا ایک حج (مبرور) اور نافلہ عمرہ (مبرورہ) کے برابر ہے۔ (مصباح السرائر)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد آنے والے ابواب میں اس قسم کی بعض حدیثیں بیان کی جائینگی جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۴۵

مسجد اقصیٰ کی زیارت کرنے کی بجائے مسجد کوفہ میں اقامت اختیار کرنا اور وہاں نماز پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسماعیل بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ ایک شخص حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپؑ مسجد کوفہ میں تشریف فرما تھے اور کہا: السلام علیک یا امیر المومنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جناب امیر علیہ السلام نے اس کے سلام کا جواب دیا۔ اس شخص نے عرض کیا میں آپؑ پر فدا ہو جاؤں! میں مسجد اقصیٰ کی طرف جانا چاہ رہا تھا تو چاہا کہ آپ کو سلام اور الوداع کرتا جاؤں! امامؑ نے فرمایا: اس سفر میں تیرا مقصد کیا ہے؟ عرض کیا میں آپؑ پر فدا ہو جاؤں صرف فضیلت اور ثواب حاصل کرنا اور بس! (یہ سن کر) آپؑ نے فرمایا: اپنی سواری فروخت کر دے اور زادِ سفر کھا پی لے اور اس مسجد میں نماز پڑھ کیونکہ اس مسجد میں نماز فریضہ پڑھنا حج مبرور اور نافلہ پڑھنا عمرہ مبرورہ ہے اس کے دائیں جانب بارہ میل تک امن و برکت ہے۔ البتہ اس کی بائیں جانب مکر و فریب ہے[1] اور اس کے وسط

---

[1] شاید اس لئے کہ اس طرف جن اور ظالم لوگوں کے گھر تھے۔ (مرآۃ العقول)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

میں ایک چشمہ تھی کا[1] ایک چشمہ دودھ کا اور ایک چشمہ پانی کا ہے جو مومنوں کی شراب ہے اور ایک چشمہ پاک و صاف پانی کا ہے جو اہل ایمان کے لئے ہے۔ نوح کی کشتی یہیں سے روانہ ہوئی تھی۔ اسی میں نسر[2]، یغوث اور یعوق نامی (نیکوکار بندے حضرت نوحؑ کے دور کے) رہتے تھے اس میں ستر نبیوں اور ستر[3] وصیوں نے نماز پڑھی جن میں سے ایک میں ہوں۔ یہ فرما کر اپنے سینہ کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ کسی حاجت کے متعلق کسی کرب زدہ آدمی نے اس میں کبھی دعا نہیں کی مگر یہ کہ خدا نے اس کی حاجت پوری کر کے اس کے رنج و کرب کو دور کر دیا۔ (الفروع، التہذیب، کامل الزیارات)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴۴ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۶ میں) ذکر کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۶

مسجد الحرام، مسجد نبوی اور مسجد کوفہ کے سوا اور کسی مسجد کی طرف اس میں نماز پڑھنے کی غرض سے سفر کرنا مستحب نہیں ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود حسن بن علی اور ابوالصخر سے اور وہ دونوں مرفوعاً حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: سفر نہ کیا جائے مگر صرف تین مسجدوں کی طرف (۱) مسجد الحرام۔ (۲) مسجد نبوی۔ (۳) اور مسجد کوفہ۔ (الخصال)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴۴ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۶۴ میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۷

مسجد کوفہ کے ساتویں اور پانچویں ستون کے پاس نماز پڑھنا خاص طور پر مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابو اسماعیل السراج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ معاویہ بن وہب نے میرا

---

[1] علامہ مجلسی لکھتے ہیں: اس کا مطلب یہ ہے کہ اس میں یہ چشمے پوشیدہ ہیں جو امام زمانہ کے ظہور کے وقت ظاہر ہونگے یا اسی وقت پیدا ہونگے۔ واللہ العالم۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

[2] جو طوفان نوح میں یہیں دب گئے تھے اور بعد میں ان کو شیطان نے مشرکین عرب کے لئے ظاہر کیا اور انہوں نے ان کی پرستش شروع کر دی۔ الغرض یہ مسجد بہت قدیم ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

[3] شاید ستر کا لفظ اپنے حقیقی معنوں میں استعمال نہیں ہوا بلکہ صرف مبالغہ اور کثرت کے معنوں میں استعمال ہوا ہے جیسے آیت مبارکہ ولو استغفرت لهم سبعين مرة میں استعمال ہوا ہے۔ چنانچہ اس سے پہلے متعدد حدیثوں میں گزر چکا ہے کہ یہاں ایک ہزار نبی اور ایک ہزار وصی نے نماز پڑھی ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ نے۔ سابقہ باب ۴۴ میں ملاحظہ ہو۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

ہاتھ پکڑ کر کہا کہ ابوحمزہ نے میرا بازو پکڑ کر کہا کہ اصبغ بن نباتہ نے میرا ہاتھ پکڑ کر اور (مسجد کوفہ کا) ساتواں ستون دکھا کر مجھ سے کہا کہ یہ حضرت امیر علیہ السلام کا مقام ہے۔ نیز کہا کہ حضرت امام حسن علیہ السلام پانچویں ستون کے پاس نماز پڑھتے تھے لیکن جب حضرت امیر علیہ السلام موجود نہ ہوتے تو ان کی جگہ (ساتویں ستون کے پاس) پڑھتے تھے۔ اور یہ ستون باب کندہ کی طرف ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ علی بن شجرہ، میثم (تمار) کی بعض اولاد کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام ساتویں ستون کے پاس نماز پڑھتے تھے جو کہ ابواب کندہ کے اس قدر نزدیک ہے کہ ان کے اور اس کے درمیان صرف ایک بکری کے گزرنے کا فاصلہ ہے۔ (ایضاً)

۳۔ علی بن اسباط بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے علی بن شجرہ کے علاوہ کسی اور شخص نے بیان کیا ہے کہ ہر رات ساتویں ستون کے پاس ساٹھ ہزار فرشتے نازل ہو کر نماز پڑھتے ہیں اور جو فرشتہ ایک بار وہاں آئے اسے قیامت تک دوبارہ وہاں آنے کا موقع نہیں ملتا۔ (ایضاً)

۴۔ سفیان بن السمط بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب مسجد (کوفہ) کی دائیں جانب کے دوسرے دروازے سے اندر داخل ہو تو پانچ ستون شمار کرو جن میں سے دو تو زیر سایہ ہیں اور تین صحن میں ہیں۔ پس تیسرے کے پاس جناب ابراہیمؑ کا مصلیٰ ہے جو کہ دیوار سے پانچواں بنتا ہے۔ راوی کہتا ہے کہ جب ابوالعباس (السفاح) کے ایام حکومت تھے تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام باب الفیل سے داخل ہوئے اور داخل ہوتے ہی تھوڑا سا بائیں جانب مڑ کر چوتھے ستون کے پاس جو کہ پانچویں ستون کے بالمقابل ہے نماز پڑھنے لگے۔ میں نے عرض کیا: آیا یہی جناب ابراہیمؑ کا ستون ہے؟ فرمایا: ہاں! (ایضاً)

۵۔ ابن اسباط کی مرفوعہ روایت از امام جعفر صادق علیہ السلام میں باب کندہ سے داخل ہو کر ساتویں ستون کو مقام ابراہیمؑ اور پانچویں کو مقام جبرئیل کہا گیا ہے۔ (ایضاً)

اور ایک روایت کے مطابق امام زین العابدین علیہ السلام کا ستویں ستون کے پاس نماز پڑھنا مروی ہے۔ (امالی شیخ صدوقؒ)

باب ۴۸

مسجد کوفہ میں نماز حاجت پڑھنا مستحب ہے اور اس کی کیفیت کا بیان

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب سید بن طاؤسؒ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص مسجد کوفہ میں دو رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں سورۂ حمد پڑھے (اور اس کے بعد) معوذتین، قل ھو اللہ، قل یایھا الکافرون، والعصر، القدر اور سبح اسم ربک

الاعلیٰ پڑھے اور جب سلام پھیرے تو جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کی تسبیح پڑھے پھر جس حاجت کا چاہے خدا سے سوال کرے خدا پوری کرے گا اور اس کی دعا قبول فرمائے گا۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے یہ نماز پڑھ کر خدا سے وسعت رزق کا سوال کیا تو میرا رزق وسیع ہو گیا اور میری حالت سنور گئی۔ نیز میں نے ایک اور غریب و نادار شخص کو یہی عمل بتایا اور اس کی برکت سے خدا نے اس کا رزق بھی کشادہ کر دیا۔ (مصباح الزائر)

باب ۴۹

مسجد سہلہ میں نماز پڑھنا اور رنج و کرب کے وقت اس میں پناہ لینا اور دعا کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن حسان سے اور وہ اپنے چچا عبدالرحمٰن بن کثیر سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ ابوحمزہ سے فرما رہے تھے: اے ابوحمزہ! جس رات میرے چچا (زیدؓ) نے خروج کیا تھا کیا تم موجود تھے؟ انہوں نے عرض کیا: ہاں! فرمایا: کیا انہوں نے مسجد سہیل میں نماز پڑھی تھی؟ عرض کیا: مسجد سہیل کہاں ہے؟ شاید آپ کی مراد مسجد سہلہ ہے؟ فرمایا: ہاں! (پھر) فرمایا: اگر وہ اس میں دو رکعت نماز پڑھتے اور پھر خدا سے پناہ طلب کرتے تو خدا ان کو ایک سال تک پناہ دے دیتا! ابوحمزہ نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپؑ پر قربان! یہی مسجد سہلہ (جو کوفہ میں ہے؟) فرمایا: ہاں! اسی میں حضرت ابراہیمؑ کا گھر ہے جس سے نکل کر عمالقہ[1] کے پاس جاتے تھے۔ اسی میں جناب ادریسؑ کا گھر ہے جس میں وہ سلائی کا کام کرتے تھے اور اسی میں وہ سبز پتھر ہے جس میں تمام انبیاء کی صورتیں ہیں اور اسی پتھر کے نیچے وہ طینت طیبہ ہے جس سے خدا نے نبیوں کو خلق فرمایا۔ اسی میں معراج ہوئی ہے۔ وہی فارق ہے اور یہی لوگوں کی گزرگاہ ہے۔ یہ کوفہ میں ہے۔ یہیں صور پھونکا جائے گا اور یہیں لوگ محشور ہوں گے اور اس کی ایک جانب سے ستر ہزار لوگ محشور ہوں گے جو کہ بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ (التہذیب و کامل الزیارات)

۲۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: جو کوئی رنجیدہ اور مصیبت زدہ آدمی مسجد سہلہ میں جائے اور نماز مغرب و عشاء کے درمیان اور دو رکعت نماز (حاجت) پڑھ کر خدا سے دعا کرے تو یقیناً خدا اس کے رنج و الم کو دور کر دے گا۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن ابان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ہم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ امامؑ نے ہم سے دریافت فرمایا: آیا تم میں کوئی ایسا شخص ہے جس کے پاس میرے چچا زید بن علی (شہید) کے متعلق کچھ معلومات ہوں؟ اس پر ہم میں سے ایک آدمی نے عرض کیا: ہاں میرے پاس آپؑ کے چچا کے بارے میں معلومات ہیں! ہم معاویہ بن اسحاق انصاری کے گھر ایک رات ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ فرمایا: چلو مسجد سہلہ

---

[1] یہ عملیق بن رود بن ارم بن سام بن نوح کی اولاد میں سے ایک قوم تھی جو مختلف شہروں میں پھیلی ہوئی تھی۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

میں جا کر نماز پڑھیں! امامؑ نے پوچھا: آیا پھر وہ وہاں نماز پڑھی؟ اس شخص نے عرض کیا کہ نہیں! کوئی کام پڑ گیا اور وہ وہاں نہ جا سکے۔ فرمایا: بخدا اگر (وہاں جا کر اور نماز پڑھ کر) خدا سے ایک سال کی بھی پناہ مانگتے تو یقیناً وہ انہیں پناہ[1] دے دیتا۔ کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ یہی وہ جگہ ہے جہاں جناب ادریسؑ کا گھر تھا اور وہ وہاں کپڑے سیتے تھے۔ یہیں سے جناب ابراہیمؑ یمن کے عمالقہ کے پاس گئے تھے۔ اور یہیں سے جناب داؤدؑ جالوت سے جہاد کرنے کے لئے گئے تھے (اور سب مظفر و منصور ہوئے تھے)۔ اس میں ایک سبز رنگ کا پتھر ہے جس میں ہر نبی کی تمثال مبارک ہے۔ اسی پتھر کے نیچے سے ہر نبی کی طینت لی گئی ہے اور یہی اونٹ سوار کے اونٹ بٹھانے کی جگہ ہے؟ عرض کیا گیا کہ وہ اونٹ سوار کون ہے؟ فرمایا: جناب خضر علیہ السلام۔ (الفروع، الفقیہ)

۴۔ صالح بن ابو الاسود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ کے سامنے مسجد سہلہ کا ذکر کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا کہ جب ہمارے قائم آل محمد علیہ السلام ظہور فرمائیں گے تو اپنے اہل و عیال سمیت یہیں قیام کریں گے۔ (الفروع، التہذیب)

نیز شیخ کلینیؒ فرماتے ہیں کہ مسجد سہلہ کی حد مقام روحاء[2] تک ہے۔

۵۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود علاء بن رزین سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: آیا تو اس مسجد میں نماز پڑھتا ہے جسے تم مسجد سہلہ اور ہم "مسجد زئی" کہتے ہیں؟ عرض کیا: ہاں۔ میں آپؑ پر فدا ہو جاؤں! فرمایا: ضرور وہاں جایا کرو کیونکہ جو مصیبت زدہ آدمی وہاں جاتا ہے خدا اس کی مصیبت دور کر دیتا ہے۔ یا فرمایا: اس کی حاجت پوری کر دیتا ہے (پھر فرمایا) وہاں ایک پتھر ہے جس میں ہر نبی اور ہر وصی کی تمثال موجود ہے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علامؒ فرماتے ہیں: اس سے پہلے (باب ۴۳ و ۴۴ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۵۰

مسجد خیف میں اور بالخصوص اس کے وسط میں بہت نماز پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مسجد خیف میں جو کہ منیٰ والی مسجد ہے نماز پڑھو۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں یہ مسجد اس منارے کے

---

[1] ایک اور روایت میں وارد ہے جو انہی حضرت سے مروی ہے کہ اگر بیس سال کے لئے خدا سے پناہ طلب کرتے تو وہ انہیں دے دیتا۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

[2] آج کل اس نام کا وہاں کوئی مقام نہیں ہے اس سے غرض یہ ہے کہ آج کل جس قدر یہ مسجد ہے پہلے اس سے زیادہ وسیع تھی۔ (الفروع)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

پاس تھی جو وسطِ مسجد میں ہے اور اس کے اوپر (آگے) قریباً تیس ہاتھ تک اور اتنی ہی مقدار اس کی دائیں بائیں اور پچھلی جانب تھی پس اسی (اصلی) مقدار کو تلاش کرو اور ہو سکے تو اپنا مصلیٰ (جائے نماز) یہاں قرار دو تو ضرور ایسا کرو کیونکہ یہاں ایک ہزار نبی نے نماز پڑھی ہے۔ (پھر فرمایا) اس کا نام "خیف" اس لئے رکھا گیا ہے کہ یہ وادی سے بلند ہے اور جو جگہ وادی سے بلند ہو اسے "خیف" کہا جاتا ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ جابر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مسجد خیف میں سات سو نبی نے نماز پڑھی ہے کہ اور رکن و مقام (حجر اسود اور مقام ابراہیمؑ) کے درمیان والا مقام انبیاءؑ کی قبروں سے لبریز ہے اور جناب آدمؑ بھی خدا کے حرم میں ہیں۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس کے بعد (باب ۵۱ میں) بعض ایسی حدیثیں ذکر کی جائیں گی جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۵۱

مسجد خیف میں سو رکعت نماز پڑھنا مستحب ہے اور اصل صومعہ (اصلی عمارت) کے اندر چھ رکعت اور تسبیح (سبحان اللہ) تہلیل (لا الٰہ الا اللہ) اور تحمید (الحمد للہ) سو سو مرتبہ پڑھنا بھی مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابو حمزہ ثمالی سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص بمقام منیٰ وہاں سے نکلنے سے پہلے مسجد خیف میں سو رکعت نماز پڑھے یہ ستر سال کی عبادت کے برابر ہے اور جو شخص وہاں سو مرتبہ تسبیح کرے اس کے لئے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب لکھا جاتا ہے اور جو شخص وہاں ایک سو مرتبہ تہلیل کرے وہ اجر و ثواب میں ایک نفس کو زندہ کرنے کے برابر ہے اور جو شخص وہاں سو مرتبہ تحمید کرے وہ اجر میں عراقین (کوفہ و بصرہ) کے خراج کو راہ خدا میں صرف کرنے کے برابر ہے۔ (الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابو بصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: منیٰ کی مسجد کے اصل صومعہ[1] میں چھ رکعت نماز پڑھو۔ (الفروع، التہذیب)

---

[1] مطلب یہ ہے کہ مسجد کی اس اصلی عمارت کے اندر پڑھے جو وسطی منارہ کے نزدیک ہے۔ (مرآۃ العقول)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۵۲

مسجد الحرام میں زیادہ نمازیں پڑھنا اور اسے دوسری تمام مسجدوں پر ترجیح دینا مستحب مؤکد ہے مگر وہاں یا اس جیسی دیگر مساجد میں جو ایک رکعت پڑھی جائے گی ادا ہو یا قضا اگرچہ اس کا ثواب کئی گنا ہے مگر شمار ایک رکعت ہی ہوگی۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کرکے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوحمزہ ثمالی سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص مسجد الحرام میں نماز پڑھے گا خداوند عالم اس کی برکت سے) اس کی وہ تمام نمازیں قبول کرے گا جو اس نے اپنے اوپر نماز کے واجب ہونے سے لے کر آج تک پڑھی ہیں اور وہ بھی قبول کرے گا جو آج کے بعد اپنی وفات تک پڑھے گا۔ حضرت شیخ نے اسی روایت کو مرسلاً دوسرے الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے اس میں ہے: جو وہاں صرف ایک نماز پڑھے گا تا آخر اور پھر یہ تتمہ بھی ہے کہ وہاں ایک نماز ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔(الفقیہ)

۳۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میری مسجد (نبوی) میں ایک نماز کسی اور جگہ پڑھی گئی ایک ہزار نماز کے برابر ہے۔ سوائے مسجد الحرام کے کہ اس میں ایک نماز میری مسجد میں پڑھی ہوئی ایک ہزار نماز کے برابر ہے۔ (نتیجہ یہ کہ عام جگہ پڑھی ہوئی دس لاکھ نماز کے برابر)۔(ایضاً)

۴۔ ثواب الاعمال کی وہ روایت جو بروایت حسین بن خالد از امام رضا علیہ السلام اور ان کے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے اس میں ہے کہ مسجد الحرام میں پڑھی ہوئی ایک نماز دوسری جگہ پڑھی گئی ایک لاکھ نمازوں سے افضل ہے۔(ثواب الاعمال)

۵۔ موسیٰ بن سلام بیان کرتے ہیں کہ امام رضا علیہ السلام نے عمرہ (مفردہ) ادا کیا جب خانہ کعبہ کو الوداع کہہ کر باب الحناطین کے قریب پہنچے تاکہ وہاں سے باہر نکلیں تو کعبہ کے پس پشت مسجد کے صحن میں کھڑے ہو کر دست دعا بلند کئے اور دعا کی۔ پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: وہ بہترین چیز جو (خدا سے) طلب کی جائے وہ حاجت روائی کی دعا ہے۔ اگر کوئی شخص ساٹھ سال اور کچھ ماہ کسی اور جگہ نماز پڑھتا رہے تو اس سے یہاں ایک نماز پڑھنا افضل ہے اور جب دروازہ کے پاس پہنچے تو کہا: اللّٰھم انی خرجت علی ان لا الٰہ الا انت۔(عیون الاخبار)

۶۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود کاہلی سے روایت کرتے ہیں کہ ہم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپؑ نے فرمایا: جس قدر ہو سکے اس مسجد (الحرام) میں نماز زیادہ پڑھو اور دعا زیادہ مانگو کیونکہ ہر انسان کا رزق تو مقرر ہوتا ہے جسے وہ حاصل کرتا ہے (مگر عمل وعبادت کا ثواب تو انسان کی سعی وکوشش کے مطابق ملے گا)۔(الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں آئندہ مسجد نبوی کے بیان میں ذکر کی جائیں گی اور کچھ اس سے قبل مسجد کوفہ کے ضمن میں بیان ہو چکی ہیں اور کتاب القضا میں ذکر کیا جائے گا کہ مقامات مقدسہ میں پڑھی ہوئی ایک رکعت ایک ہی شمار ہوتی ہے۔(ایسا نہیں ہے کہ یہاں ایک نماز کو لاکھ نماز کا قائم مقام سمجھ کر قضا ترک کر دی جائے)۔

باب ۵۴

نماز گزار کے لئے مقام (ابراہیمؑ) کی طرف پشت کر کے کھڑا ہونا جائز ہے اور مستحب ہے کہ نماز پڑھنے کے لئے سب سے پہلے تو حطیم، اس کے بعد پہلے مقام ابراہیمؑ اور پھر حجر اسود بعد ازاں جو خانہ کعبہ کے قریب ہو اسے اختیار کیا جائے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (امامینؑ میں سے ایک امامؑ) سے سوال کیا کہ ایک شخص مکہ میں اس طرح نماز پڑھتا ہے کہ اس کا منہ تو خانہ کعبہ کی طرف ہے مگر اس کی پشت مقام (ابراہیمؑ) کی طرف ہے تو؟ فرمایا: مسجد الحرام میں جہاں چاہے نماز پڑھ سکتا ہے خواہ مقام (ابراہیمؑ) کے آگے پڑھے یا پیچھے۔ ہاں البتہ افضل یہ ہے کہ "حطیم"[۱] یا حجر اسود یا مقام ابراہیمؑ کے پاس پڑھے اور حطیم دروازہ کے بالمقابل ہے۔(الفروع)

۲۔ حسن بن الجہم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا کہ مسجد الحرام میں وہ افضل ترین مقام کون سا ہے جہاں نماز پڑھی جائے؟ فرمایا: "حطیم" جو کہ حجر اسود اور در کعبہ کے درمیان ہے۔ عرض کیا: اس کے بعد فضیلت میں دوسرا نمبر کس مقام کا ہے؟ فرمایا: مقام ابراہیمؑ! عرض کیا: اس کے بعد تیسرا نمبر کس جگہ کا ہے؟ فرمایا: حجر اسود کے پاس۔ عرض کیا: اس کے بعد چوتھا نمبر کس جگہ کا ہے؟ فرمایا: جو جگہ کعبہ کے قریب ہے۔(ایضاً)

۳۔ ابو بلال مکی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو دیکھا کہ پہلے خانہ کعبہ کا طواف کیا۔ در کعبہ اور حجر اسود کے درمیان (بمقام حطیم) دو رکعت نماز پڑھی۔ میں نے عرض کیا کہ میں نے آپؑ کے خانوادہ میں سے کسی کو پہلے یہاں نماز پڑھتے نہیں دیکھا؟ فرمایا: یہی وہ مقام ہے جہاں جناب آدمؑ کی توبہ قبول ہوئی تھی۔(ایضاً)

(نوٹ) دوسری روایت میں ہے کہ اس سوال و جواب میں آپؑ نے فرمایا کہ یہ حضرت ہارونؑ کے دو بیٹوں شبر و شبیر کی جائے نماز ہے۔(ایضاً)

---

[۱] لغت میں "حطم" کے معنی ٹوٹنے اور بھیڑ کے ہیں اس لئے ایک حدیث میں وارد ہے کہ اس جگہ کو حطیم اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہاں چونکہ لوگوں کی بہت بھیڑ ہوتی ہے اور ایک دوسرے پر ٹوٹتے ہیں۔(تہذیب الاحکام)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۴۔ ابوعبیدہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا پورے حرم کے اندر جہاں بھی نماز پڑھی جائے وہ فضیلت میں برابر ہے؟ فرمایا: اے ابوعبیدہ! جب ساری مسجد الحرام میں نماز پڑھنا یکساں نہیں تو پورے حرم میں کس طرح یکساں ہو سکتی ہے؟ عرض کیا: پھر اس کا کون سا قطعہ افضل ہے؟ فرمایا: در کعبہ اور حجر اسود کے درمیان (بمقام حطیم)۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر ممکن ہو تو اپنی تمام نمازیں فرائض وغیرہ حطیم کے پاس پڑھو جو کہ تمام روئے زمین پر افضل ترین قطعہ ہے اور یہ در کعبہ اور حجر اسود کے درمیان ہے اور یہی وہ جگہ ہے جہاں حضرت آدمؑ کی توبہ قبول ہوئی تھی! اس کے بعد حجر اسود کے پاس نماز پڑھنا افضل ہے۔ بعد ازاں رکن شامی (عراقی) اور در کعبہ کے درمیان اور یہی وہ جگہ ہے جہاں پہلے مقام (ابراہیمؑ) تھا۔ اس کے بعد مقام ابراہیمؑ کے پیچھے ہے جہاں وہ اب موجود ہے۔ (ان سب کے بعد) جس قدر کعبہ کے زیادہ قریب ہوگی اتنی افضل ہوگی۔ (الفقیہ)

۶۔ جناب ابن ادریس حلیؒ بشیر بن بشار سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے امام علی نقی علیہ السلام سے دریافت کیا کہ مکہ میں کس جگہ نماز پڑھنا افضل ہے؟ فرمایا: جہاں پہلے مقام ابراہیمؑ تھا! کیونکہ یہی مقام جناب ابراہیم (خلیلؑ) و جناب اسماعیلؑ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقام ہے۔ (السرائر)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ پہلا مقام ابراہیم "حطیم" کے پاس تھا جیسا کہ کتاب الحج میں بیان کیا جائے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵۴

حجر اسود کے پاس نماز فریضہ پڑھنا مکروہ نہیں ہے اور یہ کہ اس میں خانہ کعبہ کا کوئی جز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یونس بن یعقوب سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں حجر اسود کے پاس نماز پڑھتا تھا مگر ایک شخص نے مجھ سے کہا اس جگہ نماز فریضہ نہ پڑھو کیونکہ حجر اسود خانہ کعبہ میں سے ہے (جس میں نماز نہیں پڑھنی چاہیئے) فرمایا: اس نے جھوٹ بولا ہے جہاں دل چاہے پڑھو۔ (التہذیب)

۲۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا حجر اسود کے مقام میں خانہ کعبہ کا کچھ حصہ ہے؟ فرمایا: نہیں! حتیٰ کہ ناخن کی اس مقدار کے برابر بھی جو کاٹ کے پھینک دیا جاتا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ ابوبلال مکی کی روایت میں وارد ہے کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو دیکھا کہ خانہ کعبہ سے دو ہاتھ کے فاصلہ پر نماز پڑھ رہے تھے۔ (الفروع)

باب ۵۵

مسجد الحرام کے اس حصہ میں بھی نماز پڑھنا مستحب ہے جو بعد میں مسجد میں شامل کیا گیا۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود جمیل بن دراج سے روایت کرتے ہیں کہ ان (امام جعفر صادق علیہ السلام) کی خدمت میں طیار نے عرض کیا جبکہ میں بھی وہاں حاضر تھا کہ مسجد الحرام میں جو اضافہ کیا گیا ہے آیا وہ بھی مسجد میں شامل ہے؟ فرمایا: ہاں! ابھی تک تو یہ لوگ (اس اضافہ کے باوجود) جناب ابراہیم خلیلؑ اور جناب اسماعیلؑ کی حد تک پہنچے ہی نہیں ہیں (جہاں تک انہوں نے بنائی تھی)۔(الفروع)

۲۔ حسن بن نعمان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس اضافہ کے متعلق سوال کیا جو ان لوگوں نے مسجد الحرام میں کیا تھا؟ فرمایا: جناب ابراہیمؑ و اسماعیلؑ نے تو اس کی حد بندی صفا و مروہ کے درمیان تک کی تھی۔(ایضاً)

۳۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جناب ابراہیمؑ نے مکہ کے اندر مقام حزورہ سے لے کر سعی (صفا و مروہ) کے مقام تک مسجد الحرام کی حد بندی کی تھی۔(ایضاً والتہذیب)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود حسین بن نعیم سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مسجد الحرام کے اس حصہ میں نماز پڑھنے کے بارے میں سوال کیا جسے (آنحضرتؐ کے عہد کے بعد) مسجد میں شامل کیا گیا؟ فرمایا: جناب ابراہیمؑ اور جناب اسماعیلؑ نے صفا و مروہ تک مسجد کی حد بندی کی تھی اس لئے لوگ مسجد الحرام سے صفا تک حج کیا کرتے تھے۔(التہذیب)

باب ۵۶

جو شخص کسی مسجد یا شہر یا اور کسی ایسی (عمومی) جگہ پر پہلے پہنچ کر قابض ہو جائے وہ ایک شب و روز تک وہاں نماز پڑھنے کا سب سے زیادہ حقدار ہے اگرچہ وضو کرنے کے لئے وقتی طور پر باہر بھی نکل جائے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود محمد بن اسماعیل سے اور وہ بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم مدینہ یا حیرہ یا کسی اور ایسی جگہ پر ہوتے ہیں جہاں (نماز پڑھنے یا عبادت کرنے میں) فضیلت کی امید کی جاتی ہے تو کوئی شخص اپنی جگہ چھوڑ کر وضو کرنے باہر جاتا ہے اور اس اثناء میں کوئی دوسرا شخص آ کر اس کی جگہ پر قبضہ کر لیتا ہے تو؟ فرمایا: جو شخص کسی (ایسی) جگہ پر پہلے قبضہ کرے وہ ایک شب و روز تک سب سے زیادہ حقدار ہے۔(الفروع)

۲۔ طلحہ بن زید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے مسلمانوں کا بازار بھی ان کی مسجد کی مانند ہے پس جو شخص پہلے پہنچ کر کسی جگہ پر قابض ہو جائے وہ شام تک دوسرے سے اس کا زیادہ حقدار ہے اسی بناء پر آنجنابؑ بازار کے مکانوں (اور دکانوں) کا کرایہ وصول نہیں کرتے تھے۔ (ایضاً و التہذیب، الفقیہ)

باب ۵۷

مسجد نبوی میں بہت زیادہ نماز پڑھنا بالخصوص قبر مبارک اور منبر کے درمیان اور علیؑ و فاطمہؑ کے گھر میں اور مسجد الحرام کے سوا باقی تمام مساجد پر اسے ترجیح دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چودہ حدیثیں ہیں جن میں سے سات مکررات کو قلمزد کرکے باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن وہب سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ میری (قبر) اور میرے منبر کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے؟ فرمایا: ہاں! اور فرمایا: علیؑ و فاطمہؑ کا گھر آنحضرتؐ کے گھر (جس میں آپؐ دفن ہوئے) اور اس دروازہ کے درمیان ہے جو شیخ کی جانب زقاق کے بالمقابل ہے۔ (پھر) فرمایا: پس اگر تم اس دروازہ سے داخل ہو اور دیوار اپنی جگہ موجود ہو تو وہ تمہارے بائیں کاندھے کی طرف ہوگی پھر آنجنابؑ نے کئی مقامات کا نام لیا اور فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری مسجد میں ایک نماز دوسری جگہ ایک ہزار نماز کے برابر ہے ماسواء مسجد الحرام کے کہ وہ (میری مسجد سے) افضل ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ ہارون بن خارجہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مسجد نبویؐ میں ایک نماز (دوسری جگہ پڑھی ہوئی) دس ہزار نمازوں کے برابر ہے۔ (الفروع و کامل الزیارات)

۳۔ جمیل بن دراج بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میرے منبر اور میرے گھر کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر جنت کے ٹیلوں میں سے ایک ٹیلہ پر واقع ہے اور میری مسجد میں نماز پڑھنا دوسری مساجد میں دس ہزار نمازوں کے برابر ہے ماسوائے مسجد الحرام کے (کہ وہ افضل ہے)۔ جمیل بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: آیا پیغمبرؐ کا گھر اور علیؑ (و فاطمہؑ) کا گھر بھی اس (مسجد نبوی) میں داخل ہیں؟ فرمایا: ہاں بلکہ افضل ہیں۔ (الفروع، التہذیب)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں کہ ابن ابی یعفور نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ میں وہاں (مسجد نبوی میں) کس قدر نماز پڑھوں؟ فرمایا: زوال آفتاب کے وقت آٹھ رکعت پڑھو۔ کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس مسجد میں ایک نماز دوسری مسجدوں میں پڑھی ہوئی ایک ہزار

نماز کے برابر ہے سوائے مسجد الحرام کے کہ اس میں ایک نماز میری مسجد کی ایک ہزار نماز سے افضل ہے۔

(التہذیب وکامل الزیارات)

۵۔ عمار بن موسیٰ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا مدینہ شہر میں نماز پڑھنا بھی مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کی مانند ہے؟ فرمایا: نہیں! مسجد نبوی میں تو ایک ہزار نمازوں کے برابر ہے مگر مدینہ شہر میں نماز پڑھنا عام شہروں میں نماز پڑھنے کی مانند ہے۔ (ایضاً)

۶۔ جناب ابن قولویہ باسناد خود مرازم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مسجد مدینہ میں ایک نماز پڑھنا دوسری مسجدوں میں ایک ہزار نمازیں پڑھنے سے افضل ہے (یعنی مسجد الحرام کے سوا)۔ (کامل الزیارات)

۷۔ شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود دعبل خزاعی کے بھائی علی بن علی سے اور وہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: چار چیزیں دنیا میں جنت کے قصور ومحلات میں سے ہیں (۱) مسجد الحرام۔ (۲) مسجد نبوی۔ (۳) مسجد بیت المقدس (مسجد الاقصیٰ) (۴) اور مسجد کوفہ۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴۴ اور اس سے پہلے باب ۲۶ از مکان مصلی میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۶۳ و ۶۴ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵۸

مسجد نبویؐ کی حد کیا ہے؟

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ان (امامینؑ میں سے ایک امامؑ) سے سوال کیا کہ مسجد نبوی کی حد کیا ہے؟ فرمایا: اس ستون سے لے کر جو قبر مبارک کی جانب سر ہے ان دو ستونوں تک جو منبر کے پیچھے قبلہ کی دائیں جانب ہیں۔ فرمایا: (پہلے) منبر کے پیچھے چھوٹا سا ایک راستہ تھا جس سے بکری (بآسانی) اور آدمی ذرا مڑ کر گزر سکتا تھا اور مسجد کی ڈیوڑھی کے صحن تک پتھر کے چوکوں کا فرش تھا۔ (الفروع)

۲۔ عبدالاعلیٰ مولی السام بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ مسجد نبوی کا طول کس قدر تھا؟ فرمایا: تین ہزار چھ سو ہاتھ مکسر[1]۔ (ایضاً والتہذیب والفقیہ)

۳۔ ابوبصیر مرادی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: روضہ (رسولؐ) کی حد سایہ کے کنارے تک ہے

---

[1] مکسر ہاتھ سے ہاتھ چھ مٹھی کا ہاتھ ہے جبکہ مکمل ہاتھ سات مٹھی کا ہوتا ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

اور مسجد نبوی کی حد ان دوستونوں تک ہے جو منبر کے دائیں جانب ہیں اور اس راستہ سے متصل ہے جو سوق اللیل سے ملا ہوا ہے۔ (الفروع، التہذیب)

باب ۵۹

نماز پڑھنے کے سلسلہ میں روضہ مبارکہ کی نسبت علیؑ و بتولؑ کے گھر کو ترجیح دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یونس بن یعقوب سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا بتولؑ کے گھر میں نماز پڑھنا افضل ہے یا روضہ رسولؐ میں؟ فرمایا: بتولؑ کے گھر!

(الفروع، التہذیب)

۲۔ جمیل بن دراج بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا بتولؑ کے گھر میں نماز پڑھنا بھی روضہ رسولؐ میں نماز پڑھنے کی مانند ہے؟ فرمایا: بلکہ افضل ہے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۵۷ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (ج ۵ باب ۷،۸ از المزار میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶۰

مدینہ منورہ کی مسجدوں میں بالخصوص مسجد قبا میں نماز پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تمام مشاہد (و مساجد) میں جانا ترک نہ کرو جیسے مسجد قبا کیونکہ یہ وہ مسجد ہے جس کا سنگ بنیاد پہلے دن سے ہی تقویٰ پر رکھا گیا ہے۔ مشربہ اُم ابراہیم، مسجد فضیخ، شہداء (احد) کی قبور اور مسجد الاحزاب جو کہ مسجد فتح ہے۔ (الفروع)

۲۔ حلبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ وہ مسجد کون سی ہے جس کے متعلق قرآن میں مذکور ہے کہ اس کا سنگ بنیاد پہلے دن سے تقویٰ و پرہیز گاری پر رکھا گیا ہے؟ فرمایا: وہ مسجد قبا ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث نقل کرتے ہیں فرمایا: جو شخص میری مسجد یعنی مسجد قبا میں آئے اور وہاں دو رکعت نماز پڑھے وہ عمرہ کے (ثواب کے) ساتھ واپس لوٹے گا۔ (الفقیہ)

۴۔ شیخ صدوق علیہ الرحمہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد قبا میں تشریف لے جاتے تھے اور اذان و اقامت کہہ کر وہاں نماز پڑھا کرتے تھے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد کتاب الحج (ج ۵ باب ۱۲، از مزار) میں اس قسم کی بعض اور حدیثیں ذکر کی جائیں گی۔

باب ۶۱

مسجد الغدیر میں بالخصوص اس کی بائیں جانب میں نماز پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حسان جمال سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو مدینہ سے مکہ تک (اونٹ پر) سوار کر کے لے گیا۔ جب ہم مسجد الغدیر پر پہنچے تو حضرتؑ نے مسجد کی بائیں جانب نگاہ کر کے فرمایا: یہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم والا مقام ہے جہاں آپؐ نے کھڑے ہو کر فرمایا تھا: من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللّٰھم وال من والاہ و عاد من عاداہ۔ الحدیث۔ (التہذیب، الفقیہ، الفروع)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن الحجاج سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سفر کی حالت میں غدیر خم کی مسجد میں نماز پڑھنے کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: اس میں نماز پڑھو کیونکہ اس میں بڑی فضیلت ہے۔ میرے والد (امام جعفر صادق علیہ السلام) اس کا حکم دیا کرتے تھے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: غدیر خم کی مسجد میں نماز پڑھنا مستحب ہے۔ کیونکہ اس جگہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امیر علیہ السلام کو (خلافت و امامت کے لئے) کھڑا کر کے (اعلان) کیا تھا اور یہی وہ جگہ ہے جہاں خدا نے حق و حقیقت کا اظہار کیا تھا۔ (الفقیہ، الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد بھی اس قسم کی بعض حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶۲

مسجد براثا میں نماز پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام نے خارجیوں کے ساتھ جنگ سے واپسی میں یہاں نماز پڑھی جبکہ ہم قریباً ایک لاکھ آدمی تھے اس وقت ایک نصرانی اپنے صومعہ سے باہر نکلا اور کہا: اس لشکر کا سربراہ کون ہے؟ ہم نے (حضرت امیرؑ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) کہا: یہ ہیں! نصرانی آپؑ کی طرف متوجہ ہوا اور سلام کرنے کے بعد عرض کیا: میرے آقا! آیا آپ نبیؐ ہیں؟ فرمایا: نہیں۔ نبی تو میرے آقا تھے جو وفات پا گئے! کہا تو پھر آپ نبیؐ کے وصی ہیں؟ فرمایا: ہاں! پھر جناب امیر علیہ السلام نے اس سے کہا: بیٹھ جا۔ (جب وہ بیٹھ گیا تو) آپؑ نے اس سے فرمایا: تو نے یہ سوال کس لئے کیا ہے؟ کہا: یہ صومعہ (عبادت گاہ) اسی براثا کی وجہ سے یہاں تعمیر کیا گیا ہے اور میں نے

آسمانی کتابوں میں پڑھا ہے کہ اس قدر جمعیت کے ساتھ یہاں نماز نہیں پڑھے گا مگر نبی یا نبی کا بھی! اور میں اسلام لانے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ چنانچہ وہ اسلام لایا اور پھر ہمارے ساتھ کوفہ آیا۔ جناب امیر علیہ السلام نے اس سے پوچھا: یہاں اور کس کس نے نماز پڑھی ہے؟ کہا: جناب عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی مادر گرامی نے! تب حضرت امیر علیہ السلام نے اس سے فرمایا: آیا میں تجھے بتاؤں کہ اور کس نے پڑھی ہے؟ اس نے عرض کیا: ہاں! فرمایا: جناب ابراہیم خلیل علیہ السلام نے۔

(الفقیہ، التہذیب)

باب ۶۳

مسجد الحرام اور مسجد نبویؐ کے درمیان اور دونوں حرموں میں نماز پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حسن بن علی الوشاء سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا مسجد الحرام اور مسجد نبویؐ میں نماز پڑھنا برابر ہے؟ فرمایا: ہاں (پھر فرمایا) اور ان کے درمیان (ایک) نماز پڑھنا ایک ہزار نماز کے برابر ہے۔ (التہذیب وثواب الاعمال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہاں (مسجد الحرام اور مسجد نبوی میں نماز کے) برابر ہونے سے یا تو اصل فضیلت میں برابری مراد ہے نہ کہ اس کی مقدار میں (جو کہ یقیناً مسجد الحرام کی زیادہ ہے) یا اس بات میں برابری مقصود ہے کہ بہ نسبت باقی مساجد کے یہ دونوں مسجدیں افضل ہیں۔

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے حدیث اربعمأۃ میں فرمایا: دونوں حرموں (حرم خدا و حرم مصطفیٰؐ) میں (ایک) رکعت پڑھنا (دوسری جگہ) ہزار رکعت نماز پڑھنے کے برابر ہے اور حج میں ایک درہم خرچ کرنا دوسری جگہ ہزار درہم خرچ کرنے کے برابر ہے۔ (الخصال)

باب ۶۴

بیت المقدس (کی مسجد اقصیٰ) میں نماز پڑھنا مستحب ہے اور بڑی مسجد کو قبیلہ کی مسجد پر اور قبیلہ کی مسجد کو بازار کی مسجد پر ترجیح دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوحمزہ ثمالی سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: چار مساجد یعنی مسجد الحرام، مسجد نبوی، مسجد بیت المقدس (مسجد اقصیٰ) اور مسجد کوفہ ایسی ہیں کہ اے ابوحمزہ! ان میں ایک نماز فریضہ کا پڑھنا کا ایک حج کے برابر اور ایک نافلہ پڑھنا ایک عمرہ کے برابر ہے۔ (الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادخود سکونی سے، وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آب وجدؑ کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بیت المقدس (یعنی اسی مسجد میں) ایک نماز پڑھنا ایک ہزار نماز کے برابر ہے اور (اپنے علاقہ کی) بڑی مسجد میں ایک نماز پڑھنا سو نماز کے برابر، قبیلہ کی مسجد میں ایک نماز پڑھنا پچیس نمازوں کے برابر اور بازار کی مسجد میں ایک نماز پڑھنا بارہ نمازوں کے برابر ہے جبکہ آدمی کا گھر میں ایک نماز پڑھنا ایک نماز ہی شمار ہوتی ہے۔ (التہذیب، الفقیہ، ثواب الاعمال، المحاسن، الامالی للشیخ الطوسی)

باب ۶۵

مسجد کی اس گیلی مٹی سے لیپاپوچی کرنا جس میں بوسہ یا سرگین ہو یا اس چونا سے گچ کرنا جس کے جلانے میں براز استعمال کیا گیا ہو جائز ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ وہ گارا جس میں بھوسہ شامل ہو آیا اس سے مسجد کو یا اس گھر کو لیپنا جائز ہے جس میں نماز پڑھی جاتی ہو؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ (الفقیہ، قرب الاسناد)

۲۔ انہی جنابؑ سے سوال کیا گیا کہ ایک مکان کو اس چونا سے گچ کیا گیا جسے جلانے کے لئے براز استعمال کیا گیا تھا آیا اس میں نماز پڑھی جا سکتی ہے؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ پھر پوچھا گیا: آیا ایسے گچ سے مسجد کو چونا گچ کیا جا سکتا ہے؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ (الفقیہ، قرب الاسناد، بحار الانوار)

۳۔ علی بن جعفرؑ اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کرتے ہیں کہ آیا مسجد کو یا اس گھر کو جس میں نماز پڑھی جاتی ہو اس مٹی سے لیپا جا سکتا ہے جس میں سرگین ڈالی گئی ہو؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ آخری حکم پر دلالت کرنے والی بعض حدیثیں "ما یصح علیہ السجود" کے باب ۱۰ میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶۶

مسجدوں پر وقف کرنے کا حکم؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ آیا مسجدوں پر وقف کرنا جائز ہے؟ فرمایا: جائز نہیں ہے کیونکہ مجوسیوں نے اپنے آتش کدوں پر وقف کیا تھا۔ (الفقیہ)

۲۔ ابو الصحاری بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: ایک شخص نے ایک گھر خریدا، اسے تعمیر کیا پھر کچھ مدت تک وہ خالی پڑا رہا، پھر اس نے اسے غلہ کا گودام بنا دیا۔ آیا اسے مسجد پر وقف کر سکتا ہے؟ فرمایا:

مجوسیوں نے اپنے آتش کدوں پر وقف کیا تھا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں یہ چیز اپنے مقام پر (کتاب الوقف میں) بیان کی جائے گی کہ وقف کرنا اور صدقہ جاریہ دینا مستحب ہے اور یہ دو حدیثیں بھی اس کے ممنوع ہونے میں صریح نہیں ہیں۔ بعض نسخوں میں صرف "لا" (جس کا معنی نہیں ہے) موجود ہے اور بعض میں نہیں ہے اور بنا برین کہ اگر موجود ہو تو مطلب یہ ہوگا یا اس مسجد پر وقف کرنا اس لئے صحیح نہیں ہے کہ اس میں مالک بننے کی صلاحیت نہیں ہے بلکہ وقف مسلمانوں پر کیا جائے گا جو اسے مساجد کی آبادی پر صرف کریں گے اور شہید وعلامہ نے اس ممنوع وقف کو اس وقف پر محمول کیا ہے جو محض مسجد کی زیب و زینت اور سونا کاری کے لئے کیا جائے اور بعض فقہاء نے اسے قربانی سمجھ کر کرنے یا اولاد پر وقف کرنے پر کہ وہ مسجد کی خدمت کریں پر محمول کیا ہے جیسا کہ سابقہ شرائع میں تھا[1]۔ واللہ العالم۔

باب ۶۷

مسجدوں کو راستہ اور گزرگاہ بنانا مکروہ ہے مگر یہ کہ ہر بار دو رکعت (تحیہ مسجد) ادا کرے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حدیث مناہی میں فرمایا: مسجدوں کو راستہ نہ بناؤ جب تک دو رکعت نہ پڑھ لو۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۴۲ اور اس سے پہلے ج ا باب ۵ و ۱۷ از جنابت اور باب ۳۵ از حیض میں) یہ بات گزر چکی ہے کہ دو رکعت تحیہ مسجد مستحب ہے اور یہ کہ مسجد سے گزرنا حتی کہ جنابت و حیض اور استحاضہ اور نفاس میں بھی گزرنا جائز ہے (ہاں ٹھہرنا حرام ہے)۔

باب ۶۸

مسجد میں عام لوگوں سے پہلے جانا مستحب ہے اور نکلتے وقت عام لوگوں سے بعد میں نکلنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک اعرابی (بدو) حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سوال کیا کہ تمام زمین میں سے بدتر قطعہ کون سا ہے اور افضل ترین قطعہ کون سا ہے؟ فرمایا: تمام روئے زمین میں سے بدترین قطعہ بازار ہیں اور بہترین قطعہ مسجدیں ہیں اور سب لوگوں سے خدا کو

---

[1] فاضل کاشانی نے الوافی میں اس کی یہ تاویل کی ہے کہ اگر مسجد کو اپنی اصلی اسلامی سادگی پر قائم رکھا جائے تو اسے وقف کی احتیاج ہی باقی نہیں رہتی۔ یہ مساجد کی ضروریات اس لئے بڑھی ہیں کہ وہ اپنی اصلی سادگی کو کھو بیٹھی ہیں۔ الغرض مساجد کے مصالح عامہ یعنی ان کی تعمیر، روشنی، صفائی اور اقامہ جمعہ و جماعت کی نیت سے وقف جائز ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

زیادہ محبوب وہ بندہ ہے جو مسجدوں میں آئے سب سے پہلے اور نکلے سب سے آخر۔ (الفقیہ، معانی الاخبار)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود جابر (جعفی) سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبرئیل سے کہا: اے جبرئیل! کون سا قطعہ زمین خدا کو سب سے زیادہ پیارا ہے؟ کہا: مسجدیں اور مسجد والوں میں سے وہ سب سے زیادہ خدا کو پیارا ہے جو مسجد میں داخل ہو تو سب سے پہلے اور نکلے تو سب سے آخر۔ (الفروع، امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

باب ۶۹

نوافل کو گھر میں پڑھنا، گھر میں جائے نماز بنانا اور نوافل کو پوشیدہ رکھنا نہ کہ فرائض کو مستحب ہے نیز تنہائی کی عبادت کے وقت بچے کو ساتھ رکھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود فضیل بن یسار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: وہ گھر جن میں رات کے وقت نماز پڑھی جائے اور قرآن کی تلاوت کی جائے۔ وہ اہل آسمان کے لئے اس طرح چمکتے ہیں جس طرح آسمان کے تارے اہل زمین کے لئے چمکتے ہیں۔ (الفقیہ، ثواب الاعمال، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حریز سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اپنے گھر میں مسجد (جائے نماز) بناؤ۔ (الفروع)

۳۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود عبداللہ بن بکیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے اپنے گھر میں ایک کمرہ مخصوص کیا ہوا تھا جو نہ بہت بڑا تھا اور نہ بہت چھوٹا۔ پس جب آخر شب میں نماز شب پڑھنے کا ارادہ فرماتے تھے تو کسی بچے کو ہمراہ لے لیتے تھے جو ان سے ڈرتا نہیں تھا اور اس کمرہ میں چلے جاتے اور وہاں جا کر نماز پڑھتے تھے۔ (قرب الاسناد، کذا فی المحاسن)

۴۔ بروایت حلبی امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام کے اس مخصوص کمرہ میں ایک چٹائی تھی، ایک تلوار اور ایک قرآن۔ آپؑ اس کمرے میں نماز پڑھتے تھے۔ (المحاسن)

۵۔ نیز جناب برقی باسناد خود مسمع سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھے لکھا کہ میں تمہارے لئے یہ بات پسند کرتا ہوں کہ اپنے مکان کے بعض کمروں میں ایک مسجد (مخصوص جائے نماز) بناؤ۔ پھر (بوقت نماز) دو پرانے اور موٹے کپڑے پہن کر خدا سے درخواست کرو کہ وہ تمہیں آتش جہنم سے آزاد کرے اور جنت میں داخل کرے۔ وہاں کوئی کلمہ باطل اور کوئی کلمہ بغاوت نہ کہو۔ (ایضاً)

۶۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود جناب ابوذرؓ سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ

آنحضرتؐ نے ان کو وصیت کرتے ہوئے مسجد الحرام یا مسجد نبویؐ میں نماز پڑھنے کی فضیلت بیان کرنے کے بعد فرمایا: ان سب سے افضل یہ ہے کہ آدمی اپنے گھر میں وہاں نماز پڑھے جہاں اسے اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہ دیکھے اور خدا کی خوشنودی کے سوا اس کا اور کوئی مقصد نہ ہو۔ اے ابوذرؓ! تم جب تک نماز میں مشغول ہو تو گویا تم بادشاہ کا دروازہ کھٹکھٹا رہے ہو اور جو شخص بادشاہ کا زیادہ دروازہ کھٹکھٹائے بلا آخر اس کے لئے دروازہ کھول ہی دیا جاتا ہے۔ اے ابوذرؓ! جو مومن نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے اس پر آسمان تک نیکیوں کی بارش ہوتی ہے اور اس کے ساتھ ایک فرشتہ مقرر کر دیا جاتا ہے جو بآواز بلند کہتا ہے: اے فرزند آدمؑ! اگر تجھے یہ معلوم ہوتا کہ تیرے لئے نماز میں کیا اجر و ثواب ہے اور تو کس ذات سے مناجات کر رہا ہے تو تو نہ تھکتا اور نہ ہی ادھر اُدھر متوجہ ہوتا۔ اے ابوذر! نماز نافلہ تنہائی میں پڑھنا اعلانیہ پڑھنے پر وہی فضیلت رکھتی ہے جو نماز فریضہ کو نافلہ پر حاصل ہے۔ اے ابوذرؓ! بندہ پوشیدہ سجدہ سے بہتر کسی چیز سے خدا کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ اے ابوذرؓ! اللہ کا مخفی طریقہ پر ذکر کرو۔ اے ابوذرؓ! خداوند عالم تین شخصوں پر بزم ملائکہ میں فخر و ناز کرتا ہے ایک اس شخص پر جو لق و دق زمین پر صبح کرے پس تنہا اذان و اقامت کہے پھر نماز پڑھے۔ تو اس وقت تمہارا پروردگار ملائکہ سے کہتا ہے: میرے بندے کو دیکھو جو اس حالت میں نماز پڑھتا ہے کہ میرے سوا اسے کوئی نہیں دیکھ رہا۔ پس ستر ہزار ملائکہ اترتے ہیں اور اس کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں اور دوسرے دن تک اس کے لئے طلب مغفرت کرتے ہیں۔ دوسرا وہ شخص ہے جو رات کے وقت اٹھے اور تنہا نماز (شب) پڑھے اور سجدہ کرتے ہوئے سو جائے۔ اس وقت خدا فرماتا ہے: اے فرشتو! میرے بندہ کو دیکھو اس کی روح میرے پاس ہے اور اس کا جسم میری اطاعت میں سجدہ کناں ہے۔ تیسرا وہ شخص ہے جو چند آدمیوں کے ساتھ جہاد کر رہا ہو اور اس کے سب ساتھی میدان جنگ سے بھاگ جائیں مگر وہ ثابت قدم رہے اور برابر جہاد کرتا رہے یہاں تک کہ شہید ہو جائے۔ (امالی شیخ صدوق)

۷۔ جناب شیخ ورّامؒ مرسلاً حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص خلوص نیت کے ساتھ خلوت میں دو رکعت نماز پڑھے اور خدا کی خوشنودی کے سوا اس کا کوئی مدعا نہ ہو تو وہ نماز اس کے لئے جہنم سے نجات کا پروانہ بن جاتی ہے۔ (مجموعہ شیخ ورّامؒ)

باب ۷۰

مسجدوں کی تعظیم و تکریم واجب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ مسجدوں کی تعظیم کی علت کیا ہے؟ فرمایا: مسجدوں کی تعظیم و تکریم کا اس لئے حکم دیا گیا ہے کہ وہ زمین پر خدا کے گھر ہیں۔ (علل الشرائع)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے گزر چکی ہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

مساکن کے احکام کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل انتیس باب ہیں)

باب ۱

مکان وسیع بنانا اور خادم زیادہ رکھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے چھ مکررات کو قلمزد کر کے باقی سات کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ محمد بن یعقوب کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن الحکم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مکان کا وسیع ہونا (ایک مسلمان کی) سعادت مندی ہے۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ مطرف مولیٰ معن حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تین چیزیں ایسی ہیں جن میں مؤمن کی راحت و آرام ہے (۱) ایسا وسیع مکان جو اس کی قابل ستر چیزوں اور اس کی بدحالی کو لوگوں کی نظروں سے چھپائے۔ (۲) نیکوکار (اور وفادار) بیوی، جو دنیا و آخرت کے کاموں میں اس کی معاونت کرے۔ (۳) وہ بیٹی یا بہن جس کو گھر سے رخصت کرے، موت کی وجہ سے یا شادی کے سبب سے۔ (الفروع، الخصال، المحاسن)

۳۔ بشیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ زندگانی دنیا کا لطف مکان کی وسعت میں ہے اور فضیلت خادموں کے رکھنے میں ہیں۔ (الفروع، المحاسن)

۴۔ سعید کئی آدمیوں سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ زندگی دنیا کی عیش و راحت کس چیز میں ہے؟ فرمایا: مکان کی وسعت اور دوستوں کی کثرت میں ہے۔ (ایضاً)

۵۔ ایک انصاری شخص نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں شکایت کی کہ ہر چہار طرف سے وہ لوگوں کے گھروں میں گھر گیا ہے۔ آنحضرتؐ نے اسے حکم دیا کہ جس قدر ہو سکتا ہے بآواز بلند خدا سے سوال کر کہ وہ تجھے وسیع و عریض مکان عطا فرمائے۔ (ایضاً)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود انس بن محمد سے اور وہ اپنے باپ (محمد) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امیر علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: یا علیؑ! عیش و عشرت تین چیزوں میں ہے (۱) وسیع مکان میں۔ (۲) خوبصورت کنیز میں۔ (۳) تیلی کروا لے گھوڑے میں۔ (الفقیہ)

۷۔ نافع بن عبدالحارث حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک مسلمان مرد کے لئے یہ سعادت ہے کہ اس کا مکان کشادہ ہو، پڑوسی اچھا ہو اور سواری اعلیٰ ہو۔ (الخصال)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس کے بعد (باب ۲ میں) اس موضوع کی متعلقہ بعض حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

مکان کا تنگ ہونا مکروہ ہے اور تنگ مکان سے نقل مکانی کرنا مستحب ہے اگرچہ وہ مکان اس کے باپ نے بنایا ہو۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معمر بن خلاد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے ایک (کشادہ) مکان خریدا اور اپنے غلام کو حکم دیا کہ اس کی طرف منتقل ہو جا کیونکہ تمہارا مکان تنگ ہے۔ اس (غلام) نے عرض کیا کہ یہ مکان میرے والد نے بنایا تھا! امامؑ نے فرمایا: اگر تمہارا باپ احمق ہو تو کیا تم بھی احمق ہی ہو گے۔ (الفروع)

۲۔ علی بن مغیرہ امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مکان کا تنگ ہونا زندگی کی بدبختی میں سے ہے۔ (الفروع، المحاسن)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن ابراہیم سے اور وہ اپنے والد (ابراہیم) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نحوست تین چیزوں میں ہے (۱) سواری میں۔ (۲) عورت میں۔ (۳) اور گھر میں! (پھر اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا) (۱) عورت کی نحوست یہ ہے کہ اس کا حق مہر زیادہ اور ولادت مشکل ہو۔ (۲) سواری (گھوڑے) کی نحوست یہ ہے کہ بدخلق اور عوارض میں مبتلا ہو۔ (۳) اور مکان کی نحوست یہ ہے کہ وہ تنگ ہو اور اس کے پڑوسی خبیث ہوں۔ (معانی الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (ج ۷ باب المہر وغیرہ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳

گھروں میں ذی روح (جاندار) کی تصویروں کے نقش و نگار بنانا ناجائز ہے اور غیر جاندار کی تصویریں بنانا مکروہ ہے اور ان سے کھیلنا بہر حال جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل سترہ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کرکے باقی بارہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جبرئیلؑ میرے پاس آئے اور کہا: یا محمدؐ! آپ کا پروردگار آپ کو سلام کہتا ہے اور گھروں کی "تزویق" سے منع کرتا ہے۔ ابوبصیر کہتے ہیں میں نے عرض کیا: "تزویق" کیا ہے؟ فرمایا: تصویریں بنانا۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ ابن ابی عمیر ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی (جاندار) کی تصویر بنائے گا اسے قیامت کے دن تکلیف دی جائے گی کہ اس میں روح ڈالے[1]۔ (ایضاً)

۳۔ مثنی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام گھروں میں تصویریں (بنانے یا رکھنے) کو ناپسند کرتے تھے۔ (ایضاً)

۴۔ ابوالعباس حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ارشاد خداوندی یعملون له ما یشاء من محاریب و تماثیل۔ (کہ جناب سلیمان جو کچھ چاہتے تھے جنات ان کے لئے محرابیں اور تصویریں بناتے تھے) کے متعلق فرمایا: بخدا وہ مردوں اور عورتوں کی تصویریں نہیں تھیں بلکہ وہ درختوں یا ان جیسی (بے جان) چیزوں کی تصویریں تھیں۔ (ایضاً)

۵۔ حسین بن منذر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تین شخص ایسے ہیں جن کو قیامت کے دن عذاب وعتاب کیا جائے گا۔ (۱) ایک وہ شخص ہے جو خواب کے متعلق جھوٹ بولے اسے تکلیف دی جائے گی کہ وہ جو دو دانوں میں گرہ دے مگر وہ گرہ نہیں دے سکے گا (لہٰذا اسے عذاب کیا جائے گا)۔ (۲) جو شخص (جاندار) کی تصویریں بنائے اسے تکلیف دی جائے گی کہ وہ ان میں روح ڈالے (اور وہ جب نہیں ڈال سکے گا تو اسے عتاب کیا جائے گا)[2]۔ (ایضاً)

۶۔ ابن القداح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے (اونچی قبریں) گرانے اور تصویریں توڑنے کے لئے بھیجا۔ (ایضاً)

۷۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود جراح المدائنی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: قبروں پر عمارتیں نہ بناؤ اور مکانوں کی چھتوں پر تصویریں نہ بناؤ۔ کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے ناپسند کیا ہے۔ (التہذیب والمحاسن)

۸۔ جناب برقی باسناد خود اصبغ بن نباتہ سے اور وہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص قبر کی تجدید کرے یا کسی (جاندار کی) تصویر بنائے وہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ (المحاسن، الفقیہ، التہذیب)

۹۔ سعد بن ظریف حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں آپؑ نے آیت مبارکہ "ان الذین یؤذون اللہ و

---

[1] بعض روایات میں وارد ہے کہ جب وہ اس میں روح نہیں ڈال سکے گا تو اسے عذاب میں مبتلا کیا جائے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

[2] اس حدیث کا تتمہ یہ ہے اور تیسرا وہ شخص ہے جو کسی گروہ کے درمیان بیٹھ کر ان کی باتیں سنے جبکہ وہ اسے ناپسند کرتے ہوں اس کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا۔ (المحاسن)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

ورسولہ "(کہ جو لوگ خدا اور رسول کو اذیت پہنچاتے ہیں) کی تفسیر میں فرمایا: ان سے مراد مصور (تصویر ساز) ہیں جن کو قیامت کے دن تکلیف دی جائے گی کہ وہ ان میں روح ڈالیں۔ (المحاسن)

۱۰۔ حاتم بن اسماعیل حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام گھروں میں تصویر رکھنے کو ناپسند کرتے تھے۔ (ایضاً)

۱۱۔ جناب علی بن جعفر اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے والد (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے تصویروں کے متعلق سوال کیا۔ انہوں نے فرمایا: ان سے کھیلنا ٹھیک نہیں ہے۔ (ایضاً)

۱۲۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے درخت، سورج اور چاند کی تصویروں کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: جب تک کسی جاندار کی نہ ہوں اس وقت تک کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴۵ از لباس مصلی و باب ۳۲ از مکان مصلی میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴ اور ج ۶ باب ۹۴ از تجارت میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴

ان تصویروں کو باقی رکھنا جائز ہے جو پاؤں کے نیچے روندی جاتی ہوں یا جن کو بدل دیا جائے یا ڈھانپ دیا جائے یا عورتوں کے لئے ہوں۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن مغیرہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ ایک کہنے والے نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص ایسے فرش پر بیٹھتا ہے جس پر تصویریں بنی ہوئی ہیں؟ فرمایا: عجمی لوگ تو ان کی تعظیم کرتے ہیں مگر ہم ان کی اہانت کرتے ہیں۔ (الفروع)

۲۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے تکیہ اور فرش جن پر تصویریں بنی ہوئی ہوں کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: اگر گھر میں ہوں تو کوئی حرج نہیں ہے۔ عرض کیا: تصویریں؟ فرمایا: جن کو پاؤں کے نیچے روندا جائے ان میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۳۔ زرارہ بن اعین حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو تصویریں گھر میں ہوں اگر ان کے سر توڑ دیئے جائیں اور دھڑ چھوڑ دیئے جائیں تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع، المحاسن)

۴۔ جعفر بن بشیر بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے پاس ایسے تکیے اور انماط تھے جن پر (غیر ذی روح) کی تصویریں بنی ہوئی تھیں اور آپ ان پر بیٹھتے تھے۔ (الفروع)

۵۔ عبداللہ بن یحییٰ الکندی (اپنے والد یحییٰ کندی) سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جبرئیل کا بیان ہے کہ ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کوئی ایسی تصویر ہو جو روندی نہ جاتی ہو۔ (ایضاً)

۶۔ احمد بن محمد البرقیؒ باسنادِ خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے آپؑ کی خدمت میں عرض کیا: رحمک اللہ! یہ کون سی تصویریں ہیں جو میں آپؑ کے گھروں میں دیکھ رہا ہوں؟ فرمایا: یہ عورتوں کے لئے ہیں پھر فرمایا: یہ عورتوں کے کمرے ہیں۔ (المحاسن)

۷۔ جناب شیخ حسن بن الفضل الطبرسی باسنادِ خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میں بسا اوقات نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہوتا ہوں اور میرے سامنے ایک ایسا تکیہ ہوتا ہے جس پر تصویریں ہوتی ہیں مگر میں اس پر کپڑا ڈال دیتا ہوں! پھر فرمایا: میرے لئے شام سے ایک تکیہ بطور تحفہ بھیجا گیا جس پر پرندوں کی تصویریں بنی ہوئی تھیں میں نے حکم دیا اور ان کا سر توڑ دیا گیا جس سے وہ درخت کی مانند ہو گیا۔ فرمایا: شیطان کا سب سے زیادہ سخت حملہ انسان پر اس وقت ہوتا ہے جب وہ تنہا ہوتا ہے۔ (مکارم الاخلاق)

۸۔ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ کچھ لوگ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے، دیکھا کہ وہ ایسے فرش پر بیٹھے ہیں جس پر تصویریں تھیں! انہوں نے اس کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: میں نے چاہا کہ (پاؤں کے نیچے روند کے) ان کی توہین کروں! (ایضاً)

باب ۵

سات یا آٹھ ہاتھ سے زیادہ بلند مکان بنانا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ہشام بن الحکم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب گھر کی چھت سات ہاتھ یا فرمایا: آٹھ ہاتھ سے زیادہ بلند ہو تو پھر سات یا آٹھ کے اوپر جو مقدار ہو گی اس میں (جنات) حاضر ہوں گے اور بعض نے کہا: اس میں (جنات) سکونت اختیار کریں گے۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ زیاد بن عمرو الجعفی بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم نے عمارت پر ایک فرشتہ مقرر کر رکھا ہے جو شخص عمارت کی چھت کو آٹھ ہاتھ سے زیادہ بلند کرتا ہے تو وہ فرشتہ اس سے کہتا ہے اے فاسق! کیا ارادہ ہے؟ (ایضاً)

۳۔ حمزہ بن حمران بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ جنات نے ہمیں (تنگ کرکے) ہمارے گھروں سے باہر نکال دیا ہے؟ فرمایا: اپنے گھروں کی چھتوں کو سات ہاتھ پر ڈالو اور حمام کو گھر کس کسی ایک گوشہ میں بناؤ۔ وہ شخص بیان کرتا ہے کہ ہم نے ایسا کیا اس کے بعد پھر ہم نے کبھی کوئی ناخوشگوار واقعہ نہیں دیکھا۔ (ایضاً)

۴۔ محمد بن مسلم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اپنے گھر کو سات ہاتھ بلند کرو جو اس سے زیادہ بلند ہوگا اس میں شیطان سکونت اختیار کریں گے کیونکہ شیطان نہ آسمان میں رہتے ہیں اور نہ زمین میں بلکہ وہ ہوا میں رہتے ہیں۔ (الفروع)

۵۔ جناب برقی" باسناد خود ابن شمون سے اور وہ بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص آٹھ ہاتھ سے زیادہ بلند مکان بناتا ہے تو اسے ندا دی جاتی ہے یا افسق الفاسقین! کیا ارادہ ہے؟ (المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس کے بعد (باب ۶ میں) کچھ ایسی حدیثیں بیان کی جائیں گی جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۶

جب کسی مکان خواہ مسجد ہی ہو، کی بلندی آٹھ ہاتھ سے بڑھ جائے تو آٹھ کے اوپر گول شکل میں آیت الکرسی لکھنی مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابان بن عثمان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں زمین والوں (جنات) کی اس کے اہل وعیال کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کی شکایت کی۔ امامؑ نے اس سے پوچھا کہ تمہارے مکان کی چھت کتنی بلند ہے؟ عرض کیا: دس ہاتھ۔ فرمایا: ہاتھ سے ناپ کر آٹھ اور دس ہاتھ کے درمیان گول شکل میں آیت الکرسی لکھو کیونکہ جس مکان کی چھت آٹھ ہاتھ سے زیادہ ہو وہاں جنات آ کر رہتے ہیں (اور پھر کبھی کبھار گھر والوں سے چھیڑ چھاڑ بھی کرتے ہیں مگر آیت الکرسی کی برکت سے وہ چلے جاتے ہیں)۔

(الفروع، الخصال، المحاسن)

۲۔ محمد بن اسماعیل حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کسی مکان کی بلندی آٹھ ہاتھ سے زیادہ ہو تو آٹھویں ہاتھ کے اوپر آیت الکرسی لکھ دو (جنات کے نقصان سے محفوظ رہو گے)۔ (الفروع، المحاسن)

۳۔ ابو خدیجہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے مکان کے اندر گول شکل میں آیت الکرسی لکھی ہوئی دیکھی اور اسی طرح ان کی مسجد کی قبلہ والی طرف آیت الکرسی لکھی ہوئی دیکھی۔ (المحاسن)

باب ۷

چھتوں پر منڈیر بنانا مستحب ہے کوئی مرد ہو یا عورت اس کا چھت پر تنہا سونا اور بغیر منڈیر چھت پر سونا مکروہ ہے۔ وہ منڈیر کم از کم چاروں طرف سے دو دو ہاتھ یا ایک ہاتھ اور ایک بالشت ہونی چاہیئے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود محمد بن ابوحمزہ وغیرہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں آپ سے پوچھا گیا کہ جس چھت کی منڈیر نہ ہو اس پر سونا کیسا ہے؟ فرمایا: اگر دیوار دو ہاتھ بلند ہو تو کافی ہے۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ عیص بن قاسم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ جس چھت کی منڈیر نہ ہو آیا اس پر سونا جائز ہے؟ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے مکروہ قرار دیا ہے! عرض کیا کہ اگر تین طرف منڈیر ہو (مگر چوتھی طرف نہ ہو) تو پھر؟ فرمایا: چاروں طرف ہونی چاہیئے! عرض کیا: منڈیر کس قدر لمبی ہونی چاہیئے؟ فرمایا: کم از کم ایک ہاتھ اور ایک بالشت۔ (ایضاً)

۳۔ سہل بن یسع حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: جو شخص اس چھت پر سوئے جس کی منڈیر نہ ہو اور پھر اسے کوئی تکلیف پہنچ جائے (مثلاً گر کر مر جائے) تو اپنے سوا کسی کی ملامت نہ کرے۔ (ایضاً)

۴۔ محمد بن مسلم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اس چھت پر سونے کو مکروہ جانتے تھے جس کی منڈیر نہ ہو نیز وہ اس سلسلہ میں مرد اور عورت کو برابر جانتے تھے۔ (ایضاً)

۵۔ محمد بن مسلم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ مرد کے لئے چھت پر تنہا سونا اور منڈیر کے بغیر چھت پر سونا مرد و عورت دونوں کے لئے مکروہ جانتے تھے۔ (ایضاً)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود حماد بن عمرو اور انس بن محمد سے اور وہ (انس) اپنے باپ (محمد) سے اور وہ سب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حضرت امیر علیہ السلام کے نام وصیت میں فرمایا: اس چھت پر سونا مکروہ ہے جس کی منڈیر نہ ہو اور فرمایا: جو شخص اس چھت پر سوئے اس سے (خدا) بری الذمہ ہو جاتا ہے (وہ اس کی حفاظت کا ذمہ دار نہیں ہے)۔ (الفقیہ)

باب ۸

ضرورت کے بغیر مکان بنانا مکروہ ہے اور جب ضرورت ختم ہو جائے تو اس کا گرانا بھی جائز ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن الحکم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص ناجائز طریقہ پر مال و دولت کمائے خدا اس پر مکان، پانی اور مٹی مسلط[1] کر دیتا ہے۔ (الفروع، الخصال، المحاسن)

۲۔ حسین بن عثمان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو دیکھا کہ انہوں نے (ضرورت کے تحت) بمقام منیٰ ایک مکان بنایا اور (جب ضرورت ختم ہوگئی تو) اسے گرا دیا۔ (الفروع، المحاسن)

۳۔ ابو ہاشم جعفری حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم نے زمین کے کچھ ایسے قطعے پیدا کئے ہیں جن کا نام اس نے "مرحومات" رکھا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ وہاں اس سے دعا و پکار کی جائے اور وہ اسے قبول کرے اور کچھ ایسے قطعے پیدا کئے ہیں جن کا نام اس نے "منتقمات" رکھا ہے پس جب کوئی شخص ناجائز طریقہ سے دولت کماتا ہے تو خدا اس پر ان قطعوں میں سے کوئی قطعہ مسلط کر دیتا ہے اور وہ یہ دولت وہاں صرف کر دیتا ہے۔

(الفروع، الفقیہ، العلل، العیون، الامالی)

۴۔ جناب احمد بن محمد البرقی باسناد خود ابن ابی عمیر سے اور وہ بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص مکان بنانے میں درمیانہ روی سے کام نہ لے اسے اجر و ثواب نہیں دیا جائے گا[2]۔ (المحاسن)

۵۔ جناب سید رضیؒ رقمطراز ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام کے عمال میں سے ایک شخص نے بہت بڑا مکان بنوایا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے (اس پر اپنی ناراضگی ظاہر کرتے ہوئے) فرمایا: چتوں نے اپنے سر نکالے ہیں اور یہ مکان (زبان حال سے) تیری تونگری کی تعریف کر رہا ہے۔ (نہج البلاغہ)

باب ۹

گھروں کے اندر اور صحنوں میں جھاڑو دینا اور برتن کا دھونا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اپنے گھروں کے صحنوں میں جھاڑو دیا کرو اور

---

[1] وہ عالیشان محلات و مکانات کی تعمیر شروع کر دیتا ہے تا کہ اس پر یہ مثل صادق آئے کہ "مال حرام بود بجائے حرام رفت" ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اخروی عذاب و عقاب سے پہلے مال حرام کمانے کی یہ دنیوی سزا ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

[2] بے شک ثواب نہ دے مگر عذاب و عقاب نہ کرے یہ بھی غنیمت ہے۔ الغرض جیسا کہ اس سلسلہ کے پہلے باب میں متعدد حدیثوں سے ثابت کیا جا چکا ہے کہ مکان کو کشادہ بنانا نہ صرف یہ کہ جائز ہے بلکہ آدمی کی سعادت مندی میں داخل ہے فطری شریعت مقدسہ میں اس کی ہرگز کوئی ممانعت نہیں ہے ہاں البتہ زندگی کے دوسرے شعبوں کی طرح یہاں بھی بے جا تکلفات شرعاً ناپسندیدہ ہیں۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

اپنے آپ کو یہودیوں کے مشابہ نہ بناؤ (جو کہ جھاڑو نہیں دیتے)۔ (الفروع)

۲۔ احمد بن ابوعبداللہ مرفوعاً حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: گھروں میں جھاڑو دینا فقر و فاقہ کو دور کرتا ہے۔ (الفروع، المحاسن)

۳۔ حسین بن عثمان حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: گھر کی ڈیوڑھی میں جھاڑو دینا وسعت رزق کا باعث ہے۔ (المحاسن)

۴۔ محمد بن مروان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: برتن کا دھونا اور صحن میں جھاڑو دینا روزی کو کھینچنے کا ذریعہ ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۱۴ میں) بھی اس قسم کی بعض حدیثیں ذکر کی جائیں گی۔ انشاءاللہ۔

باب ۱۰

رات کے وقت گھر میں کوڑا کرکٹ جمع کر کے رکھنا مکروہ ہے اور دیگر چند آداب خانہ کا تذکرہ

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن اسباط سے اور وہ اپنے چچا یعقوب بن سالم سے اور وہ مرفوعاً حضرت امیرالمؤمنین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مٹی (گھر کا کوڑا کرکٹ) دروازے کے پیچھے جمع نہ کرو۔ وہاں شیاطین پناہ لیتے ہیں۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے حدیث مناہی میں فرمایا: رات کے وقت گھروں میں کوڑا کرکٹ نہ رکھا کرو اور اسے دن کے وقت باہر پھینک دیا کرو کیونکہ اس پر شیطان بیٹھتا ہے۔ (الفقیہ)

۳۔ علی ابن اسباط اپنے چچا یعقوب بن سالم سے اور وہ مرفوعاً حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک طویل و عریض کلام (حق ترجمان) کے اندر فرماتے ہیں: گوشت والے رومال کو گھر میں نہ رکھو کہ اس پر شیطان بیٹھتا ہے، مٹی (کوڑا کرکٹ) دروازے کے پیچھے نہ رکھو کہ وہاں شیطان پناہ لیتا ہے، شکار کے پیچھے نہ دوڑو کیونکہ تم غفلت میں ہو (اپنا نقصان نہ کر بیٹھو) جب (باہر جاتے وقت) اپنے کمرہ کے دروازہ پر پہنچو تو بسم اللہ پڑھو اس طرح شیطان دور بھاگ جاتا ہے، جب اپنے گھر میں داخل ہونے لگو تو سلام کرو (یا بسم اللہ پڑھو) کیونکہ اس سے برکت نازل ہوتی ہے اور ملائکہ اس سے انس و محبت کرتے ہیں۔ گھوڑے (یا گدھے وغیرہ پر) تین آدمی ایک دوسرے کے پیچھے سوار نہ ہوں ورنہ ان میں

سے ایک ملعون ہوگا اور وہ آگے والا ہے۔ عام راستے کو "سکہ" (جس کے معنی سیدھے راستہ کے ہیں) نہ کہو کیونکہ یہ نام جنت کے راستوں کے ساتھ مخصوص ہے اپنی اولاد کا نام حکم اور ابوالحکم نہ رکھو، کیونکہ حکم صرف خدا ہے "اخریٰ" کا جب بھی تذکرہ کرو تو خیروخوبی سے کرو کیونکہ اخریٰ خدا ہے۔ انگور کو "کرم" نہ کہو (جس کے معنی انگور ہی کے ہیں) کیونکہ مومن کرم ہے۔ (رات کے کچھ حصہ میں) سونے کے بعد باہر نہ نکلو، کیونکہ خدا کے کچھ جانور ہیں جن کو وہ (رات کے وقت) پھیلا دیتا ہے جو وہ کچھ کرتے ہیں جن کا انہیں حکم دیا جاتا ہے (وہ کہیں تمہیں نقصان نہ پہنچائیں)۔ جب کتے کی بھونک اور گدھے کی ہینگ سنو تو شر شیطان سے خدا کی پناہ مانگو، کیونکہ جانور وہ کچھ دیکھتے ہیں جو تم نہیں دیکھ سکتے۔ پس وہ کام کرو جن کا تمہیں حکم دیا گیا ہے اور نیکوکار عورت کا بہترین بہلاوا اس کا گھر ہے۔ (علل الشرائع)

باب ۱۱
چراغ کے بغیر اندھیرے گھر میں داخل ہونا مکروہ ہے اور غروب آفتاب سے پہلے چراغ روشن کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اندھیرے مکان میں چراغ کے بغیر داخل ہونے کی ممانعت فرمائی ہے۔ (الفروع، کذافی وصیۃ النبیؐ لعلی علیہ السلام کمافی، الفقیہ)

۲۔ ابوعلی الاشعری مرفوعاً حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: غروب آفتاب سے پہلے چراغ جلانا فقر و فاقہ کو دور کرتا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ قبل ازیں (باب ۷ میں) گزر چکا ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خدا اندھیرے مکان میں داخل ہونے کو پسند نہیں کرتا ہے مگر یہ کہ اس کے آگے چراغ ہو یا آگ روشن ہو۔ (الفقیہ، الامالی)

۴۔ ریان بن الصلت بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ خدا نے کسی نبیؐ کو نہیں بھیجا مگر (چند چیزوں کے اقرار کے ساتھ) (۱) شراب حرام ہے (۲) خدا وہ کرتا ہے جو چاہتا ہے۔ (۳) اس کے ترکہ میں کندر بھی ضرور ہو (جس کا چبانا حافظہ کو بڑھاتا ہے) نیز آپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رات کے وقت اندھیرے مکان میں داخل نہ ہو مگر چراغ کے ساتھ۔ (عیون الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱۱، از لباس میں) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا یہ ارشاد نقل کیا جا چکا ہے کہ غروب آفتاب سے پہلے چراغ جلانا فقر و فاقہ کو دور کرتا ہے اور رزق میں اضافہ کرتا ہے۔

باب ۱۲

چاندنی رات میں چراغ جلانا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود حماد بن عمرو سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے حضرت علی علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: یا علیؑ! چار چیزیں ایسی ہیں جو رایگان جاتی ہیں۔(۱) شکم پری کی حالت میں کھانا (۲) چاند کی روشنی میں چراغ جلانا (۳) شور زمین میں بیج بونا۔(۴) اور نا اہل کے ساتھ نیکی کرنا۔(الفقیہ، الخصال)

باب ۱۳

گھروں کو عنکبوت (مکڑی) کے جالوں سے پاک صاف رکھنا مستحب ہے اور ان کو بحال رکھنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود عیسیٰ بن عبداللہ سے اور وہ اپنے جد سے اور وہ جناب امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ تمہارے مکانوں میں سے شیطان کا مکان مکڑی کا جالا ہے (جس میں وہ قیام کرتا ہے)۔(الفروع)

۲۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسنادِ خود عبداللہ بن میمون القداح سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء واجداد سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں اپنے مکانوں کو مکڑی کے جالوں سے پاک و صاف رکھو کیونکہ ان کا گھروں میں بحال رکھنا فقر و فاقہ کا باعث بنتا ہے۔(قرب الاسناد، المحاسن)

باب ۱۴

نو وارد کے لئے مستحب ہے کہ وہ وہاں بیٹھے جہاں اسے صاحب خانہ بٹھائے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسنادِ خود مسعدہ بن صدقہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام) سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص اپنے (اسلامی) بھائی کے پاس اس کی قیام گاہ پر ملنے جائے تو اسے چاہیے کہ وہ وہاں بیٹھے جہاں اسے قیام گاہ والا بٹھائے کیونکہ نو وارد کی نسبت صاحب خانہ بہتر جانتا ہے کہ اس کے لئے قابل ستر و پوشش کونسی جگہ ہے؟(قرب الاسناد)

باب ۱۵

جب آدمی اپنے گھر میں داخل ہو تو مستحب ہے کہ اپنے اہل و عیال کو سلام کرے اور اگر گھر میں کوئی نہ ہو تو اپنے اوپر سلام کرے نیز گھر میں داخل ہوتے وقت سورۂ اخلاص کی تلاوت کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے حدیث اربعمأۃ میں فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص اپنے گھر میں داخل ہو تو اسے چاہیئے کہ اپنے اہل و عیال کو سلام کرے (اور کہے) السلام علیکم اور اگر اہل و عیال نہ ہوں تو پھر یوں سلام کرے "السلام علینا من ربنا" اور چاہیئے کہ آدمی جب اپنے گھر میں داخل ہو تو سورۂ اخلاص پڑھے کیونکہ ایسا کرنا فقر و فاقہ کو دور کرتا ہے۔ (الخصال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (ج ۵ باب ۵۰ از ابواب عشرت میں) اس قسم کی بعض حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ

باب ۱۶

سوتے وقت دروازے بند کرنا، برتنوں کے منہ ڈھانپنا اور بندھن سے باندھنا، چراغ بجھانا اور آگ کا وہاں سے باہر نکال دینا مستحب ہے اور اس کی خلاف ورزی کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے (سوتے وقت) دروازے بند کرنے، برتنوں کے بندھن سے منہ باندھنے اور چراغ گل کرنے کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: اپنا دروازہ بند کرو کیونکہ شیطان (بند) دروازہ کو نہیں کھولتا اور چراغ کو بجھا دو کہ چھوٹا سا فاسق یعنی چوہا کہیں (اس کی وجہ سے) تمہارا گھر نہ جلا دے اور بندھن سے برتن کا منہ باندھ دو۔ (الفروع)

۲۔ جناب شیخ کلینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ بھی مروی ہے کہ جو چیز ڈھانپی ہوئی ہو اسے شیطان نہیں کھولتا۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود دارم بن قبیصہ سے اور وہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے اور وہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: رات کے وقت چراغ بجھاؤ کہیں چھوٹا فاسق (چوہا) اسے کھینچ کر نہ لے جائے اور گھر اور اس کے ساز و سامان کو نہ جلا دے۔ (عیون الاخبار)

۴۔ جابر بن عبداللہ انصاری جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: (رات کے وقت) اپنے دروازے کو بند کر دو، برتنوں کو ڈھانپ دو اور مشکیزوں کے منہ بندھن سے باندھ دو کیونکہ شیطان بندھن وغیرہ کو نہیں کھولتا اور اپنے چراغ بجھا دو کیونکہ (بعض اوقات) چھوٹا فاسق (چوہا) گھر کو جلا دیتا ہے اور اپنے چار پائیوں اور اپنے اہل و عیال کو غروب

آفتاب سے لے کر عشاء کی سیاہی دور ہونے تک بند رکھو۔ (علل الشرائع)

۵۔ جناب احمد بن محمد البرقیؒ باسنادِ خود ابوخدیجہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اپنے برتنوں کو ڈھکن کے بغیر نہ چھوڑو کیونکہ جب برتن کو نہ ڈھانکا جائے تو شیطان اس میں تھوکتا ہے اور جس قدر چاہتا ہے اس سے چیز اٹھا بھی لیتا ہے۔ (المحاسن)

۶۔ جناب شیخ حسن بن الفضل الطبرسی علیہ الرحمہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سوتے وقت اپنے گھروں میں آگ نہ چھوڑو (بجھادو یا باہر نکال دو)۔ (مکارم الاخلاق)

باب ۱۷

جس کا کوئی دروازہ اور پردہ نہ ہو اس میں سونا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود طلحہ بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ اس گھر میں سونے کو مکروہ جانتے تھے جس کا نہ کوئی دروازہ ہو اور نہ پردہ۔ (الفروع، کذا فی قرب الاسناد من علی علیہ السلام)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۷ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۸

موسم گرما کی آمد پر جب آدمی مکانوں سے باہر نکلے تو مستحب ہے کہ جمعرات یا جمعہ کے دن یا شب جمعہ کو نکلے اور جب موسم سرما کی آمد پر مکانوں کے اندر داخل ہو تو مستحب ہے کہ جمعہ کے دن یا شب جمعہ کو داخل ہو۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سردیوں میں اندر داخل ہونا اور گرمیوں میں باہر نکلنا شب جمعہ میں مستحب جانتے تھے۔ (الفروع)

۲۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: آنحضرتؐ جب موسم گرما میں باہر نکلنا چاہتے تو جمعرات کے دن نکلتے تھے اور موسم سرما میں جب اندر داخل ہونا چاہتے تھے تو جمعہ کے دن داخل ہوتے تھے۔ (ایضاً، کذا فی الفقیہ)

۳۔ حضرت کلینیؒ فرماتے ہیں کہ یہ بھی مروی ہے کہ آنحضرتؐ کا داخلہ و خارجہ شب جمعہ کو ہوتا تھا۔ (ایضاً)

۴۔ شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ بھی مروی ہے کہ آپ کا داخلہ و خارجہ جمعہ کے دن (بروایتے شب جمعہ) کو ہوتا تھا۔ (الفقیہ)

باب ۱۹

سفر ہو یا حضر گھر سے نکلتے وقت یا گھر میں داخل ہوتے وقت بسم اللہ، سورہ قل ھو اللہ دس بار اور منقولہ دعاؤں کا پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حسن بن الجہم سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سفر و حضر میں جب گھر سے باہر نکلنے لگو تو پڑھو: بسم اللہ آمنت باللہ و توکلت علی اللہ ماشاء اللہ لا حول و لا قوۃ الا باللہ۔ یہ کہنے کے بعد شیاطین اس کے سامنے آتے ہیں اور واپس لوٹ جاتے ہیں اور ملائکہ ان کی طرف منہ پھیر کر کہتے ہیں اب تمہیں اس پر کوئی قابو نہیں ہے کیونکہ اس نے خدا کا نام لیا ہے اس پر ایمان کا اظہار کیا ہے اور اس پر بھروسہ کیا ہے! اور کہا ہے: ماشاء اللہ لا حول و لا قوۃ الا اللہ۔ (الاصول، المحاسن)

۲۔ ابوحمزہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص گھر سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھے: بسم اللہ حسبی اللہ، توکلت علی اللہ اللّٰھم انی اسئلک خیر اموری کلھا واعوذ بک من خزی الدنیا و الاخرۃ۔ خدا اس کے دنیا و آخرت کے اہم کاموں میں اس کی کفایت کرے گا۔ (ایضاً)

۳۔ ابوخدیجہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام جب گھر سے برآمد ہوتے تھے تو یہ دعا پڑھا کرتے تھے: اللّٰھم بک خرجت ولک سلمت وبک آمنت وعلیک توکلت اللّٰھم بارک لی فی یومی ھذا وارزقنی فوزہ وفتحہ ونصرہ وطھورہ وھداہ وبرکتہٗ واصرف عنی شرہ و شر ما فیہ بسم اللہ و باللہ و اللہ اکبر والحمد للہ رب العالمین اللّٰھم انی خرجت فبارک لی فی خروجی وانفعنی بہ۔ راوی کہتا ہے کہ جب آپ گھر میں داخل ہوتے تھے تب بھی یہی دعا پڑھتے تھے۔ (ایضاً)

۴۔ محمد بن سنان حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میرے والد (حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) جب اپنے گھر سے برآمد ہوتے تھے تو یہ دعا پڑھتے تھے: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم خرجت بحول اللہ وقوتہ لا حول منی ولا قوتی بل بحولک وقوتک یا رب متعرضاً لرزقک فأتنی بہ فی عافیۃ۔ (الاصول)

۵۔ عمر بن زید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص گھر سے باہر نکلتے وقت دس بار سورہ توحید پڑھے وہ واپس اپنے گھر لوٹنے تک خدا کی حفظ و امان میں رہتا ہے۔ (ایضاً)

۶۔ ابوحمزہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام جب گھر سے نکلتے تھے تو یہ دعا پڑھتے تھے: بسم اللہ خرجت و علی اللہ توکلت لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ (ایضاً)

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوسعید خدری سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص گھر سے باہر نکلتے وقت کہے: بسم اللہ تو دونوں فرشتے (کراماً کاتبین) کہتے ہیں تو ہدایت پا گیا، اور اگر (اس کے ساتھ) کہے: لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ تو فرشتے کہتے ہیں تو محفوظ ہو گیا اور اگر یہ بھی کہہ دے توکلت علی اللہ۔ تو شیطان کہتا ہے اب میرا اس بندہ پر کیا زور جو ہدایت پا گیا، محفوظ ہو گیا اور جس کی کفایت کردی گئی۔ (ثواب الاعمال)

۸۔ علی بن اسباط اپنے چچا یعقوب سے اور وہ مرفوعاً حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: تم میں سے جب کوئی شخص (باہر نکلتے وقت) اپنے کمرہ کے دروازے پر پہنچے تو بسم اللہ پڑھے تو شیطان راہ فرار اختیار کر لیتا ہے اور جب تم میں سے کوئی شخص اپنے گھر داخل ہونے لگے تو پھر بسم اللہ پڑھے تو اس کی برکت سے رحمت خدا نازل ہوتی ہے اور ملائکہ اس سے انس ومحبت کرتے ہیں۔ (علل الشرائع)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس کے بعد (باب ۲۱ از قرأۃ اور ج ۵ باب ۲۰ از آداب سفر) اس قسم کی بعض حدیثیں بیان کی جائینگی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۲۰

بغیر کسی سخت ضرورت کے تنہا شب باشی کرنا سخت مکروہ ہے اور اگر تنہا سونا پڑ جائے تو بکثرت یاد خدا کرے۔ قرآن کو ہمراہ رکھنے اور بکثرت اس کی تلاوت کرنے کا حکم؟ وادی میں تنہا چلنا مکروہ ہے اور اسی طرح بدن پر چربی وغیرہ لگی ہوئی ہو تو سونا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل پندرہ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو چھوڑ کر باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی قبر کے اوپر نماز پڑھے یا کھڑے ہو کر پیشاب کرے یا کھڑے ہوئے پانی میں پیشاب کرے یا ایک جوتے میں چلے، یا کھڑے ہو کر پانی پیئے یا تنہا شب باشی کرے، یا ہاتھ یا بدن پر گوشت کی چربی لگی ہوئی ہو تو اسے شیطان کی طرف سے کوئی ایسی تکلیف (جنون وغیرہ) لاحق ہو جائے گی جو مشیت ایزدی کے بغیر اس سے الگ نہ ہو گی۔ شیطان انسان کے سب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتا ہے جب وہ ان حالات میں سے کسی حالت میں ہوتا ہے۔ (فرمایا) ایک بار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک سریہ کے سلسلہ میں باہر تشریف لے گئے اور اثناء سفر میں جب جنوں والی وادی کے پاس پہنچے تو آپ نے اعلان کروایا کہ ہر شخص دوسرے آدمی کا ہاتھ پکڑ کر داخل ہو۔ اس میں کوئی شخص تنہا داخل نہ ہو۔ راوی کا بیان ہے کہ ایک شخص اس میں تنہا داخل ہو گیا جسے مرگی کا دورہ پڑ گیا۔ جب آنحضرتؐ کو اس واقعہ کی اطلاع دی گئی تو آپ نے اس کے انگوٹھے کو پکڑ کر دبایا اور فرمایا: خدا کے نام کی برکت سے نکل جا کیونکہ میں رسول خدا ہوں (جو تجھے حکم دے رہا ہوں) چنانچہ وہ آدمی اٹھ کر بیٹھ

گیا۔(الفروع)

۲۔ ابن القداح اپنے والد میمون القداح سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک بار میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے ہاں بطور مہمان ٹھہرا۔ امامؑ نے فرمایا: اے میمون! رات تمہارے ہمراہ کون سوئے گا؟ آیا تمہارا غلام ساتھ ہے؟ عرض کیا: نہیں! فرمایا: تنہا نہ سونا! کیونکہ شیطان سب سے بڑھ کر اس وقت آدمی پر دلیر ہوتا ہے اور اسے نقصان پہنچانے کا ارادہ کرتا ہے جب وہ تنہا ہوتا ہے (اس لئے تنہا نہیں سونا چاہیئے)۔(ایضاً)

۳۔ سماعہ بن مہران بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے آدمی کے تنہا سونے کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: میں اسے مکروہ (ناپسند) جانتا ہوں اور اگر ایسا کرنے پر مجبور ہو تو سوتے وقت جس قدر ممکن ہو زیادہ سے زیادہ ذکر خدا کرے۔(ایضاً)

۴۔ ابراہیم بن عبدالحمید حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تین چیزیں ایسی ہیں جن سے دیوانگی کا اندیشہ ہے (۱) قبروں کے درمیان پاخانہ کرنا۔(۲) ایک موزہ میں چلنا۔(۳) اور تنہا سونا۔ حضرت کلینیؒ فرماتے ہیں کہ اس خطرے کے پیش نظر مکروہ ہیں مگر حرام نہیں ہیں۔(ایضاً)

۵۔ زہری حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر مشرق و مغرب کے درمیان واقع تمام مخلوق مر جائے تو اگر قرآن میرے پاس ہے تو مجھے وحشت و تنہائی محسوس نہیں ہوگی۔(اصول کافی)

۶۔ جناب امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کو خداوند عالم قرآن (کا علم) عطا فرمائے اور پھر وہ یہ سمجھے کہ خدا نے کسی کو اس سے بہتر چیز عطا کی ہے تو اس نے بڑی چیز (قرآن) کو چھوٹا اور چھوٹی چیز (دنیوی مال و متاع) کو بڑا سمجھا ہے۔(ایضاً)

۷۔ ہشام بن الحکم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں فرمایا: اے ہشام! وحدت و تنہائی پر صبر کرنا قوت عقل کی علامت ہے پس جس شخص کو خدا کی طرف سے عقل عطا ہوئی ہے وہ دنیاداروں سے علیحدگی اختیار کرے گا اور جو کچھ (اجر و ثواب) خدا کے پاس ہے جو اس میں رغبت کرے گا اس کا خدا وحشت میں انیس ہوگا، تنہائی میں ساتھی ہوگا، غربت میں تونگری اور قوم و قبیلہ کے بغیر اس کو عزت عطا کرنے والا ہوگا۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: یہ حدیث تنہائی میں وقت گزارنے کے جواز اور سابقہ حدیثیں اس کی کراہت پر دلالت کرتی ہیں (لہٰذا اس میں کوئی منافات نہیں ہے)۔ اقرب یہ ہے کہ اس حدیث میں "لوگوں سے علیحدگی اختیار کرنے" سے مراد اشرار (برے لوگوں) سے علیحدگی اختیار کرنا ہے نہ ابرار (اچھے لوگوں) سے۔ جیسا کہ اپنے مقام (باب العشرہ وغیرہ) میں اس کی تفصیل بیان کی جائے گی انشاءاللہ۔

۸۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عمرو وانس بن محمد اور وہ اپنے باپ محمد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حضرت علی علیہ السلام کے نام وصیت میں فرمایا: آدمی کا گھر میں تنہا سونا مکروہ ہے۔ یا علیؑ! تین کام ایسے ہیں جن کی وجہ سے دیوانگی کا اندیشہ ہے (۱) قبروں کے درمیان پاخانہ کرنا۔ (۲) ایک موزہ پہن کر چلنا۔ (۳) آدمی کا تنہا سونا۔ (الفقیہ)

۹۔ ابوخدیجہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: (۱) جو گھر میں تنہا سوئے وہ شیطان ہے۔ (۲) دو آدمی جماعت ہیں۔ (۳) اور تین تو باہم مانوس ہیں۔ (ایضاً)

۱۰۔ علی بن جعفرؑ اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کرتے ہیں: آیا آدمی گھر میں تنہا سو سکتا ہے؟ فرمایا: خلوت مکروہ ہے اور میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ وہ ایسا کرے۔ (بحار الانوار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (ج ا باب ۱۶) از احکام خلوت میں اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۱ میں اور ج ۵ باب ۲۵ از آداب سفر میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۱

انسان کا گھر میں تنہا رہنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: شیطان سب سے زیادہ انسان کے خلاف اس وقت ارادہ کرتا ہے جب وہ تنہا ہوتا ہے لہٰذا نہ تنہا رات گزارو اور نہ تنہا سفر کرو۔ (الفروع)

۲۔ عبداللہ بن میمون القداح اپنے والد میمون سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے محمد بن سلیمان سے فرمایا: تم کہاں ٹھہرے ہو؟ عرض کیا: فلاں فلاں مکان میں! فرمایا: آیا تمہارے ساتھ کوئی اور آدمی بھی ہے؟ عرض کیا: نہیں فرمایا: تنہا نہ رہ! اے میمون! وہاں سے کسی اور جگہ منتقل ہو جا! کیونکہ شیطان انسان پر اس وقت جری اور دلیر ہوتا ہے جب وہ تنہا ہوتا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (احکام مساجد، باب ۶۹ اور یہاں باب ۱۴ و باب ۲۰ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۲
لوگوں کے گھروں میں جھانکنا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حدیث مناہی میں اس بات سے منع فرمایا ہے کہ کوئی شخص اپنے پڑوسی کے گھر میں تانک جھانک کرے۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (ج ۱ باب ۱۵ از جنابت و باب ۶۳ از دفن میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (ج ۶، باب ۴۹ از جہاد نفس و ج ۹ باب ۲۵ از قصاص میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۳
تین بچھونوں سے زیادہ بچھونے بنانا اور بکثرت فرش وفروش اور تکیے وگدیلے بنانا مکروہ ہیں مگر یہ کہ ان کی ضرورت ہو یا عورت خود بنائے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عیسیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک شخص کا بچھونا دیکھ کر فرمایا: ایک بچھونا مرد کے لئے، ایک بیوی کے لئے اور ایک مہمان کے لئے اور (چوتھا) شیطان کے لئے ہوتا ہے۔ (الفروع، الخصال، کذا فی الخطاب عن النبیؐ)

۲۔ ابوالجارود بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ وہ فرش فروش پر بیٹھے تھے۔ میں نے اسے ہاتھ سے ٹٹولنا شروع کیا (کیونکہ ابوالجارود نابینا تھے) امامؑ نے فرمایا: جسے تم ٹٹول رہے ہو یہ ارمنی بچھونا ہے! میں نے عرض کیا: آپؑ کو ارمنی سے کیا واسطہ؟ فرمایا: یہ میری زوجہ ام علی اپنے ہمراہ لائی ہے۔ (الفروع)

۳۔ عبداللہ بن عطا بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے ان کے مکان میں کئی بچھونے، کئی تکیے اور گدیلے دیکھے! میں نے عرض کیا: یہ کیا ہے؟ فرمایا: بیوی کا اپنا ساز و سامان ہے۔ (ایضاً)

۴۔ جابر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کچھ لوگ حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور (وہاں کچھ مخصوص ساز و سامان دیکھ کر) عرض کیا: فرزند رسولؐ! ہم آپؑ کے مکان میں وہ چیزیں دیکھ رہے ہیں جن کو ہم ناپسند کرتے ہیں؟ امامؑ نے فرمایا: ان لوگوں نے وہاں بہت سے بچھونے اور تکیے گدیلے دیکھے تھے! فرمایا: ہم عورتوں سے شادیاں کرتے ہیں اور ان کا حق مہر ان کو دے دیتے ہیں اور وہ جو چاہتی ہیں خرید کرتی ہیں ہمارا اس میں کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ (ایضاً)

باب ۲۴

پروں کا تکیہ بنانا جائز ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود ابوجریر قمی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا پرندوں کے پر تزکیہ شدہ ہیں؟ فرمایا: میرے والد (امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) پروں کے تکیہ پر ٹیک لگاتے تھے۔(الفروع)

باب ۲۵

مکان کا بہت مضبوط بنانا مکروہ ہے بقدر ضرورت پر اکتفا کرنا مستحب ہے اور محض ریاوسمعہ کی خاطر مکان بنانا حرام ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود حمید الصیر فی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر وہ مکان جو ضرورت سے زائد ہے وہ قیامت کے دن مالک کے لئے وبال بن جائے گا۔(الفروع، المحاسن)

۲۔ سلیمان بن ابوشیخ مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام ایک آدمی کے دروازہ کے پاس سے گزرے جسے اس نے پکی اینٹوں سے بنوایا تھا۔ پوچھا کہ یہ کس کا دروازہ ہے؟ عرض کیا گیا: فلاں مغرور (فریب خوردہ) کا ہے! بعدازاں پھر ایک ایسے ہی دروازے کے پاس سے گزرے تو فرمایا: یہ اور فریب خوردہ ہے۔(المحاسن)

۳۔ ابن ابی عمیر بتوسط ایک شخص کے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اس مقدار سے زائد مکان بنوائے جس میں رہتا ہے تو قیامت کے دن اسے تکلیف دی جائے گی کہ وہ اسے اٹھائے۔(ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادخود حسین بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حدیث مناہی میں فرمایا: جو شخص ریاوسمعہ کے طور پر مکان بنائے تو خدائے قہار بروز قیامت اس مکان کو اس کی ساتویں زمین سمیت جو کہ ایک شعلہ زن آگ ہے اسے اس کے اٹھانے کی تکلیف دے گا اور اس کی گردن کا طوق بنا کر اسے واصل جہنم کرے گا اور پھر اسے اس کی گہرائی تک جانے سے کوئی چیز نہیں روک سکے گی مگر یہ کہ توبہ کرے۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہؐ! ریاکاری کے طور پر مکان بنانے کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا: اپنی ضرورت سے زائد بنائے تا کہ پڑوسیوں پر اپنی بڑائی ظاہر کرے اور اپنی برادری پر فخر ومباہات کرے۔(الفقیہ)

۵۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: جب خداوند متعال کسی شخص کو مال و دولت عطا فرمائے اور وہ اس کے مالی حقوق ادا نہ کرے تو خدا (بطور انتقام) زمین کے قطعوں میں سے کسی قطعہ کو اس پر مسلط کر دیتا ہے جس میں وہ سارا مال تلف کر دیتا ہے پھر وہ خود مر جاتا ہے اور مکان یہیں چھوڑ دیتا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (لباس کے باب او باب ۸ میں) گزر چکی ہیں اور اس کے بعد بھی ذکر کی جائیگی انشاء اللہ۔

باب ۲۶

ایک مکان کو چھوڑ کر دوسرے مکان کی طرف منتقل ہونا مکروہ ہے ہاں البتہ سیر و تفریح کے لئے ایسا کرنا جائز ہے اور راستہ کا نام "سکہ" رکھنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سیاری ایک شیخ الاصحاب سے وہ ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: زندگی کی تلخی میں سے ایک گھر کو چھوڑ کر دوسرے گھر کی طرف منتقل ہونا اور خریدی ہوئی روٹی کھانا بھی ہے۔ (الفروع)

۲۔ جناب احمد بن محمد بن خالد البرقیؒ باسناد خود عمرو بن حریث سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ وہ اپنے بھائی عبداللہ بن محمد کے گھر میں موجود تھے میں نے عرض کیا: آپؑ کو کس چیز نے ادھر تبدیل ہونے پر آمادہ کیا ہے؟ فرمایا: سیر و تفریح اور آب و ہوا کی تبدیلی نے۔ (المحاسن)

۳۔ ابراہیم بن عبدالحمید حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تین چیزیں ایسی ہیں جو بصارت کو جلا بخشتی ہیں (۱) سبزہ زار کا دیکھنا۔ (۲) آب جاری پر نگاہ کرنا۔ (۳) خوبصورت چہرہ دیکھنا۔ (ایضاً)

۴۔ یعقوب بن سالم مرفوعاً حضرت امیر علیہ السلام سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: راستہ کو "سکہ" نہ کہو (جس کے معنی راستہ کے ہی ہیں) کیونکہ یہ لفظ جنت کے راستوں کے ساتھ مخصوص ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲ و ۲۱ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۲۷

پڑوسی کو اذیت پہنچانا اور اس کے حقوق پائمال کرنا حرام ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی حق و جواز کے بغیر پڑوسی کو اذیت پہنچائے، خدا اس پر جنت کی خوشبو حرام قرار دیتا ہے اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔ آگاہ ہو جاؤ! خدا

آدمی سے اس کے پڑوسی کے حقوق کے متعلق ضرور سوال کرے گا اور جو شخص پڑوسی کا حق ضائع کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے اور جب پڑوسی محتاج ہو اور یہ اسے قوت لایموت نہ دے تو بروز قیامت اس سے اپنا فضل و کرم روک دے گا اور اسے اس کے نفس کے حوالے کر دے گا اور جسے خدا اس کے نفس کے حوالے کرے گا وہ ہلاک و برباد ہو جائے گا اور خدا اس کا کوئی عذر قبول نہیں کرے گا۔ (عقاب الاعمال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اسکے بعد (ج ۵ باب ۸۶ از احکام العشرہ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں ذکر کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ

باب ۲۸

سوتے وقت بچھونے کو، چادر کے کنارے کو جھاڑنا اور منقولہ دعاؤں کا پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود عبداللہ بن میمون القداح سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص (رات کے وقت) بستر خواب پر سونے لگے تو پہلے چادر کے کنارے سے جھاڑ دے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ (گزشتہ رات اس پر سونے کے بعد اس پر کیا صورت حال پیدا ہو گئی؟ (شاید کوئی کیڑا مکوڑا یا کوئی اور موذی چیز موجود ہو)۔ (قرب الاسناد)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تم میں سے جب کوئی شخص اپنے بستر خواب پر سونا چاہے تو پہلے اسے چادر کے کنارے سے جھاڑ دے۔ بعد ازاں یہ دعا پڑھے: اللّٰھم ان امسکت نفسی فی منامی فاغفرلھا وان ارسلتھا فاحفظھا بما تحفظ بہ عبادک الصالحین۔ (علل الشرائع)

باب ۲۹

جو شخص نیا مکان بنائے اس کے لئے مستحب ہے کہ دعوت ولیمہ کا اہتمام کرے اور موٹا تازہ دنبہ ذبح کر کے اس کا گوشت فقراء و مساکین کو کھلائے اور منقولہ دعا پڑھے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص نیا مکان بنائے اور موٹا سا دنبہ ذبح کر کے اس کا گوشت فقراء و مساکین کو کھلائے پھر یہ دعا پڑھے: اللّٰھم ادحر عنی مردۃ الجن و الانس والشیاطین و بارک لی فی بنائی تو جو کچھ اس نے مانگا ہے وہ اسے عطا کیا جائے گا۔ (ثواب الاعمال)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی بعض حدیثیں اسکے بعد (ج ۸ باب ۳۳ از آداب مائدہ میں) ذکر کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

جن چیزوں پر سجدہ کیا جاتا ہے ان کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل سترہ ابواب ہیں)

باب ۱

پیشانی کے ساتھ سجدہ کرنا جائز نہیں ہے مگر زمین پر یا اس چیز پر جو زمین سے اگتی ہے بشرطیکہ از قسم خوراک و پوشاک نہ ہو نیز اس میں شرط ہے کہ وہ پاک ہو اور غصبی نہ ہو۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی سات کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن الحکم سے ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ مجھے بتائیں کہ کس چیز پر سجدہ کرنا روا ہے اور کس پر روا نہیں؟ فرمایا: سجدہ کرنا روا نہیں ہے مگر زمین پر یا اس چیز پر جو زمین سے اگتی ہے ماسوائے اس کے جو کھائی جائے یا پہنی جائے! عرض کیا: میں آپ پر فدا ہوں! اس کی علت کیا ہے؟ فرمایا: سجدہ خدائے عزوجل کے لئے انتہائی خضوع و خشوع ہے لہٰذا اسے ماکول و ملبوس پر (ان چیزوں پر جو کھانے اور پہننے میں استعمال ہوتی ہیں) نہیں ہونا چاہئے کیونکہ ابناء دنیا تو خوراک و پوشاک کے پہلے ہی غلام ہیں اور سجدہ گزار چونکہ سجدہ کی حالت میں خدا کی عبادت میں مشغول ہوتا ہے (اور خدا اس کا معبود ہوتا ہے) لہٰذا اسے ان ابناء دنیا کے معبود (ماکول و ملبوس) کو سجدہ نہیں کرنا چاہئے جو دنیا کے فریب میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ (الفقیہ، العلل، التہذیب)

۲۔ اعمش حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے حدیث "شرائع الدین" میں فرمایا: آدمی سجدہ نہ کرے مگر زمین پر یا اس چیز پر جو زمین سے اگتی ہے سوائے اس کے جو کھائی جائے یا کپاس و پٹ سن کے (جو پہننے میں استعمال ہوتی ہیں)۔ (الخصال)

۳۔ حضرت امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپؑ نے "حدیث اربعمأۃ" میں فرمایا: آدمی کٹی ہوئی گندم اور جو کے ڈھیر پر اور کھائے جانے والی کسی اور چیز پر اور روٹی پر سجدہ نہ کرے۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود فضیل بن یسار اور برید بن معاویہ سے روایت کرتے ہیں اور وہ امامینؑ میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر بالوں یا پشمینہ کے مصلّی پر کھڑا ہو کر کوئی شخص نماز پڑھے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ بشرطیکہ سجدہ زمین پر کرے اور اگر جائے نماز زمین کا کوئی پودا ہو تو پھر اس پر کھڑا ہونے اور اس پر سجدہ کرنے میں کوئی حرج نہیں

ہے۔(الفروع)

۵۔ محمد بن یحییٰ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: زمین پر سجدہ کرنا فرض اور خمرہ (از قسم سجدہ گاہ) پر سجدہ کرنا سنت ہے۔(ایضاً)

۶۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بوریا، کھجور کی چٹائی اور ہر نباتات پر سوائے (کھائی جانے والی) کھجور کے سجدہ کرنا جائز ہے۔(یا بروایت الفقیہ سوائے پھل و فروٹ کے)۔(التہذیب، الفقیہ)

۷۔ جناب حسن بن علی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: ہر وہ چیز جو انسان کے کھانے، پینے یا پہننے میں آئے اس پر نماز پڑھنا اور سجدہ کرنا جائز نہیں ہے مگر یہ کہ (یا زمین ہو یا) زمین کے نباتات میں سے بغیر پھل کے جب تک اسے کات کر سوت نہ بنایا جائے اور جب سوت بن جائے تو سوائے سخت ضرورت کے اس پر نماز پڑھنا (اور سجدہ کرنا) جائز نہیں ہے۔(تحف العقول)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (ج ۱ باب ۱۷ از تیمم، ج ۱ باب، مقدمہ عبادات اور ج ۳ باب ۱ از مکان مصلی و باب ۵، از لباس مصلی میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ۔

باب ۲

اختیاری حالت میں کپاس، پٹ سن، بال اور ریشم پر اور ہر اس چیز پر جو کھائی یا پہنی جاتی ہے سجدہ کرنا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا میں تارکول پر سجدہ کر سکتا ہوں؟ فرمایا: نہ! اور نہ ہی روئی اور پشمینہ کے کپڑے پر، نہ کسی جانور کے کسی جزء پر، نہ طعام و غذا پر اور نہ ہی زمین کے کسی پھل فروٹ پر اور نہ ہی پرندوں کے پروں پر۔(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ حمران ائمہ علیہم السلام میں سے ایک امامؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میرے والد ماجد "خمرۃ" (چھوٹی سی چٹائی) پر سجدہ کرتے تھے یعنی اسے فرش پر رکھ کر اس پر سجدہ کرتے تھے اور جب خمرہ دستیاب نہ ہوتا تو پھر فرش کی جائے سجدہ پر کچھ سنگریزے رکھ کر ان پر سجدہ کرتے تھے۔(ایضاً)

۳۔ جناب شیخ جعفر بن الحسن حلی باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ

آیا کوئی بچھونے، بالوں اور فرش فروش پر نماز پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا: ان پر سجدہ نہ کرو اور اگر ان پر کھڑے ہو کر سجدہ زمین پر کرو تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے اور اگر ان چیزوں پر چٹائی بچھادو اور اس پر سجدہ کرو تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (المعتبر للمحقق)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود یاسر خادم سے روایت کرتے ہیں کہ میں طبرستان کی طرف منسوب ایک کپڑا بچھا کر اور اس پر کوئی (قابل سجدہ) چیز رکھ کر نماز پڑھ رہا تھا کہ امام رضا علیہ السلام میرے پاس سے گزرے اور یہ منظر دیکھ کر فرمایا کہ آیا وہ طبری کپڑا زمین کی نباتات میں سے نہیں ہے؟ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ، العلل)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسیؒ نے اس روایت کو تقیہ پر محمول کیا ہے (جس سے کپڑے پر سجدہ کرنے کا جواز ظاہر ہوتا ہے)۔

۵۔ داؤد صرمی نے زبانی اور علی بن کیسان صنعانی نے تحریری طور پر حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا کپاس اور پٹ سن پر بغیر تقیہ کے سجدہ کرنا جائز ہے؟ فرمایا: ہاں جائز ہے۔ (تہذیبین)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسیؒ نے اس کو ایسی سخت ضرورت پر محمول کیا ہے جس میں ہلاکت نفس کا احتمال ہو نیز اس جواب کا تقیہ پر محمول کرنا بھی ممکن ہے کیونکہ یہ مخالفین کے نظریہ کے مطابق ہے اور اس کے خلاف اس سے زیادہ مستند اور کثیر التعداد حدیثیں موجود ہیں نیز یہ احتمال بھی ہے کہ یہ جواز کاتنے سے پہلے ہو۔ (اور عدم جواز کاتنے کے بعد) وھذا الاحتمال لا یخلو من قوۃ. واللہ العالم۔

باب ۳

مقام تقیہ میں کپاس، پٹ سن اور پشمینہ وغیرہ پر سجدہ کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن یقطین سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر کوئی شخص اونی کپڑے یا فرش پر سجدہ کرے تو؟ فرمایا: جب تقیہ کی حالت میں ہو تو کوئی مضائقہ نہیں (اور شیخ صدوق علیہ الرحمہ کی روایت میں یہ تتمہ بھی ہے فرمایا: اور تقیہ کی حالت میں کپڑے پر سجدہ کرنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴

سخت ضرورت کے وقت لباس اور پشت دست پر سجدہ کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عیینہ بیاع القصب (بانس فروش) بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ سخت گرمی کے وقت مسجد میں داخل ہونا اور (گرم) سنگریزوں پر سجدہ کرنا مجھے ناپسند ہے (کہ اس سے پیشانی جل جائے گی) لہٰذا میں کپڑا بچھا کر اس پر سجدہ کرتا ہوں تو؟ فرمایا: ہاں۔ (اس صورت میں) کوئی حرج نہیں ہے۔ (تہذیب واستبصار)

۲۔ قاسم بن الفضیل بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپ کا فدیہ ہو جاؤں! ایک آدمی گرمی یا سردی کی شدت سے بچنے کے لئے اپنی آستین پر سجدہ کرتا ہے تو؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب)

۳۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں سفر میں ہوتا ہوں، نماز کا وقت داخل ہو جاتا ہے مگر مجھے گرمی کی تیزی کی وجہ سے چہرہ کے جھلنے کا اندیشہ ہے دریں حالات کیا کروں؟ فرمایا: اپنے کپڑے کے کچھ حصے پر سجدہ کرو! عرض کیا: میرے اوپر اتنا کپڑا نہیں ہے جس کے دامن پر سجدہ کر سکوں تو؟ فرمایا: پھر اپنی پشت کف پر سجدہ کرو کیونکہ یہ جگہ بھی مساجد میں سے ایک ہے! (ایضاً)

۴۔ منصور بن حازم کئی اصحاب سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم سرد زمین میں ہوتے ہیں وہاں برف ہی برف ہے! تو کیا ہم برف پر سجدہ کر سکتے ہیں؟ فرمایا: نہ۔ البتہ اپنے اور برف کے درمیان روئی یا پٹ سن رکھ دو۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے جبکہ زمین سخت گرم ہے اگر اس پر سجدہ کرے تو اسے سخت اذیت ہوتی ہے اس لئے وہ اس پر سجدہ نہیں کر سکتا تو آیا وہ کپاس یا پٹ سن کے کپڑے پر سجدہ کر سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں اگر مضطر ہو تو پھر ایسا کر سکتا ہے! (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ و ۲ و ۳ اور باب ۲۲ و ۲۸ از مکان مصلی میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (قیام باب ۱ و ج ۴ باب ۱۳ از قضا میں) ذکر کی جائیں گی انشاءاللہ۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے ضرورت یا تقیہ پر محمول کیا ہے۔

۴۔ معاویہ بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کشتی میں نماز پڑھنے کے متعلق سوال کیا۔ فرمایا: قیر اور بال پر نماز پڑھے اور ان پر ہی سجدہ کرے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہاں اضطرار کا قرینہ (کشتی میں نماز) ظاہر ہے۔ لہٰذا یہ ضرورت پر محمول ہے نہ کہ حالت اختیاری پر۔

۵۔ منصور بن حازم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: قیر زمین کی نباتات[1] میں سے ہے۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس سے پہلے (شاید باب اول میں) بعض ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو عمومی اعتبار سے اس موضوع پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۷

کاغذ پر سجدہ کرنا جائز ہے ہاں اگر اس پر کوئی تحریر ہو تو پھر مکروہ ہے مگر ہے جائز۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود صفوان جمال سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو محمل میں کاغذ پر سجدہ کرتے ہوئے دیکھا اور اکثر و بیشتر تو اس حال میں اشارہ سے نماز پڑھتے تھے۔ (التہذیب والاستبصار والمحاسن)

۲۔ علی بن مہزیار بیان کرتے ہیں کہ داؤد بن فرقد نے (بذریعہ مکتوب) امام علی نقی علیہ السلام سے یہ مسئلہ دریافت کیا کہ آیا ان کاغذوں پر سجدہ کرنا جائز ہے جن پر کچھ تحریر موجود ہو؟ امامؑ نے جواب میں لکھا کہ ہاں جائز ہے۔ (التہذیب والاستبصار والفقیہ)

۳۔ جمیل بن دراج بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اس کاغذ پر سجدہ کرنے کو مکروہ جانتے تھے جس پر کوئی تحریر موجود ہو! (التہذیب والاستبصار والفروع)

باب ۸

اس چیز پر سجدہ کرنا جائز ہے جس پر باقی جسم نہ ہو اور اگر کھڑے ہونے کی جگہ سے جائے سجدہ بلند ہو تو اس کا حکم؟

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر ایک شخص مصلیٰ پر یا چٹائی پر نماز پڑھ رہا ہو اور سجدہ میں اس کے ہاتھ تو مصلیٰ پر ہوں مگر اس کی انگلیوں

---

[1] مگر جب اس کا روغن نکال لیا گیا تو وہ زمین اور اس کی نباتات ہونے سے خارج ہو گئی ہے۔ فتامل۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

کے سرے زمین پر ہوں یا اس کی ہتھیلی کا کچھ حصہ مصلی سے باہر زمین پر ہو تو؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔
(قرب الاسناد، بحار الانوار)

۲۔ نیز علی بن جعفرؑ نے انہی حضرتؑ سے سوال کیا کہ اگر کوئی شخص (بحالت نماز) مسجد میں بیٹھا ہو مگر اس کے پاؤں مسجد سے باہر ہوں یا حالت نماز میں مسجد سے (باہر) منتقل ہو جائے تو؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے خمرہ، ڈھیلا اور سنگریزوں پر سجدہ کرنے اور مصلی پر کھڑے ہو کر کسی اور چیز پر سجدہ کرنے اور کاغذ پر سجدہ کرنے کے ابواب وغیرہ میں گزر چکی ہیں۔

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود غیاث بن ابراہیم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کوئی شخص اس چیز پر سجدہ نہ کرے جس پر اس کا پورا جسم نہ ہو۔ (الفروع، التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسیؒ نے فرمایا ہے کہ یہ اہل خلاف کے مطابق ہونے کی وجہ سے محمول بر تقیہ ہے۔ مقام سجدہ کا قیام کے مقام سے بلند ہونے کا حکم نحو کے باب (۱۰ و ۱۱ میں) بیان کیا جائے گا۔

باب ۹
شورہ، برف اور پتھر پر سجدہ کرنے کا حکم؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود معمر بن خلاد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا برف پر سجدہ کرنا جائز ہے؟ فرمایا: نہ شورہ والی زمین پر سجدہ کرو اور نہ برف پر۔ (التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس سے پہلے مکان مصلی وغیرہ میں اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۱۰
چونا گچ پر سجدہ کرنے کا حکم؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود حسن بن محبوب سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اس گچ کے متعلق سوال کیا جسے پکانے کے سلسلہ میں پاخانہ اور مردوں کی ہڈیاں جلائی جاتی ہیں پھر اس سے مسجد کو چونا گچ کیا جاتا ہے آیا اس پر سجدہ کیا جا سکتا ہے؟ تو آپؑ نے اپنے دستخطوں سے مجھے جواب لکھا کہ پانی اور آگ نے اسے پاک کر دیا ہے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس امر میں صریح نہیں ہے کہ اس پر سجدہ کرنا جائز ہے۔ جبکہ سابقہ حدیثیں صریح ہیں کہ اس پر سجدہ جائز نہیں ہے باقی رہا اس کا پاک ہونا تو اس سے اس پر سجدہ کا جائز ہونا لازم نہیں آتا۔ کما لا یخفی. و اللہ العالم۔

باب ۱۱

خمرہ بنانا اور اس پر سجدہ کرنا مستحب ہے اور یہ کہ خمرہ کھجور وغیرہ کی شاخ سے بنایا جائے نہ کہ اس کی ٹہنی سے

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن یحییٰ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: زمین پر سجدہ کرنا فرض اور خمرہ پر کرنا سنت ہے۔ (الفروع)

۲۔ علی بن ریان بیان کرتے ہیں کہ ہمارے بعض اصحاب نے ابراہیم بن عقبہ کے ہاتھ ان (امام محمد باقر علیہ السلام) کی خدمت میں خط لکھا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ آیا مدنی خمرہ پر سجدہ جائز ہے؟ فرمایا: جو کھجور کی ڈوری سے بنایا گیا ہے اس پر سجدہ کرو لیکن اس کی ٹہنی سے بنایا گیا ہے اس پر نہ کرو۔ (ایضاً و التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حسن بن علی بن شعیب سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہمارے شیعہ چار چیزوں سے بے نیاز نہیں ہیں۔ (۱) ایک خمرہ جس پر سجدہ کریں۔ (۲) دوسرا انگوٹھی جو پہنیں۔ (۳) تیسرا مسواک جو کریں۔ (۴) اور چوتھی حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر مقدس کی خاک کی تسبیح۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ و باب ۲ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۲

معدنیات (جو چیزیں کان سے نکلتی ہیں) جیسے سونا، چاندی، شیشہ اور نمک وغیرہ ان پر سجدہ کرنا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن الحسین سے روایت کرتے ہیں کہ بعض اصحاب نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں مکتوب ارسال کیا جس میں شیشہ پر سجدہ کرنے کے متعلق سوال کیا تھا۔ راوی کا بیان ہے کہ خط ارسال کرنے کے بعد میں نے سوچا کہ یہ (شیشہ) تو ان چیزوں میں سے ہے جو زمین سے اگتی ہیں (لہٰذا اس پر سجدہ جائز ہونا چاہیے لہٰذا) مجھے یہ سوال نہیں کرنا چاہیئے تھا۔ امامؑ نے جواب میں لکھا کہ شیشہ پر نماز نہ پڑھو (سجدہ نہ کرو) اگرچہ تمہارے دل میں یہ خیال پیدا ہو کہ یہ ان چیزوں میں سے ہے جو زمین سے اگتی ہیں کیونکہ یہ نمک اور ریت کی قسم سے ہے جو (زمین) کی مسخ شدہ شکل ہے۔ (الفروع، التہذیب، کشف الغمہ، العلل)

۲۔ یونس بن یعقوب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سونے اور چاندی پر سجدہ نہ کرو۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ا و باب ۶ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۱۳

اختیاری حالت میں زمین سے اُگے ہوئے گھاس پر سجدہ کرنا جائز ہے جو پیشانی پر لگ جائے اور سنگریزوں پر بھی جائز ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا زمین سے اگنے والے تر و تازہ اور ملائم گھاس پر سجدہ کرنا روا ہے؟ فرمایا: جب نمازی پیشانی کو زمین سے چسپاں کردے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب، قرب الاسناد)

۲۔ عبدالملک بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو دیکھا کہ انہوں نے جب سجدہ کرنا چاہا تو پہلے سنگریزوں کو ہموار اور برابر کیا۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ و ۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۸ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۴

عمامہ، ٹوپی، بالوں اور آستینوں پر سجدہ جائز نہیں ہے اور پیشانی سے سجدہ کا کام صادق آجائے تو کافی ہے ہاں البتہ تمام پیشانی سے سجدہ کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود عبدالرحمٰن بن ابوعبداللہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص اس طرح سجدہ کرتا ہے کہ اس کی پیشانی پر پگڑی بندھی ہوئی ہے جس کی وجہ سے اس کا چہرہ (پیشانی) زمین پر نہیں لگتا؟ فرمایا: جب تک پیشانی زمین پر نہ لگے اس وقت تک سجدہ صحیح نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے امامین علیہم السلام میں سے ایک امامؑ کی

خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص سجدہ کرتا ہے مگر اس نے پگڑی یا ٹوپی پہنی ہوئی ہے؟ فرمایا: بالوں کے اگنے سے لے کر ابرو تک اگر پیشانی کا کچھ حصہ زمین پر لگ جائے تو کافی ہے۔ (الفقیہ، ملاحظہ، التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود طلحہ بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام کے متعلق روایت کرتے ہیں کہ آپ پگڑی اور آستینوں پر سجدہ نہیں کرتے تھے۔ (التہذیب)

۴۔ اسی سلسلہ سند کے ساتھ حضرت امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ وہ نماز کی حالت میں سنگریزوں کے ہموار کرنے کو اور بالوں کے اگنے والی جگہ پر سجدہ کرنے کو مکروہ جانتے تھے۔ (ایضاً)

۵۔ علی بن جعفر اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کرتے ہیں کہ ایک عورت کے پیشانی والے بال لمبے ہیں جب وہ سجدہ کرتی ہے تو اس کی کچھ پیشانی تو زمین پر پڑتی ہے مگر بعض حصے کو بال چھپا لیتے ہیں؟ کیا اس طرح سجدہ جائز ہے؟ فرمایا: نہیں۔ ساری پیشانی زمین پر لگنی چاہیئے۔ (ایضاً)

۶۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسنادِ خود علی بن جعفر سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص سجدہ کرتا ہے مگر اس کی پیشانی اور زمین کے درمیان اس کی پگڑی اور ٹوپی حائل ہو جاتی ہے تو؟ فرمایا: جب تک پیشانی زمین پر نہ لگے کافی نہیں ہے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۳ از لباس مصلی میں) گزر چکی ہیں جو اس موضوع پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۱۵

پنکھے، مسواک، لکڑی اور ساگوان پر سجدہ کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ مریض کس طرح سجدہ کرے؟ خمرہ پر، پنکھے پر یا مسواک پر؟ فرمایا: اگر ان چیزوں میں سے کسی چیز کو اٹھا کر اس پر سجدہ کرے تو یہ صرف اشارہ سے سجدہ کرنے سے افضل ہے (پھر فرمایا) پنکھے پر سجدہ کرنا صرف اس لئے مکروہ ہے کہ اس سے ان بتوں کی پرستش سے مشابہت لازم آتی ہے جن کو خدا کے سوا پوجا جاتا ہے۔ جبکہ ہم خدا کے سوا کسی کی پرستش نہیں کرتے۔ بے شک تم پنکھے، مسواک اور لکڑی پر سجدہ کرو۔ حضرت شیخ طوسیؒ نے بھی اس روایت کو عمر بن اذینہ سے اسی طرح نقل کیا ہے مگر اس میں تھوڑا سا فرق ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (امام محمد باقر علیہ السلام) سے مریض کے متعلق سوال کیا (کہ وہ کس طرح سجدہ کرے؟) فرمایا: زمین پر سجدہ کرے یا پنکھے پر۔ (الفقیہ، التہذیب)

۳۔ ابراہیم بن ابو محمود بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص ساگوان کی لکڑی کی چارپائی پر نماز پڑھتا ہے آیا وہ اس پر سجدہ کر سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (ایضاً)

۴۔ جناب شیخ حسن فرزند حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود جابرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک بیمار کی مزاج پرسی کرنے تشریف لے گئے دیکھا کہ وہ تکیہ پر سجدہ کر رہا ہے! آنحضرتؐ نے تکیہ اٹھا کر دور پھینک دیا۔ اس نے لکڑی اٹھائی تا کہ اس پر سجدہ کرے؟ مگر آپؐ نے وہ بھی اٹھا کر پھینک دی! اور فرمایا: ہو سکتا ہے تو زمین پر سجدہ کرو یا پھر اشارہ کرو اور رکوع کی نسبت سجدہ کے لئے زیادہ نیچے جھک۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ لکڑے والا حکم یا تو منسوخ ہے (اب جائز ہے) یا اوائل اسلام میں بتوں سے مشابہت کی بناء پر مکروہ تھا یا شاید لکڑی اس قدر چھوٹی تھی کہ جس پر پیشانی قرار نہیں پکڑ سکتی تھی یا پھر مطلب یہ ہے کہ زمین پر چونکہ سجدہ کرنا مستحب ہے لہٰذا اسے ترجیح دینی چاہیئے! اور اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱میں اور مکان مصلی باب ۴۰ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۶

خاک شفاء پر یا اس کی ٹکڑی پر سجدہ کرنا اور اسی خاک کی تسبیح بنانا اور اسے اپنے ہمراہ رکھنا اور اسے پھیرتے رہنا حتی کہ نماز فریضہ و نافلہ میں بھی جبکہ بھولنے کا اندیشہ ہو، مستحب ہے اور بائیں ہاتھ سے تسبیح پکڑ کر پڑھنا بھی جائز ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر مقدس کی خاک پر سجدہ کرنا ساتواں زمینوں تک سب کو منور و درخشندہ کر دیتا ہے اور جس شخص کے پاس حضرت امام حسین علیہ السلام کی خاک قبر کی تسبیح موجود ہو وہ اگرچہ تسبیح نہ کرے مگر وہ تسبیح کرنے والا شمار کیا جائے گا۔ (الفقیہ)

۲۔ جناب احمد بن علی الطبرسی محمد بن عبداللہ بن جعفر الحمیری سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام العصر علیہ السلام کی خدمت میں لکھا کہ آیا قبر حسینؑ کی ٹکڑی پر سجدہ کرنا جائز ہے اور آیا اس میں فضیلت بھی ہے؟ آپؑ نے جواب میں لکھا کہ ہاں جائز بھی ہے اور اس میں فضیلت بھی ہے! پھر سوال کیا کہ جب کوئی شخص نماز فریضہ یا نافلہ پڑھ رہا ہو تو تسبیح پھیر سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ جبکہ بھولنے کا اندیشہ ہو! پھر پوچھا: آیا بائیں سے تسبیح پھیر سکتا ہے فرمایا: ہاں جائز ہے والحمدللہ۔ (الاحتجاج للطبرسیؒ)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس زرد رنگ کے ریشم کی ایک چھوٹی سی تھیلی تھی جس میں تربت حسینیہ تھی! جب نماز کا وقت ہوتا تو آپؑ اسے سجادہ پر بکھیر دیتے اور اس پر سجدہ کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ تربت حسینؑ پر سجدہ کرنا سات پردوں (آسانوں) کو پھاڑ دیتا ہے۔ (مصباح المتہجد للشیخ الطوسیؒ)

۴۔ جناب شیخ حسن بن محمد الدیلمی روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ہمیشہ از راہ تذلل و فروتنی تربت حسینیؑ پر سجدہ کیا کرتے تھے۔ (الارشاد للدیلمی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱۱ میں اور اس سے پہلے باب الکفن میں) ایسی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد باب الزیارات اور تعقیب میں بیان کی جائیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۱۷

زمین پر سجدہ کرنا اور باقی تمام چیزوں پر اسے ترجیح دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن الحکم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: زمین پر سجدہ کرنا افضل ہے کیونکہ اس طرح خداوند عالم کی ذات والاصفات کے لئے زیادہ خشوع و خضوع ظاہر ہوتا ہے۔ (الفقیہ، علل الشرائع)

۲۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: زمین پر سجدہ کرنا فرض اور زمین کے سوا باقی چیزوں پر سنت ہے۔ (الفقیہ، التہذیب)

۳۔ ایک روایت "غیر الارض" کی بجائے "غیر ذلک" اس کے سوا کسی اور چیز پر سنت ہے۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن فضیل سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے بوریا اور چٹائی پر سجدہ کرنے کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: اس میں حرج تو کوئی نہیں ہے! مگر اس سے زمین پر سجدہ کرنا مجھے زیادہ پسند ہے کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اسے پسند کرتے تھے کہ جب کہ پیشانی زمین پر رکھی جائے تو میں بھی اسی چیز کو پسند کرتا ہوں جسے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پسند کرتے تھے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس کے بعد باب القیام نمبر ۱ میں آئیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

☆☆☆☆☆

جلد سوم کا ترجمہ و تحشیہ ختم ہوا۔ والحمد للہ رب العالمین۔

عیدالاضحیٰ ۱۰ ذی الحجۃ الحرام ۱۴۱۱ھ بمطابق ۲۳ جون ۱۹۹۱ء ساڑھے بارہ بجے شب

(وانا الاحقر محمد الحسین النجفی عفی عنہ بلقمہ، سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا)

☆☆☆☆☆